

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام



ISLAM
INTERNATIONAL
PUBLICATIONS LTD

روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسح موعود و مہدی معبود علیہ السلام
(جلد ہفتم)

Ruhaani Khazaa'in

(Volume 7)

Collection of the books of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian,
The Promised Messiah and Mahdi (1835-1908), peace be upon him.
Volumes 1-23

© Islam International Publications Ltd.

First Published in Rabwah, Pakistan in the 1960s

Reprinted in the UK in 1984

Reprinted in 1989

Second edition (with computerized typesetting) published in 2008

Reprinted in the UK in 2009

Published in Qadian, India in 2008 (Vol. 1-10)

Present edition published in the UK in 2021

Published by:

Islam International Publications Ltd

Unit 3, Bourne Mill Business Park,

Guildford Road, Farnham, Surrey, GU9 9PS UK

Printed in Turkey at:

Levent Offset

ISBN: 978-1-84880-134-9 (Set Vol. 1-23)

10 9 8 7 6 5 4 3 2 1



حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب
کے مطالعہ کے متعلق

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس
ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

احبابِ جماعت کے نام

پیغام

روحانی خزائن کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ۲۰۰۸ء

کی اشاعت کے موقع پر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ
وَعَلٰی عِبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
هوالتاصر



لندن

10-8-2008

پیغام

وہ خزان جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار اللہ تعالیٰ نے وَآخِرِينَ مِنْهُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور نشر و صحف سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پر لیس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلانے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچانے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۷۷۳)

ایک اور کتاب میں آپ فرماتے ہیں:

”کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے..... ایسا ہی آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْحُقُوا اِبْهَمًا** اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو **مِنْهُمْ** کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا..... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور بڑی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْحُقُوا اِبْهَمًا** اور حسب منطوق آیت **قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعثت کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور آگن بوٹ اور

مطالع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافرانس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے۔“

(تختہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سو اس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتر اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پر نچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ”مضمون بالا رہا“ کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوبہ عطا ہوئی کہ:

”در کلام تو چیزے است کہ شعراء را در او دخل نیست۔ کلام اُفصحَتْ مِنْ لَدُنِّ رَبِّ

کَرِيمِ“۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ”تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی

طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔“ (ہقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

”میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل

سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں

تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح

پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی

تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔

میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی

بخشتی ہے“۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

”میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر داری کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا

ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ

کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے“۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آب حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں

کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمہ رواں ہے کہ جو اس سے پئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یفیض المال حتی لا یقبلہ احد (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ:

”وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تاکہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کا فور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خزائن

خليفة المسيح الخامس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ”روحانی خزائن“ پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اول کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ ایڈیشن اول میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔ یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تاکہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس ٹل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون ”ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات“ جو پہلے ”تصدیق النبی“ کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے صفحہ

۲۲۱ پر مراسلت نمبر امابین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔ اس کے بعد مراسلت

نمبر ۲ امابین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل

ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر ۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ”التبلیغ“ کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ ایڈیشن اول میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔ نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کر دی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے جو خلافت لائبریری میں موجود ہے نقل کر کے جلد نمبر ۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹ جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اس میں صفحہ ۳۳ تا ۳۴ پر مشتمل ”گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟“ کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ”عصمت انبیاء“ کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷۵ تا ۷۹ میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔ اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

والسلام
سید عبدالحی
ناظر اشاعت

اکتوبر ۲۰۰۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی اشاعت و تبلیغ اسلام کے جہاد میں صرف کی اور اس مقصد کے لئے آپ نے نہ صرف کثیر تعداد میں کتب تصنیف فرمائیں بلکہ اشتہارات و تقاریر کے ذریعہ بھی خدمت اسلام کے اس فریضہ کا حق ادا فرمایا۔ حضور علیہ السلام کی جملہ تصانیف کو روحانی خزائن کی تینیں جلدوں کے سیٹ میں طبع کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح آپ کے پُر معارف کلمات و تقاریر و مجالس علم و عرفان کو ملفوظات کی دس جلدوں میں، جبکہ آپ کے تحریر فرمودہ اشتہارات کو مجموعہ اشتہارات کے عنوان سے تین جلدوں میں تیار کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں علوم و فیوض روحانی سے لبریز اس لٹریچر (روحانی خزائن، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات) کے نئے ایڈیشن تیار کئے گئے ہیں جن کی اب سیدنا حضور اقدس کی منظوری سے یہاں انگلستان سے طباعت کی جا رہی ہے تاکہ بیرون ممالک میں قائم جماعتوں کی بھی علمی و روحانی تہنیتی دور ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ تصانیف منیفہ جو روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں شائع شدہ ہیں، اس کے کمپیوٹر ایڈیشن میں بعض مقامات پر کتابت کے سہو اور اغلاط کی نشاندہی ہوئی تھی۔

امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے نئے ایڈیشن کی تیاری کا ارشاد فرماتے ہوئے بعض درج ذیل ہدایات سے نوازا:

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی صحت کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے لازم ہے کہ ان کو اول ایڈیشن کے عین مطابق اور اسی حال میں برقرار رکھا جائے۔ اگر اول ایڈیشن میں کہیں سہو کتابت ہے تو اس کو بعینہ

قائم رکھا جائے۔ البتہ واضح سہو اور غلطی کی ناشر کی طرف سے حاشیہ میں وضاحت دی جائے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشنز شائع ہوئے تھے تو آپ کی زندگی میں مطبوعہ آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا جائے۔

غرضیکہ اول ایڈیشن سے تقابل کر کے اگر مابعد کسی سہو یا کتابت کی غلطی کی درستگی کی گئی ہے تو اسے نظر انداز کر کے اول ایڈیشن کے بالکل مطابق کر دیا جائے اور متن میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔“

اول ایڈیشن کے وقت اس زمانہ کی طرز کتابت کے مطابق ”ے“ اور ”ی“ کو اکثر و بیشتر ”ی“ لکھا گیا ہے۔ پہلے قارئین خود سمجھ جاتے تھے کہ فقرہ کی ترتیب کے لحاظ سے یہاں یائے معروف ہے یا یائے مجهول۔ لیکن اب اس تفریق کو سمجھنے میں قاری کو دقت اور مشکل درپیش ہوتی ہے۔ اس لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ فقرہ کی مناسبت سے یائے معروف اور یائے مجهول کو ظاہر کر دیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”روحانی خزائن کے پہلے ایڈیشن کے مطابق صفحات نمبر اور عبارات رکھی جائیں۔“ چنانچہ اس ہدایت کی پابندی کی گئی ہے۔ اس لئے ناشر کی طرف سے اگر کوئی وضاحت ضروری سمجھی گئی تو اس کو بارڈر سے باہر رکھا گیا ہے۔

ایسے انگریزی الفاظ، اسماء وغیرہ جو اردو رسم الخط میں تحریر شدہ ہیں اور جن کو صحیح تلفظ سے پڑھنا مشکل ہے سہولت کی غرض سے ان کو انگریزی طرز میں بھی حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔

الحق مباحثہ دہلی کا ایک حصہ ”مراسلت نمبر ۲“ جو روحانی خزائن کی تدوین کے وقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہو سکا۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کے وقت یہ مراسلت مل گئی اور اسے جلد ۴ کے آخر پر صفحہ ۴۸۳ پر دے دیا گیا۔ اس ایڈیشن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے الحق مباحثہ دہلی کے آخر پر مراسلت نمبر ۱ کے بعد شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

محمود کی آئین تو جلد ۱۲ میں آچکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی آئین بھی لکھی تھی۔ یہ نظم ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی جو روحانی خزائن کی کسی جلد میں شامل نہیں۔

اب روحانی خزائن کی نظر ثانی کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے اپنے زمانی اعتبار سے روحانی خزائن جلد ۱ میں شامل کیا گیا ہے، مگر جلد کے آخر پر تاکہ صفحات کی ترتیب میں فرق نہ آئے۔

روحانی خزائن میں جو فارسی اشعار، عبارات اور رقوم بیان ہوئی ہیں ان کا ترجمہ اس ایڈیشن میں متن کے اختتام پر دے دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو مفہوم سمجھنے میں سہولت ہو۔ یہاں انگلستان میں متعدد مرتبہ خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر مختلف امور میں راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی اور ان ہدایات کی تعمیل کروائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام نے بارہا ان بیش بہا علوم کو پڑھنے اور پھیلانے کی نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سب ان سے کما حقہ فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ آمین

خاکسار
مینیر الدین شمس
ایڈیشنل وکیل التصنیف

فروری ۲۰۲۱ء

ترتیب

روحانی خزائن جلد ۷

- تحفہ بغداد ۱
- کرامات الصادقین ۴۱
- جمامة البشرى ۱۶۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تعارف

(از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

روحانی خزائن کی یہ جلد ہفتم ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تالیفات تحفہ بغداد کرامات الصادقین اور حمامۃ البشری پر مشتمل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی اعجازی کلام

مذکورہ بالا تینوں کتابیں چونکہ عربی زبان میں ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی کلام سے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھ دیا جائے۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کالج یا مشہور و معروف مدرسہ میں یا کسی مشہور اُستاد سے دینی یا عربی علم ادب کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی بلکہ بعض غیر معروف اساتذہ سے عربی کی چند کتب پڑھی تھیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تعلیم سے متعلق اپنی تصنیف ”کتاب البریۃ“ ☆ میں فرماتے ہیں کہ آپ چھ سال کے تھے جب آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم کے لئے ایک فارسی خوان معلم نوکر رکھا جن کا نام فضل الہی تھا۔ اُن سے آپ نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں پڑھیں اور جب آپ کی عمر قریباً دس سال کی ہوئی تو ایک اور استاد جن کا نام مولوی فضل احمد تھا آپ نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو پڑھے۔ جب آپ سترہ یا اٹھارہ سال کے ہوئے تو آپ کی تعلیم کے لئے مولوی سید گل علی شاہ صاحب بٹالوی کو قادیان بلا یا گیا۔ اُن سے آپ نے علم نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کی چند کتب پڑھیں مولوی سید گل علی شاہ صاحب کچھ عرصہ قادیان رہے۔ پھر بعض مجبور یوں کی وجہ سے واپس بٹالہ چلے گئے۔ اس لئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کچھ عرصہ کے لئے ان کے پاس بٹالہ رہنا پڑا۔ اس عرصہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی بھی آپ کے رفیقِ تعلیم بن گئے جس کا ذکر مولوی صاحب مذکور نے اپنے رسالہ اشانۃ السنیۃ جلد ۷ میں بایں الفاظ کیا ہے:-

”مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین میں سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم کتب تھے۔ اُس زمانہ سے آج تک ہم میں اور ان میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری ہے۔“

معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانہ کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کرتے ہوئے اشارہ فرمایا ہے ۔

قَطَعْتَ وَدَادًا قَدْ غَرَسْنَاهُ فِي الصَّبَا
وَلَيْسَ فُؤَادِي فِي الْوَدَادِ يُقَصِّرُ“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۳۵)

تُو نے اُس دوستی کو کاٹ دیا جس کا درخت ہم نے ایام کودکی میں لگایا تھا۔ مگر میرے دل نے دوستی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

اُس زمانہ میں سب سے بڑا مرکزِ علومِ شرقیہ کے حاصل کرنے کا دہلی تھا جہاں اور بہت سے معروف و مشہور اکابر علماء کے علاوہ شیخ الکل مولوی نذیر حسین صاحب سکونت پذیر تھے جن کی شاگردی کا فخر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو حاصل تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مذکورہ بالا تین غیر معروف اساتذہ سے مروجہ علوم کی چند کتابیں اور اپنے والد ماجد سے چند کتابیں علمِ طب کی پڑھنے کے علاوہ اور کہیں تعلیم نہ پائی تھی۔ اس لئے کسی شخص کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ آپ معمولی عربی زبان میں کوئی کتاب یا رسالہ تالیف کر سکتے ہیں چہ جائیکہ فصیح و بلیغ عربی میں پُر از معارف و حقائق ضخیم کتب لکھ سکیں۔ یہی وجہ تھی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور دیگر مولویوں نے آپ سے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ آپ علومِ عربیہ سے جاہل ہیں اور حقیقت یہی تھی کہ آپ کا اکتسابی علم ایسا نہ تھا کہ آپ فصیح و بلیغ عربی میں کوئی

مضمون یا رسالہ یا کتاب تحریر فرمائیں۔ مگر عربی زبان کا علم آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا اور اعجازی رنگ میں ہوا تھا۔ اس لئے آپ نے نہایت فصیح و بلیغ عربی میں بیس سے زیادہ رسالے اور کتابیں لکھیں اور مخالفین علماء کو ہزار ہا روپیہ کے انعامات مقرر کر کے مقابلہ کے لئے بلایا۔ لیکن کسی کو بالمتقابل کتاب یا رسالہ لکھنے کی جرات نہ ہوئی۔

عربی زبان کا علم وہی تھا

عربی زبان کا علم آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ”انجام آتھم“ میں تحریر فرماتے ہیں:-

”وان کمالی فی اللسان العربی مع قلة جھدی و قصور طلیی ایه
واضحۃ من ربی لیظھر علی الناس علمی و ادبی..... وانّی مع ذلک
علمت اربعین الفا من اللغات العربیة . واعطیت بسطۃ کاملۃ فی
العلوم الادبیة.“ (انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۴)

یعنی عربی زبان میں باوجود میری کمی کوشش اور کوتاہی جستجو کے جو مجھے کمال حاصل ہے وہ میرے رب کی طرف سے ایک کھلا نشان ہے تا وہ لوگوں پر میرے علم اور میرے ادب کو ظاہر کرے۔ پس کیا مخالفوں کے گروہوں میں سے کوئی ہے جو میرے مقابلہ پر آوے؟ اور اس کے ساتھ مجھے یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے چالیس ہزار مادہ عربی زبان کا سکھایا گیا ہے۔ اور مجھے ادبی علوم پر پوری وسعت عطا کی گئی ہے۔

اور ”ضرورت الامام“ میں فرماتے ہیں:-

”میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔
کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔“ (ضرورت الامام۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۶)
اور ”لجۃ النور“ میں تحریر فرماتے ہیں:-

”کلمۃ قلت من کمال بلاغتی فی البیان فہو بعد کتاب اللہ القران.“

(لجۃ النور۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۴۶۴)

یعنی جو کچھ میں نے اپنی کمال بلاغتِ بیانی سے کہا ہے تو وہ کتابِ قرآن مجید سے دوسرے درجہ پر ہے۔

پھر انشا پر دازی کے وقت تائیدِ الہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجازِ نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے۔

(۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آجاتا ہے اور میں اُس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازماً فطرتِ خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر اُن مضامین کو میں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم۔

(۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارقِ عادت کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحیِ متلو کی طرح رُوح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اُس وقت میں جس سے غائب ہوتا ہوں مثلاً عربی عبارت کے سلسلہ تحریر میں مجھے ایک لفظ کی ضرورت پڑی جو ٹھیک ٹھیک بسیاریِ عیال کا ترجمہ ہے اور وہ مجھے معلوم نہیں اور سلسلہ عبارت اس کا محتاج ہے تو فی الفور دل میں وحیِ متلو کی طرح لفظ ضفیف ڈالا گیا جس کے معنی ہیں بسیاریِ عیال۔ یا مثلاً سلسلہ تحریر میں مجھے ایسے لفظ کی ضرورت ہے جس کے معنی ہیں غم و غصہ سے چُپ ہو جانا اور مجھے وہ لفظ معلوم نہیں تو فی الفور دل پر وحی ہوتی کہ ”جووم“ ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے

وقت میں صدہا بنے فقرات وحی متلو کی طرح دل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے اور بعض فقرات آیات قرآنی ہوتے ہیں یا ان کے مشابہ کچھ تھوڑے تصرف سے۔“

(نزول المسیح - روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴، ۴۳۵)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فصیح و بلیغ عربی میں کتابیں لکھنا تا سید الہی سے تھا آپ کے اکتسابی علم کا نتیجہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین علماء نے آپ کے اس چیلنج کو کہ وہ بھی آپ کے مقابلہ میں آپ جیسے رسائل و کتب لکھیں قبول کرنے کی بجائے ویسے ہی اعتراضات کئے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے قرآنی چیلنج کے جواب میں کئے تھے کیونکہ وہ بھی جانتے تھے کہ ایسا فصیح و بلیغ اور پُر حقائق و دقائق کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے امی شخص کا کام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ایک طرف تو انہوں نے کہا ”انما یعلمہ بشر“ کہ اسے کوئی اور بشر سکھاتا ہے۔ ”واعسانہ علیہ قوم اخرون“ یعنی دوسرے اور لوگ ہیں جو قرآن کی تالیف میں آپ کی اعانت کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہا کہ ”لونشاء لقلنا مثل هذا۔ ان هذا الا اساطیر الاولین“ یعنی اگر ہم چاہیں تو ہم ایسا کلام کہہ سکتے ہیں لیکن ہم اس لئے اس طرف توجہ نہیں دیتے کہ اس میں پہلوں کے قصوں اور سٹوریوں کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔ اور بعد میں آنے والے مخالف عیسائیوں نے یہ بھی لکھنا شروع کیا کہ قرآن مجید تو فصیح و بلیغ بھی نہیں اور اس میں نحوی و صرفی بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر عیسائیوں کی ایک مصرع میں بزبان عربی طبع شدہ کتاب سے چند اغلاط کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) قرآن مجید میں ایسا کلام موجود ہے جو نہ فصیح ہے نہ بلیغ جیسے الم اعهد الیکم کیونکہ اس میں تنافر پایا جاتا ہے۔ غریب الفاظ کی مثال جیسے کوثر کہ اس کے معنی صحابہ کو معلوم نہ تھے۔ اور قیاس کے مخالف جیسے انبتکم من الارض نباتا کیونکہ قیاس انباتا چاہتا ہے۔ پھر جو سننے میں اچھا نہ لگے جیسے ضیضی جو جرّوشی کی طرح ہے۔

(۲) نحوی لحاظ سے آیت والسموفون بعہدہم اذا عاہدوا والصلبرین میں الصابرون اور آیت وامراتہ حمالۃ الحطب میں حمالۃ منصوب کی بجائے مرفوع اور ان الذین امنوا والذین ہادوا والصابنون (المائدہ) میں ان کا اسم ہونے کی وجہ سے والصابین ہونا چاہئے۔ اسی طرح آیت ولکن البر من امن میں ان تؤمنوا۔ اور آیت قطعنا ہم اثنتی عشرة اسباطاً امماً میں عام نحوی

قاعدہ کے مطابق کہ عدد مذکور اور معدود مفرد ہو۔ قطعاً ہم اثنی عشر سبباً اور آیت و المطلقات
يَتَرَبَّصَّنَ بَانفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ میں اقرءِ یا اقراءِ جمع قلت کا صیغہ استعمال ہونا چاہئے تھا۔ اسی طرح
ایاماً معدودات کی بجائے ایاماً معدودہ۔

(۳) ضار کی غلطیاں جیسے آیت ہذا ان خصمان اختصموا میں اختصما۔ اور اسروا
النجوى الذين ظلموا میں أسروا۔ اور آیت وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا میں اقتتلا اور آیت
ان لكم فی الانعام لعیبة نسفیکم مما فی بطونہ میں بطونہا ہونا چاہئے۔
(۴) پھر بعض آیتیں پہلوں کے اقوال سے ماخوذ ہیں۔ مثلاً آیت فاذا انشقت السماء
فكانت وردة كالدھان عتتر کے شعر۔

وان ام الارض صارت وردة مثل الدھان
سے اور آیت خلق الانسان من صلصال كالفخار۔ امیہ بن الصلت کے شعر۔
کیف الجحود و انما خلق الفتی من طین صلصال له فخر
سے ماخوذ ہے۔ ☆

الغرض عیسائیوں نے قرآن مجید کو غیر فصیح اور نحوی و صرفی غلطیوں سے غیر متبر اقرار دے کر اس کے
کلام الہی ہونے سے انکار کیا ہے۔ ہمارے نزدیک ان کے یہ سب اعتراضات لغو اور باطل ہیں اور اصح اور
افصح اور ابلغ عربی زبان وہی ہے جو قرآن مجید کی زبان ہے۔ اور عربی زبان سے متعلق اسی سوال کا جواب
دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ حضورؐ
فرماتے ہیں:-

”بعض نادانوں نے قرآن شریف پر بھی اپنی مصنوعی نحو کو پیش نظر رکھ کر اعتراض
کئے ہیں مگر یہ تمام اعتراض بے ہودہ ہیں۔ زبان کا علم وسیع خدا کو ہے نہ کسی اور کو۔ اور
زبان جیسا کہ تغیر مکانی سے کسی قدر بدلتی ہے۔ ایسا ہی تغیر زمانی سے بھی تبدیلیاں ہوتی
رہتی ہیں۔ آج کل کی عربی زبان کا اگر محاورہ دیکھا جائے جو مصر اور مکہ اور مدینہ اور
دیار شام وغیرہ میں بولی جاتی ہے تو گویا وہ محاورہ صرف و نحو کے تمام قواعد کی بیخ کنی کر
رہا ہے اور ممکن ہے کہ اس قسم کا محاورہ کسی زمانہ میں پہلے بھی گذر چکا ہو.....“

لغت عرب جو صرف و نحو کی اصل کنجی ہے وہ ایک ایسا ناپیدا کنارہ دریا ہے جو اُس کی نسبت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے کہ لایعلمہ الا نبی یعنی اس زبان کو اور اس کے انواع اقسام کے محاورات کو بجز نبی کے اور کوئی شخص کامل طور پر معلوم ہی نہیں کر سکتا۔ اس قول سے بھی ثابت ہوا کہ اس زبان پر ہر ایک پہلو سے قدرت حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں بلکہ اس پر پورا احاطہ کرنا معجزات انبیاء علیہم السلام سے ہے۔“ (نزول المسح - روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۶، ۴۳۷)

اسی طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخالف علماء کو جو آپؐ کو جاہل اور خود کو عالم خیال کرتے تھے مقابلہ کے لئے دعوت پر دعوت دی اور چیلنج پر چیلنج کیا تو اُن کا جواب بھی وہی تھا جو مخالفین قرآن مجید نے دیا تھا۔

مخالف علماء کا جواب

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی کلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”حقیقت شناس اس عبارت سے اس کا جاہل ہونا اور کوچہ عربیت سے اس کا نابلد ہونا اور دعویٰ الہام میں کاذب ہونا نکالتے ہیں اور وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ عبارت عرب کی عربی نہیں اور اس کی فقرہ بندی محض بے معنی تنگ بندی ہے۔ اس میں بہت سے محاورات والفاظ کا دیانی نے از خود گھڑ لئے ہیں۔ عرب عرباء سے وہ منقول نہیں اور جو اس کے عربی الفاظ و فقرات ہیں اُن میں اکثر صرف و نحو و ادب کے اصول و قواعد کی رو سے اس قدر غلطیاں ہیں کہ ان اغلاط کی نظر سے اُن کو مسخ شدہ عربی کہنا بے جا نہیں۔ اور ان کے راقم کو عربی سے جاہل اور الہام و کلام الہی سے مشرف و مخاطب ہونے سے عاقل کہنا زیبا ہے۔“

(اشاعۃ السنۃ - جلد ۱۵ نمبر ۱۳ صفحہ ۳۱۶ نیز دیکھو اشاعۃ السنۃ - جلد ۱۵ نمبر ۸ صفحہ ۱۹۱)

واعانہ علیہ قوم اخرون کا اعتراض

پھر مخالفین نے آپؐ پر یہ اعتراض بھی کیا کہ جو کتابیں عربی زبان میں آپؐ تصنیف فرماتے ہیں۔ وہ دوسروں سے لکھواتے ہیں اور ایک شامی عرب اپنے پاس رکھا ہے جو آپؐ کو لکھ کر دیتا ہے اور آپؐ اپنے نام پر شائع کر دیتے ہیں۔ اور یہ اعتراض جس بے ہودہ رنگ میں انہوں نے کیا یقیناً مخالفین اسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس رنگ میں نہیں کیا ہوگا۔ جھوٹ بولنا آسان ہوتا ہے لیکن اُس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے کئی اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

میں اس جگہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے اصل الفاظ نقل کر دیتا ہوں تا آنکہ آئندہ آنے والے لوگ آپؐ کے مخالفین کی ان مذہبی حرکات اور ان افتراؤں کا اندازہ لگا سکیں جو وہ مقابلہ سے بچنے اور عوام الناس کو آپؐ سے دور رکھنے کے لئے تراشا کرتے تھے۔ نیز اُن کے پاس اس اعتراض کا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متعدد کتب میں کیا ہے۔ ایک ثبوت ہو جائے۔ شیخ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:-

”امر تر کے گلی کوچہ میں یہ خبر مشہور تھی کہ اس قصیدہ ہمزیہ ☆ کے صلہ میں کا دیانی نے شامی صاحب کو دو سو روپے دیئے ہیں۔ میں نے شامی صاحب سے اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے اس سے انکار کیا اور ان کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ اس مدح و تائید کے صلہ میں کا دیانی نے کسی خوبصورت عورت سے نکاح کر دینے کا ان کو وعدہ دیا تھا وہ اس وعدہ کے بھروسہ پر قادیان میں چار مہینے کے قریب رہے۔ اس عرصہ میں کا دیانی نے اُن سے عربی نظم و نثر میں بہت کچھ لکھوایا اور گودودھ بالائی آم مرغ کھلانے سے اُن کی اچھی مدارات کی مگر اُن کے اصل مطلوب نکاح سے اُن کو محروم رکھا اور وہ وعدہ پورا نہ کیا۔ ایک عورت فاحشہ سے اُن کا نکاح کرانا چاہا مگر اُس کے فاحشہ ہونے کا اُن کو علم ہو گیا اس لئے اُس کے نکاح سے انہوں نے انکار کیا اور دو تین عورتیں اور اُن کو دکھائیں مگر وہ خوبصورت نہ ہونے کی وجہ سے اُن کو پسند نہ آئیں آخر وہ قادیان سے سخت ناراض ہو کر چلے گئے جاتے ہوئے خاکسار کو ملے تو کا دیانی

پر بہت ناراضگی ظاہر کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اب میں ایک رسالہ موسومہ بکرامات کادیانی لکھوں گا۔ اس میں کادیانی کی مکاری کا خوب اظہار کروں گا اور انہوں نے مجھ سے اس امر کی درخواست کی کہ میں اُن کی یہ سرگذشت و پر حسرت کیفیت مشتہر کر دوں اور اس پر کادیانی کی اس بے وفائی اور وعدہ خلافی پر افسوس ظاہر کروں۔ اس درخواست کی وجہ سے یہ چند سطور لکھے گئے ہیں اور نیز اس سے عامہ خلائق کی ہدایت و صیانت مقصود مد نظر ہے تاکہ عام لوگ کادیانی کے دام فریب سے واقف ہو جائیں اور اس دام سے اپنے آپ کو بچائیں۔

”اس مضمون کے لکھے جانے کے بعد ہم نے سنا ہے کہ کادیانی کے درپردہ پیرومرشدو بحسب ظاہر مرید حکیم نور الدین صاحب بھیروی نے شامی کا نکاح کہیں کر دیا ہے اور اس خبر کے سننے سے ہم کو خوشی ہوئی اور افسوس۔ نیز خوشی اس لئے کہ مظلوم شامی کی حق رسی ہوئی۔ افسوس اس لئے کہ اب شامی صاحب کی طرف سے رسالہ ”کرامات کادیانی“ کی اشاعت چندے ملتوی رہے گی۔ شامی صاحب کے نکاح کی یہ تجویز خاکسار کہیں کرا دیتا تو اُن سے جس قدر چاہتا کادیانی کے رد و مذمت میں نظم و نثر (جیسی اُن کو آتی ہے) لکھوا لیتا لیکن یہ پیشہ دلالی کادیانی صاحب کا ہی خاصہ ہے جس کے ذریعہ سے انہوں نے کئی نامی مریدوں کو دام مریدی میں پھنسایا ہوا ہے جس کے نام نامی اور القاب گرامی مولوی حکیم وغیرہ وغیرہ سے اکثر سکنائے پنجاب واقف ہیں اور ایسے باطل اور ناجائز ذرائع سے کام نکالنا ہی ان کا شیوہ معجزہ ہے۔ لہذا یہ جرأت مجھ سے نہ ہو سکی اور میں نے اُن کو اس طرح کی اُمید نہ دلائی۔“

یاد رہے کہ جس شامی عرب سے متعلق بٹالوی صاحب نے مذکورہ بالا بے ہودہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ وہ شخص ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تالیف ”التبلیغ“ کو پڑھ کر بے ساختہ کہا ”واللہ ایسی عبارت عرب بھی نہیں لکھ سکتا“ اور جب اس کے آخر میں شائع شدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں مدحیہ قصیدہ دیکھا تو وہ پڑھ کر بے اختیار رونے لگے۔ اور کہا ”خدا کی قسم! میں نے اس زمانہ کے عربوں کے اشعار کو کبھی پسند نہیں کیا..... مگر ان اشعار کو حفظ کروں گا“ اور اتنے

متاثر ہوئے کہ آخر کار قادیان آ کر آپ کی بیعت کر لی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء میں ”ضمیمہ انجام آتھم“ مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں اپنے مخلص ۳۱۳ صحابہؓ کی فہرست میں نمبر ۵۵ پر اُن کا نام لکھا ہے ☆۔ غور کرو۔ اگر بنا لوی صاحب کا مذکورہ بالا بیان درست ہے تو کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں رہ سکتے تھے؟ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے شخص کو عربی ممالک کے لئے

بطور مبلغ تجویز فرما سکتے تھے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے اُسے

”اس نور اور الہام کے ساتھ دیکھا جو مجھ کو عطا کیا گیا ہے۔ سو میں نے مشاہدہ کیا کہ

وہ حقیقت میں نیک ہے اور متانت عقلی اس کو حاصل ہے اور آدمی نیک بخت ہے جس

نے جذباتِ نفس پر لات ماری اور اُن کو الگ کر دیا ہے اور ریاضت کش انسان ہے۔ پھر

خدا نے اُس کو کچھ حصہ میری شناخت کا عطا کیا سو وہ بیعت کرنے والوں میں داخل ہو

گیا اور اللہ تعالیٰ نے ہماری معرفت کی باتوں سے ایک عجیب دروازہ اُس پر کھول دیا اور

اُس نے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام ایقاظ الناس رکھا اور وہ کتاب اُس کی وسعت

معلومات پر دلیل واضح ہے اور اس کی رائے صائب پر ایک روشن حجت ہے اور وہ کتاب

ہر ایک مباحث کے لئے ہر ایک میدان میں کفایت کرتی ہے۔“

(نور الحق حصہ اول۔ روحانی خزائن جلد ۸، صفحہ ۲۲۔ ترجمہ از عربی عبارت)

اسی طرح اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”پھر ان علماء کے اعتراضات اور شبہات میں سے جو انہوں نے جاہلوں میں پھیلا

رکھے ہیں ایک یہ ہے ”ان هذا الرجل لا يعلم شيئاً من العربية“ کہ یہ شخص

عربی کا ذرہ علم نہیں رکھتا بلکہ وہ تو فارسی زبان سے بھی کوئی حصہ نہیں دیا گیا اور اپنے

متعلق کہتے ہیں کہ ہم متبر علماء ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے جو عمدہ، رگین، دلکش

عبارات اور اچھوتے قصائد عربی زبان میں لکھے ہیں وہ اس کے اپنے نہیں ”بل الفہا

رجل من الشاميين و أخذ عليه كثير من الممال كالمستأجرين

فليكتب الآن بعد ذهابه ان كان من الصادقين“ بلکہ ایک شامی عرب نے

تالیف کئے ہیں اور بہت سماں اس کے عوض میں اُجرت کے طور پر لیا ہے۔ پس اگر

وہ صادق ہے تو اُس کے چلے جانے کے بعد اب لکھ کر دکھائے۔“

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۱۔ ترجمہ از عربی عبارت)

آپ نے ”انجام آتھم“ کے عربی حصہ کے مقابلہ میں لکھنے کے لئے بھی علماء کو بلایا اور اس پر انعام مقرر کیا لیکن کسی کو مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

غلطیوں کے اعتراض کا جواب

غلطیوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

”جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کرے گا ممکن ہے کہ حسب مقولہ
قَلَمًا سَلِمَ مَكْتَبًا کوئی صرنی یا نحوئی غلطی اُس سے ہو جائے اور باعثِ خطا نظر کے
اس غلطی کی اصلاح نہ ہو سکے اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہو کا تب سے کوئی غلطی چھپ جائے
اور باعثِ ذہول بشریت مؤلف کی اُس پر نظر نہ پڑے۔“

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۷)

مولوی بٹالوی کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ان کتبی مُبرأة مما زعمت و منزہة عمّا ظننت
الأسهوا لکاتبین او زیغ القلم بتغافل منی لا کجھل الجاہلین۔ فان
قدرت ان تثبت فیہا عشارا فخدمنی بحذاء کل لفظ غلط دینارا
واجمع صریفاً و نضاراً و کن من المتمولین۔“

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲)

یعنی میری کتابیں ایسی غلطیوں سے جیسا کہ تیرا خیال ہے مبرا اور منزہ ہیں۔ ہاں
سہو کا تب کی غلطیاں یا لغزش قلم سے جو بے خبری میں ایک مؤلف سے بعض وقت
صادر ہو جاتی ہیں ان میں پائی جاسکتی ہیں۔ لیکن وہ ایسی غلطیاں نہیں جو ایک جاہل
زبان سے صادر ہوتی ہیں۔ اگر تم کوئی ایسی غلطی بتا سکو تو میں ہر لفظی غلطی پر ایک دینار
دوں گا اس طرح تم سونا چاندی جمع کر کے مال دار بھی بن سکتے ہو۔

اسی طرح حضور علیہ السلام مخالفین کے ان اعتراضوں کا ذکر کر کے کہ ان کتابوں کی عربی زبان فصیح نہیں اور یہ کہ وہ عرب اور دوسرے ادیبوں کی لکھی ہوئی ہیں اور ایک عرب گھر میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے وہی عرب صبح شام لکھ کر دیتا ہے فرماتے ہیں: ے

انظر الی اقوالہم و تناقض
طورا الی عرب عزوہ و تاراة
سلب العناد اصابة الأراء
قالوا کلام فاسد الاملاء
هذا من الرحمن یا حزب العداء
لا فعل شامی ولا رفقائی

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۷۵)

یعنی ان باتوں کو دیکھو اور ان کے تناقض پر غور کرو۔ عناد سے سچی اور اصابت رائے ان سے سلب ہو گئی ہے۔ کبھی تو میرے کلام کو عرب کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ یہ کلام اچھا نہیں اور غیر فصیح اور غلطیوں سے پُر ہے۔ سوائے گروہ دشمنان! سنو!! یہ رحمن خدا کی توفیق و تائید سے لکھا گیا ہے۔ نہ یہ کسی شامی عرب کا کام ہے اور نہ میرے رفیقوں کا۔

سرقہ کے اعتراض کا جواب

پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مولوی محمد حسن صاحب فیضی وغیرہ نے یہ اعتراض بھی کیا کہ آپ نے مقامات حریری اور مقامات ہمدانی وغیرہ کتب سے فقرے سرقہ کر کے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں:-

ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ معجزہ کے طور خدا تعالیٰ کی تائید سے اس انشا پر دازی کی ہمیں طاقت ملی ہے تا معارف و حقائق قرآنی کو اس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں۔ اور وہ بلاغت جو ایک بے ہودہ اور لغو طور پر اسلام میں رائج ہو گئی تھی اُس کو کلام الہی کا خادم بنایا جائے اور جبکہ ایسا دعویٰ ہے تو محض انکار سے کیا ہو سکتا ہے جب تک کہ اس کی مثل پیش نہ کریں۔..... یوں تو بعض شریر اور بدذات انسانوں نے قرآن شریف پر بھی یہ الزام لگایا ہے کہ اس کے مضامین تو ریت اور انجیل میں سے مسروقہ ہیں اور اس کی امثلہ قدیم عرب کی امثلہ ہیں جو بالفاظہا سرقہ کے طور پر قرآن شریف میں داخل کی

گئی ہیں۔ (اس مضمون پر انگریزی اور عربی اور اردو زبان میں پادریوں کی طرف سے کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ناقل) ایسا ہی یہودی بھی کہتے ہیں کہ انجیل کی عبارتیں ظالمود میں سے لفظ بلفظ چرائی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک یہودی نے حال میں ایک کتاب بنائی ہے جو اس وقت میرے پاس موجود ہے اور بہت سی عبارتیں ظالمود کی پیش کی ہیں جو بجنہ بغیر کسی تغیر تبدل کے انجیل میں موجود ہیں اور یہ عبارتیں صرف ایک دو فقرے نہیں ہیں بلکہ ایک بڑا حصہ انجیل کا ہے اور وہی فقرات اور وہی عبارتیں ہیں جو انجیل میں موجود ہیں..... ان دنوں میں ایک اور شخص نے تالیف کی ہے جس سے وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ توریت کی کتاب پیدائش جو گویا توریت کے فلسفہ کی ایک جڑھ مانی گئی ہے ایک اور کتاب میں سے چرائی گئی ہے جو موسیٰ کے وقت میں موجود تھی گویا ان لوگوں کے خیال میں موسیٰ اور عیسیٰ سب چور ہی تھے۔ یہ تو انبیاء علیہم السلام پر شک کئے گئے ہیں مگر دوسرے ادیبوں اور شاعروں پر نہایت قابل شرم الزام لگائے گئے ہیں۔ متنسی جو ایک مشہور شاعر ہے اُس کے دیوان کے ہر شعر کی نسبت ایک شخص نے ثابت کیا ہے کہ وہ دوسرے شاعروں کے شعروں کا سرقہ ہے۔ غرض سرقہ کے الزام سے کوئی بچا نہیں۔ نہ خدا کی کتابیں اور نہ انسانوں کی کتابیں۔

اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ کیا درحقیقت ان لوگوں کے الزامات صحیح ہیں؟ اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کے ملبہوں اور وحی یا بوں کی نسبت ایسے شبہات دل میں لانا تو بدیہی طور پر بے ایمانی ہے اور لعنتیوں کا کام کیونکہ خدائے تعالیٰ کے لئے کوئی عار کی جگہ نہیں کہ بعض کتابوں کی بعض عبارتیں یا بعض فقرات اپنے ملبہوں کے دل پر نازل کرے بلکہ ہمیشہ سے سنت اللہ اس پر جاری ہے۔

رہی یہ بات کہ دوسرے شاعروں اور ادیبوں کی کتابوں پر بھی یہی اعتراض آتا ہے کہ بعض کی عبارتیں یا اشعار بلفظ یا بتغیر یا بعض کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں تو اس کا جواب جو ایک کامل تجربہ کی روشنی سے ملتا ہے یہی ہے کہ ایسی صورتوں کو بجز توارد کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ جن لوگوں نے ہزار ہا جزیں اپنی بلیغ عبارت کی پیش کر

دیں ان کی نسبت یہ ظلم ہوگا کہ اگر پانچ سات یا دس بیس فقرات اُن کی کتابوں میں ایسے پائے جائیں کہ وہ یا اُن کے مشابہ کسی دوسری کتاب میں بھی ملتے ہیں تو ان کی ثابت شدہ لیاقتوں سے انکار کر دیا جائے۔ اسی طرح ان لوگوں کو انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ اب تک ہماری طرف سے بائیس کتابیں عربی فصیح بلغ میں بطلب مقابلہ تصنیف و شائع ہو چکی ہیں اور عربی کے اشتہارات اس کے علاوہ ہیں (کتابوں کے نام لکھ کر فرماتے ہیں) اس قدر تصانیف عربیہ جو مضامین دقیقہ علمیہ حکمیہ پر مشتمل ہیں بغیر ایک کامل علمی وسعت کے کیونکر انسان ان کو انجام دے سکتا ہے۔ کیا یہ تمام علمی کتابیں حریری یا ہمدانی کے سرقہ سے تیار ہو گئیں اور ہزار ہا معارف اور حقائق دینی و قرآنی جو ان کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ حریری اور ہمدانی میں کہاں ہیں۔ اس قدر بے شرمی سے منہ کھولنا کیا انسانیت ہے؟ یہ لوگ اگر کچھ شرم رکھتے ہوں تو اس شرمندگی سے جیتے ہی مرجائیں کہ جس شخص کو جاہل اور علم عربی سے قطعاً بے خبر کہتے تھے اُس نے تو اس قدر کتابیں فصیح بلغ عربی میں تالیف کر دیں۔ مگر خود ان کی استعداد اور لیاقت کا یہ حال ہے کہ قریباً دس برس ہونے لگے برابر اُن سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ایک کتاب ہی بالمقابل ان کتابوں کے تالیف کر کے دکھلائیں مگر کچھ نہیں کر سکے صرف مکہ کے کفار کی طرح یہی کہتے رہے کہ لَوْ نَشَاءُ لَفَلْنَاهُ مِثْلَ هَذَا.....

اگر علمی اور دینی کتابیں جو ہزار ہا معارف اور حقائق پر مندرج ہوتی ہیں صرف فرضی انسانوں کی عبارتوں کے سرقہ سے تالیف ہو سکتی ہیں تو اس وقت تک کس نے آپ لوگوں کا منہ بند کر رکھا ہے۔ کیا ایسی کتابیں بازاروں میں ملتی نہیں ہیں جن سے سرقہ کر سکو؟ ان لعنتوں کو کیوں آپ لوگوں نے ہضم کیا جو درحالت سکوت ہماری طرف سے آپ کے نذر ہوئیں اور کیوں ایک سورہ کی بھی تفسیر عربی بلغ فصیح میں تالیف کر کے شائع نہ کر سکے تا دنیا دیکھتی کہ کس قدر آپ عربی دان ہیں۔ اگر آپ کی نیت بخیر

ہوتی تو میرے تفسیر لکھنے کے لئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے تا دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ خیر تمام دنیا اندھی نہیں ہے۔ آخر سوچنے والے بھی موجود ہیں۔ ہم نے کئی مرتبہ یہ بھی اشتہار دیا کہ تم ہمارے مقابلہ پر کوئی عربی رسالہ لکھو۔ پھر عربی زبان جاننے والے اس کے منصف ٹھہرائے جائیں گے پھر اگر تمہارا رسالہ فصیح بلیغ ثابت ہو تو میرا تمام دعویٰ باطل ہو جائے گا اور میں اب بھی اقرار کرتا ہوں کہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد اگر تمہاری تفسیر لفظاً و معنیاً اعلیٰ ثابت ہوئی تو اس وقت اگر تم میری تفسیر کی غلطیاں نکالو تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام دوں گا۔ غرض بے ہودہ نکتہ چینی سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بذریعہ تفسیر عربی اپنی عربی دانی ثابت کرو۔ کیونکہ جس فن میں کوئی شخص دخل نہیں رکھا اس فن میں اس کی نکتہ چینی قبول کے لائق نہیں ہوتی..... ادیب جانتے ہیں کہ ہزار ہا فقرات میں سے اگر دو چار فقرات بطور اقتباس ہوں تو ان سے بلاغت کی طاقت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ بلکہ اس طرح کے تصرفات بھی ایک طاقت ہے۔ دیکھو سبع معلقہ کے دو شاعروں کا ایک مصرع پر تو ارد ہے اور وہ یہ ہے

ایک شاعر کہتا ہے ع یقولون لا تہلک انسئ وتجمل
 اور دوسرا شاعر کہتا ہے ع یقولون لا تہلک انسئ وتجدل

اب بتلاؤ کہ ان دونوں میں سے چور کون قرار دیا جائے۔ نادان انسان کو اگر یہ بھی اجازت دی جاوے کہ وہ چرا کر ہی کچھ لکھے تب بھی وہ لکھنے پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ اصلی طاقت اس کے اندر نہیں مگر وہ شخص جو مسلسل اور بے روک آمد پر قادر ہے اُس کا تو بہر حال یہ معجزہ ہے کہ امور علمیہ اور حکمیہ اور معارف حقائق کو بلا توقف رنگین اور بلیغ فصیح عبارتوں میں بیان کر دے۔“

(نزول المسح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۷-۴۳۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تجویز کہ ”میرے مخالف میرے مقابل پر تفسیر لکھنے کے

لئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے تا دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔“ ایسی تجویز ہے جس سے معترضین کے تمام اعتراضات لغو اور باطل ہو جاتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الواقع عربی زبان کا علم نہ رکھتے اور دوسروں سے لکھواتے اور اپنے نام پر شائع کرتے تھے تو آپ مجلس میں بیٹھ کر فصیح و بلیغ عربی زبان میں نئے حقائق و معارف پر مشتمل تفسیر ہرگز نہ لکھ سکتے۔ اور اس طرح مخالف علماء کے اعتراضوں کی صداقت باسانی لوگوں پر واضح ہو جاتی لیکن اُن کے اس طرف رُخ نہ کرنے اور ہر دفعہ عذر اور بہانے بنا کر دعوتِ مقابلہ کو قبول نہ کرنے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اُن کے تمام اعتراضات لغو اور باطل تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان کا علم عطا فرمایا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ مخالفین کو آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

تحفہ بغداد

یہ رسالہ آپ نے محرم ۱۳۱۱ھ مطابق جولائی ۱۸۹۳ء میں تالیف فرمایا۔ وجہ تصنیف یہ ہوئی کہ ایک شخص سید عبدالرزاق قادری بغدادی نے حیدرآباد دکن سے ایک اشتہار اور ایک خط عربی زبان میں آپ کو بھیجا جس میں اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو خلافِ شریعت اور ایسے مدعی کو واجب القتل اور ”التبلیغ“ کو معارضِ قرآن قرار دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کے اشتہار اور خط کو نیک نیتی پر محمول کر کے محبت آمیز طریقہ سے جواب دیا اور اپنے دعویٰ کا موریت اور وفاتِ مسیحِ ناصریٰ کا ثبوت اور اُمتِ محمدیہ میں مکالماتِ الہیہ اور سلسلہٴ مجددین کے جاری رہنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مکتوب کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ آپ اپنے خیالات کی اصلاح کریں اور اگر کسی بات کی حقیقت آپ پر ظاہر نہ ہو تو اس کے متعلق مجھ سے دریافت کریں۔ نیز لکھا کہ مولویوں کے فتاویٰ تکلیف سے دھوکا نہ کھائیں بلکہ میرے پاس آئیں اور پچشم خود حالات دیکھیں تا حقیقت کو پائیں اور اگر آپ لمبے سفر کی تکلیف برداشت نہ کر سکیں تو اللہ تعالیٰ سے میرے بارے میں ایک ہفتہ تک استخارہ کریں۔ استخارہ کا طریق بتا کر فرمایا کہ استخارہ شروع کرنے کے وقت سے مجھے بھی اطلاع دیں تا میں بھی اس وقت دُعا کروں اور رسالہ کے آخر میں دو قصیدے بھی تحریر فرمائے۔

کرامات الصادقین

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک مضمون کا جو انہوں نے ۹ جنوری ۱۸۹۳ء کو لکھ کر اپنے رسالہ اشاعت السنۃ جلد ۱۵ نمبر ۱۱ بابت ماہ جنوری ۱۸۹۳ء میں شائع کیا تھا۔ ۳۰ مارچ ۱۸۹۳ء کو جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ

”میاں محمد حسین کو اس پر سخت اصرار ہے کہ یہ عاجز عربی علوم سے بالکل بے بہرہ اور کودن اور نادان اور جاہل ہے۔ اور علم قرآن سے بالکل بے خبر ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے مدد پانے کے تو لائق ہی نہیں کیونکہ کذاب اور دجال ہے اور ساتھ اسکے ان کو اپنے کمال علم اور فضل کا بھی دعویٰ ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۰۳)

اس اشتہار میں آپ نے صدق و کذب جانچنے کے لئے یہ تجویز تحریر فرمائی کہ ایک مجلس میں بطور قرعہ اندازی ایک سورۃ نکال کر اس کی فصیح زبان عربی اور مفتی عبارت میں تفسیر لکھی جائے اور اس تفسیر میں ایسے حقائق اور معارف لکھے جائیں جو دوسری کتابوں میں نہ پائے جاتے ہوں۔ نیز اس کے آخر میں منو شعر بلیغ اور فصیح عربی میں درنعت و مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور قصیدہ درج ہوں۔ اور فریقین کو اس کام کے لئے چالیس دن کی مہلت دی جائے۔ پھر جلسہ عام میں فریقین اپنی اپنی تفسیر اور اپنے اشعار سنا دیں۔ اگر شیخ محمد حسین اس مقابلہ میں غالب رہے یا اس عاجز کے برابر رہے تو اسی وقت یہ عاجز اپنی خطا کا اقرار کرے گا اور اپنی کتابیں جلا دے گا لیکن اگر یہ عاجز غالب ہوا تو پھر میاں محمد حسین اسی مجلس میں کھڑے ہو کر ان الفاظ سے توبہ کرے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ ”شیخ بٹالوی کو اختیار ہوگا کہ میاں شیخ الکل اور دوسرے تمام متکبر ملاؤں کو ساتھ ملائے۔“

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۰۳)

”اگر اس کا جواب یکم اپریل سے دو ہفتہ کے اندر نہ آیا تو آپ کی گریز سبھی جائے گی۔“

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۰۴۔ حاشیہ)

اس کے جواب میں بٹالوی صاحب نے اشاعت السنۃ جلد ۱۵ نمبر ۸ صفحہ ۱۹۰-۱۹۱ میں یہ لکھ کر کہ عربی

زبان میں بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے ”میں حاضر ہوں۔ حاضر ہوں۔ حاضر ہوں“ لکھ کر مقابلہ سے اپنی جان بچانے کے لئے وہ ریک شریٹیں لگا لیں جن کا ذکر حضورؐ نے روحانی خزائن جلد ہذا کے صفحہ ۶۴-۶۵ پر کیا ہے۔ جن سے دانشمند سمجھ گئے کہ بٹالوی صاحب میدانِ مقابلہ سے گریز کر رہے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے اُن کے اس قسم کے تعصبات کو دیکھ کر پہلے تو دل میں یہ خیال آیا کہ اب ہمیشہ کے لئے ان سے اعراض کیا جائے لیکن عوام کا یہ غلط خیال دور کرنے کے لئے کہ گویا میاں محمد حسین بٹالوی یا دوسرے مخالف مولوی جو اس بزرگ کے ہم مشرب ہیں علمِ ادب اور حقائق تفسیر کلام الہی میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں قرین مصلحت سمجھا گیا کہ اب آخری دفعہ اتمامِ حجت کے طور پر بٹالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب دوسرے علماء کی عربی دانی اور حقائق شناسی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے یہ رسالہ (کرامات الصادقین۔ ناقل) شائع کیا جائے۔ (کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۷، ۴۸)

یہ رسالہ چار قصائد اور تفسیر سورۃ فاتحہ پر مشتمل ہے اور یہ قصائد صرف ایک ہفتہ کے اندر حضورؐ نے لکھے اور وہ بھی اُس وقت جب آپ آہتمم کے ساتھ مباحثہ سے فارغ ہو کر امرتسر میں مقیم تھے۔ مگر آپ نے بٹالوی صاحب اور اُن کے ہم مشرب مخالفوں کے لئے محض اتمامِ حجت کی غرض سے پورے ایک ماہ کی مہلت دی اور فرمایا:-

”اور اگر اس رسالہ کے مقابل پر میاں بٹالوی یا کسی اور اُن کے ہم مشرب نے سیدھی جیت سے اپنی طرف سے قصائد اور تفسیر سورۃ فاتحہ تالیف کر کے بصورت رسالہ شائع کر دی تو میں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ٹائٹلوں کی شہادت سے یہ ثابت ہو جاوے کہ اُن کے قصائد اور اُن کی تفسیر جو سورۃ فاتحہ کے دقائق اور حقائق کے متعلق ہوگی میرے قصائد اور میری تفسیر سے جو اس سورۃ مبارکہ کے اسرارِ لطیفہ کے بارہ میں ہے ہر پہلو سے بڑھ کر ہے تو میں ہزار روپیہ نقد ان میں سے ایسے شخص کو دوں گا جو روز اشاعت سے ایک ماہ کے اندر ایسے قصائد اور ایسی تفسیر بصورت رسالہ شائع کرے اور نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ بعد بالمقابل قصائد اور تفسیر شائع کرنے کے اگر اُن کے قصائد اور اُن کی تفسیر نحوی و صرفی اور علمِ بلاغت کی غلطیوں سے مبرا نکلے اور میرے قصائد اور تفسیر سے بڑھ کر نکلے تو پھر باوصف اپنے اس کمال کے اگر میرے قصائد اور

تفسیر بالمقابل کے کوئی غلطی نکالیں گے تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام بھی دوں گا۔.....
تفسیر لکھنے کے وقت یہ یاد رہے کہ کسی دوسرے شخص کی تفسیر کی نقل منظور نہیں ہوگی
 بلکہ وہی تفسیر لائق منظوری ہوگی جس میں حقائق و معارف جدیدہ ہوں۔ بشرطیکہ
 کتاب اللہ اور فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالف نہ ہوں۔“
 (کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۹)

اس مقابلہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ”کرامات الصادقین“ میں ہی یہ بھی
 تحریر فرمایا:-

”ہم فراست ایمانیہ کے طور پر یہ پیشگوئی کر سکتے ہیں کہ شیخ صاحب اس طریق
 مقابلہ کو بھی ہرگز قبول نہیں کریں گے اور اپنی پرانی عادت کے موافق ٹالنے کے لئے
 کوشش کریں گے۔..... مگر اب شیخ صاحب کے لئے طریق آسان نکل آیا ہے
 کیونکہ اس رسالہ میں صرف شیخ صاحب ہی مخاطب نہیں بلکہ وہ تمام مکفر مولوی بھی
 مخاطب ہیں جو اس عاجز تابع اللہ اور رسولؐ کو دائرہ اسلام سے خارج خیال کرتے
 ہیں۔ سولازم ہے کہ شیخ صاحب نیاز مندی کے ساتھ ان کی خدمت میں جائیں اور
 ان کے آگے ہاتھ جوڑیں اور روویں اور ان کے قدموں پر گرگیں..... لیکن
 مشکل یہ ہے کہ اس عاجز کوشش جی اور ہر ایک مکفر بداندیش کی نسبت الہام ہو چکا ہے
 کہ انسی مہین من اراد اہانتک اس لئے یہ کوششیں شیخ جی کی ساری عبث ہوں
 گی اور اگر کوئی مولوی شوخی اور چالاکی کی راہ سے شیخ صاحب کی حمایت کے لئے اٹھے
 گا تو منہ کے بل گرایا جائے گا۔ خدا تعالیٰ ان متکبر مولویوں کا تکبر توڑے گا اور
 انہیں دکھلائے گا کہ وہ کیونکر غریبوں کی حمایت کرتا ہے۔“

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۶۶، ۶۷)

اور ایسا ہی ہوا۔ نہ شیخ محمد حسین بٹالوی کو ہمت ہوئی اور نہ ہی دوسرے مکفرین کو کہ وہ اس رسالہ
 کے مقابلہ پر رسالہ لکھ کر اپنی عربی اور قرآن دانی کا ثبوت دیتے۔

حمامة البشرى

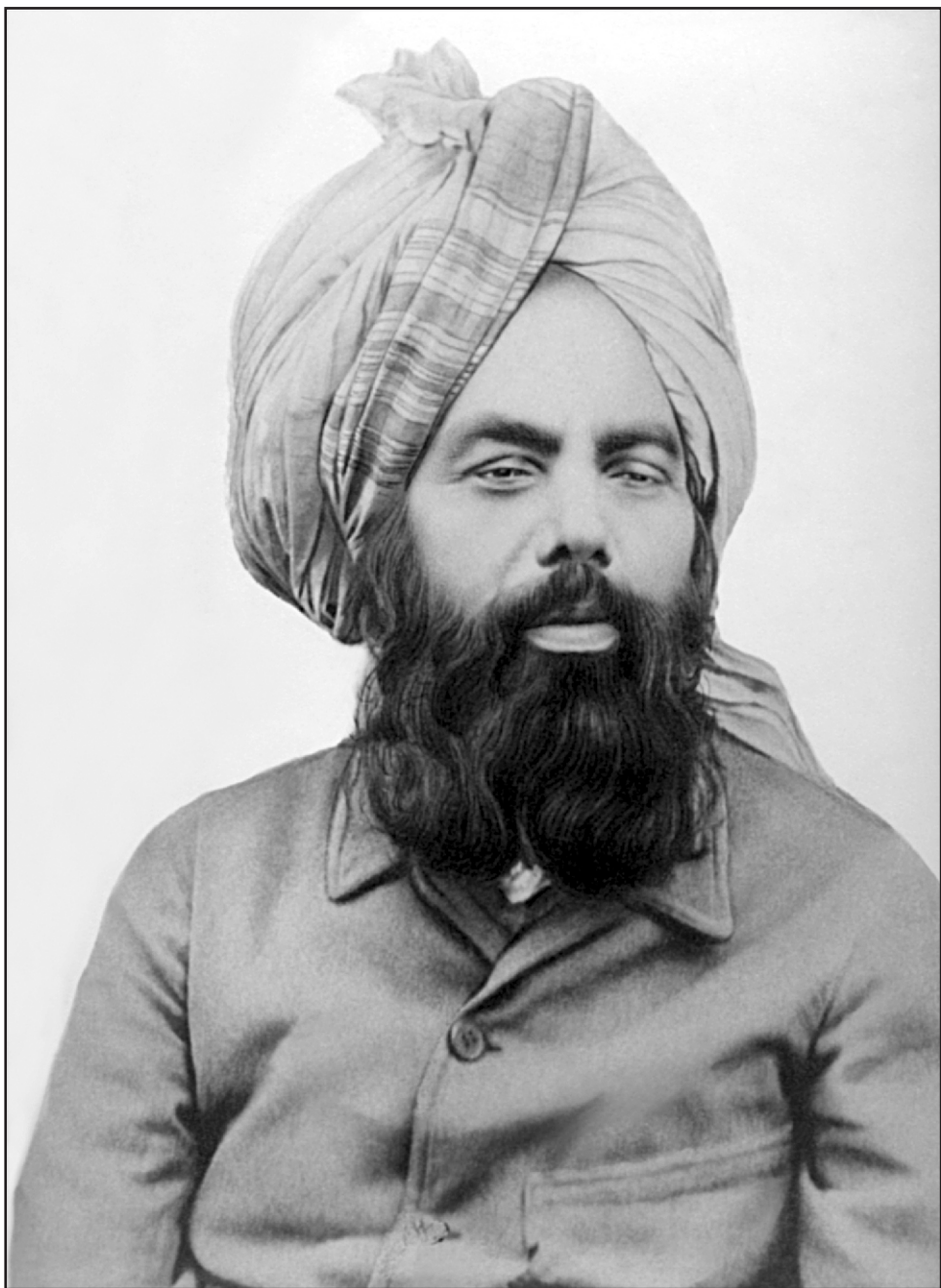
ایک عرب صاحب علم و فضل محمد بن احمد کی شعب عامر مکہ معظمہ کے رہنے والے تھے وہ ہندوستان کی سیاحت کر رہے تھے جب انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی خبر پہنچی وہ قادیان تشریف لائے اور حضورؐ کے دست مبارک پر بیعت کی اور کچھ عرصہ قادیان میں آپ کی صحبت میں رہ کر مکہ معظمہ واپس پہنچے تو آپ نے ۲۰ محرم ۱۳۱۱ھ مطابق ۴ اگست ۱۸۹۳ء حضورؐ کی طرف ایک خط لکھا جس میں اپنے بخیریت مکہ معظمہ پہنچنے اور مختلف لوگوں سے حضورؐ کا ذکر کرنے اور ان کے مختلف تاثرات کے ذکر کے بعد یہ خوشخبری لکھی کہ میں نے اپنے دوست علی طالع کو جو شعب عامر کے رئیس اور تاجر ہیں حضورؐ کے دعویٰ سے مفصل خبر دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ میں حضورؐ کی خدمت میں عرض کروں کہ حضورؐ اپنی کتابیں ان کے پتہ پر بھیجیں اور وہ انہیں شرفاء اور علماء مکہ مکرمہ میں تقسیم کریں گے۔ اس خط کے ملنے پر حضورؐ نے تبلیغ حق کا ایک غیبی سامان سمجھتے ہوئے رسالہ ”حمامة البشرى“ عربی زبان میں تصنیف فرمایا یہ رسالہ حضورؐ نے ۱۸۹۳ء میں رقم فرمایا۔ لیکن اس کی اشاعت فروری ۱۸۹۴ء میں ہوئی۔ اس رسالہ میں آپ نے اپنے دعویٰ مسیحیت اور اس کے دلائل خوب وضاحت سے لکھے اور خروج دجال اور وفات مسیحؑ اور نزول مسیحؑ اور ان سے متعلقہ امور پر سیرکن بحث کی اور مکفرین علماء کی طرف سے آپ کے عقائد اور آپ کے دعویٰ پر جو اعتراضات کئے جاتے تھے ان کے تفصیلی جوابات دیئے۔ الغرض یہ کتاب عربی ممالک کے لئے ایک نہایت مفید کتاب ثابت ہوئی۔

خاکسار

جلال الدین شمس



وہ خزانے جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار



حضرت مرزا غلام احمد دایانی
سیح موعود و مهدی موعود علیہ السلام

ٹائپل باراول

رسالہ مُعَاذِ كَفَرٍ

ولا تقولوا لمن قال ليك السلام لست مؤمنا وما كان الله
ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله
من يشاء فآمنوا بالله ورسوله وان تؤمنوا
وتتقوا فلکم اجر عظیم ۵۵

سالہ ہجری
فی شہر المحرم

طبع فی مطبع پبلیشنگ کونٹ
یاہتمام منشہ غلام قادر الفعیج

مالک المطبع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿۲﴾

الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى ، وبعد :
 فياني رأيت في هذه الأيام اشتهارا ومكتوباً أرسل إلي السيد عبدالرزاق
 القادري البغدادي من حيدرآباد دكن . فلما قرأت الاشتهار إذا هو من أخ مؤمن
 يخوفني كما يخوف الملك المقتدر المرتد الكافر الفجار ويسل لقتلي
 السيف البتار وقد صال علي كرجل يهجم علي رجل فزفر زفرة القيظ وكاد
 يتميز من الغيظ ونظر إلي كالمحملقين .

ورأيت أنه ما مسّ وسائل العرفان وما دنا أو اصر تحقيق البيان وكفرني
 وسبني وحسبني من الذين كفروا أو ارتدوا فأراد أن يكون أول اللاعنين
 والقاتلين . وإنه قد فتن قلوب بعض الناس وأدناهم من شر الوسواس فسبح لي
 أن أكتب في هذه الرسالة ما ينفعه وينفع عرب الحرمين ويسر الناظرين . فالآن
 نكتب أولاً اشتهاره ومكتوبه ثم نكتب جوابه ونهذب أسلوبه .

فأيها القارئ! انظر فيه بنظر الوداد زادك الله في الصلاح والسداد
 وهنيت بما أوتيت ومليت بما أوليت وما توفيقى إلا بالله النصير المعين .

الاشتهار من السيد البغدادي رحمه الله وهداه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده ، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده ، وعلى

آله وصحبه وحزبه وبعد: فمما لا يخفى على أساطين الدين المتين وعلماء أئمة المسلمين ما ظهر ظهور الشمس وما بان بيان الأمس من خرافات وكفريات المرزا غلام أحمد القادياني الپنجابی وما ادّعه من أنه المسيح بن مريم وأنه يُلقَى إليه الإلهامات من حضرة الحق سبحانه وتعالى ويوحى إليه ويُكلمه كفاً ويخطبه شفاهاً وأن الله أرسله لكسر الصليب وقتل الخنزير وإقامة الحدود الشرعية والله تعالى يُخطبه ويُناجيه بقوله: يا عيسى بن مريم إني أرسلتك للناس كافةً فاصدق بما تؤمر وأعرض عن الجاهلين وأن بيعته حق وأن عيسى توفاه الله وليس بحىّ وأنه هو عيسى بذاته وغير ذلك مما ترتج منه الأضالع وتستك منه المسامع كما رأيت مسطوراً في كتابه المسمى بمرآة کمالات الإسلام الذي عارض به القرآن وهتك به شريعة سيّد وُلد عدنان علاوة على ما ذكره في كتبه السابقة من أساطيره الكاذبة. وهذا مما لا يطيق الصبر عليه إلا من طمس الله بصره وطبع على بصيرته. والعجب العجاب أن في ديار الهند عامّة وفي رياسة حيدر آباد خاصّة من فحول العلماء وأشبال الفضلاء ما يضيق عن كثرتهم نطاق الحصر هذا مع كونهم علموا واطلعوا على شقاشق ذلك الدجال المضلّ الضالّ البطال الذي لا يطهره في الدنيا إلا السيف البتار ولا في الآخرة إلا النار فلم أر من شمّر عن ساعدٍ جدّه وأرّوى في مجال ميدان الحق فرنّده وكفّحه بصارم همّته وبيانه وطعنه بسنان قلمه وتبيانه وردّ أقواله وأوقفه على شؤم أفعاله وأنقذ عباد الله المؤمنين من شر فتنته ونصر دين رسول الله صلعم وشريعته. فوا أسفاه! ووا أسفاه! ثم وا أسفاه على أهل همّة البطون إنا لله وإنا

إليه راجعون. وحيث إنني اطلعت على كل صفحات كتاب ذلك الضال الممسوخ الدجال وما هتك به شريعة سيّد الأنام وما تعدّى بالازدرآء على سيدنا عيسى عليه السلام ووقفْتُ على تمام عباراته التي لا يتفوّه بها إلا كل مخذول أو زنديقًا شاكًا في رسالة الرسول مع تناقض أقواله عن بعضها بعض التزمت وبالله أستعين إذ هو الناصر والمعين أن أرّد كتابه حرفًا بحرفٍ وصفًا بصفٍ بكتاب أسميه "كشف الضلال والظلام عن مرآة كمالات الإسلام" ردًا يسرّ إن شاء الله نظر الناظر ويشرح بفضل الله القلب والخاطر. ثم عزمت أن أرسل كتاب المردود عليه إلى العراق وبغداد ليحكمون العلماء الأعلام على مُصنّفه كونه من أهل الزيغ والإلحاد فأكون إن شاء الله السبب الأقوى لحسم مادّة هذا الفساد وجلاء تلك الغمّة المدلّهمة عن سائر العباد خدمةً مني للشريعة الأحمدية وغيره على ناموس المِلّة المحمدية. وأؤمل والأمل بالله قوى أن يكون إكمال هذا الردّ على المردود بظرف ثلاثة أشهر فوجب أوّلًا شهرُ الحال بوجه الاشتهار لكافة من وقف عليه أن يعلموا علمًا يقينًا لا مبرية فيه من أن هذا الممسوخ وأمثاله يُطلق عليهم قول النبي صلى الله عليه وسلم دجالون كذابون يأتونكم بالأحاديث بما لم تسمعوا أنتم ولا آباؤكم فإياكم وإياهم لا يُضالّونكم ولا يفتنونكم. هذا والله الهادي إلى سواء السبيل فهو حسبنا ونعم الوكيل فقط.

المشتهر السيد عبد الرزاق القادري النقشبندی الرفاعي

البغدادى وارد حال بلدة حيدر آباد.

مکتوب السید البغدادی رحمہ اللہ وهداه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وآله وصحبه ومن والاه.
 الوصية لى وإخوانى بتقوى الله من العبد المفتقر إلى رحمة الملك الحنان
 المدعو بالسيد عبد الرزاق القادري النقشبندى البغدادى أناله الله شفاعة نبيه
 الهادى وحفظه من كيد الشياطين والأعداى إلى خدمة الأجل والمطاع
 المبجل العالم الفاضل والمجتهد الكامل حلال رموز المشكلات بألطف
 المعانى وأطرف الترصيف والمبانى المولوى مرزا غلام أحمد القاديانى حفظه
 الله من زلة القدم وعثرة اللسان والقلم بحرمة النبى الأكرم صلى الله عليه
 وسلم آمين . أما بعد فالسلام عليكم ورحمة الله وبركاته . لا يخفى أنه قد
 اطلعت على كتابكم المسمى بمرآة كمالات الإسلام وعلمت بما فيه
 وأحطت فهمًا بمعانيه وفحاويه ونكاته ومبانيه والجواب ما نرى لا ما تسمع
 ولو لم تقسمون على من أطلع على ذلك الكتاب بأن يردّ خطأه ويوضح لفظه
 لما صرفنا عنان القلم إلى رده . وقد جرت سنة أهل العلم من قديم الزمان
 وحادثه فى الردّ على الباطل وبالتزييف على العاقل . ولعل وردكم الاشتهار فى
 هذا الباب فلا تكونوا بالوجل وارفعوا عنكم نقاب الخجل . فلعل أن لا يتيسر
 طبع كتابنا لقرب سفرنا إلى الوطن لكن أرجو أن تتحفونى بنسخة من مرآتكم
 فإن النسخة التى هى عندى عارية بشرط أن تسرعون بإرسالها فى البريد
 والسلام خير الختام .

ملتتمسه السید عبد الرزاق القادري النقشبندى البغدادى غفر الله له

مؤرخة ۲۸ ذى الحجة سنة ۱۳۱۰ هـ

جواب الاشتهار والمکتوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله محمد سيّد النبيين وخاتم المرسلين وفخر الأولين والآخرين ومنبع كل فهم وحزم ونور وهدى وسراج منير للسالكين المتبعين وعلى آله الهادين وأصحابه الذين شادوا الدين وعلى كل من تبعه من الأولياء والشهداء والصلحاء أجمعين.
السلام عليكم أيها الصالحاء المعزّرون الموقّرون المعظّمون من إخوانكم المحقّرين المكفّرين المطرودين المهجورين.

وبعد فإنه قد بلغني مکتوبك واشتهارك يا أخی بقريتي "قاديان" فأشكرک وأدعو لك فإنک ذکرتنی وذاكرتنی سُبُلًا تحسبها مستقيمة ولُمتَنى غيرَةً على دين الله ورسوله كالمغضبين فجزاك الله أحسن الجزاء وأحسن إليك وهو خير المحسنين. وأرى أنك رجل صالح طيب فإنك ما صبرت على ما حاك في صدرك ولم تأل نصحاً ولم تداهن قولاً وكذلك سير الصالحين. ولكن أيها الخُلُ الودود والحبُّ الودود عفا الله عنك قد استعجلت وحسبت أحاك المؤمن بالله ورسوله وكتابه مرتدّاً ومن الكافرين. ولو متنى ورميتنى بالسّهام قبل أن تُفتش حقيقة الأمر وتفهم سرّ الكلام أو تستفسر مني كدأب المحققين. والعجب منك ومن مثلك رجل صالح تقى نقى حليم كريم أنك تكتب في اشتهارك أن جزاء هذا الرجل المرتد أن يُقتل بالسيف البتار أو يلقى في النار كما هو جزاء المرتدين.

أيها الأخ الصالح أسرك الله ورعاك وحفظك وحماك وفتح

عينك وهداك لا تخوفني من سيفٍ بتارٍ ولا رُمحٍ ولا نارٍ وقد قُتِلنا قبل سيفك بسيفٍ لا تعلمه ودُقنا طعم نارٍ لا تعرفها وإن شاء الله بعد ذلك من المنعمين . أيها العزيز إن الذين أخلصوا قلوبهم لله وأسلموا وجوههم لله وشربوا كأساً من حُبِّ الله فلا يضيّعهم الله ربّهم ولا يتركهم مولاهم ولو عاداهم كلّ ورق الأشجار وكل قطرة البحار وكل ذرة الأحجار وكل ما في العالمين . بل الذين يطيعونه ولا يبتغون إلا مرضاته هم قوم لا يحزنهم إلا فراقه وإذا وجدوا ما ابتغوا فلا يبقى لهم همٌّ ولا غمٌّ بعد ذلك ولو قُتِلوا وأُحرقوا ولا يضرّهم سبُّ قومٍ ولا لعنُ فرقةٍ ويجعل الله كلّ لعنةٍ بركةً عليهم وكلّ سبٍّ رحمةً في حقهم . ألا يعلم ربنا ما في صدورنا؟ أنت أعلم منه؟ فلا تكن من المستعجلين .

يا أخى ما تركتُ السبيل وما عاصيتُ الربَّ الجليل . وليس كتابنا إلا الفرقان الكريم وليس نبينا ومحبونا إلا المصطفى الرحيم ولعنة الله على الذين يخرجون عن دينه مثقال ذرة فهم يدخلون جهنم ملعونين . ولكن يا أخى إن في كتاب الله نكاتاً ومعارف لا يزاحمها عقيدة ولا يناقضها حكمٌ ولا يُلغّها من الأمم إلا الذي وجد وقت ظهورها وكان من المنقطعين المبعوثين . ولله أسرارٌ وأسرارٌ وراء أسرارٍ لا تطلع نجومها إلا في وقتها فلا تجادل الله في أسرارِهِ . أتجترء على ربك وتقول لما فعلت كذا ولم ما فعلت كذا؟ يا أخى فوضّ غيب الله إلى الله ولا تدخل في غيوبه ولا ترخ دقائق المعارف التي دق مأخذها في ظواهر الشرع ولا تقفُ ما ليس لك به علم وثبتت نفسك على سبيل المتقين .

مآكان إيمان الأخيار من الصحابة والتابعين بنزول المسيح

عليه السلام إلا إجماليا وكانوا يؤمنون بالنزول مجملا ويفوضون تفاصيلها إلى الله خالق السماوات والأرضين. وكيف يجوز نزول المسيح عليه السلام على المعنى الحقيقي والله قد أخبر في كتابه العزيز أنه توفّي ومات؟

وقال: يُعِيسَى اِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَأْفِعُكَ اِلَيَّ ۱

وقال: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۲

وقال: فَيَمْسِكُ اَلَّتِي قَضَى عَلَيْهَا اَلْمَوْتَ ۳

وقال: وَحَرَمَ عَلَيَّ قَرْيَةً اَهْلَكْتُهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۴

وقال: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۵

يعنى ماتوا كلهم كما استدل به الصديق الأكبر عند وفاة النبي صلى الله عليه وسلم فما بقى شك بعد ذلك فى وفاة المسيح وامتناع رجوعه إن كنتم بالله وآياته مؤمنين.

وقد ختم الله برسولنا النبیین وقد انقطع وحى النبوة فكيف يجىء المسيح ولا نبى بعد رسولنا؟ أيجىء معظلاً من النبوة كالمعزولين؟ وقد بشرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن المسيح الأتى يظهر من أمته وهو أحد من المسلمين. وفى الصحاح أحاديث صحيحة مرفوعة متصلة شاهدة على وفاة عيسى عليه السلام خصوصاً فى البخارى ۶ بيان مصرح فى هذا الأمر. فالعجب كل العجب على فهم رجل يشك فى وفاته بعد كتاب الله ورسوله

۱ ال عمران: ۵۶ ۲ المائدة: ۱۱۸ ۳ الزمر: ۲۳ ۴ الانبياء: ۹۲ ۵ ال عمران: ۱۲۵

۶ اعنى صحيح البخارى

ويتذبذب كالمرتابين. وبأى حديث بعد الله وآياته نترك متواترات القرآن؟
أُنْثِرَ الشكَّ على اليقين؟

والقوم لا يتفق على صعود المسيح حياً إلى السماء بل لهم آراء شتى
بعضهم يقول بالوفاة وبعضهم بالحياة. ولن تجد من النصوص الفرقانية
والأحاديث النبوية دليلاً على حياته بل تسمع من الأخبار والآثار ومن كل جهة
نعي الموت. وقد تُوفِّي رسولنا صلى الله عليه وسلم أهو خيرٌ منه أم هو ليس من
الفاين؟ وراه رسول الله صلى الله عليه وسلم في ليلة المعراج في الموتى من
الأنبياء عليهم السلام أفتظن أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخطأ في رؤيته
أو قال ما يخالف الحق؟ حاشا بل إنه أصدق الصادقين.

فهذا هو السبب الذي ألجأنا إلى اعتراف وفاة المسيح وشهد عليه
إلهامى المتواتر المتتابع من الله تعالى. وما نرى في هذه العقيدة مخالفة بقول
رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا بعقيدة الصحابة ولا التابعين. والصحابة
كلهم كانوا يؤمنون بوفاة المسيح وكذلك الذين جاؤوا بعدهم من عباد الله
المتبصرين. ألا تنظر صحيح البخارى كيف فسّر فيه عبد الله بن عباس رضى
الله عنه آية يُعِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ فَقَالَ: متوفيك: مميتك.
وأشار الإمام البخارى إلى صحّة هذا القول بإيراده آية إِنِّي مُتَوَفِّيكَ في غير
محلّه وهذه عادة البخارى عند الاجتهاد وإظهار مذهبه كما لا يخفى على الماهرين.
أيها الأخ الصالح! انظر كيف أشار البخارى رحمه الله إلى مذهبه
بجمع الآيتين في غير المحل وإراءة تظاهرهما. واعترف بأن المسيح

قد مات فتدبر فإن الله يحب المتدبرين. وما كان لي منفعة وراحة في ترك كتاب الله وسُنن رسوله وحمل أوزار خسران الدنيا والآخرة وسماع لعن اللاعنين. أيها الأخ الكريم! لَلْحَقُّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ وَالصَّدَقُ حَقِيقُ بَأَنْ يُقْبَلَ وَيُسْتَمَعَ وَيَدَّ الْحَقُّ تَصَدَّعَ رِداءِ الشُّكِّ وَالْحَقُّ هُوَ الْجَوْهَرُ الَّذِي يَظْهَرُ عِنْدَ السُّبُكِ وَيَتَلَأَلُ فِي وَقْتِهِ الَّذِي قَدَّرَ اللَّهُ لَهُ وَلِكُلِّ نَبَأٍ مُسْتَقَرٌّ وَلِكُلِّ نَجْمٍ مَطْلَعٌ وَلَا تُعْرَفُ الْأَسْرَارُ إِلَّا بَعْدَ وَقُوعِهَا. فَطُوبَى لِمَنْ فَهَمَ هَذَا السِّرَّ وَأَدْرَكَ الْأَمْرَ كَالْعَاقِلِينَ. وَإِنِّي أَتَيْتُكَ أَنْ مِثْلَكَ مَعَ كَمَالِ فَضْلِكَ وَتَقْوَاكَ لَوْ كَانَ مُطَّلَعًا عَلَى مَعَارِفِ الْمَعَارِفِ أَطَّلَعْتُ عَلَيْهَا لَكَفَّ لِسَانَهُ مِنْ لَعْنِي وَطَعْنِي وَلَقَبِلَ مَا قَلْتُ مِنْ مَعَارِفِ الْمَلَّةِ وَالِدِّينِ وَلَكِنِّي أَظُنُّكَ مَا فَهَمْتَ حَقِيقَةَ مَقَالِي وَمَا عَلِمْتَ صُورَةَ مَحَالِي وَمَا ظَنِّي فِيكَ إِلَّا الْخَيْرَ وَأَسْأَلُ اللَّهَ لَكَ فَضْلَهُ وَرَحْمَتَهُ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ.

يَا قُرَّةَ أَرْضٍ مَبَارَكَةٍ وَسُلَالَةَ أَهْلِهَا! أَنْتَ بِحَمْدِ اللَّهِ تَقَى وَنَقَى وَزَكَّى وَإِنِّي أَحَبُّكَ وَأَصَافِيكَ كَمَا لِمَخْلُصِينَ. وَأَوْتِيكَ مُوثِقًا مِنَ اللَّهِ عَلَى أَنْي أَوْ أَفْطَكَ وَأَقْبَلَ قَوْلِكَ إِنْ تُرِنِي آيَاتِ الْفِرْقَانِ عَلَى صِحَّةِ زَعْمِكَ وَتَأْتِنِي بِسُلْطَانِ مَبِينٍ. وَمَا أَبْتَغِي إِلَّا الْحَقَّ وَقَدْ شَقَقْتُ عَصَا الشِّقَاقِ وَارْتَضَعْتُ أَفَاقِيقَ الْوِفَاقِ فَجَادَلْنِي بِالْحِكْمَةِ وَآيَاتِ كِتَابِ اللَّهِ السَّبَّاقِ وَسَتَجِدْنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الْمُنْصَفِينَ. وَإِنْ كُنْتُ أَنْ تَشْتَهِي أَنْ تَسْبِنِي أَوْ تَلْعَنِي أَوْ تَكْذِبْنِي أَوْ تَقْتَلْنِي بِسَيْفِ بَتَّارٍ أَوْ تَلْقِنِي فِي نَارٍ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ وَمَا أُرَدُّ عَلَيْكَ إِلَّا دَعَاءَ الْخَيْرِ وَالْعَافِيَةِ. يَا أَهْلَ الْبَيْتِ يَرْحَمُكُمْ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَوَاكِمَ فِي الْمَرْحُومِينَ.

أيها الشيخ! دع النزاع وما ينبغي النزاع فاتق الله وأدرك فرصة لا تُضاع وارتحل إلى رحلة الصادق المُعدِّ وسرِّ نحوى سير المُجدِّ وتفضَّل وتجشَّم إلى بيتي وكُلْ إلى شهرين من قرصى وزيتي سيُريك الله حالاً لا ينكشف عن يد غيري من أهل البلدان وجَوَّابتها ولا من تأليفاتٍ محدودة البيان فتعرفني بعين اليقين. وإن تقصدني مُخلصاً فأدعوك في آناء الليل وأطراف النهار وأرجو أن يطمئن قلبك وأرى آثار الاستجابة وتنجاب غشاوة الاسترابة والله قدير ونصير ومُعين.

أيها الأخ الشريف الصالح! لا تنظُرْ إلى تكفير العلماء وتكذيبهم فإنِّي أعلم من الله ما لا يعلمون وقد علمتُ حقيقة الأمر من ربِّي وهم من الغافلين. ولا تنظر إلى ذلتي وهواني وحقارتني في أعين إخواني فإن لي من الله تعالى في كل يوم نظرة. أقلب نحو الشمال ونحو اليمين وأتقلَّب في الحالين بؤس ورُخاء وأنقل مع الريحين زعزع ورُخاء والعاقبة خير لي إن شاء الله وإنني من المبشَّرين. اليوم يحقرون ويكذبون ويكفرون وأراهم على حريصين لو كانوا قادرين وسيأتي زمان يظهر صدقي فيه ويُرى الله عباده آيات فضله على فيجتلون أنوار عناياته ومطارف تفضلاته فيأتونني مُنكسرين. فطوبى لعين رأنتي قبل وقتي وطوبى لسعيد جاءني كالمخلصين.

أيها الشيخ! الوقت قد دنى ومعظم العمر قد فنى فأتني على شريطة الصبر والتوقف وقبول الهدى وعُدْ إلى الحق ودع العداة ولا تنس حقك في العُقبى ولا تُبارز المولى وسارِعْ إلى مُرتدعاً ليغفر لك الله ما سلف وما مضى وطاوع الحق وكن من المطاوعين.

وإن كنت لا تقدر على هذا السفر البعيد فلك طريق أخرى. فإن كنت فاعلها فأخرج أولاً من صدرك كل ما دخل فيه من سوء الظن ثم قم وتوضاً وصل ركعتين وصل وسلم واستغفر استغفار التائبين ثم اضطجع مستقبلاً على مُصلاك وتخل بمناجاة مولاك واسأل الله لاستكشاف حالي وحقيقة مقالي ثم نم قائلاً: يا خبير أخبرني في أمر أحمد بن غلام مرتضى القادياني أهو مردودٌ عندك أو مقبول؟ أهو ملعون عندك أو مقرون؟ إنك تعلم ما في قلوب عبادك ولا تُخطئ عينك وأنت خير الشاهدين. ربنا آتنا من لدنك علمًا جاذبًا إلى الحق ونظرًا حافظًا من نقل الخطوات إلى خطط الخطيات وأدخلنا في الموفقين. ما كان لنا أن نُقدم بين يديك أو نتصرف في سرائر عبادك ربنا اغفر لنا ذنوبنا وإسرافنا في أمرنا وافتح عيوننا ولا تجعلنا من الذين يُعادون أولياءك أو يحبون المفسدين. آمين ثم آمين.

واستخرياً أحي من جمعة إلى جمعة أخرى وعقب تهجدك بهذه الركعتين وأخبرني إذا أردت أن تشرع في هذا لأرافك في دُعائك وأدعو لك في ابتغائك وأرجو أن يسمع ربي ندائي ويقبل دُعائي إنه كان بي حفيًا وإنه نور عيني وقوة أعضائي والله إنني لمن المقبلين.

أيها العزيز! أراك فتى صالحًا فأرجو أن تقبل ما قلتُ لك وأرجو أن تُدرِك رقةً على دين سيدي وسيّدك وجدك صلى الله عليه وسلم وتسلُك مسلك العارفين.

تذكّر يا أحي يوم التنادي وتب قبل الرحيل إلى المعاد ﴿﴾

فأخرج كلَّ حقدك من جنانٍ
 وحَفَّ قهر المهيمنِ عند ذنبٍ
 وأقسِم أنى يا ابن الكرامِ
 وقد أُعطيتُ علمًا بعد علمٍ
 وحَبَّي كل حينٍ يحببيني
 فما أُشقى بلعن اللاعنينا
 وكأسٍ قد شربنا فى وهادٍ
 ولست أخاف من موتى وقتلى
 وآثرنا الحبيب على حياةٍ
 وما الخسران فى موتٍ بتقوى
 وإنى قد خرجت إلى ذكاءٍ
 بحمد الله إن الحَبَّ معنا
 ويدنينى بحضرته بلطفٍ
 وإنَّ هداية الفرقان دينى
 فقم إن شئت كالأحباب طوعًا
 وقد بارا العدو بعزمِ حربٍ
 وكان نصيحة لله فرضى

وزكَّ النفس من سمِّ العنادِ
 وقِفْ ثم انتهجْ سُبُل الرشادِ
 لقد أُرسلتُ من رب العبادِ
 وكأسًا بعد كأسٍ من جوادِ
 ويُدنينى ويعطينى مرادِ
 وصدقى سوف يذكر فى البلادِ
 وأُحرى نشرَبنُ فوق المصادِ
 إذا ما كان موتى فى الجهادِ
 وقمنال لشهادة بالعتادِ
 وخسرُ المرء فى سبل الفسادِ
 ففارت عينُ نورٍ من فؤادِ
 وما يرمى متاعى بالكسادِ
 ويسقيني مدام الاتحادِ
 وأدعوكم إلى نهج السَّدادِ
 وإما شئت فاجلسُ فى الأعادِ
 وبارزنا فى قومى بدادِ
 فقد بلَّغْتُ فرضى بالودادِ

أيها الأخ العزيز! ما جئتُ كطارق ليل أو غشاء سيل إن جئتُ
 إلا فى وقت الضرورة وعلى رأس المائة وجعلنى الله لهذه المائة
 مجددًا لأجدد الدين وقد جاء فى الأخبار الصحيحة أن الله يبعث
 لهذه الأمة على رأس كل مائة من يجدد دينها فتحسَّس من مجدد

هذه المائة؟ وتفكر فإن الله يؤيد المتفكرين.

وقد جاء في أخبار أحرى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما توفي

صاحت الأرض فقالت: يا رب بقيت خالية إلى يوم القيامة من أقدام الأنبياء

صلاة الله عليهم أجمعين. فأوحى الله تعالى إليها وقال: إني أخلق عليك أناساً

قلوبهم كقلوب الأنبياء منهم الأقطاب ومنهم الأبدال ومنهم الغوث ومنهم

دون ذلك وكل من المكلمين الملهمين ومنهم من يكون قلبه كقلب نوح

وإبراهيم وموسى ومنهم الذى كان قلبه كقلب عيسى ويحيئون على أقدام النبيين.

فانظر يا أخى آثار رحمة الله كيف أكرم هذه الأمة وجعلهم بأنبياء بنى

إسرائيل مُشابهين. وإن تعجب فعجب قول الذين يقولون: كيف جاء مثل

المسيح وإن هذه إلا كلمة الكفر؟ ولا ينظرون إلى ما قال الله ورسوله ولا

يتفكرون فى الآيات والآثار ويعيشون كالنائمين.

يا أخى انظر فى البخارى وغيره من الصحاح كيف بشر نبينا ورسولنا

صلى الله عليه وسلم وقال: إنه سيكون فى أمتة قوم يكلمون من غير أن

يكونوا أنبياء ويُسمون محدثين. وقال الله جلّ شأنه ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ.

وَتِلْكَ مِنَ الْآخِرِينَ^١ وحثّ عباده على دعاء: إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ^٢ فما معنى الدعاء لو كُنّا من المحرومين؟

وأنت تعلم أن الذين أنعم الله عليهم أوّلاً هم الأنبياء والرسول

وما كان الإنعام من قسم درهم ودينار بل من قسم علوم و

معارف ونزول بركاتٍ وأنوارٍ كما تَقَرَّرَ عند العارفين.

وإذا أمرنا بهذه الدعاءِ في كل صلاةٍ فما أمرنا ربُّنا إلا لِيُستجاب دعاؤنا ونُعطَى ما أُعطيَ من الإنعاماتِ للمرسلين. وقد بشرنا عزَّ اسمه بعطاءِ إنعاماتٍ أنعم على الأنبياء والرُّسل من قبلنا وجعلنا لهم وارثين. فكيف نكفر بهذه الإنعامات ونكون كقوم عمين؟ وكيف يمكن أن يُخلف الله مواعيده بعد توكيدها ويجعلنا من المخيَّبين؟

أنت تعلم يا أحيى أن سرارة المُنعمين عليهم هم الأنبياء والرسل وقد بشرنا الله بعطاء هُداهم وبصيرتهم الكاملة التي لا تحصل إلا بعد مكالمة الله تعالى أو رؤية آياته. عفا الله عنك كيف زعمت أن أولياء الله محرومون من مكالمة الله ومخاطباته وليسوا من المكلمين؟

يا أحيى أنت تعلم أن كتب القوم مملوءة من ذكر مكالمات الله بأوليائه ومخاطبات حضرة الحق بعباده المقربين وهو الكريم الذي يُلقى الروح على من يشاء من عباده ويزيد من يشاء في الإيمان واليقين. أما قرأت في "فتوح الغيب" الذي لسيدى الشيخ عبد القادر الجيلانى كيف ذكر حقيقة المكالمات؟ وقال: إن الله تعالى يكلم أولياءه بكلام بليغ لذيد وينبئهم من أسرار ويخبرهم من أخبار ويعطيهم علم الأنبياء ونور الأنبياء وبصيرة الأنبياء ومعجزات الأنبياء ولكن وراثته لا أصالة ويجعلهم متصرفين في الأرض والسموات وفي جميع ملكوت الله. فانظروا إلى مراتبهم ولا تتعجب فإن الله فيأض يعطى عباده ما يشاء وليس بضنين. والله قصص علينا قصص الملهمين في كتابه العزيز وأنبأنا أنه كلم أم موسى عليه السلام وكلم ذا القرنين

و كَلَّمَ الحواريين . وما كان أحدٌ منهم نبياً ولا رسولاً ولكن كانوا من عباده المحبوبين . أليس من أعجب العجائب أن يكلم الله نساء بنى إسرائيل ويعطى لهنَّ عِزَّةَ مكالماته وشرف مخاطباته وما يعطى لرجال هذه الأمة نصيباً منها وهي أمة خير المرسلين؟ وقد سمّاها خير الأمم وختَمَ بها الأمم كلها وقال: ثَلَّةٌ مِنَ الآخِرِينَ يعنى فيها كثير من المكملات والمكملين .

وأنت ترى يا أخى عافاك الله فى الدارين كيف اشتدت الحاجة فى هذه الأيام إلى ظهور مجدد يؤيد الدين ويقم البراهين ويرجم الشياطين . ألا ترى أن الضلالة قد غلبت وغارات الكافرين عمّت وأحاطت وكم من أمم تبّت وهلكت؟ ألا تنظر هذه المفاسد؟ ألسنت من المتألمين على مصائب الإسلام؟ ألم تأتكم أخبارها أو أنت من الغافلين؟ أما تكاثرت فتن الكفار؟ أما جاء وقت ظهور الآثار؟ أما عمّت الفتن فى البرارى والبلاد والديار؟ أما جاء وقت رحمة أرحم الراحمين؟ أما عنّ لنا فى زمننا هذا قبل الذباب فى ليلة فتيّة الشباب عُداقيّة الإهاب وصرنا كالمحصورين؟

أنظرُ يا أخى كيف أحاط بالناس ظلام وظلم ومظلمة وخوفنا من كلّ طرف بأنواع النباح وارتفعت الأصوات بالأرنان والنياح وضربت علينا المسكنة بالاكْتِساس وصال الكُفار كالحين المجتاح وعفّت آثار التقوى والصلاح وضبّت علينا مصائب لو صبّت على الجبال لدكّتها وكسرتها كالرداح وامتألت الأرض شرّاً وكذبا وزوراً ومن الأفعال القباح وتراءت صفوف الطالحين .

و كنت أبكى بكاء الماخض على ضعف الإسلام في تلك الأيام وأرى مسالك الهلك وأنظر إلى عون الله العلام فإذا العناية تراءت وهبت نسيم الطاف الله القسام وبُشِّرْتُ بأعلى مراتب الإلهام وأصفي كأس المدام كما تُبشِّرُ الحامل عند مخاضها بالغلام فصرت من المسرورين. فأمرتُ أن أُفرِّق خيري على رفقتي وكان على الله ثقني فكفروني ولعنوا وسبوا واضروا بي الخطوب وألبوا وأوذيت من السنة القاطنين والمتغربين.

ورأيت أكثر العلماء أسارى في أيدي أنفسهم وأهوائهم ورأيتهم كغلام عليه سمل وفي مشيه قزل وفي آذانه قر و على عينه غشاوة وفي قلبه مرض وهو كل على مولاه وليس فيه خير يسر المشتريين. يُظهرون على الإخوان شباة اعتدائهم وينسون صولة أعدائهم وأرى قلوبهم مائلة إلى الصلات لا إلى الصلاة ويستعجلون للاستهداء لا للاستهداء ويؤثرون ثوب الخيلاء على ثواب مواساة الأخلاء ويأبرون إخوانهم كالعقارب ولو كانوا من الأقارب لا يخافون رب الأرباب ولا يتقونه في أساليب الاكتساب ويسعون إلى باب الأمراء وينسون حضرة الكبرياء ثم يكفرون إخوانهم ويحسبون أنهم من المحسنين. والذين يؤثرون الله على نفوسهم وأعراضهم وأموالهم لا يضرهم إكفار المكفرين ولا تكذيب المكذبين. أليس الله بكاف عبده؟ ومن يُصافي مثله بالمصافين؟ سبقت رحمته حسنات العاملين ولا يضيع فضله سعي المجاهدين.

أيها الأخ المكرّم! ارفق فإن الرفق رأس الخيرات ومن علامات الصالحين. و عليك أن تعرض على شبهاتك لكي أعطيك ما فاتك وستجدني إن شاء الله صديقاً صادقاً ورفيق الطريق كالخادمين. وقد أعطاني الله

من لدنه قوة فأدراً بها عن قلوب الناس شبهة وفتح على أبواب تعليم الخلق وإتمام الحجّة وإراءة الحق وإنى من فضله لمن المؤيدين. ولكن الذين لا يبتغون الحق فهم لا يعرفوننى وقد رأوا آيات من الله تعالى ثم هم من المنكرين. يصولون ويسبون ويحملقون وكادوا يتميزون من الغيظ ولا يفكرون كالمسترشدين. والله إنى صادق ولست من المفترين. والله إنى لست خاطب الدنيا الدنيّة وجيفتها فيا حسرة على الظّانين ظنّ السوء ويا حسرة على المسرفين!

إنما مثلى كمثل رجل آثر حباً على كل شيء وتبتل إليه وسعى في ميادين الاقتراب واقتعد للقائه غارب الاغتراب وترك تراب الوطن وصحبة الأتراب وقصد مدينة حبيبه وذهب وترك لِحبه البيت والفضة والذهب وترك النفس لمحبوبه حتى صار كالفانين. وبعزة الله وجلاله إنى آثرت وجه ربى على كل وجه وبابه على كل باب ورضاءه على كل رضاء. وبعزته إنه معى فى كل وقتى وأنا معه فى كل حين. وآثرت دولة الدين وهى تكفينى ولو لم يكن حبة لتجهيزى وتكفينى. وإنى منعم مع يد الإملاق وفارغ من الأنفس والآفاق وشغفنى ربه حباً وأشرب فى قلبى وجهه وأنا منه بمنزلة لا يعلمها أحد من العالمين. أيها العزيز! كان بعض الأسرار فى أوائل الزمان مستوراً وكذلك كان قدراً مقدوراً ثم فى زماننا تبين القضاء وبرح الخفاء وظهر خطأ العاسفين. وكذلك فعل ربنا ليقيم المتكبرين من علماء السوء وليظهر قدرته على رغم أنف المتعصبين. وإن مثل نزول المسيح كمثل نزول إيليا قد وعد الله لنزوله ثم جاء يحيى مقامه إن فى ذلك لهدى للمتفكرين.

وإن كنت لا تعلم فاسأل اليهود والنصارى وقد تواترت هذه القصة عندهم وما اختلف فيها اثنان ففتش ولا تكن من المتقاعسين.

أيها الأخ العزيز! إن قصة إيليا من المتواترات القطعية اليقينية في أهل الكتاب وكشف الله تلك الحقيقة على أنبيائهم فبهدهم اقتده ولا تكن من المبدعين. ثم اعلم أننا قد اعتصمنا وتمسكنا بمثال قد انجلى من قبل ولا مثال لكم فأى فريق أحق بالأمن؟ فلا تجترء وا على المحدثات واسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون سنن الله إن كنتم من الطالبين. وإنا أريناكم سنة الله في الذين خلوا من قبلكم وما بينتم من سنة على دعواكم ولن تجدوا السنن الله تبديلاً فلا تخالفوا كالمجترئين.

وأنتم تعلمون أن الله قد ردّ على أقوالكم في كتابه وذكر موت المسيح بلفظ التوقى كما ذكر موت نبينا بذلك اللفظ فأنتم تؤولون ذلك اللفظ في المسيح وأما في سيدنا فلا تؤولونه فتلك إذا قسمة ضيزى وخيانة في دين الله ولكنكم لا تتقونه ولا تجيبون تدبراً بل تذرّقون كطائر في وقت طيرانه ولا تنزلون لتصفية ولا تخافون حبص قياس الصادقين. وإن كنتم على حق مبين فلم لا تأتوننى بآية شاهدة على حياة المسيح ونزوله وعلى سنة خلت من قبل؟ وكيف نقبل بدعاتكم التي تخالف كتاب الله وسنن رسوله وسنن الصادقين الذين خلوا من قبل؟ أنقبل قولكم ونذر قول أصدق المعلمين؟

فأيها الشيخ الصالح! لا تكذبوا آيات الله ولا تغمطوا نعمه بعد نزولها ولا تزدهوا المأمورين. وإن الذين يُنورون من نور ربهم لا يخافون

أحدًا إلا الله فلا تُسمَّ أحدًا منهم وجلاً ولا خجلاً ولا تبارز الله ولا تجترأ على رب السماوات والأرض ولا تقفُ ظنوناً لا تعلم حقيتها وإن الظن لا يغني من الحق شيئاً فيظهر الحق وتكون من المتندمين. **إِنْ أَكُ كاذباً فعلى وبال كذبي وإن أكُ صادقاً فالله يعينني وينصرني ويُرِي الخلق صدقي ونوري والله لا يضيع عباده الصادقين.**

وقد كُفّر مشلى كثير من الأولياء والأقطاب والأئمة فبعضهم صلبوا وقتلوا وبعضهم أُخرجوا من أوطانهم وديارهم وأوذوا حتى جاءهم نصر الله فما أضيعوا وما خُيِّبوا وزادهم الله بركةً وعزّةً وجعل كثيراً من أفئدة تهوى إليهم وبلغ آثار بركاتهم إلى قرن آخرين وكذلك بشرني ربّي وقال:

”إني سأوتيك ☆ بركةً وأجلى أنوارها حتى يتبرك بشيابك

الملوك والسلاطين.“ وقال: ”إني مهينٌ من أراد إهانتك وإنا كفيناك

المستهزئين. يا أحمدُ بارك الله فيك ما رميت إذ رميت ولكن

الله رمى لتُنذِرَ قومًا ما أنذِرَ آباؤهم ولتستبين سبيل المجرمين. قُلْ

إني أمرتُ وأنا أولُ المؤمنين. قُلْ جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل

كان زهوقاً. كلُّ بركةٍ من محمد صلى الله عليه وسلم

☆ (الحاشية) من كان يؤمن بالله وآياته فقد وجب عليه أن يؤمن بأن الله

يوحى إلى من يشاء من عباده رسولاً كان أو غير رسول ويكلّم من يشاء

نبيّاً كان أو من المحدثين. ألا ترى أن الله تعالى قد أخبر في كتابه أنه

كلّم أم موسى وقال: **لَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۗ إِنَّا آرَأَدُوهُ إِلَيْكَ وَجَاعِلُوهُ**

﴿۱۹﴾ فِتْبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ. وَقَالَ إِنَّ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَىٰ إِجْرَامِي وَيَمْكُرُونَ
 وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ. هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ
 وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ. لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ. إِنِّي
 مَعَكُمْ فَكُنْ مَعِيَ أَيْنَمَا كُنْتُ. كُنْ مَعَ اللَّهِ حَيْثَمَا كُنْتُ. أَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ
 وَجْهُ اللَّهِ. كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَفَخِرًا لِلْمُؤْمِنِينَ. وَلَا تَبَاسُ
 مِنْ رَوْحِ اللَّهِ. أَلَا إِنَّ رَوْحَ اللَّهِ قَرِيبٌ. أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ. يَأْتِيكَ
 مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ. يَنْصُرُكَ اللَّهُ مِنْ عِنْدِهِ. يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِي
 إِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ. لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ وَإِنَّكَ الْيَوْمَ لَدِينَا مَكِينٌ
 أَمِينٌ. وَقَالُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ. قُلْ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي

(بقية الحاشية) مِنَ الْمُرْسَلِينَ^۱ وكذلك أوحى إلى الحواريين وكلم ذاك القرنين
 وأخبرنا به في كتابه ثم بشر لنا وقال: ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ. وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ^۲
 وفي هذه الآية أشار إلى أن هذه الأمة يكلم كما كلمت الأمم من قبل فمن كان له
 صدق رغبة في الاتعاظ بالقرآن فلا يتردد بعد بيان كتاب الله ولا يكون من
 المترابين. ومن لم يبال امتثال أوامره وانتهاء نواهيها فما آمن به وما كان من
 المؤمنين. وقد اتفق الأولياء كلهم على أن لله تعالى مخاطبات ومكالمات
 بالمحدثين كما قال سيدي وحبيبي الشيخ عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه
 في كتابه "الفتوح" تعليماً للسالكين. ومن ملخصات كلامه أنه قال: إن لأهل
 الله علامات يعرفون بها فمنها الخوارق والكشوف ومكالمات الله تعالى

خوضهم يلعبون. ومن أظلم ممن افترى على الله كذبا. وإنّ عليك
 رحمتي في الدنيا والدين وإنك لمن المنصورين. بُشْرَى لَكَ
 يَا أَحْمَدَى أَنْتَ مَرَادَى وَمَعَى غَرَسْتُ كِرَامَتَكَ بِيَدَى. أَكَانَ لِلنَّاسِ
 عَجَبًا قُلُّ هُوَ اللَّهُ عَجِيبٌ. يَجْتَبِي مِنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لَا يُسْأَلُ عَمَّا
 يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ. وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نَدَاوَلَهَا بَيْنَ النَّاسِ. وَإِذَا نَصَرَ اللَّهُ
 السَّمُومَ جَعَلَ لَهُ الْحَاسِدِينَ. تَلَطَّفُ بِالنَّاسِ وَتَرَحَّمُ عَلَيْهِمْ أَنْتَ فِيهِمْ
 بِمَنْزِلَةِ مُوسَى فَاصْبِرْ عَلَى جُورِ الْجَائِرِينَ. أَحْسِبُ النَّاسَ أَنْ يَتْرَكُوا
 أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ. الْفِتْنَةُ هُنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أَوْلَاؤُا
 الْعِزْمِ. أَلَا إِنَّهَا فِتْنَةٌ مِنَ اللَّهِ لِيَحِبَّ حَبًّا جَمًّا. وَفِي اللَّهِ

(بقية الحاشية) وخوف الله وخشيته وإشاره على غيره وكلما يجب للمتقين.
 وقال: إِذَا مِتَّ عَنِ الْخَلْقِ قِيلَ لَكَ: رَحِمَكَ اللَّهُ وَأَمَاتَكَ عَنْ إِرَادَتِكَ
 وَمُنَاكَ وَإِذَا مِتَّ عَنِ الْإِرَادَةِ وَمُنَاكَ قِيلَ لَكَ: رَحِمَكَ اللَّهُ وَأَحْيَاكَ فَكَنتَ
 مِنَ الْمَرْحُومِينَ. فَحِينَئِذٍ تُحْيِي حَيَاةَ لَا مَوْتَ بَعْدَهَا وَتُغْنِي غِنَاءً لَا فَقْرَ بَعْدَهُ
 وَتُعْطِي عَطَاءً لَا مَنَعَ بَعْدَهُ وَتُسْرَاحُ بِرَاحَةٍ لَا شِقَاءَ بَعْدَهَا وَتَنعِمُ بِنَعِيمٍ لَا بؤْسَ بَعْدَهُ
 وَتُعَلِّمُ عِلْمًا لَا جَهْلَ بَعْدَهُ وَتُؤَمِّنُ أَمْنًا لَا تَخَافَ بَعْدَهُ وَتَسْعِدُ فَلَا تَشْقَى وَتُعَزِّزُ فَلَا
 تُذَلُّ وَتُقَرِّبُ فَلَا تُبْعَدُ وَتُرْفَعُ فَلَا تُوَضَّعُ وَتُعْظَمُ فَلَا تُحَقَّرُ وَتُطَهَّرُ فَلَا تُدَسُّ
 وَنَجَّاكَ اللَّهُ وَطَهَّرَكَ مِنْ أَدْنَسِ طَرِيقِ الْفَاسِقِينَ. فَيُتَحَقَّقُ فِيكَ الْأَمَانِيُّ
 وَتَصْدُقُ فِيكَ الْأَقْوَابِلُ فَتَكُونُ كِبْرِيَّتًا أَحْمَرَ فَلَا تَكَادُ تُرَى وَعَزِيزًا فَلَا تُمَاتِلُ
 وَفَرِيدًا فَلَا تُشَارَكَ وَوَحِيدًا فَلَا تُجَانَسُ وَتَكُونُ عِنْدَ رَبِّكَ مِنْ أَهْلِ

أجرک ویرضی عنک ربک ویتم اسمک . وإن یتخذونک
 إلا هزواً قل : إني من الصادقين فانتظروا آیاتی حتی حين . الحمد
 لله الذی جعلک المسیح ابن مریم . قل هذا فضل ربی وإنی
 أجرد نفسی من ضروب الخطاب وإنی أحد من المسلمین .
 یریدون أن یطفئوا نور الله بأفواههم والله یتم نوره ویحیی الدین .
 نرید أن ننزل علیک آیات من السماء ونمزق الأعداء کل
 ممزق . حکم الله الرحمن لخليفة الله السلطان . فتوکل علی الله
 واصنع الفلک بأعیننا ووحینا إن الذین یبیعونک إنما یبیعون
 الله ید الله فوق أیدیهم وأمم حق علیهم العذاب . ویمکرون

(بقية الحاشية) السماء لا من أهل الأرضین . فرد الفرد وتر الوتر غیب الغیب
 سر السر فحينئذ تكون وارث كل رسول ونبي وصدیق فتعطى كل ما أعطوا
 من الأنوار والأسرار والبركات والمخاطبات والوحي والمكالمات وغيرها
 من آیات رب العالمین . وبك تختتم الولاية وإليك تصدر الأبدال وبك
 تنكشف الكروب وبك تسقى الغیوث وبك تنبت الزروع وبك تدفع
 البلیا والمحن من الخاص والعام وأهل الثغور والراعی والرعايا والأئمة
 والأمة وسائر البرایا فتكون شحنة البلاد والعباد ومن المأمورین . فينطلق
 إليك الأرجل بالسعی والترحال والأیدی بالبدل والعطاء والخدمة بإذن
 خالق الأشياء فی سائر الأحوال والألسن بالذکر الطیب والثناء فی
 جمیع المحال ولا یختلف إليك اثنان من أهل الإیمان وتهوی إليك

﴿۲۳﴾

والله خير الماكرين. قُلْ عِنْدِي شَهَادَةٌ مِنَ اللَّهِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُؤْمِنُونَ. قُلْ
عِنْدِي شَهَادَةٌ مِنَ اللَّهِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ. إِنْ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ. رَبِّ
أَرِنِي كَيْفَ تَحْيِي الْمَوْتَى. رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَاءِ. رَبِّ لَا
تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ. رَبِّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ. رَبَّنَا افْتَحْ
بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ. وَيَخَوْفُوكَ مِنْ دُونِهِ
إِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا. سَمَّيْتُكَ الْمَتَوَكَّلَ. يَحْمَدُكَ اللَّهُ مِنْ عَرْشِهِ.
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي. يَا أَحْمَدُ يَتَمَّ اسْمُكَ وَلَا يَتَمَّ اسْمِي. كُنْ فِي
الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ الصَّادِقِينَ. أَنَا
اخْتَرْتُكَ وَالْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةَ مَنِي. خَذُوا التَّوْحِيدَ

(بقية الحاشية) أفئدة من العلماء والأُمَمِيِّين ويدعوك لسان الأزل
ويعلمك ربُّ الملك ويكسوك أنواراً منه والحلُّ ويُنزِلُكَ منازلَ مَنْ
سَلَفَ مِنْ أَوْلَى الْعِلْمِ الْأَوَّلِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّادِقِينَ. فحِينئذٍ يُضَافُ إِلَيْكَ
التكوِينُ وَخَرَقَ الْعَادَاتِ فَيَرَى ذَلِكَ مِنْكَ فِي ظَاهِرِ الْعَقْلِ وَالْحَكْمِ وَهُوَ
فَعَلَ اللَّهُ وَإِرَادَتُهُ حَقًّا فِي الْعِلْمِ فَتَدْخُلُ حِينئذٍ فِي قَوْمٍ مُوجِعٍ وَفِي زَمْرَةٍ
الْمُنْكَسِرِينَ الَّذِينَ انْكَسَرَتْ قُلُوبُهُمْ وَكُسِرَتْ إِرَادَاتُهُمُ الْبَشَرِيَّةُ وَأُزِيلَتْ
شَهْوَاتُهُمُ الطَّبِيعِيَّةُ فَاسْتَوْفَتْ لَهُمْ إِرَادَةُ رَبَّانِيَّةٍ وَشَهْوَاتٍ وَظَلِيفِيَّةٍ وَكَانُوا مِنْ
الْمُبَدَّلِينَ. وَيُكشَفُ لِلْأَوْلِيَاءِ وَالْأَبْدَالِ مِنْ أَعْمَالِ اللَّهِ مَا يَبْهَرُ الْعُقُولَ وَيَخْرِقُ
الْعَادَاتِ وَالرَّسُومَ وَيُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ تَعَالَى بِالْكَلامِ اللَّذِيذِ وَالْحَدِيثِ الْأَنْبَسِ
وَالْبَشَارَةِ بِالْمَوَاهِبِ الْجَسَامِ وَالْمَنَازِلِ الْعَالِيَةِ وَالْقُرْبِ مِنْهُ مِمَّا

التوحيد يا أبناء الفارس . وبشر الذين آمنوا أن لهم قدم صدق عند
 ربهم . ولا تصعروا لخلق الله ولا تسأم من الناس واخفض جناحك
 للمسلمين . أصحاب الصفة وما أدراك ما أصحاب الصفة؟ ترى
 أعينهم تفيض من الدمع يصلون عليك ربنا إننا سمعنا منادياً ينادى
 للإيمان ربنا آمنا فكتبنا مع الشاهدين . شأنك عجيب وأجرک
 قريب ومعك جند السماوات والأرضين . أنت منى بمنزلة
 توحيدى وتفريدى فحان أن تُعان وتُعرف بين الناس . بوركت يا
 أحمد وكان ما بارک الله فيک حقاً فيک . أنت وجية فى حضرتى .
 اخترتک لنفسى وأنت منى بمنزلة لا يعلمها الخلق . وما كان

(بقية الحاشية) سيؤول أمرهم إليه وجفّ به القلم من أقسامهم فى سابق
 الدهور فضلاً منه ورحمة وإثباتاً منه لهم فى الدنيا إلى بلوغ الأجل وهو
 الوقت المقدر لهم من أرحم الراحمين . وقال الله تعالى فى بعض كتبه:
 يا بن آدم أنا الله لا إله إلا أنا . أقول لشيء : كُن فيكون . أطعنى أجعلك
 تقول للشيء : كُن فيكون . قد جعل الله أولياءه أوتاد الأرض وجعل الدنيا
 لهم جنّة المأوى فلهم جنتان : الدنيا والآخرة . وهم كالجبل الذى رسا
 تفرّدوا فى الصدق والوفاء والتقوى فنحّ عن طريقهم ولا تُزاحم يا
 مسكين . الرجال الذين ما قيدهم أحد عن قصد الحق من الآباء والأمهات
 والبنات والبنين فهم خير من خلق ربى وبثّ فى الأرض وذراً فعليهم سلام
 الله وتحياته وبركاته أجمعين . أيها السالك! إذا قوى علمك و

اللَّهُ لِيتركك حتى يميز الخبيث من الطيب. انظر إلى يوسف
 وإقباله والله غالب على أمره ولكن أكثر الناس لا يعلمون. أردت أن
 أستخلف فخلقت آدم ليقم الشريعة ويحيى الدين. كتاب الولي
 ذو الفقار على ولو كان الإيمان معلقاً بالثريا لنالته رجل من أبناء
 الفارس. يكاد زيته يضيء ولو لم تمسه نار. جرى الله في حلل
 المرسلين. قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله. وصل على
 محمد وآل محمد سيّد وُلدِ آدم وخاتم النبيين. يرحمك ربك
 ويعصمك من عنده وإن لم يعصمك الناس. يعصمك الله من
 عنده وإن لم يعصمك أحد من أهل الأرضين. تبت يدا أبي لهب

﴿ ۲۲ ﴾

(بقية الحاشية) يقينك وشرح صدرك وقوى نور قلبك وزاد قربك من
 مولاك ومكانك لديه وأمانتك عنده وأهليتك لحفظ الأسرار فعلمت
 من لدنه ويأتيك قسمك قبل حين. وتلك كرامة لك وإجلال
 لحرمتك فضلاً منه ومنّة وموهبة ثم يرد عليك التكوين فتكون بالإذن
 الصريح الذي لا غبار عليه والدلالات اللاتحة كالشمس المنيرة وبكلام
 لذيذ ألد من كل لذيذ وإهام صدق من غير تلبس مصفى من هواجس
 النفس ووساوس الشيطان اللعين. تمّ كلام السيّد الجليل قطب الوقت إمام
 الزمان رضى الله عنه وقد كتبناه بتلخيص منّا فارجع إلى كتابه: "فتوح
 الغيب" إن كنت من المرتابين. وقد ظهر من كلام الإمام الموصوف أن
 الوحي كما ينزل على الأنبياء كذلك ينزل على الأولياء

وتب ما كان له أن يدخل فيها إلا خائفاً. وما أصابك فمن الله
واعلم أن العاقبة للمتقين. وأنذر عشيرتك الأقربين إنا سنريهم
آية من آياتنا في الثَّيِّبَةِ ونردّها إليك أمرٌ من لدنا إنا كنا فاعلين.
إنهم كانوا يكذبون بآياتي وكانوا بي من المستهزئين. فبشرى
لك في النكاح الحق من ربك فلا تكونن من الممترين. إنا
زوّجناكها لا مبدّل لكلمات الله وإنا رادّوها إليك إن ربك فعّالٌ
لما يريد فضلٌ من لدنا ليكون آية للناظرين. شاتان تذبّحان وكل
من عليها فان. ونريهم آياتنا في الآفاق وفي أنفسهم ونريهم جزاء
الفاسقين. إذا جاء نصر الله والفتح وانتهى أمر الزمان

(بقية الحاشية) ولا فرق في نزول الوحي بين أن يكون إلى نبي أو ولي ولكل حظ
من مكالمات الله تعالى ومخاطباته على حسب المدارج. نعم لوحى الأنبياء
شأن أتم وأكمل. وأقوى أقسام الوحي وحي رسولنا خاتم النبيين.
وقال المجدد الإمام السرهندي الشيخ أحمد رضى الله عنه في مكتوب
يكتب فيه بعض الوصايا إلى مريده محمد صديق: اعلم أيها الصديق أن كلامه
سبحانه مع البشر قد يكون شفاهاً وذلك الأفراد من الأنبياء وقد يكون ذلك
لبعض الكمّل من متابعيهم وإذا كثر هذا القسم من الكلام مع واحد منهم يُسمّى
مُحدّثاً وهذا غير الإلهام وغير الإلقاء في الروع وغير الكلام الذي مع المَلَك
إنما يُخاطب بهذا الكلام الإنسان الكامل والله يختص برحمته من يشاء.
تمّ كلامه فارجع إلى كلامه إن كنت من المنكرين. واذكر قصة من قال:

إِلَيْنَا أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي ضَلَالٍ مَبِينٍ . كُنْتُ كَنَزًا
 مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ . إِنْ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَا
 هُمَا . قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌُ وَاحِدٌ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ
 فِي الْقُرْآنِ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ . وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ
 أَفَلَا تَعْقِلُونَ . قُلْ إِنْ هَدَىٰ اللَّهُ هُوَ الْهُدَىٰ وَإِنْ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ .
 رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَاءِ . رَبِّ إِنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ . إِيْلَىٰ إِيْلَىٰ
 لَمَّا سَبَقْتَانِي . يَا عَبْدَ الْقَادِرِ إِنِّي مَعَكَ أَسْمَعُ وَأَرَىٰ . غَرَسْتُ لَكَ
 بِيَدِي رَحْمَتِي وَقَدْرَتِي وَإِنَّكَ الْيَوْمَ لَدِينَا مَكِينٌ أَمِينٌ . أَنَا بُدُّكَ
 الْإِلَازِمُ أَنَا مَحْيِيكَ نَفَخْتُ فِيكَ مِنْ لَدُنِي رُوحَ الصِّدْقِ .

(بقية الحاشية) مَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي^۱ وما كان من المرسلين.

و اذكُرْ مَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا . قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ
 مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا . قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا^۲
 فانظُرْ كَيْفَ كَلَّمَ مَلَكُ اللَّهِ مَرْيَمَ وَمَا كَانَتْ نَبِيَّةً فَاتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَكُنْ مِنَ
 الْمُعْتَدِينَ .

وقد جاء في الحديث الصحيح عن عمرو بن الحارث قال :

بينما عمرُ يخطب يوم الجمعة إذا ترك الخطبة ونادى يا ساريةُ الجبل
 مرتين أو ثلاثاً ثم أقبل على خطبته . فقال ناسٌ من أصحاب
 رسول الله صلى الله عليه وسلم : إنه لمجنون ترك خطبة ونادى

وَأَلْقَيْتَ عَلَيْكَ مَحَبَّةَ مَنِيٍّ وَلْتُصْنَعْ عَلَيَّ عَيْنِي كَزَرْعٍ أَخْرَجَ
شَطْأَهُ فَأَزْرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سَوْقِهِ. إنا فتحنا لك فتحا
مبيناً ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر فكن من
الشاكرين. أليس الله بكاف عبده. أليس الله عليماً بالشاكرين.
فقبل الله عبده وبرّاه مما قالوا وكان عند الله وجيهاً. فلما تجلّى
ربه للجبل جعله دكاً والله مُهِينٌ كِيدَ الْكَافِرِينَ. ولنجعله آية
للناس ورحمة منا ولنعطيه مجداً من لدنا كذلك نجزي
المحسنين. أنت معي وأنا معك. سرّك سرّي. لا تحاط
أسرار الأولياء إنك على حق مبين. وجيهاً في الدنيا والآخرة
ومن المقربين. لا يصدّق السفية إلا ضربة الإهلاك. عدوّ لي
وعدو لك عجلٌ جسّد له خوار. قل أتى أمر الله فلا تكن من

﴿٢٥﴾

(بقية الحاشية) "يا سارية الجبل". فدخل عليه عبد الرحمن بن عوف وكان ينسبط
عليه فقال: يا أمير المؤمنين! تجعل للناس عليك مقالا؟ بينما أنت في خطبتك إذ
ناديت: "يا سارية الجبل". أي شيء هذا؟ قال: والله ما ملكت ذلك حين رأيت
سارية وأصحابه يقاتلون عند جبل ويؤتون من بين أيديهم ومن خلفهم فلم أملك
أن قلت: "يا سارية الجبل" ليلحقوا بالجبل. فلم تمض الأيام حتى جاء رسول
سارية بكتابه أن القوم لقونا يوم الجمعة فقاتلناهم من حين صلينا الصبح إلى أن
حضرت الجمعة فسمعنا صوت منادٍ ينادي: الجبل مرتين فلحقنا بالجبل فلم نزل
لعدونا قاهرين حتى هزمهم الله تعالى وتراءى فتح مبين - ١٢ المؤلف

المستعجلين. يأتيك قمرُ الأنبياء وأمرُك يتأتى
 وكان حقاً علينا نصر المؤمنين. يوم يجيء الحق وينكشف الصدق
 ويخسر الخاسرون. وترى الغافلين يخرون على المساجد ربنا
 اغفر لنا إنا كنا خاطئين. لا تثرِبَ عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو
 أرحم الراحمين. تموت وأنا راض منك. سلام عليكم طبتم
 فادخلوها آمينين.“

وأما عقائدنا التي ثبتنا الله عليها فاعلم يا أخي أنا آمن بالله رباً وبمحمدٍ
 صلى الله عليه وسلم نبياً وآمنّا بأنه خاتم النبيين. وآمنّا بالفرقان أنه من الله
 الرحمن ولا نقبل كل ما يعارض الفرقان ويُخالف بيناته ومُحكّماته وقصصه
 ولو كان أمراً عقلياً أو كان من الآثار التي سمّاها أهل الحديث حديثاً أو كان من
 أقوال الصحابة أو التابعين؛ لأن الفرقان الكريم كتابٌ قد ثبت تواتره لفظاً
 وهو وحىٌ متلوّ قطعى يقينى ومن شكّ فى قطعيته فهو كافر مردود عندنا ومن
 الفاسقين. والقرآن مخصوص بالقطعية التامة وله مرتبة فوق مرتبة كل كتاب
 وكل وحى ما مسّه أيدى الناس وأما غيره من الكتب والآثار فلا يبلغ هذا المقام
 ومن آثر غيره عليه فقد آثر الشك على اليقين.

وكم من فرق الإسلام يُخالف بعضهم بعضاً فى أخذ بعض
 الأحاديث أو تركها فالأحاديث التي يقبلها الشافعية لا يقبل أكثرها
 الحنفية والتي يقبلها الحنفية لا يقبلها الشافعية وكذلك حال فرق
 أخرى من المسلمين. وكم من حديث ذكره الإمام البخارى فى
 صحيحه. وهو أصحُّ الكتب عند أهل الحديث بعد كتاب الله ولكن

لا يقبل الفرقة الحنفية أكثر أحاديثه كحديث قراءة الفاتحة خلف الإمام والتأمين بالجهر وغيره ولا يكونون إلى تلك الأحاديث من الملتفتين. ولكن ما كان لأحد أن يسميهم كافرين أو يحسبهم من الذين أضعوا الصلاة ومن المبتدعين.

فالحق أن الأحاديث أكثرها آحاد ولو كانت في البخاري أو في غيره ولا يجب قبولها إلا بعد التحقيق والتنقيد وشهادة كتاب الله بأن لا يخالفها في بيناته ومُحكّماته وبعد النظر إلى تعامل القوم وعدّة العاملين. فإذا كان الأمر كذلك فكيف يُكفّر أحدٌ لترك حديثٍ يعارض القرآن أو لأجل تأويلٍ يجعل الحديث مطابقاً بالقرآن ويُنجي المسلمين من أيدي المعترضين؟ وكيف تكفّرون المؤمن بالله ورسوله وكتابه لأجل حديث من الآحاد الذي يُحتمل فيه شائبة كذب الكاذبين؟

فانظر مثلاً إلى مسألة وفاة المسيح عليه السلام فإنها قد ثبتت ببيّنات كتاب الله المتواتر الصحيح وتشهد على وفاته قريباً من ثلاثين آية بالتصريح قد كتبناها في كتابنا: "إزالة الأوهام" إفادةً للطالبيين. فإن تذكرت بعد ذلك حديثاً دمشقياً الذي ذُكر في "مسلم" فاعلم أنه فُسّر على ظاهره ولا شك أنه يُعارض الفرقان على تفسيره الظاهر ويُخالف بيّناته ويخالف أحاديث أخرى قد ذكرناها في "الإزالة" ولا يرضى مسلم أن يترك القرآن اليقيني القطعي بحديث واحد لا يبلغ إلى مرتبة اليقين. ولو فعلنا كذلك وآثرنا الآحاد على كتاب الله لفسد الدين وبطلت الملة ورفَع الأمان وتزلزل الإيمان واشتد علينا صولة الكافرين. نعم نؤمن بالقدر المشترك الذي لا يُخالف القرآن وهو أنه يجيء

﴿٢٤﴾

المسيح الموعود مجدداً على رأس المائة عند غلبة النصارى على ظهر الأرض ويخرج في أرض أفسدوها وجعلوا مسلمي أهلها متنصرين فيكسر صليبهم ويقتل خنازيرهم ويدخل السعادة في الباقين. وإن حاك في صدرك شيء من لفظ نزول عند منارة دمشق فقد أثبتنا أن النزول من السماء محال باطل لا يصدقه الفرقان بل يكذبه بقول مبين.

فإن كنت تؤمن بالفرقان وتؤثره على غيره فأمّن بوفاة المسيح وعدم نزوله من السماء كما تقرأ في كلام رب العالمين. والعجب أن لفظ النزول من السماء لا يوجد في حديث وإن هو إلا فريضة المفترين. والأحاديث كلها قد اتفقت على أن المسيح الموعود من هذه الأمة فإن النبوة قد ختمت وإن رسولنا خاتم النبيين.

والنزول في الحديث بمعنى نزول المسافرين من مكان إلى مكان فإن النزول هو المسافر فلو سلم صحة الحديث فيثبت أن المسيح الموعود أو أحد من خلفائه يسافر من أرض وينزل بدمشق في وقت من الأوقات فلم ييكون الناس على لفظ دمشق؟ بل يثبت من لفظ النزول عند منارة دمشق أن وطن المسيح الموعود الذي يخرج فيه هو ملك آخر وإنما ينزل بدمشق بطريق المسافرين. هذا إذا سلمنا الحديث بألفاظه وفيه كلام لأن الأحاديث من الظنيات إلا الحصة التي ثبتت من تعامل المؤمنين.

ولو كانت الآثار المدونة في البخاري وغيره من اليقينيات كالقرآن الكريم للزم من إنكارها الكفر كلزوم الكفر من إنكار آيات القرآن كما لا يخفى على الماهرين في الشرع المتين. فحينئذ يلزم أن يكون المسلمون كلهم كافرين ويلزم أن لا ينجو من ورطة الكفر أحد من أكابر المسلمين وأصاغرهم بل من الأئمة السابقين المتقدمين؛ لأن ترك

بعض الأحاديث وإنكار بعضها بلاءً عام أحاطت الفقهاء والأئمة والمحدثين أجمعين.

ومع ذلك. إذا كان نبينا صلى الله عليه وسلم خاتم الأنبياء فلا شك أنه من آمن بنزول المسيح الذي هو نبي من بني إسرائيل فقد كفر بخاتم النبيين. فيا حسرة على قوم يقولون إن المسيح عيسى بن مريم نازل بعد وفاة رسول الله ويقولون إنه يجيء وينسخ من بعض أحكام الفرقان ويزيد عليها وينزل عليه الوحي أربعين سنة وهو خاتم المرسلين. وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا نبي بعدى" وسماه الله تعالى خاتم الأنبياء فمن أين يظهر نبي بعده؟ ألا تفكرون يا معشر المسلمين؟ تتبعون الأوهام ظلما وزورا وتتخذون القرآن مهجورا وصرتم من البطالين.

وإننا نؤمن بملائكة الله ومقاماتهم وصفوفهم ونؤمن أن نزولهم كنزول الأنوار لا كترحل الإنسان من الديار إلى الديار لا يرحون مقاماتهم ومع ذلك كانوا نازلين وصاعدين. وهم جند الله وجيرة السماوات وخطاؤها لا يُفارقون مقاماتهم وإن منهم إلا له مقام معلوم يفعلون ما يؤمرون ولا يشغلهم شأن عن شأن ويؤدون طاعة رب العالمين.

ولو كان مدار انصرام مهماتهم تباعدهم من مقاماتهم لما جاز أن تُتوفى الأنفس في آن واحد بل وجب أن لا يموت ميت في المشرق في الآن الذي قدر الله له قبل أن يفرغ ملك الموت من قبض نفس رجل في المغرب الذي هو شريك بالمائة الأول في الآن المذكور وقبل أن يرحل إلى المشرق وإن هذا إلا كذب مبين. إنما أمرهم

إذا أرادوا شيئاً بِحُكْمِ اللَّهِ أَنْ يَقُولُوا لَهُ كُنْ فَيَكُونُ وَمَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَنْزِلُوا بِشِقِّ
الْأَنْفُسِ وَصَرَفَ الْوَقْتَ وَنَقَلَ الْخَطَوَاتِ وَتَرَكَ مَكَانَ كَسْكَانِ الْأَرْضِينَ.

وَنُؤْمِنُ بِأَنْ حَشَرَ الْأَجْسَادِ حَقَّ وَالْجَنَّةِ حَقَّ وَالنَّارِ حَقَّ وَكُلَّ مَا جَاءَ فِي
الْقُرْآنِ حَقَّ وَكُلَّ مَا عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْأَنْبِيَاءِ
وَخَتَمَ الْمُرْسَلِينَ. وَمَنْ عَزَا إِلَيْنَا مَا يُخَالِفُ الشَّرْعَ وَالْفِرْقَانِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فَقَدْ
افْتَرَى عَلَيْنَا وَأَتَى بِبَهْتَانٍ صَرِيحٍ كَالْمَفْتَرِينَ. أَلَا إِنَّا بَرِيئُونَ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ يُنَافِي قَوْلَ
رَسُولِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّا مُؤْمِنُونَ بِجَمِيعِ أُمُورٍ أَخْبَرَ بِهَا سَيِّدُنَا وَنَبِيُّنَا وَإِنْ
لَمْ نَعْلَمْ حَقِيقَتَهَا أَوْ نُودِعَ مَعَارِفَهَا بِالْهَامِ مَبِينٍ.

وَإِنَّا بَرِيئُونَ مِنْ كُلِّ حَقِيقَةٍ لَا يَشْهَدُهَا الشَّرْعُ وَاعْتَصَمْنَا بِحَبْلِ اللَّهِ
بِجَمِيعِ قَلْبِنَا وَجَمِيعِ قُوَّتِنَا وَجَمِيعِ فَهْمِنَا وَأَسْلَمْنَا الْوَجْهَ لَكَ رَبَّنَا فَاجْعَلْنَا مِنَ
الْمُحْسِنِينَ. رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا عَلَيَّ مَا نُؤَدَى وَتَوْفَقًا مُسْلِمِينَ. وَمَا أَفْضَلُ
رُوحِي عَلَيَّ أَرْوَاحِ إِخْوَانِي وَلَكِنَّ اللَّهَ قَدْ مَنَّ عَلَيَّ وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُنْعَمِينَ. فَمَنْ
آلَأَهُ أَنَّهُ أَنْعَمَ عَلَيَّ بِالْمَكَالِمَاتِ وَالْمَخَاطَبَاتِ وَعَلَّمَنِي مِنْ أَسْرَارٍ مَا كُنْتُ أَنْ
أَعْلَمَهَا لَوْ لَا أَنْ يَعْلَمَنِي اللَّهُ وَجَعَلَنِي لِلْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْوَارِثِينَ.

وَمِنْ آلَائِهِ عَلَيَّ أَنَّهُ وَجَدَ قَوْمَ النَّصَارَى يَفْسُدُونَ فِي الْأَرْضِ وَيَتَّخِذُونَ
الْعِبَادَةَ إِلَهًا بَغَيْرِ الْحَقِّ وَيُضَلُّونَ عِبَادَةَ اللَّهِ فَبَعَثَنِي لِأَكْسَرِ صَلْبِيهِمْ وَأَمْزَقَ بَعِيدَهُمْ
وَقَرِيبَهُمْ وَأَجَدَّ هَامَ الْمُجْرِمِينَ.

وَمِنْ آلَائِهِ أَنَّهُ آتَانِي آيَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَأَتَمَّ الْحِجَّةَ عَلَيَّ الْأَعْدَاءِ
وَخَجَّلَ كُلَّ بَخِيلٍ وَضَنِينٍ. فَوَعَزَّتْهُ وَجَلَالُهُ إِنِّي عَلَيَّ حَقٌّ مَبِينٌ. وَتَرَى كَالْوَابِلِ
آيَاتِ صَدَقِي إِنْ تَصَاحَبَنِي كَالطَّالِبِينَ. وَوَاللَّهِ ثُمَّ تَالَلَهُ إِنْ جَاءَ نِي أَحَدٌ عَلَيَّ
قَدَمَ الصَّدَقِ وَالطَّلَبِ لِرَأْيِ شَيْءٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّي إِلَى أَرْبَعِينَ. وَأَكْفَرَنِي

الحسداء قبل أن يباروني للنضال و يتوازنوا في الكمال و يتحاذوا في الفعال
و عيرونى طاغين. ولما رأوا الآيات قالوا إن هذا إلا سحرٌ مبين أو جفراً ونجومٌ
فمشوا خبطَ عشواءَ وكانوا قومًا عمين. أشرقت الشمس وما كان معها غيمٌ
ولكن لا ينفع العُمى نورٌ ولا ضوءٌ واستخلصهم الشيطان لنفسه فهو لهم قرين.
يا أخی تحسبني كافراً وإنى مؤمنٌ موحدٌ أتبع رسولى وسيدى صلى الله
عليه وسلم وجعلنى الله وارثاً لعلومه وبعاه وبعاعه وأرجو أن يشيخ نعشى فى
اتباعه ومع ذلك أخضع لك بالكلام وأستنزل منك رفق الكرام فلا تغلظ
على ولا تُشمِتْ بى الكُفَّارَ ولا تُرنى النارَ ولا تسللُ سيفك البتارَ والمؤمن
هينٌ كينٌ والصالحون يحملون أوزار إخوانهم ويسارعون إلى تسلية قلوبهم
وتسرية كربهم ولا يريدون أن يقتلوهم تفتيلاً وأن يجعلوهم عظيمين.

والاختلاف فى فرق الإسلام كثيرة ولكن لا تنهضُ فرقة لقتل فرقة وقد
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن اختلاف أمتى رحمة. فأطفء يا أخی
نارَكَ وأعمد بتارك واقتد بسنن الصالحين. لِمَ تؤذى من يحبُّ خير الورى؟
أتسرُّ به روح المصطفى؟ أو تُرضى به ربنا الأعلى؟ فاعلم أن الله ورسوله بريان
من الذين يُعادون أولياءهما فإن كنت ترجو شفاعة رسولنا فلا تؤذ المحبين
المصافين واتق الله ثم اتق الله ثم اتق الله ليغفر ذنوبك ويُحلك مقعد
المنعمين. أيها الإنسان الضعيف المحتاج إن مقت الله أكبر من مقتك فخف
فأسه وكن من المرتعشين.

هَذَاكَ اللَّهُ هَلْ قَتَلِي يُبَاحُ
 وَهَلْ فِي مَذْهَبِ الْإِسْلَامِ أَنِّي
 وَصَدَقِي بَيْنَ لِلنَّاطِرِينَا
 وَمَا كَانَ الْأَذَى خُلِقَ الْكِرَامِ
 وَإِنَّ الْحُرَّ يَفْهَمُ قَوْلَ حُرٍّ
 وَلَا أَخْشَى الْعِدَا فِي سُبُلِ رَبِّي
 لَنَا عِنْدَ الْمَصَائِبِ يَا حَبِيبِي
 فَلَا تَقْفُ الْهَوَىٰ وَانظُرْ مَالِي
 وَمِنْ عَجَبِ أَشْرَفِكُمْ وَأَدْعُو
 وَبَلَدْتُكُمْ حَدِيقَةً كُلَّ خَيْرٍ
 كَمَا مَثَلِكُمْ سَيِّدٌ يُؤْذِنُ عَجَبًا!
 أَرَىٰ يَا حَبِيبٌ تَذَكَّرْنِي بِسَبِّ
 أَخَذْنَا كُلَّ مَا أُعْطِيتَ تَحْفًا
 فَخُذْ مِنِّي جَوَابِي كَالْهَدَايَا
 إِذَا اعْتَلَقْتُ أَظْفِيرِي بِخَصْمٍ
 وَإِنْ وَافَيْتَنِي حَبًّا وَسَلْمًا
 وَإِنْ لَمْ تَقْرَبْنِي أَنْهَارَ مَاءٍ
 وَرَشْحُ الصَّلْدِ سَهْلٌ عِنْدَ جَهْدٍ
 وَمَا نَأْلُوكَ نَصْحًا يَا حَبِيبِي
 وَنُصْحِي خَالِصٌ لَا نَوْعَ هَزَلٍ
 فَيَا حَبِيبِي تَفَكَّرْ فِي كَلَامِي

وَهَلْ مَثَلِي يُدْمَرُ أَوْ يُجَاحُ
 أَرَىٰ خَزِيًّا وَلَمْ يَثْبُتْ جُنَاحُ
 كِتَابُ اللَّهِ يَشْهَدُ وَالصَّحَاحُ
 وَلَكِنْ هَكَذَا هَبَّتْ رِيَاحُ
 وَتَشْفَى صَدْرَهُ الْكَلِمُ الْفِصَاحُ
 وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ بَدَاحُ
 رِضَاءٌ ثُمَّ ذَوْقٌ وَارْتِيَاحُ
 وَرَبِّي إِنَّهُ نَصَحَ قَرَاخُ
 وَمِنْكَ الْمَشْرِفِيَّةُ وَالرَّمَاخُ
 فَمِنْكُمْ سَيِّدِي يُرْجَى الصَّلَاحُ
 وَفِي بَغْدَادَ خَيْرَاتٌ كِفَاحُ
 فَمَا هَذَا؟ وَسِيرَتَكُمْ سَمَاحُ
 وَصَافِينَا وَزَادَ الْإِنْشِرَاحُ
 وَلَكِنْ كَانَ مِنْكَ الْإِفْتِاحُ
 فَمَرْجِعُهُ نَكَالٌ أَوْ طُلَاحُ
 فَلِللْزُورِ بُشْرَى وَالنَّجَاحُ
 فَلَا تَعْطِيكَ مِنْ مَاءِ رِيَاحُ
 وَيُوبِقُكُمْ قُعودٌ وَانْسِطَاحُ
 وَجَاهِدْنَا لِيَرْتَبَطَ النَّصَاحُ
 وَجِدُّ لَا يَخَالِطُهُ الْمُزَاحُ
 فَإِنَّ الْفِكْرَ لِلتَّقْوَىٰ وَشَاحُ

ولى وجدٌ لقومى فوق وجدٍ
 إليكم يا أولى مجدٍ إليكم
 ولى قدرٌ عظيم عند ربى
 ومثلى حين يبكى فى دعاءٍ
 وكادت تلمعن أنوارُ شمسى
 ويأتى يومُ ربى مثلَ برقٍ
 ولى من لطف ربى كل يومٍ
 ونورٌ كامل كالبدرتام
 ونحن اليوم نُسقى من غبوقٍ
 وأعطانى المهيم كل نورٍ
 أتقتلنى بغير ثبوت جرمٍ
 قتلنا الكافرين بسيف حُججٍ
 وليس لنا سوى البارى ملاذٌ
 أتعلم كيف يسفَعُ بالنواصى
 يهدُّ الربُّ ذرورة كل طودٍ
 أتقتلنى بسيف يا خصيمى؟
 وقد متنا بسيف من حبيبٍ
 وأين سيوفكم يا شيخ قومٍ
 وصال الحزب واختلسوا كذئبٍ
 وقد صُبتْ عليكم كلُّ رزءٍ
 وكم من مسلمٍ ذأبوا بجوعٍ

وما وجدُ الشواكل والنياحُ
 وإن لم تنتهوا فالوقت لآح
 وسؤلى لا يُردُّ ولا يُزاحُ
 فيسعى نحوه فضلٌ متاحُ
 فيتبعها الورى إلا الوقاحُ
 فلا تبقى الكلابُ ولا النباحُ
 مراتبٌ للعدا فيها افتضاحُ
 ووجهٌ يستنير ولا يلاحُ
 وبعد الليل عيدٌ واصطباحُ
 ولى من فضله روحٌ وراحُ
 فقل ما يصدرن منى جناحُ؟
 فلا يرجى لقاتلنا فلاحُ
 ولا ترسٌ يصون ولا السلاحُ
 مليكٌ لا يناوحه الطماحُ
 وتتبعه الأسنّة والصفاحُ
 وقتلى عندكم أمرٌ مباحُ
 على ذرّاتنا تسفى الرياحُ
 وحلّ بقاعكم حزبٌ شحاحُ
 ولم يك أمرهم إلا اكتساحُ
 فمافى بيتكم إلا الرداحُ
 وعاشوا جائعين وما استراحوا

وبحر العلم يعرف موج بحرى ولكن عندكم ماءً وجاحُ
 نظمت قصيدتي من ارتجالٍ وأين الفضل لولا الاقتراحُ
 فخذُ مني بعفوٍ كالكرامِ ودونك ما هو الحقُّ الصُّراحُ
 و إن بارزتنى من بعد نصحي
 فتعلم أننى بطلٌ شناحُ

﴿ ۳۳ ﴾

يا أخى حفظك الله! إنى قد كتبت هذا المكتوب ترحمًا على حالك
 وإصلاحًا لخيالك فاستشف لآليه وألمح السرّ المودع فيه وقد أسمع أن
 أخلاقك تحبُّ وبعقوتك يلبُّ وأنت باذلٌ خرقةٌ ذو سماحةٍ وفتوةٍ من
 المحسنين. فلا أظن فيك أن تردّ مورد مائمة وتقف موقف مندمة وتتبع سبل
 تبعه ومعتبه بل أظن أن تميل إلى معذرةٍ عن بادرة. وظنى فيك جليل فحقّق
 حسن ظنى واتفق الله إنى أراك من وُلدِ الصالحين.

وإن كنت فى شك مما كتبنا فى كُتُبنا فأئى حرج عليك من أن تسألنى
 كل ما لا تعرف حقيقته ولا تفهم ماهيته وعسى أن تحسب كلمةً من الكفر وهو
 من معارف كتاب الله وحقائق الدين. والعاقل يتأهب دائماً لمزايلة مركزه عند
 وجدان الحق المبين. فقم وأفعم لك سجلاً من مائنا المعين. و آخر دعوانا أن
 الحمد لله رب العالمين.

هذه رسالة من كتاب الرسالة

كتاب ما الصادق

ولمن يات برسالة مثلها فله انعام

الف من الورق غير مقلد

كان او من المقلدين

وانها



قد طبعت بفضل الله وحسن توفيقه في كتاب رسالة الكليات

بإمرام المشي غلاف الفصيح مالك المطبع واحمد رب العالمين

التنبیه

أيها المكفرون الذين أصروا على تكذيبى وهموا بتمزيق جلابيى اعلموا هداكم الله أن هذه الرسالة معيارٌ لتنقيد أمرى وأمركم فإن كنتم لا تتهاونون عن سبكم ولا تخافون قهر ربكم وتظنون أنكم أعلام الشريعة وأشياخ الطريقة وعلماؤا الملة وفضلاء الأمة فاتوا برسالة من مثله إن كنتم صادقين. وإن لم تفعلوا ووالله لن تفعلوا فاتقوا الله الذى ترجعون إليه واتقوا ناراً تأكل أحشاء المجرمين. ووالله إنى ما ألقت هذه الرسالة إلا لكسر نخوتكم وإطفاء شعلة رعونتكم وكنت أطيع على رؤية ذلتى ومساغ غصتى ولكنى أردت أن أظهر كيفية علمكم على المنصفين. فنثلت كنانتى وقضيت من دُرر البيان لُبانتى فإن ناوحتم وأتيتم بكلام من مثله فلکم الألف بل أزيدُ عليه عشرين درهما للغالبين. ووالله إنى ما أرى فيكم إلا إجمال القرايح وإكداء المائح والمائح وما أرى عندكم من ماءٍ معين. وأعجبنى أنكم مع كونكم خاوى الوفاض من المعارف الدينية تستكبرون ولا تستحيون ولا تنتهجون محجة المتقين. فوالذى بعثنى لإلزامكم وإفحامكم لقد سألتُ الله أن يحكم بينى وبينكم ويوهن كيد الكاذبين. وما عرضت عليكم درهماً وديناراً إلا اختبأراً فإن ناضلتمونى تفسيراً ونظماً فهو لكم حتماً. واعلموا أن الله يُخزىكم ويُرى الخلق جهلكم ويرىكم ما كنتم تكذبون وتستعلون مستكبرين. وقد نظمت هذه القصائد بارتجال من غير انتحال فى بلدة "عَنْبَرْسَر" وكان ثمَّ مُشاهدى حزبٍ من المسلمين. ولكنى أمهلكم إلى شهرين من وقت إشاعة هذه الرسالة وأرقب ما تجيبون أتولون الدُّبر أو تكونون من المناضلين؟ إن شيخ "البطالة" دعانى غضبانَ فنهضت إليه عجلانَ وقلت: قُمْ قُمْ إنى أتيت الآن ودانيتُه بالمصباح الممتقد ولكنى أعلم أنه من قوم عمين. وهذه رسالة قد أُودعتُ دقائق القرآن وضَمَّخت بطيب العرفان وسيق إليه شربٌ من تسنيم الجنان وسفرت عن مرأى وسيمٍ وأرج نسيمٍ وتراءتُ بوجهٍ حَسِين. لمعاتها أزرأتُ بالجُمان وصَلَّيت القلوب بالنيران وهيجت البلبال فى صدور المعاندين. وكتبتها لئلا يبقى للجدال مطرح ولا للمراء مسرح وليتبين الحق وليستبين سبيل المجرمين. وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين -

ہزار روپیہ انعام کے وعدہ پر

رسالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي لا تدركه الأبصار وهو يُدرِك الأبصار وتتباعِد الأفكار
 عن فهم كُنْهِهِ تَبَاعُدَ اللَّيْلِ مِنَ النَّهَارِ الَّذِي دَعَا النَّاسَ بِالْقُرْآنِ وَرَسُولَهُ
 الْمُصْطَفَى إِلَى مَأْدِبَةِ الْجَفَلَى مِنْ أَهْلِ الْحَضَارَةِ وَالْفَلَاحِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ
 عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَفَخْرِ الْمُرْسَلِينَ الَّذِي جَاءَ بِالْحَجَجِ
 وَالْبِرَاهِينِ وَأَسْعَفَ النَّاسَ بِحَاجَاتِهِمْ وَيَمَّمُ إِصْلَاحَ الْعَالَمِينَ . فَكَمْ مِنْ مُحَلَّقٍ
 إِلَى الْهَوَى دَخَلَ فِي الرُّوحَانِيِّينَ وَكَمْ مِنْ ذِي لِسَانٍ سَلِيطٍ وَغِيظٍ مُسْتَشِيطٍ
 صَارَ مِنَ الْمَهْدَبِيِّينَ الْمُطَهَّرِينَ . اللَّهُمَّ فَضَّلْ عَلَى هَذَا الرَّسُولِ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ
 الَّذِي فَاقَ الرَّسُلَ كُلَّهُمْ فِي كَمَالَاتِهِ وَحَازَ كُلَّ فَضِيلَةٍ فِي سِيرِهِ وَصِفَاتِهِ
 وَأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِ أُمَّمٍ كَانُوا يُدَاجُونَ وَلَا يُخْلِصُونَ وَأَصْلَحَ قَوْمًا كَانُوا
 يَشْرِكُونَ وَلَا يُوَحِّدُونَ وَطَهَّرَ أُنَاسًا كَانُوا يَفْجُرُونَ وَلَا يَتَّقُونَ وَيُنِيخُونَ
 مَطَايَا نَفْسِهِمْ وَلَا يَسِيرُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَتَّقِظُونَ . وَكَانَ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ) أُمِّيًّا لَمْ يَقْرَأْ شَيْئًا مِنْ عُلُومِ الدُّنْيَا وَالدِّينِ وَبَلَغَ أَشَدَّهُ

فی قوم أمّیین وعمّین . ولم یر (صلی اللہ علیہ وسلم) وجہ العالمین العارفين . بل لم یرم عن وجاره ولا ظعن عن إلفه وجاره ومع ذلك سبق العالمین والعالمین فی عقله وعلومه وبرکاته وفیوضه وأنواره حتی غمرت مواهب هدايته المشارق والمغرب والأجانب والأقارب وأطال کل ذی ذیل ذیلہ إلى برکاته وامتدت أیدی الناس إلى إفاداته وخیراته . فأرى الناس سبل السلام ونجّاهم من المسالك الشاغرة وطرق الظلام وطهرهم من شعب النفاق والشقاق والنزاع والمشاجرة وسیر الیام . وبصر العیون وأحسن الظنون ونجّی المسجون . حتی ألقى فی روع الناس الاستسلام وثبط جذبات کفرهم وثبت الأقدام ونشطهم إلى الثبات والاستقامة وأقام فأبصروا ورأوا سبلهم ومنازلهم وتخیروا المناخ ووردوا الورد النقاخ وزکوا ومحصوا وطهروا حتی سُموا خیار الناس وخلصوا من کل نوع النعاس وکملوا فی العلم الباطنی والخبر الروحانی إلى أن أترعوا بالمعارف الأكياس وحصص فیهم نور ینیر الناس وبُدلت شیمهم وقرائحهم ونورّت نفوسهم ونشرت مدايحهم . واعتلقوا بالنبی الکریم اعتلاق الأثمار بالأعواد ولوّوا أعنتهم من طرق الفساد إلى مناهج السداد حتی وصلوا منازل القرب والمحبة والوداد وبلغوا وانتهوا إلى کمالات قدرها الله للعباد .

فالحمد لله الذی هدی عباده بهذا الرسول النبی الأمی المبارک وأحیا به العالمین .

﴿۳﴾

آما بعد واضح ہو کہ موافق اس سنت غیر متبدلہ کے کہ ہر ایک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ اس امت مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص کر کے تجدید دین متین کے لئے مامور فرمادیتا ہے یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے ان کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص عنایت الہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے مگر افسوس کہ جیسا قدیم سے ناتمام اور ناقص الفہم علماء کی عادت ہے کہ بعض اسرار اپنے فہم سے بالاتر پا کر منع اسرار کو کافر ٹھہراتے رہے ہیں اسی راہ پر اس زمانہ کے بعض مولوی صاحبوں نے بھی قدم مارا اور ہر چند نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے سمجھایا گیا۔ مگر ایک ذرہ بھی صدق کی روشنی ان کے دلوں پر نہ پڑی بلکہ برعکس اس کے تکفیر اور تکذیب کے بارہ میں وہ جوش دکھلایا کہ نہ صرف کافر کہنے پر کفایت کی بلکہ اکفر نام رکھا اور ایک مومن اہل قبلہ کے خلود جہنم پر فتوے لکھے۔ اس عاجز نے بار بار خداوند کریم کی قسمیں کھا کر بلکہ مسجد میں جو خانہ خدا ہے بیٹھ کر ان پر ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ جلّ شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں مگر ان بزرگوں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ منافقانہ اقرار ہے۔ خاص کر ان میں سے جو میاں محمد حسین بتالوی ہیں انہوں نے تو اپنی ضد کو کمال تک پہنچا دیا اور کہا کہ اگر میں چشم خود نشان بھی دیکھوں تو میں ہرگز مسلمان نہ سمجھوں گا اور ہمیشہ کافر کہتا رہوں گا۔ چنانچہ بعض نشان بھی ظاہر ہوئے مگر حضرت بطالوی صاحب نے ان کا نام استدراج یا نجوم رکھا اور ہر ایک طور سے لوگوں کو دھوکے دیئے۔ چنانچہ منجملہ ان دھوکوں کے ایک یہ بھی ہے کہ یہ شخص بالکل جاہل اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ ہے اور مع ذالک دجال اور مفتری جو خدا تعالیٰ سے بھی کچھ مدد نہیں پاسکتا اور اپنی عربی دانی کو بہت کروفر سے بیان کیا تا اس وجہ سے اس کی عظمت دلوں میں جم جاوے اور اس عاجز کو ایک جاہل اور اُمّی اور علوم عربیہ سے

بیگانہ اور ملعون اور مفتری قرار دے کر یہ چاہا کہ عوام پر تمام راہیں نیک ظنی کی بند ہو جائیں لیکن عجیب قدرت خداوند تعالیٰ ہے کہ اس امر میں بھی اس نے نہ چاہا کہ بطلالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب علماء کی کچھ عزت اور راستی ظاہر ہو۔ سواگرچہ میں درحقیقت امیوں کی طرح ہوں لیکن محض اس نے اپنے فضل سے علم ادب و دقائق و حقائق قرآن کریم میں میری وہ مدد کی کہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ میں اس خداوند کا شکر ادا کر سکوں اور مجھ کو بشارت دی کہ اگر میاں بطلالوی یا کوئی دوسرا اس کا ہم مشرب مقابلہ پر آئے تو شکست فاش اٹھا کر سخت ذلیل ہوگا۔ اسی بنا پر میں نے اشتہار دیا کہ میاں بطلالوی پر واجب ہے کہ میرے مقابل پر قرآن کریم کی ایک سورت کی تفسیر عربی فصیح بلغ میں لکھے جو دن اجز سے کم نہ ہو اور نیز ایک قصیدہ نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرے جو نواشعر ہو اور ایسا ہی میرے پر واجب ہوگا کہ میں بھی اسی سورۃ کی تفسیر عربی فصیح بلغ میں لکھوں اور نیز نواشعر کا قصیدہ بھی نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تیار کروں اور پھر اگر عندالمقابلہ والموازنہ میاں بطلالوی صاحب کی تفسیر اور ان کا قصیدہ میری تفسیر اور قصیدہ سے فصیح اور ابلغ اور اتم اور اکمل ثابت ہوا تو میں اپنے دعوے سے توبہ کروں گا اور سمجھ لوں گا کہ خدا تعالیٰ نے بطلالوی صاحب کی تائید کی اور اپنی کتابیں جلا دوں گا۔ اور اگر میں غالب ہوا تو بطلالوی صاحب کو اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ اپنے ان بیانات میں سراسر کاذب اور دروغ گو تھے کہ یہ شخص مفتری اور دجال اور کافر اور ملعون ہے اور نیز علوم عربیہ سے ایسا جاہل کہ ایک صیغہ بھی درست طور پر نہیں آتا اور ساتھ اس کے میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص ہم میں سے اس مقابلہ سے منہ پھیرے یا بیجا حجوتوں اور حیلوں سے اس طریق آزمائش کو ٹال دیوے تو اس پر خدا تعالیٰ کی دس لعنتیں ہوں۔ مگر افسوس کہ بطلالوی صاحب نے ان لعنتوں کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ اور کئی عہد اور وعدے توڑ کر آخر حیلہ جوئی کے طور پر یہ جواب دیا کہ اول ہم آپ کی عربی تالیفوں کو آزمائش کی نظر سے

﴿۵﴾

دیکھیں گے کہ وہ سہو اور نسیان سے مبرا ہیں یا نہیں اور کوئی غلطی صرف اور نحو کی رو سے ان میں پائی جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں پائی جائیگی تو پھر بالمقابل تفسیر لکھنے اور نثر و اشعار کا قصیدہ بنانے میں کچھ عذر نہ ہوگا مگر دانشمندیوں نے سمجھ لیا کہ بطالوی صاحب نے اپنی جان بچانے کیلئے یہ حیلہ نکالا ہے کیونکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ عربی یا فارسی کی کوئی مبسوط تالیف سہو اور غلطی سے خالی نہیں ہو سکتی اور حیلہ جو کیلئے کوئی نہ کوئی لفظ گو سہو کا تب ہی سہی حجت پیش کرنے کیلئے ایک سہارا ہو سکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بہت ہاتھ پیر مار کر اور مثل مشہور مرتا کیا نہ کرتا پر عمل کر کے یہ شرمناک عذر پیش کر دیا اور اپنے دل کو اس بازاری چال بازی سے خوش کر لیا کہ کسی ایک سہو کا تب یا فرض کرو اتفاقاً کسی غلطی کے نکلنے سے یہ حجت ہاتھ آجائے گی کہ اب غلطی تمہاری کسی کتاب میں نکل آئی اس لئے اب بحث کی ضرورت نہیں رہی لیکن افسوس کہ بطالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور کسی نہ انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔ جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کرے گا ممکن ہے کہ حسب مقولہ مشہورہ قلمنا سلم مکنار کے کوئی صرنی یا نحوی غلطی اُس سے ہو جائے اور باعث خطا نظر کے اُس غلطی کی اصلاح نہ ہو سکے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہو کا تب سے کوئی غلطی چھپ جائے اور باعث ذہول بشریت مؤلف کی اس پر نظر نہ پڑے پھر اس یکطرفہ نکتہ چینی میں دونوں فریق کی علمی طاقتوں کا موازنہ کیونکر ہو۔ غرض بطالوی صاحب کے ایسے بیہودہ جوابات سے یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ علم تفسیر اور علم ادب میں قسام حقیقی نے ان کو کچھ بھی حصہ نہیں دیا اور بجز لعن و طعن اور چال بازی کی مشق کے اور کچھ بھی اُن کے دل اور دماغ اور زبان کو لوازم انسانیت نہیں ملی اسی وجہ سے اول مجھے اُن کے اس قسم کے تعصبات کو دیکھ کر دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اب ہمیشہ کے لئے ان سے اعراض کیا جائے۔ لیکن عوام کا یہ غلط خیال دور کرنے کے لئے کہ گویا میاں محمد حسین بطالوی یا دوسرے مخالف مولوی جو اس بزرگ کے ہم مشرب ہیں علم ادب اور حقائق تفسیر

کلام الہی میں ید طولی رکھتے ہیں قرین مصلحت سمجھا گیا کہ اب آخری دفعہ اتمام حجت کے طور پر بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب دوسرے علماء کی عربی دانی اور حقائق شناسی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لیے یہ رسالہ شائع کیا جائے اور واضح رہے کہ اس رسالہ میں چار قصائد اور ایک تفسیر سورۃ فاتحہ کی ہے اور اگرچہ یہ قصائد صرف ایک ہفتہ کے اندر بنائے گئے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ چند ساعت میں لیکن بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب مخالفوں کے لیے محض اتمام حجت کی غرض سے پوری ایک ماہ کی مہلت دیکر یہ اقرار شرعی قانونی شائع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس رسالہ کی اشاعت سے ایک ماہ کے عرصہ تک اسکے مقابل پر اپنا فصیح بلغ رسالہ شائع کر دیں جس میں اسی تعداد کے موافق اشعار عربیہ ہوں جو ہمارے اس رسالہ میں ہیں اور ایسے ہی حقائق اور معارف اور بلاغت کے التزام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر ہو جو اس رسالہ میں لکھی گئی ہے تو ان کو ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ورنہ آئندہ ان کو یہ دم مارنے کی گنجائش نہیں ہوگی کہ وہ ادیب اور عربی دان ہیں یا قرآن کریم کی حقائق شناسی میں کچھ بھی ان کو مس ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ یہ گروہ علماء کا اپنے مکانوں میں بیٹھ کر اس عاجز کو ایک طرف تو کاذب اور دجال اور کافر ٹھہراتے ہیں اور ایک طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص سراسر جاہل ہے اور علم عربی سے بکلی بیخبر۔ سو اس مقابلہ سے ہمتا متر صفائی ظاہر اور ثابت ہو جائے گا کہ اس بیان میں یہ لوگ کاذب ہیں یا صادق۔ اور چونکہ ان لوگوں کے دلوں میں دیانت اور خدا ترسی نہیں اس لئے اب میں نہیں چاہتا کہ بار بار ان کی طرف توجہ کروں۔ اور اگرچہ میں ایک صریح کشف کے رو سے ایسے متعصب اور کج دل لوگوں کے ساتھ مباحثات کرنے سے روکا گیا ہوں جس کا ذکر میری کتاب آئینہ کمالات اسلام میں چھپ چکا ہے لیکن یہ مقابلہ نشان نمائی کے طور پر ہے اور بلحاظ تو راع و تقویٰ آئندہ یہ عہد بھی کرتا ہوں کہ اگر اب میاں محمد حسین بطالوی یا کسی دوسرے مولوی نے

﴿۷﴾

بغیر کسی حیلہ و حجت کے میرے ان قصائد اور تفسیر کے مقابل پر عرصہ ایک ماہ تک اپنے قصائد اور تفسیر شائع نہ کی تو پھر ہمیشہ کے لئے اس قوم سے اعراض کرونگا۔ اور اگر اس رسالہ کے مقابل پر میاں بطلوی یا کسی اور ان کے ہم مشرب نے سیدھی نیت سے اپنی طرف سے قصائد اور تفسیر سورہ فاتحہ تالیف کر کے بصورت رسالہ شائع کر دی تو میں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ثلثوں کی شہادت سے یہ ثابت ہو جاوے کہ ان کے قصائد اور ان کی تفسیر جو سورہ فاتحہ کے دقائق اور حقائق کے متعلق ہوگی میرے قصائد اور میری تفسیر سے جو اسی سورہ مبارکہ کے اسرار لطیفہ کے بارہ میں ہے ہر پہلو سے بڑھ کر ہے تو میں ہزار روپیہ نقد ان میں سے ایسے شخص کو دوں گا جو روز اشاعت سے ایک ماہ کے اندر ایسے قصائد اور ایسی تفسیر بصورت رسالہ شائع کرے اور نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ بعد بالمقابل قصائد اور تفسیر شائع کرنے کے اگر ان کے قصائد اور ان کی تفسیر نحوی و صرفی اور علم بلاغت کی غلطیوں سے مُبرا نکلے اور میرے قصائد اور تفسیر سے بڑھ کر نکلے تو پھر باوصف اپنے اس کمال کے اگر میرے قصائد اور تفسیر بالمقابل کے کوئی غلطی نکالیں گے تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام بھی دوں گا۔ مگر یاد رہے کہ نکتہ چینی آسان ہے ایک جاہل بھی کر سکتا ہے مگر نکتہ نمائی مشکل۔ تفسیر لکھنے کے وقت یہ یاد رہے کہ کسی دوسرے شخص کی تفسیر کی نقل منظور نہیں ہوگی بلکہ وہی تفسیر لائق منظوری ہوگی جس میں حقائق و معارف جدیدہ ہوں بشرطیکہ کتاب اللہ اور فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالف نہ ہوں۔ اللہ جلّ شانہ قرآن کریم کی تعریف میں صاف فرماتا ہے کہ اس میں ہر ایک چیز کی تفصیل ہے پھر معارف اور حقائق کا کوئی حصہ کیونکر اُس سے باہر رہ سکتا ہے۔ ماسوا اس کے خدا تعالیٰ کا قانون قدرت بھی یہی شہادت دے رہا ہے کہ جو کچھ اُس سے صادر ہوا ہے خواہ ایک مکھی ہو وہ بے انتہا عجائبات اپنے اندر رکھتا ہے پھر کیا ایک ایماندار یہ رائے ظاہر کر سکتا ہے کہ ایک مکھی یا مچھر کی بناوٹ تو ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ اگر قیامت تک تمام فلاسفر اُس کے خواص عجیبہ کے دریافت

﴿۸﴾
 کرنے کے بارہ میں سوچتے چلے جائیں تب بھی ان کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا کہ جس قدر ان میں خواص تھے انہوں نے معلوم کر لیے ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی عبارتیں صرف سطحی خیالات تک محدود ہیں جو ایک جاہل مُلا اُن پر سرسری نظر ڈال کر دعویٰ کر سکتا ہے کہ جو کچھ قرآن میں تھا میں نے معلوم کر لیا۔ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہرگز بدل نہیں سکتا اور اسکی مخلوقات میں سے ایک پتہ بھی ایسا نہیں جس کو چند معلومہ خواص میں محدود کہہ سکیں بلکہ اس کی ہر ایک مخلوق خواص غیر محدودہ اپنے اندر رکھتی ہے اور اسی وجہ سے ہر ایک مخلوق میں صفت بے نظیری پائی جاتی ہے اور اگر تمام دنیا اُس کی نظیر بنانا چاہے تو ہرگز اُن کے لیے میسر نہ ہو جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ فرما دیا ہے کہ مکھی بنانے پر بھی کوئی قادر نہیں ہو سکتا۔ کیوں قادر نہیں ہو سکتا اس کی یہی توجہ ہے کہ مکھی میں بھی اس قدر عجائبات صنعت صانع ہیں کہ انسانی طاقتوں بلکہ تمام مخلوق کی قوتوں سے بڑھ کر ہیں پھر خدا تعالیٰ کا کلام کیوں ایسا گرا ہوا اور ادنیٰ درجہ کا سمجھا جاوے کہ جو اپنے خواص اور حقائق کے رُو سے مکھی کے درجہ پر نہیں۔ کیا یہ وہی کلام نہیں جس کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لِّیْنَ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظٰهِیْرًا ۱ یعنی اگر جن و انس اس بات پر اتفاق کر لیں کہ اس قرآن کی نظیر بناویں تو ہرگز بنا نہیں سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ بعض نادان مُلا اخزاہم اللہ کہا کرتے ہیں کہ یہ بے نظیری صرف بلاغت کے متعلق ہے لیکن ایسے لوگ سخت جاہل اور دلوں کے اندھے ہیں اس میں کیا کلام ہے کہ قرآن کریم اپنی بلاغت اور فصاحت کے رُو سے بھی بے نظیر ہے لیکن قرآن کریم کا یہ منشاء نہیں ہے کہ اُس کی بے نظیری صرف اسی وجہ سے ہے بلکہ اُس پاک کلام کا یہ منشاء ہے کہ جن جن صفات سے وہ متصف کیا گیا ہے اُن تمام

﴿۹﴾

صفات کے رو سے وہ بینظیر ہے مگر یہ حاجت نہیں کہ وہ تمام صفات جمع ہو کر بینظیری پیدا ہو بلکہ ہر ایک صفت جدا گانہ بینظیری کی حد تک پہنچی ہوئی ہے اب ضروری سمجھ کر قرآن کریم کی وہ صفات کاملہ جو اس پاک کلام میں مندرج ہیں جن کی رو سے قرآن کریم بینظیر کہلاتا ہے بطور نمونہ کسی قدر ذیل میں لکھی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

الرَّءِیْسُ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ۱۔ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ ۲۔ إِنَّهُ هُوَ الْاِذْكَرُّ لِلْعٰلَمِيْنَ ۳۔ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۴۔ مَا قَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۵۔ هٰذَا بَصٰیْرُ لِلنَّاسِ وَهَدٰى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْقِنُوْنَ ۶۔ فَلَا اُقْسِمُ بِمَوْقِعِ التُّجُوْمِ ۷۔ وَاِنَّهُ لَفَسَّمٌ تُوعَلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۸۔ اِنَّهُ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۹۔ لَا يَمْسُهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۱۰۔ اَصْلُهَآ ثَابِتٌ وَفَرَعُهَآ فِي السَّمٰوٰتِ ۱۱۔ تُوْتِيْ اَكْلَهَآ كُلَّ حِيْنٍ ۱۲۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ ۱۳۔ اِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۱۴۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۱۵۔ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ ۱۶۔ وَمَهِيْمًا ۱۷۔ هُدٰى لِلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۱۸۔ وَاِنَّهُ لَتَذْكُرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۱۹۔ وَاِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۲۰۔ وَمَا هُوَ عَلٰى الْغَيْبِ بِضٰنِيْنٍ ۲۱۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۲۲۔ يَهْدِيْ بِاِذْنِ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَهْدِيْهِمْ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۲۳۔ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلٰى الدِّيْنِ كُلِّهِ ۲۴۔ يَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهٰنٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۲۵۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنََكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۲۶۔ اللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشٰبِهًا مَّثٰنِيًّا ۲۷۔ تُفَسِّرُ مِنْهُ جُلُوْدَ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنَ جُلُوْدَهُمْ وَقَلُوْبُهُمْ اِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدٰى اللّٰهُ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۲۸۔ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۲۹۔ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۳۰

۱۔ یونس: ۲ ۲۔ الاحقاف: ۳۱ ۳۔ التکویر: ۲۹/۲۸ ۴۔ الانعام: ۳۹ ۵۔ الجاثیة: ۲۱ ۶۔ الواقعة: ۷۷/۷۶ ۷۔ ابراهیم: ۲۵ ۸۔ بنی اسرائیل: ۱۰

۹۔ الطارق: ۱۳ ۱۰۔ البقرة: ۳ ۱۱۔ القمر: ۲ ۱۲۔ المائدة: ۴۹ ۱۳۔ البقرة: ۱۸۶ ۱۴۔ الحاقة: ۳۹ ۱۵۔ الحاقة: ۵۲ ۱۶۔ التکویر: ۲۵ ۱۷۔ المائدة: ۱۷/۱۷

۱۸۔ الصف: ۱۰ ۱۹۔ النساء: ۱۷۵ ۲۰۔ المائدة: ۴ ۲۱۔ الزمر: ۲۳ ۲۲۔ یونس: ۳۶ ۲۳۔ الشوری: ۱۸

﴿۱۰﴾
 أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا ۱۔ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا
 لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۲۔ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ
 لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۳۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تَكْوِينُكُمْ مَوْعِظَةٌ
 مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ ۴۔ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا
 آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۵۔ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لَّدُنَّا ۶۔ وَكُلَّ شَيْءٍ فَضَّلْنَاهُ
 تَفْصِيلًا ۷۔ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَّلَ ۸۔ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۹
 يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۱۰۔ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَنْ
 نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۱۱۔ تَبَيَّنَّا لِكُلِّ شَيْءٍ ۱۲۔ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۱۳۔ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ
 مُّبِينٍ ۱۴۔ فِيهَا كُتِبَ قِيَمَةٌ ۱۵۔ قُلْ لِّمَنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى
 أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَيَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
 ظَهِيرًا ۱۶۔

خلاصہ ترجمہ ان تمام آیات کا یہ ہے کہ قرآن حکیم ہے یعنی حکمت سے بھرا ہوا ہے۔
 راہ راست کی تمام منازل طے کرا دیتا ہے اور ذکرِ للعالمین ہے یعنی ہر ایک قسم کی فطرت کو
 اس کے کمالات مطلوبہ یاد دلاتا ہے اور ہر ایک رتبہ کا آدمی اُس سے فائدہ اٹھاتا ہے جیسے
 ایک عامی و بیباہی ایک فلسفی۔ یہ اُس شخص کیلئے اُتر ہے جو انسانی استقامت کو اپنے اندر حاصل
 کرنا چاہتا ہے یعنی انسانی درخت کی جس قدر شاخیں ہیں یہ کلام اُن سب شاخوں کا پرورش
 کرنے والا اور حد اعتدال پر لانے والا ہے۔ اور انسانی قوی کے ہر ایک پہلو پر اپنی تربیت
 کا اثر ڈالتا ہے۔ کوئی صداقت اس سے باہر نہیں۔ اس کی تعلیمیں بصیرت بخشتی ہیں اور ایمان
 لانے والوں کو وہ راہ دکھاتی ہیں جس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور رحمانیت اور رحیمیت الہی اُن
 کے شامل حال ہو جاتی ہے جس سے وہ ایمان سے عرفان کے درجہ تک پہنچتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے کہ میں مواقع النجوم کی قسم کھاتا ہوں اور یہ بڑی قسم ہے اگر تمہیں علم ہو۔ اور قسم اس
 بات پر ہے کہ یہ قرآن عظیم الشان کتاب ہے اور اس کی تعلیمات سنت اللہ کے مخالف نہیں۔

۱ الرعد: ۱۸، ۲ النحل: ۶۵، ۳ الحديد: ۱۰، ۴ یونس: ۵۸، ۵ ص: ۳۰، ۶ مریم: ۹۸، ۷ بنی اسرائیل: ۱۳، ۸ بنی اسرائیل: ۱۰۶،

۹ حم السجدة: ۴۲-۴۳، ۱۰ الشوری: ۵۳، ۱۱ النحل: ۹۰، ۱۲ الشوری: ۵۳، ۱۳ الشعراء: ۹۶، ۱۴ البینة: ۴، ۱۵ بنی اسرائیل: ۸۹،

﴿۱۱﴾

بلکہ اسکی تمام تعلیمات کتاب مکنون یعنی صحیفہ فطرت میں لکھی ہوئی ہیں اور اسکے دقائق کو وہی لوگ معلوم کرتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں (اس جگہ اللہ جلّ شانہ نے مواقع انجوم کی قسم کھا کر اس طرف اشارہ کیا کہ جیسے ستارے نہایت بلندی کی وجہ سے نقطوں کی طرح نظر آتے ہیں مگر وہ اصل میں نقطوں کی طرح نہیں بلکہ بہت بڑے ہیں ایسا ہی قرآن کریم اپنی نہایت بلندی اور علو شان کی وجہ سے کم نظروں کے آنکھوں سے مخفی ہے اور جن کی غبار دور ہو جاوے وہ اُن کو دیکھتے ہیں اور اس آیت میں اللہ جلّ شانہ نے قرآن کریم کے دقائق عالیہ کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے پاک کرتا ہے اور یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اگر علم قرآن مخصوص بندوں سے خاص کیا گیا ہے تو دوسروں سے نافرمانی کی حالت میں کیونکر مواخذہ ہوگا کیونکہ قرآن کریم کی وہ تعلیم جو مدار ایمان ہے وہ عام فہم ہے جس کو ایک کافر بھی سمجھ سکتا ہے اور ایسی نہیں ہے کہ کسی پڑھنے والے سے مخفی رہ سکے اور اگر وہ عام فہم نہ ہوتی تو کارخانہ تبلیغ ناقص رہ جاتا۔ مگر حقائق معارف چونکہ مدار ایمان نہیں صرف زیادت عرفان کے موجب ہیں اس لئے صرف خواص کو اُس کو چہ میں راہ دیا کیونکہ وہ دراصل مواہب اور روحانی نعمتیں ہیں جو ایمان کے بعد کامل الایمان لوگوں کو ملا کرتی ہیں۔) پھر بعد اس کے فرمایا کہ کلمات قرآن کے اس درخت کی مانند ہیں جس کی جڑھ ثابت ہو اور شاخیں اُس کی آسمان میں ہوں۔ اور وہ ہمیشہ اپنے وقت پر اپنا پھل دیتا ہے یعنی انسان کی سلیم فطرت اُس کو قبول کرتی ہے اور آسمان میں شاخوں کے ہونے سے یہ مراد ہے کہ بڑے بڑے معارف پر مشتمل ہے جو قانون قدرت کے موافق ہیں اور ہمیشہ پھل دینے سے یہ مراد ہے کہ دائمی طور پر روحانی تاثیرات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن اُس سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے جس میں ذرا کجی نہیں اور انسانی سرشت سے بالکل مطابقت رکھتی ہے اور درحقیقت قرآن کی خوبیوں میں سے یہ ایک بڑی خوبی ہے کہ وہ ایک کامل دائرہ کی طرح بنی آدم کی تمام قوی

پر محیط ہو رہا ہے اور آیت موصوفہ میں سیدھی راہ سے وہی راہ مراد ہے کہ جو راہ انسان کی فطرت سے نہایت نزدیک ہے یعنی جن کمالات کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اُن تمام کمالات کی راہ اُس کو دکھلا دینا اور وہ راہیں اُس کے لئے میسر اور آسان کر دینا جن کے حصول کے لئے اُس کی فطرت میں استعداد رکھی گئی ہے اور لفظ اَقْـوَم سے آیت يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمٌ ۗ میں یہی راستی مراد ہے۔ پھر بعد اس کے فرمایا کہ قرآن کریم تمام جھگڑوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور یہ قول بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں تمام اقسام حکمت الہی کے موجود ہیں کیونکہ جو کتاب خود ناقص اور بعض معارف سے خالی ہو وہ عام طور پر الہیات کے خطیوں اور مصیوں کیلئے قاضی اور حکم نہیں ٹھہر سکتی بلکہ اسی وقت حکم ٹھہرے گی کہ جب جامع جمیع علوم حکمیہ ہوگی۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن تمام شکوک سے پاک ہے اور اس کی تعلیمات میں شک اور شبہ کو راہ نہیں یعنی علوم یقینیہ سے پُر ہے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن وہ حکمت ہے جو اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور تمام الہی کتابوں پر حاوی ہے اور تمام معارف دینیہ کا اُس میں بیان موجود ہے وہ ہدایت کرتا ہے اور ہدایت پر دلائل لاتا ہے اور پھر حق کو باطل سے جدا کر کے دکھلا دیتا ہے اور وہ پرہیزگاروں کو اُس کی نیک استعدادیں جو اُن میں موجود ہیں یاد دلا دیتا ہے اور اُس کی تعلیم یقین کے مرتبہ پر ہے اور وہ غیب گوئی میں بخیل نہیں ہے یعنی اُس میں امور غیبیہ بہت بھرے ہوئے ہیں اور پھر صرف اتنا نہیں کہ اپنے اندر ہی امور غیبیہ رکھتا ہے بلکہ اس کا سچا پیرو بھی مغناب اللہ الہام پا کر امور غیبیہ کو پاسکتا ہے اور یہ فیض اسی پاک کتاب کا ہے جو بخیل نہیں ہے۔ اور دوسری کتابیں اگرچہ مغناب اللہ بھی ہوں مگر اب وہ بخیل کا ہی حکم رکھتی ہیں جیسے انجیل اور توریت کہ اب ان کی پیروی کرنے والا کوئی نور حاصل نہیں کر سکتا بلکہ انجیل تو عیسائیوں سے ایک ٹھٹھا کر رہی ہے کیونکہ جو عیسائی ایمانداروں کی علامتیں انجیل نے ٹھہرائی ہیں کہ وہ ناقابل علاج بیماروں یعنی مادرزاد اندھوں اور مجذوموں اور لنگڑوں اور بہروں کو اچھا کریں گے اور پہاڑوں کو حرکت دے دیں گے اور زہر کھانے سے نہیں مریں گے یہ علامتیں

﴿۱۳﴾

عیسائیوں میں نہیں پائی جاتیں بلکہ حضرت عیسیٰ نے یہ بات کہہ کر کہ اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی تم میں ایمان ہو تو یہ تمام کام جو میں کرتا ہوں تم کرو گے بلکہ مجھ سے زیادہ کرو گے اس بات پر مہر لگا دی کہ تمام عیسائی بے ایمان ہیں اور جب بے ایمان ہوئے تو ان کو یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ کسی سے سچائی دین کے بارے میں بحث کریں جب تک پہلے اپنی ایمانداری ثابت نہ کر لیں کیونکہ ان کی حالت یہ گواہی دے رہی ہے کہ بوجہ نہ پائے جانے قرار دادہ علامتوں کے یا تو وہ بے ایمان ہیں اور یا وہ شخص کاذب ہے جس نے ایسی علامتیں ان کے لئے قرار دیں جو انہیں پائی نہیں جاتیں اور دونوں طور کے احتمال کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ سچائی سے بلکل دور و مجبور و بے نصیب ہیں مگر قرآن کریم نے اپنے پیروؤں کے لئے جو علامتیں قرار دی ہیں وہ صد ہا مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں جس سے ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا برحق کلام ہے لیکن اگر عیسائیوں کو ایماندار مان لیا جاوے تو ساتھ ہی ماننا پڑیگا کہ انجیل موجودہ کسی ایسے شخص کا کلام ہے کہ جو جھوٹی پیشگوئیوں کے سہارے سے اپنے گروہ کو قائم رکھنا چاہتا ہے مگر یاد رہے کہ اس تقریر سے حضرت مسیح علیہ السلام پر ہمارا کوئی حملہ نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر یہ باتیں حضرت مسیح کی طرف سے ہیں تو انہوں نے ایمانداروں کی یہ نشانیاں لکھ دیں۔ پھر اگر کوئی ایمانداری کو چھوڑ دے تو حضرت مسیح کا کیا قصور۔ بلکہ حضرت مسیح نے ان علامات کے لباس میں عیسائیوں کے بے ایمان ہو جانے کے زمانہ کی ایک پیشگوئی کر دی ہے یعنی یہ کہہ دیا ہے کہ جب اے عیسائیو تمہارے پر ایسا زمانہ آوے کہ تم میں یہ علامتیں نہ پائی جاویں تو سمجھو کہ تم بے ایمان ہو گئے اور ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی تم میں ایمان نہ رہا۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے عیسائیوں کے بعض خواص افراد میں یہ علامتیں پائی جاتی تھیں اور خوارق ان سے ظہور میں آتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت میں جب وہ لوگ بہ باعث نہ قبول کرنے اُس آفتاب

صداقت کے بے ایمان ہو گئے اور ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ رہا۔ تب عموماً بے ایمانی کی علامتیں اُن میں ظاہر ہو گئیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ جب تک عیسائی اقامو التوراة والانجیل کا اپنے تئیں مصداق ثابت نہ کریں یعنی ایمان داری کی علامتیں نہ دکھلائیں تب تک بار بار اُن سے یہی مواخذہ کریں کہ وہ اُن علامات قرار دادہ انجیل کے رُو سے اپنا ایمان دار ہونا ہمیں دکھلا دیں اُن سے یہ پوچھنا چاہئے کہ تم کس دین کی طرف بلا تے ہو۔ آیا اس انجیلی دین کی طرف جس کے قبول کرنیوالوں کی یہ یہ علامتیں لکھی ہیں کہ رُوح القدس اُن کو ملتی ہے اور ایسے ایسے خوارق وہ دکھاتے ہیں اگر وہی دین ہے تو بہت خوب وہ علامتیں دکھلاؤ۔ اور اول اپنے تئیں ایک ایمان دار عیسائی ثابت کرو اور پھر اُس روشن اور مدلل ایمان کی طرف دوسروں کو بلاؤ اور جبکہ اُس ایمان کی علامتیں ہی موجود نہیں تو نجات جس کا ملنا اسی ایمان پر مبنی ہے اسی طرح باطل ہوگی جیسا کہ تمہارا ایمان باطل ہے۔ اور جھوٹے ایمان کا ثمرہ سچی نجات نہیں ہو سکتی بلکہ جھوٹی نجات ثمرہ ہوگی جو جہنم سے بچا نہیں سکتی۔ غرض کوئی عیسائی بحیثیت عیسائی ہونے کے بحث کرنے کا حق نہیں رکھتا جب تک انجیلی نشانیوں کے ساتھ اپنی تئیں سچا عیسائی ثابت نہ کرے۔ وائے لہم ذالک۔

پھر ہم بقیہ آیات کا ترجمہ کر کے لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن اور رسول ایک نور ہے جو تمہاری طرف آیا یہ کتاب ہر ایک حقیقت کو بیان کرنیوالی ہے خدا اسکے ساتھ اُن لوگوں کو سلامتی کی راہ دکھلاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی مرضی کی پیروی کرتے ہیں اور وہ اُن کو ظلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے اور سیدھی راہ جو اُس تک پہنچتی ہے اُن کو دکھلاتا ہے۔ وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو اس ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اے لوگو! قرآن ایک بُرہان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے تم کو ملی ہے اور ایک کھلا کھلا نور ہے جو تمہاری طرف اُتارا گیا ہے۔ آج تمہارے لئے دین کامل کیا گیا اور تم پر سب نعمتیں پوری کی گئیں۔

﴿۱۵﴾

اور میری رضامندی اسمیں محدود ہوگئی کہ تم دین اسلام پر قائم ہو جاؤ۔ خدا نے نہایت کامل اور پسندیدہ کلام تمہاری طرف اتارا۔ اس کتاب میں یہ خاصیت ہے کہ یہ کتاب متشابہ ہے یعنی اس کی تعلیمات نہ باہم اختلاف رکھتی ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت سے منافی ہیں بلکہ جو کمال انسان کے لئے اسکی فطرت اور اُس کے قومی کے لحاظ سے ضروری ہے اسی کمال کے مناسب حال اس کتاب کی تعلیم ہے اور یہ صفت توریت اور انجیل کی تعلیم میں نہیں پائی جاتی۔ توریت میں حد سے زیادہ سختی اور انتقام پر زور ڈالا گیا ہے اور وہ سختی مطیع اور نافرمان اور دوست اور دشمن دونوں کے حق میں ایسے طور سے تجویز کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت کی تعلیم کو خاص قوم اور خاص زمانہ کے لحاظ سے یہ مجبوری پیش آگئی تھی کہ سیدھے اور عام قانون قدرت کے موافق توریت کے احکام اُن قوموں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اسی لحاظ سے توریت نے اندرونی طور پر یعنی اپنی قوم کے ساتھ یہ سختی کی کہ انتقامی احکام پر زور ڈال دیا اور غنوا اور درگزر گویا یہودیوں کے لئے حرام کی طرح ہو گئے اور دانت کے عوض اپنے بھائی کا دانت نکال ڈالنا داخل ثواب سمجھا گیا اور حقوق اللہ میں بھی بہت سخت اور گویا فوق الطاقت تکلیفیں جن سے معیشت اور تمدن میں حرج ہو رکھی گئیں۔ ایسا ہی بیرونی احکام توریت کے بھی زیادہ سخت تھے جن کی رو سے مخالفوں اور نافرمانوں کے دیہات اور شہر پھونکے گئے اور کئی لاکھ بچے قتل کئے گئے اور بڈھوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور ضعیف عورتوں کو بھی تہ تیغ کیا گیا۔ اور انجیل کی تعلیم میں حد سے زیادہ نرمی اور رحم اور درگزر فرض کی طرح ٹھہرائے گئے۔ چنانچہ بیرونی طور پر اگر دشمن دین حملہ کریں تو انجیل کی رو سے مقابلہ کرنا حرام ہے گو وہ اُن کے روبرو اُن کے قوم کے غریبوں اور ضعیفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور اُن کے بچوں کو قتل کر ڈالیں اور اُن کی عورتوں کو پکڑ کر لے جائیں اور ہر طرح سے بے حرمتی کریں اور اُن کے معابد کو پھونک دیں اور اُن کی کتابوں کو جلادیں غرض کیسے ہی اُن کی قوم کو تہ وبالا کر دیں مگر دشمن مذہب کے

ساتھ لڑائی کا حکم نہیں۔ ایسا ہی اندرونی طور پر بھی انجیل میں قوم کی باہمی حفظ حقوق کیلئے یا مجرم کو پاداش جرم کے لئے کوئی سزا اور قانون نہیں۔ اور صرف رحم اور عفو اور درگزر کے پہلو پر اگر چہ جین مت سے بہت کم مگرتا ہم اس قدر زور ڈال دیا گیا ہے کہ دوسرے پہلوؤں کا گویا خیال ہی نہیں۔ اگر چہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دینا ایک نادان کی نظر میں بڑی عمدہ تعلیم معلوم ہوگی مگر افسوس کہ ایسے لوگ نہیں سمجھتے کہ کیا کسی زمانہ کے لوگوں نے اسپر عمل بھی کیا اور اگر بفرض محال عمل کیا تو کیا یہی آبادی رہی اور لوگوں کی جان و مال اور امن میں کچھ خلل نہ ہوا۔ کیا یہ تعلیم دنیا کے پیدا کرنے والے کے اُس قانون قدرت کے مطابق ہے جس کی طرف انسانوں کی طبائع مختلف محتاج ہیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ تمام طبائع جرائم کی سزا دینے کی طرف بالطبع جھک گئیں اور ہر ایک سلطنت نے اسداد جرائم کے لئے یہی قانون مرتب کئے جو مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے اور کسی ملک کا انتظام بجز قوانین سزا کے مجرد رحم سے چل نہ سکا۔ آخر عیسائی مذہب نے بھی اس رحم اور درگزر کی تعلیم سے بیزار ہو کر وہ خونریزیاں دکھلائیں کہ شاید اُن کی دنیا میں نظیر نہیں ہوگی اور جیسے ایک پل ٹوٹ کر ارد گرد کو تباہ کر دیتا ہے ایسا ہی عیسائی قوم نے درگزر کی تعلیم کو چھوڑ کر کام دکھلائے۔ سو ان دونوں کتابوں کا ناتمام اور ناقص ہونا ظاہر ہے لیکن قرآن کریم اخلاقی تعلیم میں قانون قدرت کے قدم بہ قدم چلا ہے۔ رحم کی جگہ جہاں تک قانون قدرت اجازت دیتا ہے رحم ہے اور قہر اور سزا کی جگہ اسی اصول کے لحاظ سے قہر اور سزا اور اپنی اندرونی اور بیرونی تعلیم میں ہر ایک پہلو سے کامل ہے اور اس کی تعلیمات نہایت درجہ کے اعتدال پر واقعہ ہیں جو انسانیت کے سارے درخت کی آبپاشی کرتی ہیں نہ کسی ایک شاخ کی۔ اور تمام قوی کی مُربّی ہیں نہ کسی ایک قوت کی۔ اور درحقیقت اسی اعتدال اور موزونیت کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا ہے کِتَابًا مُتَشَابِهًا ۱۔ پھر بعد اس کے مَثَانِیٰ کے لفظ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات معقولی اور

﴿۱۷﴾

روحانی دونوں طور کی روشنی اپنے اندر رکھتی ہیں۔ پھر بعد اس کے فرمایا کہ قرآن میں اس قدر عظمت حق کی بھری ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی آیتوں کے سننے سے اُن کے دلوں پر قشعر یہ پڑ جاتا ہے اور پھر اُن کی جلدیں اور اُن کے دل یاد الہی کے لئے بہ نکلتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ یہ کتاب حق ہے اور نیز میزان حق یعنی یہ حق بھی ہے اور اس کے ذریعہ سے حق شناخت بھی ہو سکتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آسمان پر سے پانی اُتارا۔ پس اپنے اپنے قدر پر ہریک وادی بہ نکلی یعنی جس قدر دنیا میں طبائع انسانی ہیں قرآن کریم اُنکے ہریک مرتبہ فہم اور عقل اور ادراک کی تربیت کرنے والا ہے اور یہ امر مستلزم کمال تام ہے کیونکہ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم اس قدر وسیع دریا ہے معارف ہے کہ محبت الہی کے تمام پیاسے اور معارف حقہ کے تمام تشنہ لب اسی سے پانی پیتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم کو اس لئے اُتارا ہے کہ تا جو پہلی قوموں میں اختلاف ہو گئے ہیں اُن کا اظہار کیا جائے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن ظلمت سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور اُس میں تمام بیماریوں کی شفا ہے اور طرح طرح کی برکتیں یعنی معارف اور انسانوں کو فائدہ پہنچانے والے اُمور اس میں بھرے ہوئے ہیں اور اس لائق ہے کہ اس کو تدبیر سے دیکھا جائے اور عقلمند اس میں غور کریں اور سخت جھگڑالو اس سے ملزم ہوتے ہیں اور ہریک شے کی تفصیل اس میں موجود ہے اور یہ ضرورت حقہ کے وقت نازل کیا گیا ہے۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُترا ہے اور یہ کتاب عزیز ہے باطل کو اس کے آگے پیچھے راہ نہیں اور یہ نور ہے جس کے ذریعہ سے ہدایت دی جاتی ہے اس میں ہریک شے کا بیان موجود ہے اور یہ روح ہے اور یہ کتاب عربی فصیح بلیغ میں ہے اور تمام صد اقسیم غیر متبدل اس میں موجود ہیں ان کو کہدے کہ اگر جن وانس اس کی نظیر بنانا چاہیں یعنی وہ صفات کاملہ جو اس کی بیان کی گئی ہیں اگر کوئی ان کی مثل بنی آدم اور جنات میں سے بنانا چاہیں تو یہ اُن کے لئے ممکن نہ ہوگا اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔

اب اس مقام میں ثابت ہوا کہ قرآن کریم صرف اپنی بلاغت و فصاحت ہی کے رو سے بینظیر نہیں بلکہ اپنی ان تمام خوبیوں کی رو سے بینظیر ہے جن خوبیوں کا جامع وہ خود اپنے تئیں قرار دیتا ہے اور یہی صحیح بات بھی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ صادر ہے اُس کی صرف ایک خوبی ہی بیشل نہیں ہونی چاہیے بلکہ ہر ایک خوبی بیشل ہوگی۔ بلاشبہ جو لوگ قرآن کریم کو غیر محدود حقائق اور معارف کا جامع نہیں سمجھتے وہ ماقدر و القرآن حق قدرہ میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کی یہ ایک ضروری نشانی ہے کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بے مثل ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیز خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی ہے اگر مثلاً ایک جو کا دانہ ہے وہ بھی بینظیر ہے اور انسانی طاقتیں اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور بے مثل ہونا غیر محدود ہونے کو مستلزم ہے یعنی ہر ایک چیز اُسی حالت میں بے نظیر ٹھہر سکتی ہے جبکہ اُس کی عجائبات اور خواص کی کوئی حد اور کنارہ نظر نہ آوے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہی خاصیت خدا تعالیٰ کی ہر ایک مخلوق میں پائی جاتی ہے مثلاً اگر ایک درخت کے پتے کی عجائبات کی ہزار برس تک بھی تحقیقات کی جائے تو وہ ہزار برس ختم ہو جائے گا مگر اس پتے کے عجائبات ختم نہیں ہوں گے اور اس میں سر یہ ہے کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے وجود پذیر ہوئی ہے اس میں غیر محدود عجائبات اور خواص کا پیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے اور یہ آیت کہ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا۔ اپنے ایک معنی کی رو سے اسی امر کی مؤید ہے کیونکہ مخلوقات اپنے مجازی معنوں کی رو سے تمام کلمات اللہ ہی ہیں اور اسی کی بناء پر یہ آیت ہے کہ كَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرِيحٍ۔ کیونکہ ابن مریم میں دوسری مخلوقات میں سے کوئی امر زیادہ نہیں اگر وہ کلمۃ اللہ ہے تو آدم بھی کلمۃ اللہ ہے اور اس کی اولاد بھی کیونکہ ہر ایک چیز کن فی کون کے کلمہ سے پیدا ہوئی ہے اسی طرح مخلوقات کی صفات اور خواص بھی کلمات ربی ہیں یعنی مجازی معنوں کی رو سے کیونکہ وہ تمام کلمہ کن فی کون سے نکلے ہیں۔

﴿۱۹﴾

سوان معنوں کے رو سے اس آیت کا یہی مطلب ہوا کہ خواص مخلوقات بجد اور بے نہایت ہیں اور جبکہ ہر ایک چیز اور ہر ایک مخلوق کے خواص بجد اور بے نہایت ہیں اور ہر ایک چیز غیر محدود عجائبات پر مشتمل ہے تو پھر کیونکر قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کا پاک کلام ہے صرف ان چند معانی میں محدود ہوگا کہ جو چالیس پچاس یا مثلاً ہزار جزو کی کسی تفسیر میں لکھے ہوں یا جس قدر ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمانہ محدود میں بیان کئے ہوں۔ نہیں بلکہ ایسا کلمہ منہ پر لانا میرے نزدیک قریب قریب کفر کے ہے۔ اگر عمداً اُس پر اصرار کیا جائے تو اندیشہ کفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے معنی بیان فرمائے ہیں وہی صحیح اور حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ قرآن کریم کے معارف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اُن سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں۔ یہ اقوال ہمارے مخالفوں کے صاف دلالت کر رہے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی غیر محدودہ عظمتوں اور خوبیوں پر ایمان نہیں لاتے اور ان کا یہ کہنا کہ قرآن کریم ایسوں کے لئے اُترا ہے جو اُمی تھے اور بھی اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ قرآن شناسی کی بصیرت سے بگلی بے بہرہ ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محض اُمیوں کے لئے نہیں بھیجے گئے بلکہ ہر ایک رتبہ اور طبقہ کے انسان اُن کی اُمت میں داخل ہیں اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا پس اس آیت سے ثابت ہے کہ قرآن کریم ہر ایک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے اور درحقیقت آیت وَلِكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا اُس سے بڑھ کر ممکن نہیں بدبہی البطلان ہے۔ ہم نہایت قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کلام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عجائبات غیر محدود اور نیز بے مثل ہوں۔ اور اگر یہ اعتراض ہو کہ

اگر قرآن کریم میں ایسے عجائبات اور خواص مخفیہ تھے تو پہلوں کا کیا گناہ تھا کہ اُن کو ان اسرار سے محروم رکھا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بگلی اسرار قرآنی سے محروم تو نہیں رہے بلکہ جس قدر معلومات عرفانیہ خدا تعالیٰ کے ارادہ میں ان کے لئے بہتر تھے وہ اُن کو عطا کئے گئے اور جس قدر اس زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اس زمانہ میں اسرار ظاہر ہونے ضروری تھے وہ اس زمانہ میں ظاہر کئے گئے۔ مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر طور پر شائع ہوتی رہیں۔ میں متعجب ہوں کہ ان ناقص الفہم مولویوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ خدا تعالیٰ پر یہ حق واجب ہے کہ جو کچھ آئندہ زمانہ میں بعض آلاء و نعماء حضرت باری عزّ اسمہ ظاہر ہوں پہلے زمانہ میں بھی ان کا ظہور ثابت ہو بلکہ اس بات کے ماننے کے بغیر کسی صحیح الحواس کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ بعض نعماء الہی پچھلے زمانہ میں ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں ان کا اثر اور وجود پایا نہیں جاتا۔ دیکھو جس قدر صد ہا نباتات جدیدہ کے خواص اب دریافت ہوئے ہیں یا جس قدر انسانوں کے آرام کے لئے طرح طرح کے صناعات اور سواریاں اور سہولت معیشت کی باتیں اب نکلی ہیں پہلے اُن کا کہاں وجود تھا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ایسے حقائق و دقائق قرآنی کا نمونہ کہاں ہے جو پہلے دریافت نہیں کئے گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس رسالہ کے آخر میں جو سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے اس کے پڑھنے سے تمہیں معلوم ہوگا کہ اس قسم کے حقائق اور معارف مخفیہ قرآن کریم میں موجود ہیں جو ہر یک زمانہ میں اُس زمانہ کی ضرورتوں کے موافق ہیں۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قصائد اور یہ تفسیر کسی غرض خود نمائی اور خود ستائی سے نہیں لکھی گئی بلکہ محض اس غرض سے کہ تا میاں بطلوی اور اُن کے ہم خیال لوگوں کی نسبت منصف لوگوں پر یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنے اس اصرار میں کہ یہ عاجز مفتری اور دجال اور ساتھ اس کے بالکل علم ادب سے بے بہرہ اور قرآن کریم کے حقائق و معارف سے بے نصیب ہے

﴿۲۱﴾

اور وہ لوگ بڑے اعلیٰ درجے کے عالم فاضل ہیں کس قدر کاذب اور دروغگو اور دین اور دیانت سے دور ہیں اگر میاں بطالوی اپنے ان بیانات اور ہدیانات میں جو اُس نے اس عاجز کے نادان اور جاہل اور مفتری ہونے کے بارہ میں اپنے اشاعۃ السنۃ میں شائع کئے ہیں دیانتدار اور راست گو ہے تو کچھ شک نہیں کہ اب بلا حجت و حیلہ ان قصائد اور تفسیر کے مقابلہ پر اپنی طرف سے اسی قدر اور تعداد اشعار کے لحاظ سے چار قصیدے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اور نیز سورۃ فاتحہ کی تفسیر بھی شائع کرے گا۔ تا سیرہ رُوئے شود ہر کہ دروغش باشد۔ اور ایسا ہی وہ تمام مولوی جن کے سر میں تکبر کا کیڑا ہے اور جو اس عاجز کو باوجود بار بار اظہار ایمان کے کافر اور مرتد خیال کرتے ہیں اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں اس مقابلہ کے لئے مدعو ہیں چاہے وہ دہلی میں رہتے ہوں جیسا کہ میاں شیخ الکل اور یا لکھو کے میں جیسا کہ میاں محی الدین بن مولوی محمد صاحب اور یا لاہور میں یا کسی اور شہر میں رہتے ہوں اور اب ان کی شرم اور حیا کا تقاضا یہی ہے کہ مقابلہ کریں اور ہزار روپیہ لیویں ان کو اختیار ہے کہ بالمقابل جو علمی دکھلانے کے وقت ہماری غلطیاں نکالیں ہماری صرف و نحو کی آزمائش کریں اور ایسا ہی اپنی بھی آزمائش کرادیں لیکن یہ بات بے حیائی میں داخل ہے کہ بغیر اس کے جو ہمارے مقابل پر اپنا بھی جو ہر دکھلاویں یکطرفہ طور پر اُستاد بن بیٹھیں۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ شیخ بطالوی نے جس قدر اس عاجز کی بعض عربی عبارات سے غلطیاں نکالی ہیں اگر ان سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ اب اس شیخ کی خیرگی اور بے حیائی اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ صحیح اس کی نظر میں غلط اور فصیح اس کی نظر میں غیر فصیح دکھائی دیتا ہے۔ اور معلوم نہیں کہ یہ نادان شیخ کہاں تک اپنی پردہ دری کرانا چاہتا ہے اور کیا کیا ذلتیں اس کے نصیب ہیں بعض اہل علم ادیب اس کی یہ باتیں سن کر اور اس کی اس قسم کی نکتہ چینیوں پر اطلاع پا کر اس پر روتے ہیں کہ یہ شخص کیوں اس قدر جہل مرکب کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ میں نے پہلے بھی لکھ دیا ہے اور اب پھر ناظرین کی

﴿۲۲﴾

اطلاع کے لئے لکھتا ہوں کہ اگر میاں بطالوی نے میرے ان قصائد اور بعد اور تفسیر سورہ فاتحہ کا مقابلہ کر دکھلایا اور منصفوں کی رائے میں وہ قصائد اور وہ تفسیر ان کی صرفی نحوی اور بلاغت کی غلطیوں سے مُبرا نکلی تو میں ہر یک غلطی کی نسبت جو ان قصائد اور تفسیر میں پائی جائے یا میری کسی پہلی عربی تالیف میں پائی گئی ہو پانچ روپیہ فی غلطی شیخ بطالوی کی نذر کرونگا اور میں ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ شیخ بطالوی علم عربیت سے بکلی بے نصیب ہے غلطیوں کا نکالنا ان لوگوں کا کام ہوتا ہے جو کلام جدید اور قدیم عرب پر نظر محیط رکھتے ہوں اور محاورہ اور عدم محاورہ پر انکو اطلاع ہو۔ اور ہزار ہا اشعار عرب کے ان کی نگاہ کے سامنے ہوں اور تتبع اور استقراء کا ملکہ ان کو حاصل ہو مگر یہ بیچارہ شیخ جس نے اُردو نویسی میں ریش سفید کی ہے علم ادب اور بلاغت فصاحت کو کیا جانے۔ کبھی کسی نے دیکھا یا سنا کہ کوئی دوچار سوشعر عربی میں اس بزرگ نے نظم کر کے شائع کئے ہوں اور مجھے تو ہرگز ہرگز اس قدر بھی امید نہیں کہ ایک شعر بلیغ و فصیح بھی بنا سکتا ہو یا ایک سطر لوازم بلاغت و فصاحت کے ساتھ عربی میں لکھ سکتا ہو ہاں اُردو خوان ضرور ہے۔ ناظرین غور سے دیکھیں کہ اس بزرگ کی عربیت کی حقیقت کھولنے کیلئے اس عاجز نے پہلے اس سے اپنے اشتہار میں لکھا تھا کہ شیخ مذکور میرے مقابل پر ایک تفسیر کسی سورۃ قرآن کریم کی بلیغ و فصیح عبارت میں لکھے اور نیز سوشعر کا ایک قصیدہ بھی میرے مقابل پر بیٹھ کر تحریر کرے۔ اگر شیخ مذکور عربیت میں کچھ بھی دخل ہوتا تو وہ بڑی خوشی سے میرے مقابلہ میں آتا اور پہلو بہ پہلو بیٹھ کر اپنی عربی دانی کی لیاقت دکھلاتا لیکن اس کے اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۱۵ کو صفحہ ۱۹۰ سے ۱۹۲ تک بغور پڑھنا چاہئے کہ کیونکر اس نے ریک شیطوں سے اپنا پیچھا چھوڑا ہے۔ چنانچہ ان صفحات میں لکھا ہے کہ اس مقابلہ سے پہلے کتاب دافع الوسوس کی عربی عبارت کی غلطیاں ثابت کریں گے اور نیز کتاب فتح اسلام اور توضیح مرام کے کلمات کفر والحاد

پیش کریں گے اور نیز ان پچاسی سوالات کا جواب طلب کریں گے جو مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت کی نسبت مراسلت نمبر ۲۰ مورخہ ۹ جنوری ۱۸۹۳ء میں ہم لکھ چکے ہیں اور یہ بھی سوال کریں گے کہ کیا تم نجوم نہیں جانتے اور کیا تم رمل اور جفر اور مسمریزم سے واقف نہیں ہو۔ اور پھر جوابات کے جواب الجوابات کا جواب پوچھا جائے گا اور اسی طرح سلسلہ وار جواب الجواب ہوتے جائیں گے اور پھر یہ پوچھا جائے گا کہ بالمقابل عربی میں تفسیر لکھنے کو اپنے ملہم اور مؤید ہونے پر دلیل بتلاویں یعنی عربی دانی سے ملہم ہونا کیونکر ثابت ہوگا اور پھر کوئی دلیل اپنے الہامی اور مؤید من اللہ ہونے کی پیش کریں۔ پھر جب ان سوالات سے عہدہ برا ہو گئے تو پھر تفسیر عربی اور نیز قصیدہ نعتیہ میں مقابلہ کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

اب اے ناظرین للہ خود ان تینوں صفحوں ۱۹۰-۱۹۱- اور ۱۹۲ اشاعت السنۃ مذکورہ کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ کیا یہ جواب اور ایسے طرز کی حیلہ سازیاں ایسے شخص کی طرف سے ہو سکتی ہیں جو حقیقت میں اپنے تئیں عربی دان اور ایک فاضل آدمی خیال کرتا ہو اور اپنے فریق مقابل کو ایسا جاہل یقین رکھتا ہو کہ بقول اس کے ایک صیغہ عربی کا بھی اُس کو نہیں آتا۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے بھی مدد نہیں پاسکتا۔ ہماری اس درخواست کی بنا تو صرف یہ بات تھی کہ اس شیخ چالباز نے جا بجا جلسوں اور وعظوں اور تحریروں اور تقریروں میں یہ کہنا شروع کیا تھا کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز ایک طرف تو اپنے دعویٰ الہام میں مفتری اور دجال اور کاذب ہے اور دوسری طرف اس قدر علوم عربیت اور علم ادب اور علم تفسیر سے جاہل اور بے خبر ہے کہ ایک صیغہ بھی صحیح طور سے اس کے منہ سے نکل نہیں سکتا اور جن آسمانی نشانوں کو دیکھا تھا ان کا تو پہلے انکار کر چکا تھا اور ان کو رمل اور جفر قرار دے چکا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے اس طور سے بھی اس شخص کو ذلیل اور رسوا کرنا چاہا۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر یہ شخص اہل علم اور اہل ادب میں سے ہوتا تو ان سزاؤں شرائط اور

حیلوں کی اس جگہ ضرورت ہی کیا تھی۔ تنقیح طلب تو صرف اس قدر امر تھا کہ شیخ مذکور اپنے ان بیانات میں جو جا بجا شائع کر چکا ہے صادق ہے یا کاذب اور یہ عاجز بالمقابل عربی بلخ اور تفسیر لکھنے میں شیخ سے کم رہتا ہے یا زیادہ۔ کم رہنے کی حالت میں میں نے اقرار کر دیا تھا کہ میں اپنی کتابیں جلا دوں گا اور توبہ کروں گا اور شیخ مذکور کی رعایت کے لئے اس مقابلہ کے بارے میں دن بھی چالیس مقرر کر دئے تھے جن کے معنی شیخ نے خباثت کی راہ سے یہ کئے کہ گویا میرا چالیس دن کے مقرر کرنے سے یہ منشاء ہے کہ شیخ مذکور چالیس دن تک مر جائے گا۔ حالانکہ صاف لکھا تھا کہ چالیس دن تک یہ مقابلہ ہونہ کہ یہ کہ چالیس دن کے بعد شیخ اس جہان سے انتقال کر جائے گا۔ اب چونکہ شیخ جی نے اس طور پر مقابلہ کرنا نہ چاہا اور بیہودہ طور پر بات کو ٹال دیا اس لئے ہمیں اب اس مقابلہ کیلئے دوسرا پہلو بدلنا پڑا۔ اور ہم فراست ایمانیہ کے طور پر یہ پیشگوئی کر سکتے ہیں کہ شیخ صاحب اس طریق مقابلہ کو بھی ہرگز قبول نہیں کریں گے اور اپنی پرانی عادت کے موافق ٹالنے کیلئے کوشش کریں گے۔ بات یہ ہے کہ شیخ صاحب علم ادب اور تفسیر سے سراسر عاری اور کسی نامعلوم وجہ سے مولوی کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں مگر اب شیخ صاحب کے لئے طریق آسان نکل آیا ہے کیونکہ اس رسالہ میں صرف شیخ صاحب ہی مخاطب نہیں بلکہ وہ تمام مکلف مولوی بھی مخاطب ہیں جو اس عاجز تابع اللہ اور رسول کو دائرہ اسلام سے خارج خیال کرتے ہیں۔ سو لازم ہے کہ شیخ صاحب نیاز مندی کے ساتھ ان کی خدمت میں جائیں اور ان کے آگے ہاتھ جوڑیں اور روویں اور ان کے قدموں پر گریں تا یہ لوگ اس نازک وقت میں ان کی عربی دانی کی پردہ دری سے ان کو بچالیں کچھ تعجب نہیں کہ کسی کو ان پر رحم آ جاوے۔ ہاں اس قدر ضرور ہے کہ اگر حنفی مولوی کے پاس جائیں تو اُس کو کہہ دیں کہ اب میں حنفی ہوں اور اگر شیعہ کی خدمت میں جائیں تو کہہ دیں کہ اب میں شیعہ ان اہلبیت میں سے ہوں چنانچہ یہی وتیرہ آجکل شیخ جی کا سنا بھی جاتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اس عاجز کو شیخ جی اور ہر یک مکلف بداندیش کی نسبت الہام ہو چکا ہے

﴿۲۵﴾

کہ اسی مہین من اراد امانتک اس لئے یہ کوششیں شیخ جی کی ساری عبث ہوں گی اور اگر کوئی مولوی شوخی اور چالاکی کی راہ سے شیخ صاحب کی حمایت کے لئے اُٹھے گا تو منہ کے بل گرایا جائے گا۔ خدا تعالیٰ ان متکبر مولویوں کا تکبر توڑے گا اور انہیں دکھلائے گا کہ وہ کیونکر غریبوں کی حمایت کرتا ہے اور شریروں کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہے۔ شریر انسان کہتا ہے کہ میں اپنے مکروں اور چالاکیوں سے غالب آ جاؤں گا اور میں راستی کو اپنے منصوبوں سے مٹا دوں گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور طاقت اسے کہتی ہے کہ اے شریر میرے سامنے اور میرے مقابل پر منصوبہ باندھنا تجھے کس نے سکھایا۔ کیا تو وہی نہیں جو ایک ذلیل قطرہ رحم میں تھا۔ کیا تجھے اختیار ہے جو میری باتوں کو ٹال دے۔

بالآخر پھر میں عامہ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جلّ شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے۔ اور لَکِن رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَحَاتَمَ النَّبِیْنَؑ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اُس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس کو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جلّ شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿ ۲۶ ﴾

واعلموا یا معشر المسلمین أن هذا الشيخ قد كذّبنى وأكفرنى
 بغير علم وهُدَى واعتدى فى الإكفار وطفق يسبّنى ويحسبى من الذين
 يدخلون جهنم خالدين فيها وليسوا منها بخارجين. فقلتُ ويحك أيها
 الشيخ الضّالّ أففوت ما ليس لك به علمٌ واللّهُ يعلم أنى من المؤمنين.
 وقد ربّانى ربّى وحبيبى وأدبى فأحسن تأديبى ورحمنى وأحسن مثواى
 وإنّى من المُنعمين. ولم يزل يبتابنى فيضانه ويتواتر علىّ إحسانه حتى
 خرجتُ من البيضة البشرية وأدخلتُ فى الرُّوحانيين. ومن بعد أنزلنى ربّى
 لإصلاح الضّالين لأنصر الدين وأرجم الشياطين. وإن كنتُ فى شك من
 أمرى فسوف يُريك ربى آياته فكن من الصّابرين الذين يتقون اللّهُ ولا
 تكن من المستعجلين. فأبى واستكبر وأراد أن يكون أول المُكفرين. وما
 اقتصر علىّ التكفير بل سبّنى ولعننى وحسبى من الملعونين. واللّهُ يعلم
 قلبى وقلبه وهو خير المحاسبين. ثم دعوتُهُ للمباهلة ليحكم اللّهُ بيننا
 وهو خير الحاكمين. فلم يُباهل وفرّ وعلىّ الفرار أصرّ ولم يكن فراره بنية
 الصّلاح بل لتوقّى الافتضاح والافتضاح ملاقيه وإن كان من الهاربين.
 وكان قد ادّعى أنه عالم أديب وأنا من الجاهلين. فدعوته للنضال فى كلام
 عربى مبين وقلتُ تعال أناضلك فى النظم العربى ونثره

﴿۲۷﴾

وأقول ما تقول وفي كلِّ واحدٍ معك أجول وإني إن شاء الله من الغالبيين. فأشاع في شياطينه أنه قرن مجالي وقرين جدالي فلزقتُ به كالداء العُضال لبارزني للنضال إن كان من الصادقين. فخاف وأبى ونحت الحِيلَ وتولَّى ولا يُفلح الكاذب حيث أتى - فألهمني ربي طريقاً آخر ليهلك من كان من الهالكين وهو أننى نظمت في هذه الأيام قصائد وثقتها في ثلاثة أيام أو أقل منها والله عليه شاهد وهو خير الشاهدين. وزينتها بالنكات المهذَّبة والاستعارات المستعذبة ملتزماً جدَّ القول وجزله وأيدنى ربي وعلمنى سبلها وإن كنت من الأميين. فالآن وجب على الشيخ المذكور أن يناضلني في ذلك وينظم قصيدة في تلك الأمور بعدة أبيات هذه القصائد وأساليب بلاغتها فإن أتم شرطى فله ألف من الدراهم المرَّوَّجة إنعاماً منى عليه ولكل من ناضلني من العلماء المكفرين. ومع ذلك أوتيهم موثقاً من الله لأكتب لهم بعد غلبهم كتاباً فيه أقرُّ بأنهم العالمون الأدباء وإني من الجاهلين الكاذبين المفترين. ولكن لا يجب على إيفاء هذا الشرط وأداء هذا الإنعام إلا بعد شهادة فرسان الصناعة وأرباب البراعة وتصديق من كان جهيداً تنقيد الكلام من الأدباء الماهرين. وإن لم يفعلوا ولن يفعلوا فاعلموا أنهم من الكاذبين الجاهلين المفندين. وهذا آخر الحِيل لسبِّ قليب ذلك الشيخ المضل فإنه أهلك خلقاً كثيراً بغوائله فظلوا غمياً وغوراً وكانوا على علمه متكئين. وأرجو بعد ذلك أن يُنجيهم الله من شره وهو خير المنجين. والآن أكتب قصيدتي وما توفيقى إلا بالله الذى هو ربي وناصرى ومعلمى فى كل حين.

القصيدۃ الأولى

فی

نعتِ الرسولِ صلى الله عليه وسلم

يا قلبی اذکر أحمدا	عین الهدی مُفنی العدا	براً کریماً مُحسناً	بحر العطايا والجدا
بدر منیر زاهرٌ	فی کل وصفٍ حُجداً	إحسانه یصبی القلوب	وحسنه یروی الصدی
الظالمون یظلمهم	قد کذبوه تمرداً	والحق لا یسعُ الوری	إنکاره لما بدا
اطلُبْ نظیرِ کماله	فستند مَنْ مُلَدداً	ما إن رأینا مثله	للناتئین مُسهداً
نور من الله الندی	أحی العلومَ تجدداً	المصطفی والمجتبی	والمقتدی والمجتدی
جُمعت مرایع الهدی	فی وَبله حین الندی	نسی الزمان رهامه	من جُود هذا المقتدی
الیوم یسعی الإنکسُ أن	یُطفی هداه ویخمد	والله یبدي نوره	یوماً و إن طال المدى
یا قطر ساریةٍ وعا	قد عُصمت من الردا	رَبیت أشجار الأبرة	بالفیوض وَقَرَدَا
إنا وجدناک الملاذ	فبعد کهفٍ قد بدا	لا نتقی قوسَ الخُطو	ب ولا نبالی مُرجدا
لا نتقی نوب الزمان	ولا نخاف تهددا	ونمُدُّ فی أوقات آفاتٍ	إلی المولی یدا
کم من منازعة جرت	بینی وأقوام العدا	حتى انثنیت مظفراً	وموقراً ومؤیداً
یا أيها الناس اتقوا	یوما یشیبُ کوهدا	آلامه ما تنقضی	وأسیره ما یفتدی
والله إنی ما ضللتُ	وما عدلتُ عن الهدی	لکننی مُذ لم أزل	ممن إذا هدی اهتدی

لا ت فادر كنى الهدى	كادت تُعقِّينى ضالا	قد عرفنا المقتدى	للّٰه حمداً ثم حمد
تُعطي نعيماً مُخلداً	هوليلة القدر التي	أعطى لنا هذا جدا	يا صاح إن الله قد
حياء يا صيد الردا	هلا انتهجت محجة الا	تارك سنن الهدى	أتجول في حومات نفسك
ونسيت ما يُعطي غدا	اخترت لذة هذه	ن أشد بغضا كالعدا	يا من غدا للمؤمنى
وقفوت آثار العدا	عاديت أهل ولاية	قد هلكت تجلدا	يا خاطب الدنيا الدتية
في زى احمد احمدا	وترى بوقت بعده	شقياً ملجدا	اليوم تكفرنى وتحسبى
إن كان فهم أوصدا	السبر سهل هين	حمق سرايا واعتدى	يا من تظنى الماء من
ق وجئتنى مسترشدا	ونظمت فى سلك الرفاق	وجدتني عين الهدى	والله لو كشف الغطا

القصيدۃ الثانية

أيا محسنى أثنى عليك وأشكر
فدى لك روحى أنت تُرسى ومأزر
بفضلك إنا قد غلبنا على العدا
بنصرك قد كسر الصليب المبطر
فتحت لنا فتحا ميينا تفضلا
بفوج إذا جاءوا فزهق التنصر
قتلت خنازير النصرارى بصارم
وأردى عدانا فضلك المتكثر
بوجهك ما أنسى عطاياك بعده
وفى كل نادينا فضلك أذكر
تلبىك روحى دائما كل ساعة
وإنك مهما تحشر القلب يحضر
وتعصمنى فى كل حرب ترحما
فدى لك روحى أنت درعى ومغفر

یُنورُ ضوءَ الشمسِ وجہَ خَلاِیقِ
 تحیطُ بِکُنْهِ الکائناتِ وسِرِّها
 ونحنُ عبادکَ یا إلهی وملجأی
 نَصَرْتْ لِإفحامِ النصارى قریحتی
 وأخذتْهم وکسرتْ دَایماً مُنْضَداً
 فسبحانَ مَنْ بارِ النصرةِ دینہ
 سقانی من الأسرارِ کأساً رَوِیةً
 غیورٌ یبیدُ المجرمین بسخطه
 وحید فريد لا شریک لذاته
 له الملك والملکوت والمجد کله
 ودودٌ یحبُّ الطائِعین ترحمًا
 یحیطُ بکیدِ الکائدين بعلمه
 ولم یتخذ ولداً ولا کفوً له
 ومن قال إن له إلهًا قادرا
 وبشّرني قبل الجَدالِ بلُطفه
 ففاضتْ دموعُ العینِ منی تذلاً
 فجئتُ النصارى فی مقامِ جلوسهم
 وظلَّ النصارى ینصرون وکیلهم
 رأیتُ مُبارزهم کذّابٌ بظلمه
 ولكن جنانی من سناک یُنورُ
 وتعلم ما هو مستبانٌ ومُضْمَرُ
 نخرُ أمامک خشيةً ونکبرُ
 وهذمت ما یعلی الخصیمُ ویعمرُ
 وأتممت وعدک فی صلیبِ یُکسّرُ
 وأخزی النصارى فضله المتکثرُ
 وإن کنتُ من قبل الهدی لا أعثرُ
 غفورٌ ینجی التائبین ویغفرُ
 قوی علی مستعانٍ مُقدّرُ
 وکلُّ له ما بان فینا ویظهرُ
 ملیک فیزعجُ ذا شِقاقٍ ویحصِرُ
 فیهلك من هو فاسقٌ ومزورُ
 وحید فريد ما دناه التکثرُ
 سواه فقد نادى الردى ویدمرُ
 فقال لک البشرى وأنت المظفرُ
 وقصدتُ "عَنْبَرَسَر" وقَطْرَى یَمْطُرُ
 فتخیروا منهم خصیما وأنظرُ
 وکلُّ تسلح صائلاً لو یقدرُ
 یصول علی سُبُل الهدی ویزورُ

﴿۳۱﴾

فخاصمَ ظلما فی ابن مریم واجترأ
وقال له ولدٌ مسیحُ ابن مریم
وقال بأن اللّٰه اسم ثلاثة
فقلتُ له اُخسأُ لیس عیسیٰ بخالق
أثبتُ فی ملک له من بریةٍ
وإن علی معبودک الموت قد أتى
ولیس لمستغنٍ إلى الابن حاجةٌ
أعیسی الذی لا یعلم الغیب ذرة
فأثنی علی إبلیس بالعلم والهدی
ویؤمن بالابن الوحید تیقنا
فقلتُ له یا أيها الضال من هوی
وما کان حامده بصیرٌ قبلکم
فماتاب من هدیانه وضلاله
وكم من خرافات وكم من مفاسدٍ
وقال لی إن اللّٰه خَلَقَ وخالقٌ
فقلتُ له یا تارک العقل والنهی
إذا قلّ دین المرء قلّ قیاسه
وإنی أرى فی خبطِ عشوی عقولکم
وإنی أراکم فی ظلام دائم
علی اللّٰه فیما کان یهدی ویهجُرُ
فسبحان ربّ العرش عما تصوّروا
أبّ وابنه حقًا وروح مطهّرُ
وخالقنا الربّ الوحید الأكبرُ
من الأرض أو هو فی السماء مُدبّرُ
وإلهنا حی وبقی ویعمّرُ
وحاشاه ما الأولاد شیئا یوقّرُ
إله وتعلم أنه لا یقدِرُ
وقال هو الشیخ الذی لا ینکّرُ
ومذهبه مثل النصارى تنصّرُ
أثنی علی غولٍ یضِلُّ ویُدخِرُ
ولکنکم عُمیّ فکیف التبصّرُ
وکان کدجالٌ یداجی ویمکّرُ
تقولُ خبثًا ذلک المتنصّرُ
ومسیحنا عبْدٌ وربُّ أكبرُ
إله وعبْدٌ ذاک شیءٌ منکّرُ
ومن یؤمننَ یُرشده عقلٌ مطهّرُ
تقولون ما لا یفهم المتفکّرُ
وما فی یدیکم من دلیلٍ یُنورُ

وَإِنْ هُوَ إِلَّا بَدْعَةٌ غَيْرُ ثَابِتٍ
أَتَعْرِفُ فِي الصَّحْفِ الْقَدِيمَةِ مِثْلَهُ
أَنَّا جِيلَ عَيْسَى قَدْ عَفَتْ آثَارُهَا
نَبِذْتُمْ هِدَايَتَهُ وَرَاءَ ظَهْوَرِكُمْ
أَقَمْتُمْ جَلَالَ اللَّهِ فِي رُوحٍ عَاجِزٍ
فَقِيرٍ ضَعِيفٍ كَالْعِبَادِ وَمَيِّتٍ
وَإِنْ شَاءَ رَبِّي يُبْدِ الْأَفَّاظَ نَظِيرَهُ
وَقَدْ اصْطَفَانِي مِثْلَ عَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
أَنْبِيئَنَا مَيِّتٌ وَعَيْسَى لَمْ يَمُتْ
تُوَفِّي عَيْسَى هَكَذَا قَالَ رَبَّنَا
أَتَتَّخِذُ الْعَبْدَ الضَّعِيفَ مَهِيمًا
أَلَا إِنَّهُ عَبْدٌ ضَعِيفٌ كَمِثْلِنَا
وَوَاللَّهِ يَأْتِي وَقْتُ تَصْدِيقِ كَلِمَتِي
فَلَا تَسْمَعَنَّ مِنْ بَعْدِ ذِيبًا وَعَقْرَبًا
مَقَامِي رَفِيعٌ فَوْقَ فِكْرِ مَفْكَرٍ
إِذَا قَلَّ عِلْمُ الْمَرْءِ قَلَّ اعْتِقَادُهُ
أَلَا رَبُّ مَجْدٍ قَدِيرِي مِثْلَ ذَلَّةِ
أَلَمْ تَعْلَمَنَّ أَنَّي جَرِيٌّ مَبَارِزٌ
وَبَارِزْتُ أَحْزَابَ النَّصَارَى كَضِيغَمٍ
وَأَثْبَاتِهِ مَسْتَنْكَرٌ مُتَعَدِّرٌ
وَقَدْ جَاءَ هَدْيِي بَعْدَ هَدْيِي وَمَنْذِرٌ
وَحَرَفُهَا قَوْمٌ خَبِيثٌ مُعَيَّرٌ
وَهَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ هَدْيِي آخِرٌ
وَهِيهَاتَ لَا وَاللَّهِ بَلْ هُوَ أَحْقَرُ
نَعَمْ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ عَبْدٌ مُعَرَّرٌ
وَأَرْسَلَنِي رَبِّي مِثْلًا فَتَنْظُرُ
فَطُوبَى لِمَنْ يَأْتِيَنَّ صِدْقًا وَيُبْصِرُ
أَجَزْتُمْ حُدُودًا يَا بَنِي الْغَوْلِ فَاحْذَرُوا
فَلَا تَهْلِكُوا مِتْجَلِدِينَ وَفَكَّرُوا
أَتَعْبُدُ مَيْتًا أَيُّهَا الْمَتَنَصِّرُ
فَلَا تَتَّبِعْ يَا صَاحِبَ قَوْمٍ خُسْرُوا
وَيَبْدَى لَكَ الرَّحْمَنُ مَا كُنْتَ تُضْمِرُ
يَصُولُ بُوْثِبٍ أَوْ تَدِبُّ وَتَأْبِرُ
وَقَوْلِي عَمِيقٌ لَا يَلِيهِ الْمُصْعَرُ
وَمَا يَمْدَحُنَّ حُسْنًا ضَرِيرٌ مُعَدَّرُ
إِذَا مَا تَعَالَى شَأْنَهُ الْمُتَسَتِّرُ
وَإِنْ كُنْتَ فِي شَكِّ فَبَارِزٌ فَنَحْضِرُ
بِأَيْدِي وَفِي الْيَمَنِ حُسَامٌ مُشَهَّرُ

﴿ ۳۳ ﴾

وَمَا زِلْتُ أَرْمِيهِمْ بِرُمْحٍ مُدْرَبٍ إِلَى أَنْ أَبَانَ الْحَقُّ وَالْحَقُّ أَظْهَرُ
 وَإِنَّا إِذَا قَمْنَا لَصِيدِ أَوَابِدِ فَلَا الطَّبِي مَتْرُوكٌ وَلَا الْعَيْرُ يُنْظَرُ
 وَقَتْلُ خَنَازِيرِ الْبِرَارِيِّ وَخَرْشُهُمْ أَشَاشٌ لِقَلْبِي بَلْ مَرَامٌ أَكْبَرُ
 وَفِي مُهْجَتِي جَيْشٌ وَأَزْعَمُ أَنَّهُ يَكْفِي جَيْشَ الْقِدْرِ أَوْ هُوَ أَكْثَرُ
 إِذَا مَا تَكَلَّمْنَا وَبَارِي مَخَاصِمِي وَلا حَتَّ بَرَاهِينِي كِنَارٍ تَزْهَرُ
 فَأَوْجَسُ مَبْهُوتًا وَأَيَقُنْتُ أَنَّي نُصْرَتُ وَأَيَدُنِي قَدِيرٌ مُظْفَرُ
 وَأَدْرَكْتُهُ فِي حَمْنَةٍ فَدَعْوَتُهُ إِلَى مَشْرَبٍ صَافٍ وَمَاءٍ يُطَهَّرُ
 فَردَّ عَلَيَّ بِبَاطِلَاتٍ مِنَ الْهُوَى وَوَاللَّهِ كَانَ كَذِي ضَلَالٍ بِزَوْرُ
 وَقَالَ لِعَيْسَى حَصَّةٌ فِي التَّأَلُّهِ وَفِي هَذِهِ سِرٌّ عَلَى الْعَقْلِ يَعْسُرُ
 وَإِنْ ابْنُ مَرْيَمَ مَظْهَرٌ لِأَبٍ لَهُ فَنَحْسِبُهُ رَبًّا كَمَا هُوَ يُظْهَرُ
 فَقُلْتُ لَهُ هَذَا اخْتِلَاقٌ وَفِرْيَةٌ وَمَا جَاءَ فِي الْإِنْجِيلِ مَا أَنْتَ تَذَكُرُ
 وَإِنْ إِلَهَكَ مَا تِ وَاللَّهُ سَرْمَدٌ قَدِيمٌ فَلَا يَفْنَى وَلَا يَتَغَيَّرُ
 وَمَا لَا يُحَدُّ فَكَيْفَ حُدِّدَ كَالْوَرَى وَوَجْهَ الْمَهِيْمِنِ مِنْ مَجَالِي مُطَهَّرُ
 وَلَيْسَ تُقَاسُ صِفَاتُهُ بِصِفَاتِنَا وَلَا يَدْرِكُهُ بَصَرٌ وَلَا مَنْ يُبْصِرُ
 تَعَالَتْ شُؤْنُ اللَّهِ عَنْ مَبْلَغِ النَّهْيِ فَكَيْفَ يَصَوِّرُ كُنْهَهُ مَتَفَكَّرُ
 وَإِنْ عَقِيدَتِكُمْ خِيَالٌ بَاطِلٌ وَمَا فِي يَدَيْكُمْ مِنْ دَلِيلٍ يَوْفَرُ
 وَلِلْخَلْقِ خَلَاقٌ فَتَدْعُونَ ذَكَرَهُ وَتَدْعُونَ مَخْلُوقًا وَلَمْ تَتَفَكَّرُوا
 وَمَنْ ذَاقَ مِنْ طَعْمِ الْمَنِيَا بِقَوْلِكُمْ فَكَيْفَ كَحَيِّ سَرْمَدٍ يُتَّصَرُّ
 وَقَدْ نَوَّرَ الْفِرْقَانُ خَلْقًا بِنُورِهِ وَلَكِنَّكُمْ عُمَى فَكَيْفَ أُبْصَرُ

۳۴ ﴿

أَلَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ عِنْدَ مَفَاسِدٍ إِذَا مَا انْتَهَى اللَّيْلَاءُ فَالصَّحْحُ يَجْشُرُ
 تَرَى صُورَةَ الرَّحْمَنِ فِي خِدْرِ سُورِهِ فَهَلْ مِنْ بَصِيرٍ بِالتَّدْبِيرِ يَنْظُرُ
 تَرَاءَا لَنَا الْحَقُّ الْمُبِينُ بِقَوْلِهِ وَآيَاتِهِ دُرَّرَ وَمِسْكٌ أَذْفَرُ
 قُلِ الْآنَ هَلْ فِي كِتَابِكُمْ مِثْلُ نُورِهِ وَفَكَرُّوْا لَا تَعْجَلْ وَنَحْنُ نُذَكِّرُ
 وَإِنْ كُنْتَ تَزْعُمُ أَنْ فِيهَا دَلَالًا فَجَهْلُكَ جَهْلٌ بَيْنَ لَيْسَ يُسْتَرُ
 وَإِنْ قُلْتَ آمَنَّا بِمَا لَا نَعْقِلُ فَهَذَا الْهُدَى عِنْدَ النَّهْيِ مُسْتَنْكَرُ
 وَسَلِ الْيَهُودَ وَسَلْ أَكْبَابَ قَوْمِهِمْ أَسْلَمَ فِيهِمْ ابْنُكَ الْمَتَخَيِّرُ
 وَمَهْمَا يَكُنْ فِي كُتُبِكُمْ ذِكْرٌ عَجْزِهِ وَإِنْ خِلْتَهُ يَخْفَى عَلَى النَّاسِ يَظْهَرُ
 جِعَارُكَ خَيْطُ فَاتِقِ الْبَنَرِ وَالرَّدَى أَلْمُوتُ يَا صَيْدَ الرَّدَى تَنْجَعُرُ
 أَقْلَبِكَ قَلْبٌ أَوْ صَلَايَةُ حَرَّةٍ أَجْهَلُكَ جَهْلٌ أَوْ دِخَانٌ مُغْبَرُ
 أَكَلْتَ خُشَارَةَ كُلِّ قَوْمٍ مُبْطِلٍ فَتَأْكُلُ مَا أَكَلُوا وَلَا تَتَخَفَّرُ
 أَبَارِيْتَ يَا مَسْكِينَ ذَا الرَّمْحِ بِالْعَصَا وَأَنْىَ أَجَارِدُنَا وَأَنْىَ مِحْمَرُ
 أَتَرْغَبُ عَنِ دِينِ قَوْمٍ مَنُورٍ وَتَتَبِعَ دِينًا قَدْ دَفَاهُ التَّكْدُرُ
 وَإِنْ لَمْ تَدَاوِرْ جُشْرَةَ الْبِخْلِ وَالْهَوَى فَتَهْوِ نَحِيْفًا فِي الْهُلَاسِ وَتَخْطُرُ
 وَإِنِّي كَمَا عِنْدَ سِلْمٍ وَخَلَّةٍ وَفِي الْحَرْبِ نَارٌ جَعْظَرِيٌّ مُثْعَجِرُ
 إِذَا مَا نَصَبْنَا فِي مَوَاطِنَ خَيْمَةً فَلَا نَرْجِعَنَّ عِنْدَ الْوِغَا وَنُجْمَرُ
 وَلَوْ أَبْهَتَرْتُ وَقُلْتُ إِنِّي ضَيْغَمٌ فَفِي أَعْيُنِي مَا أَنْتَ إِلَّا جَوْدُرُ
 أَلَا أَيُّهَا الصَّيْدُ الرِّكِيكَ الْأَعْوَرُ إِلَّا مَا تَحَامَى عِنْدَكَ سَهْمِي وَتَأْفِرُ
 أَعْيَسَى الَّذِي قَدَّمَ رُبُّهُ وَخَالَقَ أَهَذَا هُدَى الْإِنْجِيلِ أَوْ تَسْتَأْتِرُ

﴿۳۵﴾

أَعِيسَىٰ إِلَهَ أَيُّهَا الْعَمِيُّ مِنْ هَوَىٰ
 ظَنَنْتُمْ فَأَنْتُمْ تَعْبُدُونَ ظَنُونَكُمْ
 تَرَكْتُمْ طَرِيقَ الْحَقِّ شُحًا وَخِسَّةً
 عَسَىٰ أَنْ يَزِيلَ اللَّهُ شُحَّ نَفُوسِكُمْ
 وَمَنْ كَانَ ذَا حِجْرِ فَيَدْرِ حَقِيقَةً
 سَتَغْلِبُ يَا يَحْمُورَ قَوْمٍ مُحَقَّرٍ
 قَدْ اسْتَحْمَرَ الشَّيْطَانُ نَفْسَكَ كُلَّهَا
 أَلَا إِنَّ رَبِّي قَدْ رَأَىٰ مَا صَنَعْتَهُ
 أَتُطْفِئُ نُورًا قَدْ أُرِيدَ ظُهُورُهَا
 وَإِنِّي أَرَىٰ قَدْ بَارَكَ كَيْدَكَ كُلَّهُ
 أَتَتْرَكَ أَعْنَابًا وَتَنْقِفَ حَنْظَلًا
 تِيَاهِيرُ قَفْرِ فِي عَيْونِكَ مَرِيعٌ
 عَقِيدَتِكُمْ قَدْ صَارَ لِلنَّاسِ ضُحْكَةً
 رَأَى النَّاسُ بِالتَّحْقِيقِ مَا فِي بَيْوتِكُمْ
 وَلَا يُظْهِرُنْ إِنْجِيلِكُمْ نَهَجَ الْهُدَىٰ
 وَمَنْ تَبِعَهُ مَا وَجَدَ رِيحَ تَيْقُنٍ
 وَمَا فِيهِ إِلَّا مَا يُضِلُّ قُلُوبَكُمْ
 وَمَنْ أَيْنَ طِفْلٍ لِلذِّي هُوَ أَطْهَرُ
 وَلَكِنَّا لَا نَعْرِفُ اللَّهَ هَكَذَا
 وَأَيْنَ ثَبُوتٍ بَلْ حَدِيثٌ يُؤَثِّرُ
 كَشَخِصٍ مِئْرَ عَاشِقٍ لَا يَصْبِرُ
 وَسَيَعْلَمَنَّ كُلُّ إِذَا مَا بُعْثَرُوا
 وَلَكِنَّهُ بَعْرٌ شَدِيدٌ مُدْمِرٌ
 وَمَنْ كَانَ مَحْجُوبًا فِيهْدَى وَيَهْجُرُ
 وَمِحْضِيرُنَا يَعْدُو وَلَا يَتَحَسَّرُ
 فَأَنْتَ لَغُولِ النَّفْسِ عَبْدٌ مُسَخَّرُ
 فَنَفْسِكَ سَوْفَ تُحَجَّرَنَّ وَتُحَوَّرُ
 لَكَ الْبُهْرُ فِي الدَّارَيْنِ وَالنُّورُ يُبْهَرُ
 وَيَهْتِكُ رَبِّي كُلَّ مَا هُوَ تَسْتُرُ
 وَهَذَا وَبِالْأَنْتَ فِيهِ مَتَّبِرُ
 وَأَسْرَكُمْ سَقَطُ اللَّوَىٰ وَحَبَّوَكُرُ
 وَيَضْحَكُ جَمْهُورٌ عَلَيْهِ وَيُنْكُرُ
 وَإِجَارُ بَيْتٍ مِنْ بَعِيدٍ يَظْهَرُ
 وَهَدَاهُ جَمْعَمَةٌ وَقَوْلٌ مُكْوَرُ
 وَلَكِنْ إِلَى الْإِلْحَادِ وَالشَّكِّ يُدَحَّرُ
 وَيَهْدُ بَيْتَ نَجَاتِكُمْ وَيَدْمُرُ
 أَلِلَّهِ زَوْجٌ أَيُّهَا الْمَتَمَدَّرُ
 وَحَيْدٌ فَرِيدٌ قَادِرٌ مَتَكَبَّرُ

وَذَلِكَ لِلدِّينِ الْقَوِيمِ كَرَامَةٌ
 وَيَشْغِفُكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ مَحَبَّةً
 فَطَوْبَى لِمَنْ صَافَا صِرَاطًا مُحَمَّدٌ
 وَصَلْنَا إِلَى الْمَوْلَى بِهَدَى نَبِيِّنَا
 وَفِي كُلِّ أَقْوَامٍ ظَلَامٌ مَدْمَرٌ
 وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ مُهْجَةٌ مُهْجَتِي
 فَدَعْ كُلَّ مَلْفُوظٍ بِقَوْلِ مُحَمَّدٍ
 وَلَيْسَ طَرِيقَ الْهَدَى إِلَّا اتِّبَاعَهُ
 وَمَنْ رَدَّ مِنْ قِلِّ الْحَيَاءِ كَلَامَهُ
 وَمَنْ يَرْتَقِ وَيُغَيِّرُ غَيْرَ هَدَى رَسُولِنَا
 وَمَا نَحْنُ إِلَّا حِزْبُ رَبِّ غَالِبٍ
 وَوَاللَّهِ إِنَّ كِتَابَنَا بِحُرِّ الْهُدَى
 وَيَبْقَى إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ دِينُهُ
 وَنُؤْتِرُ فِي الدَّارَيْنِ سَنَنَ رَسُولِنَا
 فَلَمَّا عَرَفْتَ الْحَقَّ دَعُ ذَكَرَ بَاطِلٍ
 أَلَا أَيُّهَا الشَّرَّارُ خَفْ قَهْرَ قَاهِرٍ
 فَلَا تَقْفُ مَا لَا تَعْرِفَنَّ وُجُوهَهُ
 وَوَاللَّهِ مَا كَانَ ابْنُ مَرْيَمَ خَالِقًا
 وَلَا تَعَجَّبَنَّ مِنْ أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَبٍ
 إِذَا مَا تَبِعْتَ هُدَاهُ فَاللَّهُ يُوَثِّرُ
 وَيَأْخُذُ قَلْبَكَ حُبِّ حَبِّ وَيَأْطُرُ
 وَكَمِثَلَ هَذَا النُّورَ مَا بَانَ نَيْرٌ
 فَدَعْ مَا يَقُولُ الْكَافِرُ الْمُنْتَصِرُ
 وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ بَدْرٌ مَنْوَرٌ
 وَمِنْ ذِكْرِهِ الْأَحْلَى كَأَنِّي مُتَمِرٌ
 وَقَلَّدَ رَسُولَ اللَّهِ تَنْجُ وَتُغْفَرُ
 وَمَنْ قَالَ قَوْلًا غَيْرَهُ فَيُتَبِّرُ
 فَفَقْدَرُدَّ مَلْعُونًا وَسَوْفَ يُمَدَّدُ
 فَذَلِكُمْ الشَّيْطَانُ يَعْتُو وَيُشْغَرُ
 أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ يَعْلُو وَيُنْصَرُ
 وَتَاللَّهِ إِنَّ نَبِيَّنَا مُتَبَقِّرُ
 لَهُ مَلَّةٌ بِيضَاءُ لَا تَتَغَيَّرُ
 وَسُنَّةُ خَيْرِ الرِّسَالِ خَيْرٌ وَأَزْهَرُ
 وَلَوْ لِلصَّدَاقَةِ مِثْلَ بَكْرٍ تُنْهَرُ
 وَيَعْلَمُ رَبِّي مَا تُسِرُّ وَتُخْمَرُ
 وَثَابِرٌ عَلَى الْحَقِّ الَّذِي هُوَ أَظْهَرُ
 فَلَا تَهْلِكُوا بَغْيًا وَتُوبُوا وَاحْذَرُوا
 وَكَمِثَلَ هَذَا الْخَلْقِ فِي الدُّودِ تَنْظُرُ

﴿۳۷﴾

بل الدود أعجبُ خلقاً من مسيحيكم
 ألا ربُّ دودٍ قد تری فی مربعٍ
 وليستُ لها أمٌّ بأرضٍ ولا أبٌ
 وإن كنتَ لا تدعُ الجدالَ وتُنكرُ
 وإن لنا المولى ولا مولى لكم
 وواللهُ إني أكسرنُ صليبيكم
 وواللهُ يأتي وقتٌ فتحي ونصرتي
 وواللهُ يُثنى في البلادِ إمامنا
 وما في يديك بغير قولٍ مدلسٍ
 وكتيبك قفراً حشوها الكفرُ والردي
 فتلك براهينٌ على سَخفِ دينكم
 لقد زينَ الشيطانُ أقواله لكم
 وقد ذكَّرَ الأخيارُ من قبلُ قومكم
 وكيف يساوى دينُ عيسى لديننا
 وقد جاء يومُ اللهِ فاليومُ ربُّنا
 وقلتُ له لا تحسبِ العبدَ خالفاً
 وقلتُ له لا تسترِ الحقَّ عامداً
 وقلتُ له لَمَّا أبى إن شأنا
 وإن كنتَ لم تسمعَ فزد في تجاسرٍ
 ويخلق ربِّي ما يشاء ويقدرُ
 تَكُونُ في ليلٍ وتنمو وتكثرُ
 ففكرُ هداك اللهُ هادٍ أكبرُ
 فبارزْ لنا إنا إلى الحربِ نَعكِرُ
 فتنظرُ أنا نغلبنُ وننصرُ
 ولو مُزقتُ ذرّاتُ جسمي وأكسرُ
 وواللهُ إني فائزٌ ومُعزُّ
 إمامُ الأنامِ المصطفى المتخيَّرُ
 تَكُدُّ وتستقرى المحالَ وتفجُرُ
 محرفةٌ في كلِّ عامٍ تُغيِّرُ
 وقد قلتُ تحقيقا ولو أنت تبسُرُ
 يوسوسكم في كلِّ حينٍ ويمكُرُ
 ولأخرياتِ الناسِ نحنُ نذكُرُ
 ولا يستوى دخنٌ ونجمٌ أزهرُ
 يدققُ أجزاء الصليبِ ويكسرُ
 وكلُّ امرءٍ عن قوله يُستفسرُ
 سييدي المهيمنُ كلُّ ما كنتَ تسترُ
 بلاغٌ فبلغنا وإنك مُنذرُ
 لتُسعرَ نارُ اللهِ ثم تُدمرُ

فَرِدُّ فِي جَرَاءَاتٍ وَزِدُّ فِي تَقَاعُسٍ
 وَلَيْسَ عَذَابُ اللَّهِ عَذَابًا كَمَا تَرَى
 غَيُورٌ فَيَأْخُذُ مَشْرَكًا بِذُنُوبِهِ
 رَفِيعٌ عَلَيَّ كَيْفَ يُدْرِكُ كُنْهَهُ
 أَتَعْصُونَ بَغِيًّا مَن بِهِ الْخَلْقُ آمَنُوا
 وَكَيْفَ يَكُونُ الْعَبْدُ كَابِنٍ لِرَبِّهِ
 وَقَدِمَاتٍ عَيْسَى لَيْسَ حَيًّا وَإِنَّا
 وَأَخْبَرَنِي رَبِّي بِمَوْتٍ مُسِيحِكُمْ
 وَكَمْ مِنْ دَوَابِّ الْأَرْضِ يَحْيِي مَدَّةَ
 وَإِنْ جُنُودَ الْأَنْبِيَاءِ وَحَزْبِهِمْ
 فَإِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ كَقَوْلِكُمْ
 أَبَدَلْ سُنَّةَ رَبَّنَا بَعْدَ مَدَّةٍ
 وَقَانُونَ سَنَنِ اللَّهِ فِي بَعْثِ رَسَلِهِ
 وَإِنْ لَمْ تَرَ الْيَوْمَ الْهَدَى فَتَرَى عَدَا
 أَتَخْلَعُ جَهْلًا رِبْقَةَ الْعَقْلِ وَالنَّهْيِ
 أَتَتْرَكَ مَا جَاءَتْ بِهِ الرِّسَالُ مِنْ هَدَى
 عَلَيْكُمْ بِسَبْلِ اللَّهِ مِنْ قَبْلِ سَاعَةِ
 عَذَابِ أَلِيمٍ لَا انْتِهَاءَ لِحَرْقِهِ
 يَنْبُئُكَ الْعَلَامُ مَا كُنْتَ تُضْمِرُ
 وَزِدُّ فِي عِمَايَاتٍ فَتَفْنِي وَتُبْتَرُ
 سَيُحْرَقُ فِي نَارِ اللَّطْفِ مَنْ يَفْجُرُ
 وَلَيْسَ لَهُ أَحَدٌ شَفِيعًا وَمَازَرُ
 إِذَا مَا تَرَقَّتْ عَيْنُنَا تَتَحِيرُ
 أَتَنْسُونَ يَوْمًا مَا بِهِ النَّاسُ أَنْذَرُوا
 فَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَا تَصُورُوا
 نَرِدُّ عَلَى مَنْ قَالَ حَىٰ وَنَحْجُرُ
 وَكَانَ هُوَ الْأَوْلَىٰ وَأَكْفَىٰ وَأَجْدُرُ
 عَلَيَّ ظَهْرَهَا فَأَعَجَبْ لِهَذَا وَفَكَّرُوا
 أَلَوْكَ فَهَلْ تَرَيْنَ كَابِنَكَ آخِرُ
 فَشَجَرَةَ نَسْلِ اللَّهِ تَنْمُو وَتَكْثُرُ
 أَيْمَكُنْ فِي سَنَنِ الْقَدِيمِ تَغْيِيرُ
 مَبِينٌ فَهَلْ أَبْصَرْتَ أَوْ لَا تُبْصِرُ
 ظَلَامًا مَهِيًّا فِيهِ تَهْوَى وَتَنْدُرُ
 لِأَقْوَالِ قَوْمٍ قَدْ أَضَلُّوا وَدُمَّرُوا
 أَلَا تَتَّبَعُنَّ قَوْمًا هُدُوا وَتَبْقَرُوا
 تُرِيكُمْ لُظَى النَّارِ الَّتِي هِيَ تُسَعِّرُ
 وَإِنْ يَنْصَجَنْ جِلْدٌ فَيُخْلَقُ آخِرُ
 وَيَبْدَى لَكَ النُّورَ الَّذِي الْيَوْمَ تُنْكِرُ

﴿۳۹﴾

أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ
 أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذْرٌ وَأَيَاتُ رَبِّكُمْ
 وَلِكُلِّ نَبِيٍّ مُسْتَقَرٌّ وَمَطَهَّرٌ
 وَيَحْكُمُ رَبُّ الْعَرْشِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ
 وَقَوْمٌ مَضَوْا مِنْ قَبْلِ ضَالِّينَ مِنْ هَوَىٰ
 أَخَذْتُمْ طَرِيقَ الشَّرْكِ وَالْفَسْقِ وَالرَّدَىٰ
 فَأَرْسَلَنِي رَبِّي إِلَيْكُمْ لَتَهْتَدُوا
 فَإِنَّ شَيْئَ مَاءِ اللَّهِ فَاقْصِدْ مَنْهَلِي
 وَأَغْلِظْ حَبْجِي مَا تُرَاكُ عَلَى الْهَدَىٰ
 وَفِيكَ فِسَادٌ لَوْ عَلِمْتَ اجْتَنِبْتَهُ
 ذَبِئْتُ عَنْ الدِّينِ الْحَنِيفِي شُكُوكَكُمْ
 وَقَلْتُمْ لَنَا دِينَ بَعِيدٍ مِنَ النَّهْيِ
 وَكُلُّ أَمْرٍ بِالْعَقْلِ يَفْهَمُ أَمْرَهُ
 وَعَقْلُ الْفَتَى نِصْفٌ وَنِصْفٌ حَوَاسُهُ
 تَصِيدَتْ فِي نَصْرِ الضَّالِّالِ تَعْمُدَا
 وَمَا أَنْتَ إِلَّا عَابِدُ الْحَرَصِ وَالْهَوَىٰ
 رَأَيْتُ لَكَ الرَّوْيَا وَإِنَّكَ مَيِّتٌ
 وَعِدَّةٌ وَعَدَّ اللَّهُ عَشْرًا وَخَمْسَةَ
 وَتَعْمَى وَتَحْضُرُ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَجْرَمًا
 وَمَا قَلْتُ مِنْ تَلْقَاءِ نَفْسِي تَجَاسُرًا
 وَإِنْ عَذَابُ اللَّهِ أَكْبَرُ
 نَرَى بِغْيِكُمْ وَدَمَوْعُنَا تَتَحَدَّرُ
 وَلِكُلِّ مَا يَأْتِيكَ وَقْتُ مُقَدَّرُ
 وَهِيَ أَنْاقِلُ عَذَابِ رَبِّي أُخْبِرُ
 فَأَنْتُمْ قَبْلْتُمْ كُلَّ مَا هُمْ زَوْرُوا
 وَثَرَّتْ خَطَايَاكُمْ فَلَمْ تَسْتَغْفِرُوا
 وَلِتَقْبَلُوا مَا قَالَ رَبِّي وَتُغْفَرَ ☆
 فَيُعْطِكَ مِنْ عَيْنٍ وَعَيْنٍ تُنَوَّرُ
 تَعَالَ عَلَى قَدَمِ الضَّلَالِ فَتَزْهَرُ
 وَذَلِكَ الشَّيْطَانُ يُغْوِي وَيَحْضُرُ
 وَأَزْعَجْتُ أَصْلَ أَصُولِكُمْ ثُمَّ تُنَكِّرُ
 وَهَذَا فِسَادٌ ظَاهِرٌ لَيْسَ يُسْتَرُ
 كَمَا بِالْعَيُونِ يَشَاهِدَنَّ وَيُبْصِرُ
 وَكَصَفَقِ أَيْدٍ مِنْهُمَا الْعِلْمُ يَظْهَرُ
 فَبَارِزٌ لِحَرْبِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ تَقْدِرُ
 تَشْمُرُ ذَيْلَكَ لِلْحُطَامِ وَتَهْجُرُ
 وَإِنَّ كَلَامَ اللَّهِ لَا تَتَغَيَّرُ
 إِذَا مَا انْقَضَتْ فَأَعْلَمُ بِأَنَّكَ مُحْضَرُ
 وَتُسْأَلُ عَمَّا كُنْتَ تَهْدِي وَتُكْفَرُ
 بَلِ الْآنَ نَبَّأَنِي الْعَلِيمُ الْمُقَدَّرُ

﴿۴۰﴾

فَبَلَّغْتُ تَبْلِيغًا وَآلِيَتْ حِلْفَةً
عَلَى صَدَقٍ مَا أَظْهَرْتُ فَاَنْظُرُ وَنَنْظُرُ
فَإِنْ أَكُ صَدِيقًا فَرَبِّي يَعِزَّنِي
وَإِنْ أَكُ كَذَّابًا فَسَوْفَ أَحَقَّرُ
وَأَعْلَمُ أَنْ مَهِيْمَنِي لَا يَضِيْعُنِي
وَأَعْلَمُ أَنْ مَوْيِّدِي سَوْفَ يَنْصُرُ
فَتَوَقَّدَ السَّفَهَاءُ مِنْ أَهْلِ الْهَوَى
وَكَلَّ امْرَأٌ عِنْدَ التَّخَاصُمِ يُسَبِّرُ
ذُووَا فِطْنَةٍ يَدْرُونَ بَحْثِي وَبَحْثَهُ
وَمَا فِي السَّمَاءِ فَسَوْفَ يَبْدُو وَيُظْهَرُ
وَإِنْ يُسَلِّمَنْ يَسَلِّمْ وَإِلَّا فَمِيَّتٌ
وَهَذَانِ مِنْ آيَاتِنِ وَنَشْكُرُ
وَوَاللَّهِ هَذَا مِنْ إِلَهِي وَمَنْ يَعِشْ
إِلَى أَشْهَرِ مَذْكُورَةٍ فَسَيَنْظُرُ
وَتَحْتَ رِذَاءِ اللَّهِ رُوحِي وَمُهْجَتِي
وَمَا يَعْرِفُنِي أَحَدٌ وَرَبِّي يُبْصِرُ
وَلَسْتُ بِرَبِّي كَاذِبًا تَارَكَ الْهَدْيَ
وَهَنَأَنِي رَبِّي بِنَهْجِ مَحَبَّةٍ
وَذَلِكَ مِنْ بَرَكَاتِ رُوحِ رَسُولِنَا
رُؤُوفٌ رَحِيمٌ أَمْرٌ مَانِعٌ مَعًا
وَهَنَأَنِي رَبِّي بِنَهْجِ مَحَبَّةٍ
وَذَلِكَ مِنْ بَرَكَاتِ رُوحِ رَسُولِنَا
لَهُ دَرَجَاتٌ لَا شَرِيكَ لَهُ بِهَا
رُؤُوفٌ رَحِيمٌ أَمْرٌ مَانِعٌ مَعًا
تَخَيَّرَهُ الرَّحْمَنُ مِنْ بَيْنِ خَلْقِهِ
وَكَانَ جَلَالٌ فِي عَرَانِينِ وَبَلِّهِ
رُؤُوفٌ رَحِيمٌ كَهْفٌ أَمِّ جَمِيعِهَا
أَلَا مَا هَرَفْنَا فِي ثَنَاءِ رَسُولِنَا
وَإِنْ أَمَانَ اللَّهُ فِي سَبِيلِ هَدْيِهِ
سَقَى فِيهِجَ الْعُرْفَانِ كُلِّ مَصَاحِبِ
خَفَى الْفَأْرَمِنْ أَنْفَاقِهِنَّ الْمَمِطْرُ
شَفِيعُ الْوَرَى سَلَى إِذَا مَا أُضْجِرُوا
لَهُ رَتْبَةٌ فِيهِ الْمَدَائِحُ تُحْصَرُ
فَطَوْبِي لِشَخْصٍ يَقْتَفِي مَا يُؤْمَرُ
فَبِنَشْوَةِ الصَّهْبَاءِ سُرُوا وَأَبْشَرُوا

وقد راح والمخلوق في ظلماته
 فأكملهم قولاً وفعلاً وميسماً
 رسول كريم ضعف الله شأنه
 وكافح أمر المسلمين بنفسه
 بأمتة أحفى من الأب بابنه
 فمن جاءه طوعاً وصدقاً فقد نجا
 ولم يتقدم مثله في كماله
 فدع ذكر موسى واتركن ابن مريم
 له رتبة في الأنبياء رفيعة
 وعسكره في كل حرب مبارز
 وجاء بقرآن مجيد مكمل
 كتاب كريم حاز كل فضيلة
 وفيه رأينا بينات من الهدى
 كعين كحيل زينت صفحاته
 طرئ طلاوته ولم تعف نقطة
 فيا عجباً من حسنه وجماله
 وإن سرورى في إدارة كأسه
 ورياه قد فاق الحدائق كلها
 إذ ماتلا من آية طالب الهدى
 وجهلاته مثل الأوابد ينفر
 وأيقظهم فاستيقظوا وتطهروا
 وبدر منير لا يضاويه نير
 وعلمهم سنن الهدى فتبصروا
 شفيع كريم مشفق ومحذر
 ومن أعرض عن أحكامه فيدمر
 وأخلاقه العليا ولا يتأخر
 ودع العصال ماتراى المفقر
 فطوبى لقوم طاعوه وخيروا
 إذا ما التقى الجمعان فانظر ونظر
 منير فنور عالماً وينور
 ويسقى كؤوس معارف ويوفر
 وفيه وجدنا ما يقى ويبصر
 بناظرة من عين خلد ينظر
 لما صانه الله القدير الموقر
 أرى أنه دُرّ ومسك وعنبر
 فهل في الندامى حاضر من يكر
 نسيم الصبا من شأنه تتحير
 يرى نوره يجرى كعين ويمطر

وفيه من الله اللطيف عجائبُ
 أشاهدها في كل وقت وأنظرُ
 أيعجب من هذا سفيهٌ مشرّدٌ
 وألهاه عن نور ظلام مكدّرُ
 إلى قوله يرنو الحكيم تلذذا
 ويُعرض عنه الجاهل المتكبرُ
 كتاب جليل قد تعالی شأنه
 يدافى رؤوس المنكرين ويكسرُ
 هو السيف في أيدي رجالِ مواطنِ
 فلن يعصم درع منه فوجًا ومغفرُ
 كلام يُفُلُّ المرهفاتِ بحده
 يبشّرنا في كل أمر وينذرُ
 يُدِيّة قومٍ مُنكِرٍ مغلولّة
 وهُدّت هراواهم وسُرّوا وكسّروا
 يباهون مريّحين جهلا ونخوة
 فسوف تراهم مدبرين فُتبشّرُ
 فدَى لك روحى يا حبيبى وسيدى
 وأعطاك ربك هذه ثم كوثرُ
 وما أنت إلا نائب الله فى الورى
 فكيف مُحمّدك الذى هو يُكفرُ
 ويعجز عن تحميد حسنك مؤمنُ
 وما إن أراه كعاقل يتدبّرُ
 يكفّرنى شيخ وتتلوه أمةُ
 يرى ظهره عند النضال كثعلبِ
 غبى عتّى أضرم الجهلُ غيظه
 وكفّرنى بالحقد من غير مرّة
 ويسعى لإيذائى ويسعى بزوره
 عجبٌ له ما يتقى الله ذرّةً
 فطورًا يردّ البيّنات وتارةً
 قصدث هداه ترحمًا فتمايلا
 على الرجس والبلوى فكيف أظهرُ

وقال يمين الله ما لك ناصر
 ولما أريدُ علاجه من نصيحة
 وجاهدتُ لله الكريم لهديه
 عجبْتُ لختم الله كيف أضلّه
 خيالاته كالنائمين ضعيفة
 وأنا نسّهده وداذاً وشفقةً
 له كتب السبّ والشتّم حشوها
 يغوص كدلو عند خوض فيرجع
 بعيد من التقوى فتسمع أنه
 لقد زين الشيطان أقواله له
 وأكفرني بخلاً وجهلاً ودنأه
 يقولون إنا قادرون على الأذى
 فيا علماء السوء ما العذر في غدٍ؟
 وما غيظكم إلا لعيسى واسمه
 وما تعلمون شؤون ربي وفضله
 أنعمة ربّي في يديكم محاطة؟
 نحن نفرّ من النبي وبابه
 أنترك قرآنا كريماً ودُرره
 اخترت رجسا بعد خمسين حجة؟
 فأليث إن الله معنا فنظف
 يسبّ ويُبدي كل ما كان يُضمر
 فما قلّ من أوهامه بل تكثُر
 يردّ النصوص كأنه لا يبصر
 نؤوم فيبغض كل من هو يسهر
 فيهجون من جهل ولا يتخفّر
 شريراً فيستقرى الشرور ويفخر
 بحمياً وما يسقيه ماءً تفكّر
 كباقورة الأضحى بعيد يُنحر
 يوسوسه وقتاً ووقتاً يكوّر
 ووافقَه خلقٌ ضريب مُدعثر
 فقلنا اخسؤوا إن المهيمن أقدر
 أيلعن مثلي مسلمٌ ويكفر؟
 أيدعى بهذا الاسم شخص محقر
 ويعلم ربي كل نفس وينظر
 ويفعل ربي ما يشاء ويُظهر
 خفي الله يا صيد الرذی كيف تجسر
 فما لك لا تدرى صلاحاً وتفجر
 وقد كنت تشهد أن أحمدَ أطر

وتعلم أنى جذريان ومتقى
تبصّر خصيمي هل ترى من دلائل
نحن تركنا قبله الله شقوة؟
أترغب عن دين النبي المصطفى؟
سيخزي المهيمن كاذبا تارك الهدى
وإني أنا الرحمن ناصر حزبه
هذا الهام من الله تعالى

وما كان أن تخفى الحقائق دائما
وليس خفاء مغلق في ديننا
سيكشف سر صدورنا وصدوركم
فمن كان يسعى اليوم في الدين مفسدا
وإنا على نور وأنتم على اللظى
ومن كان محجوبا فيأتي موسوس
وما يصطفى الله العليم مزورا
فدزني وخلاقي ولست مصيطرا
وآثرني ربي وأخزاک خالقي
أليست تقاة الله شرطا لمؤمن
وعدوت حتى قلت: لست بآب
أفتى بما لم ينزل الله من هدى

وتعلم زار وبعده تنسمر
على ما تقول وفكرن كيف تكفر
أنبذ صحف الله كفرا ونهجر
وديننا مخالف دينه نتخير
كلانا أمام الله والله ينظر
ومن كان من حزبي فيعلم وينصر

وما يكتم الإنسان فالدهر يظهر
وما جاء من هدى مبين فنؤثر
بيوم يقود إلى المليك ويحشر
فيحرق في يوم لظاه تسعر
وما يستوى عمى وقوم يبصر
فيكبه في هوة ويدمر
وما يجتبي الفساق رب أظهر
على ولا حكم وقاض فتأمر
فقد ضاع يا مسكين ما كنت تبذر
فمالك يوم الأخذ لا تتذكر
وإن الهدى بعد القلي متوعر
وتكفر من ألقى السلام وتجسر

﴿۴۵﴾

وَوَاللَّهِ بَل تَاللَّهِ لَوْ كُنْتَ مَخْلَصًا
 وَلَوْ قَبْلَ إِكْفَارِي سَأَلْتَ أَمَانَةَ
 وَلَكِنْ ظَنَنْتَ ظَنُونَ سَوْءٍ بِعَجَلَةٍ
 هَلِ الْعِلْمُ شَيْءٌ غَيْرَ تَعْلِيمِ رَبِّنَا
 كِتَابٌ كَرِيمٌ أَحْكَمْتُ آيَاتِهِ
 يَدْعُ الشَّقِيَّ فَلَا يَمَسُّ نِكَاتِهِ
 وَمَتَّعَنِي مِنْ فَيْضِهِ لَطْفُ خَالِقِي
 كَرِيمٌ فَيُؤْتِي مَنْ يَشَاءُ عِلْمَهُ
 وَإِنِّي نَظَّمْتُ قَصِيدَتِي مِنْ فَضْلِهِ
 تَعَالَى بِمِيدَانِ النِّضَالِ شِجَاعَةً
 تَرِيدُونَ ذَلَّتْنَا وَنَحْنُ هَوَانِكُمْ
 أَتَطْلُبُ مِنِّي آيَةَ الْخِزْيِ وَالرَّدَى
 وَحَمَدَتْنِي مِنْ قَبْلُ ثُمَّ ذَمَّمْتَنِي
 وَإِنِّي أَنَا الْخَطَّارُ إِنْ كُنْتَ طَاعِنًا
 وَإِنَّا جَهْرُنَا بِرُّ دِينِ مُحَمَّدٍ
 مَتَى نَدُنْ مِنْكَ تَرْحَمًا تَتْبَاعِدُ
 وَسَيْلُكَ صَعْبٌ لَكِنْ أَنْتَ غَثَاؤُهُ
 وَمَا إِنْ أَرَى فِيكَ التَّخَوُّفَ وَالتَّقِيَّ
 وَمَنْ كَذَّبَ الصَّدِيقَ هُتِكَ سِرُّهُ
 أَرَيْتُكَ آيَاتٍ وَلَكِنْ تَزَوَّرُ
 لِعَمْرِي هُدَيْتَ وَصَرَتْ شَيْخًا يُبْصِرُ
 كَغُولٍ هَوَى وَالغَوْلُ لَا يَتَطَهَّرُ
 وَأَيَّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ نَتَخَيَّرُ
 وَحَيَاتِهِ يَحْيَى الْقُلُوبَ وَيُزَهِّرُ
 وَيُرَوِّى التَّقِيَّ هَدَى فَيَنْمُو وَيَثْمُرُ
 فَإِنِّي رَضِيعُ كِتَابِهِ وَمُخَفَّرُ
 قَدِيرٌ فَكَيْفَ تَكْذِبُنَّ وَتَهَكِّرُنَّ
 لَتَعْلَمَنَّ فَضْلُ اللَّهِ كَيْفَ يُخَيَّرُ
 لِيُظْهِرَ عِلْمَكَ فِي الْجِدَالِ وَتُسَبِّرُ
 فَيُكْرِمُ رَبِّي مِنْ يَشَاءُ وَيَنْصُرُ
 وَيَأْتِيكَ أَمْرُ اللَّهِ فَجَأً فُتِبْتَرُ
 فَقَدْ لَاحَ أَنْكَ خَيْتَعُورٌ مَزَوَّرُ
 رِمَاحِي مَشَقَّةً وَسَيْفِي مُدَكَّرُ
 وَأَنْتَ تَسَبُّ هَوَى وَفِي السَّبِّ تَجَهَّرُ
 وَنَرِيدُ حُلَّ الْعَقْدِ رُحْمًا فَتَحْتَرُ
 وَغَيْشَكَ حِمْرٌ لَكِنْ أَنْتَ تُدْعَشُرُ
 وَإِنِ الْفَتَى يَخْشَى إِذَا مَا يُدْعَرُ
 وَمَنْ أَكْثَرَ التَّكْفِيرِ يَوْمًا سَيُكْفَرُ

وَإِنْ تَضْرِبَنَّ عَلَى الصَّلَاةِ زَجَاجَةً
فَهَلْ فِي أَنَاسٍ مُّكْفِرِينَ مَدْبَرٌ
وَوَاللَّهِ إِنِّي آيِسٌ مِنْ صِلَاحِهِمْ
وَقُلْتُ لِشَيْخٍ قَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرَهُ
تَعَالَى نَبَاهِلٌ فِي مَقَامٍ مَعِيْنٍ
حَلَفْتُ يَمِيْنًا مِنْ لِعَانٍ مُّوَكَّدٍ
فَإِذَا أَتَى بَعْدَ التَّرْصُدِ يَوْمِنَا
خَرَجْنَا وَخَلَقٌ كَانَ يَسْعَى وَرَاءَنَا
فَجَاءَ وَلَكِنْ لَمْ يِبَاهِلْ مَخَافَةً
وَلَمْ يَتِمَّاكْ أَنْ يِبَاهِلْ كَالْقَتَى
وَجَاشَتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ خَوْفًا وَخَشِيَةً
وَوَجَدْتُهُ بَحْرًا وَمُوجِسَ خَيْفَةٍ
فَقُلْتُ لَهُ لَمَّا أَبِي إِنَّ حَجَّتِي
وَإِنْ شِئْتَ سَلْ مَنْ كَانَ فِيْنَا حَاضِرًا
وَبَاهِلَنِي مِنْ غَزَنَوِيْنٍ مُّكْفِرٌ
فَقَمْتُ بِصُحْبِي لِلدَّعَاءِ مِبَاهِلًا
فَصَعَّدَ صِرْخَ الصَّادِقِيْنَ إِلَى السَّمَاءِ
فَأَعْجَبَ خَلْقًا جِيْشَهُمْ وَبِكَأُوْهُمْ
وَظَلَّ الْمِبَاهِلُ يَقْدِرْنَ مُّكْفِرًا
فَلَا الصَّخْرُ بَلْ إِنْ الزَّجَاجَةُ تُكْسِرُ
يَدْبُرُ فِي قَوْلِي وَفِي الْكُتُبِ يَنْظُرُ
وَمَا إِنْ أَرَى شَخْصًا يَكْفُ وَيَحْذَرُ
إِلَّامَ تَكْفُرْنَا وَتَهْجُو وَتَصْعُرُ
لِيُهْلِكَ مِنْ هُوَ كَاذِبٌ وَمَزُورٌ
فَإِنِّي بِمِيْدَانِ اللَّعَانِ سَاحِضُرُ
فَقَمْتُ وَلَمْ أَكْسَلْ وَمَا كُنْتُ أَقْصُرُ
لِيَنْظُرَ كَيْفَ يِبَاهِلُنْ وَيَكْفُرُ
وَأَعْرَضَ حَتَّى لَامَ مِنْ هُوَ يُبْصِرُ
وَظَلَّ يُرِيْنَا ظَهَرَ جُبْنٍ وَيُدْبِرُ
وَقَدْ خَفْتُ أَنْ يُعْشَى عَلَيْهِ وَيُحْطَرُ
كَأَنَّ حَسَامِي يَهْجُمُنْ وَيَبْتَرُ
لَقَدْ تَمَّ وَاللَّهِ الْعَلِيْمُ سِيَائِمُرُ
وَمَا قُلْتُ إِلَّا مَا هُوَ الْمَتَقَرُّرُ
وَكَانَ مَعِي رَبِّي يَرَانِي وَيَنْظُرُ
لَمَّا أَخَذْتَهُمْ رَقَّةً وَتَأْتُرُ
فَبَكَوْا بِمَبْكَاهِمُ وَقَامَ الْمَحْشَرُ
فِيَا عَجَبًا مِنْ دِيْنِهِمْ كَيْفَ كَفَرُوا

﴿۴۷﴾

وَمَا الْكُفْرَ إِلَّا مَا يَسْمِيهِ رَبُّنَا فَذَرَهُمْ يَسْبُوا كَيْفَ شَاءَ وَابْكُرُوا
 وَإِنَّا تَوَكَّلْنَا عَلَى اللَّهِ رَبِّنَا وَقَدْ شَدَّ أَزْرَ الْعَبْدِ رَبُّ مُبْتَلِّسٌ
 وَآخِرَ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ كُلَّهُ
 لِرَبِّ يَرَى حَالِي وَقَالِي وَيَنْصُرُ

القصيدۃ الثالثة المباركة الطيبة

فی

نَعْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَوْفَقَ لِي أَنْ أَثْنِيَ عَلَيْكَ وَأَحْمَدَا	بِكَ الْحَوْلُ يَا قَيُّومُ يَا مَنْبِعَ الْهُدَى
وَتَنْجِي غَرِيقًا فِي الضَّلَالَةِ مُفْسِدَا	تَتُوبُ عَلَى عَبْدٍ يَتُوبُ تَنْدُمَا
فَمَا لَكَ فِي عَبْدٍ أَلَمَّ تَرُدُّدَا	كَبِيرِ الْمَعَاصِي عِنْدَ عَفْوِكَ تَأْفَهُ
وَتَعْلَمُ مِنْهَا جِ السَّوَى وَمُحَرَّدَا	تَحِيطُ بِكُنْهِ الْكَائِنَاتِ وَسِرِّهَا
نَخْرَ أَمَامِكَ خَشِيَةً وَتَعْبُدَا	وَنَحْنُ عِبَادُكَ يَا إِلَهِي وَمَلْجئِي
وَتَعْلَمُ أَلْوَانَ النُّحَاسِ وَعَسْجَدَا	وَمَا كَانَ أَنْ يَخْفِيَ عَلَيْكَ نُحَاسُنَا
وَأَخَذَتْهُمْ وَكَسَرَتْ دَائِيًا مُنْضَدَا	وَكَمْ مِنْ دَهْيٍ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ شَرِّهِمْ
بِأَعْيُنِ خَلْقٍ لَوْلَاءَ وَزَبْرَجَدَا	وَكَمْ مِنْ حَقِيرٍ فِي عَيُونٍ جَعَلْتَهُمْ
وَتَهْدُ مِنْ قَهْرٍ مَنِيفًا مُمَرَّدَا	وَتَعْمُرُ أَطْلَالَ بِفَضْلِ وَرَحْمَةٍ

ومثلک ربی ما أرى متفردا
 وجعل کشیء واحد متبدا
 غفور ینجی التائبین من الردی
 ولا تیسسن من رُحمه إن تشددا
 وإن شاء یُعطيهم طریفاً ومُتلا
 قوی علی فی الکمال توحدًا
 وأُدخِلَ ورْدًا بعد ما کان مُلبدا
 وكلُّ له ما لاح أو راح أو غدا
 سواه فقد تبع الضلالة واعتدى
 وأرسل رسلا بعد رسل وأکدا
 ومالی سواک معاونٌ یدفع العدا
 وقد مسناضرٌ وجنناک للندی
 ولا سیما عبدٌ تسمیه أحمدًا
 وفاق قلوب العالمین تعبدا
 وأصاب وأبله تِلاعًا وجَدِدا
 وعرفانُ إبراهيمَ دینًا ومَرَصدا
 شفیع الوری أحياء وأدنی المبعدا
 یبأهون مریحین فی سبل الردی
 أصرَّ بشقوته علی ما تعودا

وما کان مثلك قدرةً وترحمًا
 فسبحان من خلَق الخلائق كلها
 غیورٌ یبید المجرمین بسخطه
 فلا تأمنن من سخطه عند رحمه
 وإن شاء ییلو بالشدائد خلَقه
 وحیدٌ فرید لا شریک لذاته
 ومن جاءه طوعاً وصدقا فقد نجا
 له الملك والملکوت والمجد كله
 ومن قال إن له إلهاً قادراً
 هدی العالمین وأنزل الکتب رحمةً
 وأنت إلهی مأمنی ومفازتی
 علیک توکلنا وأنت ملاذنا
 ولك آیات فی عباد حمدتهم
 له فی عبادة ربه غلیٌ مرجلٍ
 ومن وجهه جلیٌ بعيداً وأقرباً
 له آیتا موسی وروح ابن مریم
 وكان الحجاز وما سواه کمیت
 وكان مکاوحهً وفسق شعارهم
 فلم یبق منهم کافر إلا الذی

﴿۳۹﴾

غیورٌ فأحرق كل دیر وجلسدا
 كتاب كريم يرفد المسترفدا
 فيعطى له في حضرة القدس سؤددا
 ودع كل متبوع بهذا المقتدى
 ومن جاءه صدقا فنوره الهدى
 ولوَّح وجه المنكرين وسودا
 ولاح علينا وجهه الطلق سرمدا
 وكاف لنا هذا المتاع تزودا
 فأصبحت من فيضان أحمد أحمدا
 وما كان من الطافه مستبعا
 ويعلم ربي أنه كان مرشدا
 سألالة أنوار الكريم محمدا
 شفيع البرايا منبع الفضل والهدى
 بتلك الصفات الصالحات بأحمدا
 حكيم بحكمته الجليلة يقتدى
 ونور أفكار العقول وأيدا
 ذكاء منير برجه كان برجدا
 شفيع يزكينا ويُدنى المبعدا
 وفاق جميعا رحمة وتوددا

شريعته الغراء مورّ معبدا
 وأتى بصحف الله لا شك أنها
 فمن جاءه ذلا لتعظيم شأنه
 فيطالب العرفان خذ ذيل شرعه
 يزكي قلوب الناس من كل ظلمة
 ولما تجلّى نوره التام للورى
 تراءى جمال الحق كالشمس فى الضحى
 وقد اصطفت بمهجتى ذكر حمده
 وفوضنى ربي إلى فيض نوره
 وهذا من الله الكريم المحسن
 ووالله هذا كله من محمد
 وفى مهجتي فوز وجيش لأمدحا
 كريم السجيا أكمل العلم والنهى
 تبصر خصيمي هل ترى من مشاكه
 بشير نذير أمر مانع معا
 هدى الهائمين إلى صراط مقوم
 له طلعة يجلو الظلام شعاعها
 له درجات ليس فيها مشارك
 وما هو إلا نائب الله فى الورى

﴿۵۰﴾

وَأَعْطَاهُ مَا لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِنَ النَّدَايِ
فَصَارَ بِهِ نُورًا مَنِيرًا وَأَعْيَدَا
إِلَى حِزْبِ قَوْمٍ كَانَ لُدًّا وَمُفْسِدَا
وَكُلُّ تَلَا بَغِيًّا إِذَا رَاحَ أَوْ غَدَا
بِلَاذْتَرِي فِيهَا صَفِيحًا مُصَمَّدَا
تُرَى كَالظَّلِيمِ ثَرَاهِ أَزْعَرَ أَرْبَدَا
جَمَاعَةُ قَوْمٍ كَانَ لُدًّا وَمُفْسِدَا
وَنَجَّاهُ عَوْنُ اللَّهِ مِنْ صَوْلَةِ الْعَدَا
فَفَاضَتْ دُمُوعُ الْعَيْنِ مِنِّي بِمَمْتَدِي
نَشَاهُدُ فِيهَا كُلَّ يَوْمٍ تَجَدُّدَا
وَبَارَكَ حُرَّ الرَّمْلِ وَطُئًا وَقَرَدَدَا
فَأَصْبَحْتُ ذَا فَهْمٍ سَلِيمٍ وَذَا الْهَدَى
فَجِئْتُ لِهَذَا الْقَرْنِ عَبْدًا مُجَدِّدَا
وَجَعَلُوا ثَرَى قَدَمِيهِ لِلْعَيْنِ إِثْمَدَا
كَعَوَجَاءِ مِرْقَالٍ تُوَارِي تَخَدُّدَا
فِرَاعُوا إِلَى صَوْتِ الْمُهَيَّبِ تَوَدُّدَا
وَخَطَرَاتِهِمْ فَلَأَجَلُهُ مَدُّوا الْيَدَا
فَجَاءُوا بِمِيدَانِ الْقِتَالِ تَجَلُّدَا
وَأَنْذَرَهُمْ قَوْمٌ شَقِيٌّ تَهْدُّدَا

تَخَيَّرَهُ الرَّحْمَنُ مِنْ بَيْنِ خَلْقِهِ
وَقَدْ كَانَ وَجْهَ الْأَرْضِ وَجْهًا مَسْوُودَا
وَأَرْسَلَهُ الْبَارِي بِآيَاتِ فَضْلِهِ
وَمُلْكٍ تَأَبَّطَ كُلُّ شَرِّ قَوْمِهِ
بِلُؤْبَةِ مَكَّةَ ذَاتِ حِقْفٍ عَقَنْقَلِ
وَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ زُرُوعٍ وَدُوْحَةٍ
تَكْنَفُ عَقْوَةَ دَارِهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ
فَأَدْرَكَهُ تَأْيِيدُ رَبِّ مَهِيْمِنِ
تَذَكَّرْتُ يَوْمًا فِيهِ أُخْرِجَ سَيْدِي
إِلَى الْآنِ أَنْوَارَ بَيْرُقَةٍ يَثْرِبَ
فَوَجَّهُ الْمَدِينَةَ صَارَ مِنْهُ مَنْوَرَا
حَفَافِي جَنَانِي نُورًا مِنْ ضِيَائِهِ
وَأَرْسَلَنِي رَبِّي لِتَأْيِيدِ دِينِهِ
لَهُ صُحْبَةٌ كَانُوا مَجَانِينَ حُبِّهِ
وَأَرْوَانِ شَاطِئًا عِنْدَ كُلِّ مَصِيبَةٍ
وَإِذَا مُرَبِّينَا أَهَابَ بَغْنَمِهِ
وَكَانَ وَصَالِ الْحَقِّ فِي نِيَاتِهِمْ
وَرَأَوْا حَيَاةَ نَفُوسِهِمْ فِي مَوْتِهِمْ
وَجَاشَتْ إِلَيْهِمْ مِنْ كُرُوبِ نَفُوسِهِمْ

﴿۵۱﴾

وما كان منهم من أبى أو ترددا
 من الصدق حتى آثر الخلق مرصدا
 وأذابهم يوم يُشيب ثوهدا
 وبتاتوا لمولاهم قياما وسجدا
 حكيم فصافهم كريم ذو الندى
 وتربّعوا كلاء الأسيرة أعيدا
 نؤوما كأموات جهولا يلنددا
 منيرين محسودين فى العلم والهدى
 إليه ونور من أمام مقودا
 يقينا كطبقات السماء منصدا
 وزكى بروح منه فضلا وأيدا
 بعلم وإيمان ونور وبالهدى
 فدئ لك روحى يا محمد صلعم سرمدا
 فأحرقت بدعات وقومت مرصدا
 فواها لمنج خلص الخلق من ردى
 ومثلك رجلا ما سمعنا تعبدا
 وما ضاعت الدنيا إذا الدين شيدا
 لكى تنقذ الإسلام من فتن العدا
 فياليت لى كانت بلادك مولدا

فظلوا ينادون المنيا بصدقهم
 وفاضت لتطهير الأناس دماؤهم
 وأحيوا لياليهم مخافة ربهم
 تناهوا عن الأهواء خوفا وخشية
 تلقوا علوما من كتاب مقدس
 كنوق كرائم ذات خصل تجلدوا
 أتعرف قوما كان ميتا كمثلهم
 فأيقظهم هذا النبى فأصبحوا
 وجاءوا ونور من وراء يسوقهم
 ولو كشف باطنهم نرى فى قلوبهم
 تداركهم لطف الإله تفضلا
 ففاقوا بفضل الله خلق زمانهم
 وهذا من النور الذى هو أحمد صلعم
 أمرت من الله الذى كان مرشدا
 وجئت لتنجية الأنام من الهوى
 وتورمت قدماك لله قائما
 جذبت إلى الدين القويم بقوة
 وأرسلك البارى بآيات فضله
 يحب جنانى كل أرض وطنتها

وَ أَكْفَرَنِي قَوْمِي فَجِئْتِكَ لَاهِقًا
 عَجِبْتُ لَشَيْخٍ فِي الْبَطَالَةِ مَفْسِدٍ
 سَلُوهُ يَمِينًا هَلْ أَتَانِي مِبَاهِلًا
 فَخُذْ يَا إِلَهِي مِثْلَ هَذَا الْمَكْذِبِ
 أَضَلُّ كَثِيرًا مِنْ صَرَاطِ مَنْوَرٍ
 قَدْ اخْتَارَ مِنْ جَهْلِ رِضَاءِ خَلَائِقِ
 وَمَا كَانَ لِي بَغْضٌ وَرَبِّي شَاهِدٌ
 يَسْبُ مَا أَدْرِي عَلَى مَا يَسْبُنِي
 نَعَمْ نَشْهَدُنْ أَنْ ابْنَ مَرْيَمَ مَيِّتٌ
 وَهَلْ مِنْ دَلَائِلَ عِنْدَكُمْ تُؤَثِّرُونَهَا
 أَنْحُنْ نَخَالَفُ سَبِيلَ دِينِ نَبِينَا؟
 سَيُكْشَفُ سِرُّ صَدُورِنَا وَصُدُورِكُمْ
 فَمَنْ كَانَ يَسْعَى الْيَوْمَ فِي الْأَرْضِ مَفْسِدًا
 أَلَيْسَ تَقَاةُ اللَّهِ فِيكُمْ كَذَرَّةً؟
 وَقَدْ كَانَ رَبِّي قَدِيرَ الْأَمْرِ رَحِيمَةً
 رَأَيْتُ تَغْيِظُكُمْ فَلَمْ أَلْ حِجَّةً
 وَلَسْتُ بِذِي عِلْمٍ وَلَكِنْ أَعَانِي
 وَوَاللَّهِ إِنِّي صَادِقٌ غَيْرُ مَفْتَرٍ
 وَمَا قُلْتُ إِلَّا مَا أُمِرْتُ بِوَحْيِهِ

وَ كَيْفَ يُكْفِرُ مَنْ يُوَالِي مُحَمَّدًا
 أَضَلُّ كَثِيرًا بِالْشُرُورِ وَبَعْدًا
 وَقَدْ وَعَدَ جَزْمًا ثَمَّ نَكَثَ تَعْمُدًا
 كَأَخْذِكَ مَنْ عَادَى وَلِيًّا وَشَدَّدَا
 تَبَاعَدَ مِنْ حَقِّ صَرِيحٍ وَأَبْعَدَا
 وَكَانَ رَضِيَ الْبَارِي أَمَّهُمْ وَأَوْكَدَا
 وَفِي اللَّهِ عَادِيْنَاهُ إِذْ حَالَ مَرَصَدَا
 أَيُلْعَنُ مَنْ أَحْيَا صِلَاحًا وَجَدَّدَا
 أَهَذَا مَقَالَ يَجْعَلُ الْبِرَّ مُلْحِدًا؟
 فَإِنْ كَانَ فَاتُونِي بِتِلْكَ تَجَلَّدَا
 وَقَدْ ضَلَّ سَعِيًّا مَنْ قَالَى دِينَ أَحْمَدَا
 بِيَوْمٍ يَسْوَدُ وَجْهَهُ مَنْ كَانَ مَفْسِدَا
 فَيُحْرِقُ فِي يَوْمِ النُّشُورِ مُزَوَّدَا
 أَنْخَشُونَ لَوْمَةَ حَيِّكُمْ وَمُفْسِدَا
 فَخُصَّتْ بِإِذْنِ اللَّهِ ثُوبًا مُقَدَّدَا
 وَوَطَأَتْ ذُوقًا أَمْعَزًا مَتَوَقَّدَا
 عَلِيمٌ رَأَى مَسْتَهَامًا فَأَيَّدَا
 وَأَيَّدَنِي رَبِّي وَمَا ضَاعَنِي سُدَى
 وَمَا كَانَ هَجْسٌ بَلْ سَمِعْتُ مُنَدَّدَا

﴿۵۳﴾

مخافة قوم لا يريدون مَرَصدا
 وربى يرى هذا الجنان المجردا
 يلاحظها من زاده الله فى الهدى
 يُكفّر مَنْ جاء الأنام مجددا
 ومثلک جهلاً ما رأيتُ ضفنددا
 ودافارؤوس الصائلين وأرجدا
 ويبدو لكم آياتنا اليوم أو غدا
 لما كان لى حولاً لأمدح أحمداً
 حريص على سبِّ وألوى كالعدا
 وكم من تكاليف سئمتُ تؤددا
 وهولٍ كليل السَّلخ يُبدي تَهْدُدا
 وخوفٍ كأصوات الصراصر قد بدا
 وأسأل ربى أن يزيد تشددا
 فإن فُزْتُها فسأحشرنُ بالمقتدى

أَأَكْتُمُ حَقًّا كالمُداجى المُخامِرِ
 تعالی مقامى فاختمنى من عيونهم
 وفى الدين أسرار وسبُلُ خفيّة
 وهذا على الإسلام أدهى مصائبِ
 أتُكفّرُ رجلاً قد أنار صلاحه
 أتُكفّرُ رجلاً أيدَ الدّينِ حجّةً
 أنحن نفرّاً من الرسول ودينه
 ووالله لولا حُبُّ وجهِ محمدٍ
 ففى ذاك آياتٌ لكلِّ مكذّبِ
 وكم من مصائبٍ للرسول أذوقها
 وغمٌّ يفوق ظلامَ ليلٍ مظلم
 وضُرٌّ كضربِ الفأس أصلتَ سيفه
 فأسأمتُ تلك المحنَ من ذوق مُهجتى
 وموتى بسبيل المصطفى خيرُ ميتهِ

سأدخل من عشقى بروضة قبره

وما تعلم هذا السرّ يا تارك الهدى



القصيدة الرابعة

ألا أيها الواشى إلامَ تكذَّبُ
 وآليتُ أنى مسلمٌ ثمَّ تكفِّرُ
 ألا إننى تبرُّ وأنت مُذهَّبُ
 ألا إننى فى كلِّ حربٍ غالبُ
 وبشّرنى ربّى وقال مبشّراً
 ونعمّنى ربى فكيف أزدّه
 وسوف ترى أنى صدوقٌ مؤيّدُ
 ويبدى لك الرحمن أمرى فينجلى
 يرى الله ما هو مختفى فى قلوبنا
 ويعلم ربى من هو الشرّ منزلاً
 إلامَ ترى زوراً كصدقٍ ممحّضٍ
 وقاسمتهم أن الفتاوى صحيحةٌ
 وهل لك من علمٍ ونصٍّ محكم
 كمثلك أممٌ قد أبيدوا بذنبهم
 أتغدّف فى حربى قناعاً دوننا
 وتكفّر من هو مؤمن وتؤنّب
 فأين الحيا أنت امرؤ أو عقربُ؟
 ألا إننى أسدٌ وإنك ثعلبُ
 فكذنى بما زورت والحق يغلبُ
 ستعرف يوم العيد والعيد أقربُ
 وهذا عطاء الله والخلق يعجبُ
 ولست بفضل الله ما أنت تحسبُ
 أهذا ظلامٌ أو من الله كوكبُ
 فيفضح من هو كاذبٌ وبكذّبُ
 ومن هو عند الله برٌّ مقربُ
 وتستجلب الحمقى إليه وتجذبُ
 وعليك وزر الكذب إن كنت تكذبُ
 على كفرنا أو تخرصن وتتغبُ
 فتحسسن من نبئهم ما أعقبوا
 وتترك ما أممت جبناً وتهربُ

وما البحث إلا ما علمت ودُقتَه
 وما فى يدىك بغيرِ فليسِ مُذهَّب
 وشاهدتُ أنك لستَ أهلَ معارفِ
 متى نُبدِ أخلاقًا فُتُبدِ ذميمةً
 وعاديتنى وطويتَ كشحًا على الأذى
 وكنْتَ تقول ساعِلينَ بحجَّتى
 ولستُ بَعادِ مسرفٍ بل إنى
 وإنى أمامَ اللّهِ فى كُلِّ ساعة
 فإن كنتَ عاديتَ الخبيثَ تدينًا
 وإن كنتَ قد جاوزتَ حدَّ تورُّعِ
 فسوف ترى فى هذه ضربَ ذلّةٍ
 ومَن كان لاعِنَ مؤمنٍ متعمدًا
 تأمر بالتقوى وتفعل ضِدّه
 ولى لك فى أعشارِ قلبى لوعَةٌ
 ألا أيها الشيخ اتق اللّهُ الذى
 إذا ما توقَّدَ قهره يهلك الورى
 أتَعوى كمثل الذئب واللّهِ إنى
 وما إن أرى فى خيط كيدك قوَّةً
 ألم تعرفنُ رؤىاى كيف تحققت

وتلك وهاذُ للمنايا تُقوَّبُ
 تُضِلُّ أُميماً بالسَّرابِ وتخلُبُ
 وتلهو وتهذى كالسكارى وتلعِبُ
 وتترك ما هو مستطابٌ وأطيبُ
 ورميتَ حقدًا كل ما كنتَ تجعِبُ
 وما كنتَ تدري أنك اليوم تُغلبُ
 عروفتَ على إيذائكم أتحبُّ
 وينظر ربى كل ما هو أكسبُ
 فتُكرِّمُ عند مليكنا وتُقربُ
 وقفوتَ ما لم تعلمنَ فتُعتبُ
 ويومُ نكال اللّهِ أخزى وأعطبُ
 فعليه ذلّةٌ لعنةٌ لا تنكُبُ
 وتنكثَ عهدًا بعد عهدٍ وتهربُ
 فكفّرُ وكذبُ إنى لستَ أغضبُ
 يهدِّ عماراتِ الهوى ويخرّبُ
 فما حيصَ من ابنِ حُسامِ يعضبُ
 أراك كأنك أرنبٌ أو ثعلبُ
 ويُصلح ربى ما تهُدُّ وتشغِبُ
 وأصدقُ رؤىا مؤمنٌ لا يُكذبُ

فَلْيَرْقُبْنَ أَوْقَاتَهَا الْمَتْرُقِبُ
 وَإِنْ كُنْتُ صَدِيقًا فَسَوْفَ تُعَذَّبُ
 وَكَذَّبْتَنِي خَطَاً وَلَسْتَ تُصَوِّبُ
 صَرِيحًا فَصَدَّقْنَا وَلَا نَتْرِيْبُ
 وَتَصَدِيقَ كَلِمَتِهِ أَهْمٌ وَأَوْجِبُ
 وَتِلْكَ الَّتِي كَفَّرْتَ مِنْهَا وَتَنْصَبُ
 لِمَا أَلْهَمَنِي مَلِكٌ صَدُوْقٌ مُؤَوَّبُ
 وَلَوْ عِنْدَ هَذَا الْقَوْلِ بِالسَّيْفِ أُضْرَبُ
 وَهُوَ فَارِسٌ حَقًّا وَإِنِّي مُحَقَّبُ
 وَمَا جَاءَ فِيهِ هُوَ الَّذِي هُوَ أَصَوْبُ
 لَا ثَرْتَهُ دِينًا وَلَا أَتَجَنَّبُ
 تَنَاوَلَ مِنْ كَأْسِ الْمَنِيَا فَتَجَعَّبُ
 وَكُلُّ مَنْ الْفَرْقَانَ يُعْطَى وَيُوْهَبُ
 فَأَيْنَ بِحَقِّكَ يَا مَكْفُرًا تَذْهَبُ
 عَلِيمٌ فَلَا يَخْفَى عَلَيْهِ مَغِيْبُ
 فَإِنْ كُنْتَ تَرْغَبُ عَنْ هَدْيٍ لَا نَرْغَبُ
 فَإِنْ أَعْصَمَهُ فَسَنَاهُ مِنْ أَيْنَ أُطْلَبُ
 وَنَجِدُنْ فِيهِ عَيُونَ مَا نَسْتَعِذُّ
 بِهَا مُهْجَتِي مِنْ هَدْيِ رَبِّي فَجَرَّبُوا

وَيَأْتِيكَ مِنْ آثَارِ صَدَقِي بِكَثْرَةٍ
 فَإِنْ كُنْتُ كَذَابًا فَأَنْتَ مَنْعَمٌ
 أَتُكْفِرُنِي فِي أَمْرِ عَيْسَى تَجَاسِرًا
 تُؤَفِّي عَيْسَى هَكَذَا قَالَ رَبَّنَا
 وَكَيْفَ نَكْذِبُ آيَةً هِيَ قَوْلُهُ
 نَهَى خَالِقِي أَنْ نُحْيِيَنَّ ابْنَ مَرْيَمَ
 وَلَمْ يَبْقَ لِي فِي مَوْتِهِ رِيْحُ رِيْبَةٍ
 أَقُولُ وَلَا أَحْشَى فَإِنِّي مِثْلُهُ
 وَوَاللَّهِ إِنِّي جِئْتُ حِينَ مَجِيئِهِ
 وَقَدْ جَاءَ فِي الْقُرْآنِ ذِكْرُ وَفَاتِهِ
 وَلَوْ كَانَ فِي الْقُرْآنِ أَمْرٌ خِلَافَهُ
 وَلَكِنْ كِتَابَ اللَّهِ يَشْهَدُ أَنَّهُ
 أَمِنْ غَيْرِ مَنْبَعٍ هَدِيَهُ نَطْلُبُ الْهَدْيَ
 فَنُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْكَرِيمِ وَكُتِبَهُ
 وَيَعْلَمُ رَبِّي كُلَّ مَا فِي عَيْتِي
 وَهَذَا هَدَى اللَّهُ الَّذِي هُوَ رَبَّنَا
 وَإِنْ سَرَّاجِي قَوْلُهُ وَكِتَابُهُ
 وَإِنْ كِتَابَ اللَّهِ بَحْرٌ مَعَارِفٍ
 وَكَمْ مِنْ نَكَاتٍ مِثْلَ غَيْدٍ تَمْتَعْتُ

﴿۵۷﴾

فإذا ما نظرتُ إلى ضياءِ جماله
 رأيتُ بنورِ نورِهِ فتبيّنتُ
 يصدّ عن الطغوى ويهدى إلى التقى
 يجرّ إلى العُليا وجاء من العلى
 وسرُّ لطيفٍ فى هداه ونكتةٌ
 ومن يأتِه يُقبَلُ ومن يهد قلبه
 يُضىء القلوب ويدفعن ظلامها
 فقلتُ له لما شربتُ زلاله
 وكم من عمينٍ قد كشفت غطاءهم
 ألا ربَّ خصمٍ خاض فيه عداوةً
 وإن يفتحن عيناك وهاب الهدى
 وأنى لعقل الناس نور كنوره
 ووالله يجرى تحته نهر الهدى
 ومن يمعن الأنظار فى أفضاه
 ومن يطلب الخيراتِ فيه ينلنه
 ومن يطلبن سبل الهدى فى غيره
 ومن يعص فرقاناً كريماً فإنه
 وما العقل إلا خبط عشواء ما يصب
 ومهما تكن من عين ماءٍ باردٍ

﴿۵۷﴾
 فإذا الجمال على سنا البرق يغلبُ
 على حقائقه ففيها أقلبُ
 خفيرٌ إلى طرق السلامة يجلبُ
 كما هو أمرٌ ظاهرٌ ليس يُحجبُ
 كنجمٍ بعيد نورها تتغيبُ
 إلى ما من الفرقان لا يتذبذبُ
 ويشفى الصدور سواده ويهدبُ
 فدَى لك روحى أنت عيني ومشرَبُ
 ونجيتهم عما يعفَى ويشعبُ
 فألهاه عن خوض سناه المؤمنُ
 فكأين ترى من سرّه لك معجبُ
 وإن النهى بيانه يتهدبُ
 ومن أكثر الإمعان فيه فيشرَبُ
 فإلى سناه التام يصبُ ويُسحبُ
 ويرى اليقين التام والشك يهرُبُ
 يَكُن سعيه لعنا عليه فيعطُبُ
 يُطع السعيرَ وفى الجحيم يُقلَّبُ
 يجده وما يُخطى فيهذى ويلغُبُ
 تراه حثيثاً عينُ صادٍ فيشرَبُ

فَأَيْنَ النَّهْيِ لَا تَشْرَبْنَ وَتُشْرَبُ
 وَيُرِيكَ مَنْ مَنَّاصِدُوقٌ وَطَيْبُ
 أَوْلَاكَ قَوْمٌ مَن قَلَاهُمْ فَيُشَجَّبُ
 أَصَابِعُ مَن يَتَلَقَّ حُبًّا وَأَصْحَابُ
 عَرُوقٍ عَلَى إِيْدَائِكُمْ أَتَحِبُّ
 وَإِذَا تَرَامَيْتُمْ فَسَهْمِي مَثَقَّبُ
 وَإِذَا تَطَاعَنْتُمْ فَرَمْحِي مُدْرَبُ
 وَإِن يَخْفَ فِي غَارٍ عَمِيقٍ فَيُتَغَبُّ
 وَعَلَيْكَ سَبِيلُ الرَّفْقِ وَالرَّفْقُ أَعَذُّ
 فَسَوْفَ تَرَى يَوْمًا إِلَى مَا تُقَلَّبُ
 وَمَا يَنْفَعُنْ بَعْدَ الْغَزَاةِ تَصِيبُ
 مَنِ اللَّهُ فِي أَمْرِي وَأَنْتَ مَكْذُوبُ
 فَدَعُ مَا يَلْزَمُهُ عَدُوٌّ مَخِيْبُ
 أَلَيْتَ جَهْلًا حِلْفَةً فَتُشْرَبُ
 فَإِنْ شَاءَ رَبِّي تُرَزَقَنَّ فَتُحْظَبُ
 لَدَى عَيْنِ إِحْيَاءِ تَمُوتُ وَتُتَغَبُّ
 فَمَا لَكَ تَدْرِي سَمَّ ذَنْبٍ وَتُذْنِبُ
 وَإِنْ غَدَاةَ الْبَيْنِ أَدْنَى وَأَقْرَبُ
 فَأَبَادَهُمْ رَبُّ قَدِيرٌ مَعَذَّبُ

وَقَدْ جِئْتُ بِالْمَاءِ الْمَعِينِ وَعَذْبِهِ
 وَسَوْفَ يَرِيكَ اللَّهُ نَوْرَ تَطْهَرِي
 خَفِ اللَّهُ عِنْدَ الطَّعْنِ فِي أَوْلِيَائِهِ
 تَعَالِ وَتُبْ مِمَّا صَنَعْتَ فَإِنِّي
 وَلَسْتُ مُدْعِي شَرِّ مَنْ جَفَا بِلِإِنِّي
 وَفِي السَّلْمِ وَالْإِسْلَامِ إِنِّي سَابِقُ
 وَإِذَا تَضَارَبْتُمْ فَسَيْفِي قَاطِعُ
 وَإِن الْمَزُورَ لَا يَنْجِيهِ مَكْرُهُ
 تَذَكَّرْ نَصِيحَةَ غَزَنَوِي صَالِحِ
 وَكَمْ مِنْ أُمُورِ الْحَقِّ قَلَبَتْ جِرَاةً
 وَإِنْ كُنْتَ ذَا عِلْمٍ فَأَرِنِي كِمَالَهُ
 وَإِنِّي عَلَى عِلْمٍ وَزِدْتُ بِصِيْرَةً
 خَفِ اللَّهُ حَزْمًا يَا ابْنَ مَرْءٍ أَحَبَّنِي
 وَمَا يَمْنَعُكَ مِنْ رَجُوعٍ وَتَوْبَةٍ
 وَإِنْ كُنْتَ ذَا عَسْرِ وَضَمْرٍ مُعَيَّلًا
 وَوَاللَّهِ إِنْ شَقَاكَ هَيِّجْ لِي الْبَكَاءُ
 أَلَا تَعْرِفُنْ قِصَصَ الَّذِينَ تَمَرَّدُوا
 أَتَدَامُ بَيْنَ الْأَقْرَبِينَ كِبَاطِرٍ
 وَمِثْلَكَ جَافٍ قَدْ خَلَا وَمَكْذُوبٍ

﴿۵۹﴾

وما إن أرى عنك الغواية تُسَلِّبُ
 وإنى بفضل الله رجلٌ مهذَّبُ
 فبنوره الأجلى إلى الحق أنذِبُ
 وتُدعِرنا مِن جورِ خَلْقٍ وتُرْعِبُ
 يُزِلُّ الغلامَ الخفرَ بَكْرٌ هَوَزُبُ
 على الأشقياء وكلَّ أمرٍ مرْتَبُ
 فسوف يُريهم ربنا ما كذَّبُوا
 فصبروا على ما كذَّبُوا وترَقَّبُوا
 أُسِفَّ وجوهُ قلوبهم ما قَلَّبُوا
 وأمَّهم الشيخُ السفيهُ المعجَبُ
 وَيَعْتَامُنِي رَبِّي عليهم وَيَصْحَبُ
 ولحربِ أعداءِ الهدى أتَاهِبُ
 وما تُبَسِّلُ نفسٌ قبلَ وقتِ يُكْتَبُ
 ويعلم ما ندَعُنْ وما نحن نكسِبُ
 إذا اذاركو لنضالهم وتحزَّبُوا
 فمنهم كثعبانٌ ومنهم عقربُ
 وفي الله ما نؤذَى ونُرْمَى ونُجَدَّبُ
 فإن لم ينلنا العزُّ فالذلُّ أطيْبُ
 وفي كلِّ أوقاتي إلى الله أُجَلِّبُ

سَيَسْلِبُ منك الضعْفُ والشيبُ قوَّةً
 فأكْفِرُ وكذَّبُ أيها الشيخ دائماً
 وألهمني ربي وأعطى معارفاً
 أتغفل من قهر الحسيب وأخذه
 نجاتك من جذبات نفسك مشكلاً
 إلى الله مرجعنا فيظهر خبائنا
 فقد كذَّبوا بالحق لما جاءهم
 وقد كذَّبت قبلي عباد ذووا التقى
 فلما نسوا فحواء ما ذكروا به
 تحامون بالحق المدمر كلهم
 وكيف أخاف عناد قوم مفندٍ
 فأبغى رضاربي وما أخشى العدا
 ولكل نبياً مستقرٌ معينٌ
 وإن هدى الله العليم هو الهدى
 ويدري أناساً كفرونا وكذَّبوا
 قلاني الوري حتى الأقارب كلهم
 وما نتقى حراً بتلك الهواجر
 وإنى بحضرته أموت بفضلته
 ألا كل مجد قد طرحت كجيفةٍ

وَإِلَيْهِ أَسْعَى مِنْ جَنَانِي وَمُهْجَتِي
 وَإِنِّي أَعِيشُ بِهَذِهِ كَمَسَافِرٍ
 وَمَالِي إِلَى غَيْرِ الْمَهِيمِنِ رَغْبَةً
 أَلَا أَيُّهَا الشَّيْخُ الَّذِي يَتَجَنَّبُ
 وَلَسْتُ بِرَاضٍ أَنْ أَلَاعِنَ لَاعِنًا
 رَأَيْتُ بِسَاتِينَ الْهَدَى مِنْ تَذَلُّلٍ
 تَسَبَّ وَإِنْ أَعْدَرَكَ فِيمَا تَسَبَّنِي
 تَصُولَ عَلَيَّ لِهَتِكَ عَرْضِي وَأَعْتَلِي
 تَرَى عَزَّتِي يَوْمًا فَيَوْمًا فَتَنْشَوِي
 أَرَى أَنْ نَشْرِي فَيْكَ كَالرَّمْحِ لَاعِجٌ
 وَلَوْلَمْ يَكُنْ فِي الْقَلْبِ غَيْرُ تَغِيْطٍ
 وَلَا تَحْسَبَنَّ قَلْبِي إِلَى الضَّغْنِ مَائِلًا
 كَمَثَلِكَ عَادِمًا رَأَيْتُ وَلَا عِنَّا
 أَرَدْتُ وَبَالِي لَكِنْ اللَّهُ صَانِعِي
 وَلَسْتُ عَلَيَّ مَسِيطِرًا وَ مُحَاسِبًا
 تَرَفَّقْ فَإِنَّ الرِّفْقَ لِلنَّاسِ جَوْهَرٌ
 وَلَا تَشْرَبِنْ جَهْلًا أُجَاجَ عِدَاوَةٍ
 وَمَنْ كَانَ لَا يَتَأَدَّبُنْ مِنْ نَاصِحٍ
 أَيَا لَاعِنِي مَا كُنْتُ بَدْعًا مِنَ الْهَوَى

وَلغیره منی القلا والتجنّب
 وفی کل آن من هوی أتغرّب
 وعن کل ما هو غیر ربّی أرغب
 تری إن تئب منی الهوی والتجنّب
 فأختار نهج العفو والقلب مغضّب
 وإنی بآلامی عذیق مُرجّب
 ولكن أمام الله تعصی وتذنب
 وأعطانی الرحمن ما كنت أطلب
 وتهدی كأنک بالهراوی تُضرب
 ویلاعجک شأننا المترقب
 فلا القلب إلا جمرة تلهب
 تعاشیب أرضی خلة وتحب
 أقولک قول أو سنان مُذرب
 تندم فقد فات الذی كنت تطلب
 وما يعطین الرب أفانت تسلب
 وما یترکن سیف فبالرفق یجلب
 ووالله إن السلم أحلی وأعذب
 فله دواهی الدهر نعم المؤدّب
 لكل من العلماء رأی ومذهب

عَلَيَّ لِرَبِّي نِعْمَةٌ بَعْدَ نِعْمَةٍ
 وَإِنْ رَسُولَ اللَّهِ شَمْسٌ مَنِيرَةٌ
 جَرَتْ عَادَةُ اللَّهِ الَّذِي هُوَ رَبُّنَا
 كَذَلِكَ فِي الدُّنْيَا نَرَى قَانُونَهُ
 خَفِيَ اللَّهُ يَا مَنْ بَارَزَ اللَّهُ مِنْ هَوَى
 وَلَا تَطْلُبُنْ رِيحَانَ دُنْيَاكَ حِسَّةً
 يَزِيدُ الشَّقَى شَقَاوَةً طَوَّلَ أَمْنِهِ
 إِذَا مَا قَصَدْتُ إِشَاعَةَ الْحَقِّ فِي الْوَرَى
 وَأَنْتَ تَرَى الْإِسْلَامَ قَفْرًا كَأَنَّهُ
 تَصُولُ الْعَدَا مِنْ جَهْلِهِمْ وَعِنَادِهِمْ
 وَهَدَى كَسِمَطَى لَوْلُو وَرَبَّرَجِدِ
 وَمِنْ كُلِّ طَرْفٍ تَمَطَّرْنَ سَهَامُهُمْ
 نَرَى هَذِهِ مِنْ كُلِّ قَوْمٍ بَعِينِنَا
 فِقْمَتْ فِعَادَانِي عِدَايَ وَمَعَشْرِي
 وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا حَضْرَةُ الْوَتْرِ مَلْجَأُ
 فَإِنْ مَلَذَى مُسْتَعَانٌ يَحْبِنِي
 غَيُورٌ فَيَأْخُذُ رَأْسَ خَصْمِي إِذَا اعْتَدَى
 وَإِنِّي بَرِيءٌ مِنْ رِيَاحِينَ غَيْرِهِ
 يَحِبُّ التَّذَلُّلَ وَالتَّوَاضِعَ رَبُّنَا

﴿٦١﴾ فَلَا زَلَّتْ فِي نِعْمَائِهِ أَتَقَلَّبُ
 وَبَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ بَدْرٌ وَكُوكَبُ
 يُرَى وَجْهَ نُورٍ بَعْدَ نُورٍ يَذْهَبُ
 نَجُومُ السَّمَاءِ تَبْدُو إِذَا الشَّمْسُ تَغْرُبُ
 وَإِنْ الْفَتَى عِنْدَ التَّجَاسِرِ يَرْهَبُ
 وَشَوْكُ الْفِيَا فِي مَنْهُ أَشْهَى وَأَطْيَبُ
 وَيُرْخَى الْمَهِيْمَنَ حَبْلَهُ ثُمَّ يَجْذِبُ
 صَدَدَتْ وَتَبْدَى كُلَّ حَيْثُ وَتَثْلُبُ
 مَقَابِرُ أَمْوَاتٍ وَأَرْضٌ سَبَسَبُ
 عَلَى صُحْفِ مَوْلَانَا وَكُلُّ يَكْذِبُ
 بِهِ الطِّفْلُ يَلْهُو مِنْ عِنَادٍ وَيَجْدِبُ
 فَهَذَا عَلَى الْإِسْلَامِ يَوْمٌ عَصَبُ
 فَتَذْرِفُ عَيْنُ الرُّوحِ وَالْقَلْبُ يَشْجَبُ
 فَلَئِنْ مِنْ جَمِيعِ النَّاسِ لَعَنْ مَرْكَبُ
 وَمِنْ بَابِ خَلَّاقِ الْوَرَى أَيْنَ أَذْهَبُ
 وَيَسْقِيْنِ مِنْ كَأْسِ الْوَصَالِ فَأَشْرَبُ
 غَفُورٌ فَيَغْفِرُ زَلَّتِي حِينَ أُذْنِبُ
 وَعَذَابُ شَوْكٍ مِنْهُ عَذْبٌ وَطْيَبُ
 وَمَنْ يَنْزَلُنْ عَنْ فَرَسِ كِبَرٍ يَرْكَبُ

وللصابرين يوسع الله رحمة
 تعرفته حتى أتتني معارف
 رأيناه من نور النبي المصطفى
 له درجات في المحبة تامة
 ذكاء منير قد أنار قلوبنا
 وفي الليل بعد الشمس قمر منور
 والله أطاق على من أحبه
 وشيمته قد أفردت في فضائل
 ورعى وآتى الصحب لبنا سائعا
 وليس التقى في الدين إلا اتباعه
 ولو كان ماء مثل غسل بطعمه
 مدحتك يا محبوب من صدق مهنجتي
 وإنا لجئنا في عطائك راغبا
 ووالله حُبك للنجاة لمؤمن
 وآثرث حُبك بعد حب مهيمنى
 ونستصغر الدنيا وخضراءها معا
 ألا أيها الشيخ الذى أكفرتنى
 فتلك بعون الله منى قصيدة

وهذى ثلاث قد نظمنا وهديّة

ببحر خفيف للأجاء أنسب

فَإِنْ كُنْتَ ذِي عِلْمٍ فَآتِ نَظِيرَهَا
وَإِنْ تَعْجِزُنْ جَهْلًا فَكَبِّرْكَ أَعْجَبُ

تَفْسِيرُ سُورَةِ الْفَاتِحَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي خضعت الأعناق لكبريائه وتحيّرت الأبصار من مجده
وعلائه المقدّس عن الأنداد والأضداد والشركاء المنزّه عن الأشباه والأقران
والنظراء . هو الذي أرسل رسلاً لإصلاح الورى ونجّى كلّ من قفا أثرهم
واقْتَدَى واختار من اختار مهيعهم وتبعهم وما انثنى فرضى عنه وثنى . والصلاة
والسلام على سيد الرسل وخاتم الأنبياء محمد بن المصطفى الذي هو سيّد قوم
انكسرت إراداتهم البشرية وأزيلت حركاتهم الطبيعية وجرت في بواطنهم
الأبهر الروحانية ونفخ الله فيهم روحه ووالا وصافا . هو إمام مصاليت الله
الذين خيّبوا شيطاناً ذا المكاييد حتى أخفق إخفاق الصائد وهو الذي كفّ عن
العيث والنزء ذيباً أكل غنم أنبياء بنى إسرائيل ونسأ إلى الحق وعصم وهدى
فالسّلام على هذا الجرىّ البطل المظفر في الأولى والأخرى .

أما بعد فاعلم أرشدك الله تعالى أن هذا الكتاب بُلغة لكل من أراد

﴿۶۳﴾

أن يسلك في حدائق فاتحة الكتاب ويعلم حقائق نكاته وشاجنة معارفه على نهج الصواب. وكل ما أودعته من درر البيان فإني تفردت به من مواهب الله الرحمن وفهمت من الملهم المنان وليس فيه شيء من لفافات موائد المتقدمين ولا من خسارة ملفوظات السابقين وخثار الماضين إلا النادر الذي هو كالمعدوم وما عدا ذلك فهو من ربي الذي أسبغ علي من باكورة العطاء وألهمني من نكات ما لم تعط أحد من العلماء ليشد أزرى ويضع عنى وزرى ويؤيدنى فى إزراء القادحين ويتم حجتى على المنكرين المستكبرين. فالحمد لله الذى هدانا لهذا وما كنا لنهتدى لولا أن هدانا الله هو ربنا وملجأنا إنا تبنا إليه وهو أرحم الراحمين.

واعلم أيها الناظر فى هذا الكتاب أنا تركنا تفسير البسمله ولم نكتب فيه شيئا لأن تفسير الفاتحة قد أحاطت بتفسيرها وأغنى عنها بيان مبين. والآن نشرع فى المقصود متوكلين على الله النصير المعين.

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾

هو الشناء باللسان على الجميل للمقتدر النبيل على قصد التبجيل والكامل التام من افراده مختص بالرب الجليل وكل حمد من الكثير والقليل يرجع إلى ربنا الذى هو هادى الضال ومُعزّ الذليل وهو محمود المحمودين. والشكر يفارق الحمد بخصوصيته بالصفات المتعدية عند أكثر العلماء والمدح يفارقه فى جميل غير اختيارى كما لا يخفى على البلغاء

والأدباء الماهرين.

وإن الله تعالى افتتح كتابه بالحمد لا بالشكر ولا بالثناء لأن الحمد يُحيط
عليهما بالاستيفاء وقد ناب منابهما مع الزيادة في الرِّفاء وفي التزئین
والتحسين. ولأن الكُفَّار كانوا يحمدون طواغيتهم بغير حق ويؤثرون لفظ
الحمد لمدحهم ويعتقدون أنهم منبع المواهب والجوائز ومن الجوّادين؛
وكذلك كان موتاهم يُحمَدون عند تعديد النوادب بل في الميادين
والمآدب كحمد الله الرازق المتولى الضمين؛ فهذا ردُّ عليهم وعلى كل من
أشرك بالله وذكرٌ للمتوسِّمين. وفي ذلك يلوم الله تعالى عبدة الأوثان
واليهود والنصارى وكل من كان من المشركين. فكأنه يقول أيها المشركون
لِمَ تحمدون شركاءكم وتُطْرُون كبراءكم. أهم أربابكم الذين ربّوكم وأبناءكم.
أم هم الراحمون الذين يرحمونكم ويردّون بلاءكم ويدفعون ما ساءكم
وضرّاءكم ويحفظون خيراً جاءكم ويرحسون عنكم قَشَفَ الشدائد ويداؤون
داءكم أم هم مالِكُ يوم الدين. بل الله يُرَبِّي ويرحم بتكميل الرِّفاء وعطاء
أسباب الاهتداء واستجابة الدعاء والتنجية من الأعداء وسيعطى أجر العاملين
الصالحين.

وفي لفظ الحمد إشارةٌ أُخرى وهي أن الله تبارك وتعالى يقول أيها
العباد اعرفوني بصفاتى وتعرفوني بكلماتى فإنى لست كالناقصين بل يزيد
حمدى على إطراء الحامدين ولن تجد محامداً لا فى السماوات

ولافى الأرضين إلا وتجدها فى وجهى وإن أردت إحصاء محامدى فلن
تحصيها وإن فُكِّرت بشقِّ نفسك وكلفت فيها كالمستغرقين. فانظر هل ترى
من حمد لا يوجد فى ذاتى. وهل تجد من كمال بُعِدَ منى ومن حضرته. فإن
زعمت كذا لك فما عرفتنى وأنت من قوم عمين. بل إنى أعرف بمحامدى
وكمالاتى ويُرى وابلى بسُحْبِ بركاتى فالذين حسبونى مستجمع جميع
صفات كاملة وكمالاتٍ شاملةٍ وما وجدوا من كمال وما رأوا من جلال إلى
جولان خيال إلا ونسبوها إلىّ وعزوا إلىّ كل عظمة ظهرت فى عقولهم
وأنظارهم وكلّ قدرة تراءت أمام أفكارهم فهم قوم يمشون على طرق معرفتى
والحق معهم وأولئك من الفائزين. فقوموا عافاكم الله واستقرئوا محامده عزَّ
اسمه وانظروا وأمعنوا فيها كالأكياس والمتفكرين. واستنفضوا واستشفوا
أنظاركم إلى كل جهة كمال وتحسَّسوا منه فى قيض العالم ومُحِّه كما
يتحسس الحريص أمانيه بشُحِّه فإذا وجدتم كماله التام ورياه فإذا هو إياه وهذا
سرّ لا يبدو إلا على المسترشدين.

فذا لكم ربكم ومولاكم الكامل المستجمع لجميع الصفات الكاملة
والمحامد التامة الشاملة ولا يعرفه إلا من تدبر فى الفاتحة واستعان بقلب
حزين. وإن الذين يُخلصون مع الله نيةً العقد ويعطونه صفقة العهد ويُطهِّرون
أنفسهم من الضغن والحقد تُفتح عليهم أبوابها فإذا هم من المبصرين.

ومع ذلك فيه إشارة إلى أنه من هلك بخطاه فى أمر معرفة الله تعالى أو اتخذ
إلها غيره فقد هلك من رفض رعاية كمالته وترك التأنق فى عجائباته

﴿٦٤﴾

وَالْغَفْلَةَ عَمَا يَلِيْقُ بِذَاتِهِ كَمَا هُوَ عَادَةُ الْمَبْطِلِينَ . أَلَا تَنْظُرُ إِلَى النَّصَارَى أَنَّهُمْ دُعُوا إِلَى التَّوْحِيدِ فَمَا أَهْلَكَهُمْ إِلَّا هَذِهِ الْعَلَّةُ وَسَوَّلَتْ لَهُمُ النَّفْسُ الْمَضَلَّةَ وَالشَّهْوَةُ الْمُزِيلَةَ أَنْ اتَّخَذُوا عِبَادًا إِلَهًا وَارْتَضَعُوا عُقَارَ الضَّلَالَةِ وَالْجَهَالَةِ وَنَسُوا كِمَالَ اللَّهِ تَعَالَى وَمَا يَجِبُ لِذَاتِهِ وَنَحْتُوا لِلَّهِ الْبِنَاتِ وَالْبَنِينَ . وَلَوْ أَنَّهُمْ أَمَعْنُوا أَنْظَارَهُمْ فِي صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَا يَلِيْقُ لَهُ مِنَ الْكِمَالَاتِ لَمَا أَخْطَأَ تَوْسُّمُهُمْ وَمَا كَانُوا مِنَ الْهَالِكِينَ . فَأَشَارَ اللَّهُ تَعَالَى هَهُنَا أَنَّ الْقَانُونَ الْعَاصِمَ مِنَ الْخَطَا فِي مَعْرِفَةِ الْبَارِي عَزَّ اسْمُهُ إِمَعَانُ النَّظَرِ فِي كِمَالَاتِهِ وَتَتَبُّعُ صِفَاتِ تَلِيْقِ بِذَاتِهِ وَتَذَكُّرُ مَا هُوَ أَوْلَى مِنْ جِدْوَى وَأَحْرَى مِنْ عِدْوَى وَتَصَوُّرُ مَا أُثْبِتَ بِأَفْعَالِهِ مِنْ قُوَّتِهِ وَحَوْلِهِ وَقَهْرِهِ وَطَوْلِهِ فَاحْفَظْهُ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْلَافِتِينَ . وَاعْلَمْ أَنَّ الرَّبُّوبِيَّةَ كُلَّهَا لِلَّهِ وَالرَّحْمَانِيَّةَ كُلَّهَا لِلَّهِ وَالرَّحِيمِيَّةَ كُلَّهَا لِلَّهِ وَالْحَكْمَ فِي يَوْمِ الْمَجَازَاةِ كُلَّهُ لِلَّهِ فَيَا بَاكَ وَتَابَّيْكَ مِنْ مَطَاوِعَةِ مُرَبِّبِكَ وَكُنْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْمَوْحِدِينَ . وَأَشَارَ فِي الْآيَةِ إِلَى أَنَّهُ تَعَالَى مُنَزَّهٌ مِنْ تَجَدُّدِ صِفَةٍ وَحُوُولِ حَالَةٍ وَلُحُوقِ وَصْمَةٍ وَحَوْرٍ بَعْدَ كَوْرٍ بَلْ قَدْ ثَبَّتَ الْحَمْدَ لَهُ أَوْلَا وَآخِرًا وَظَاهِرًا وَبَاطِنًا إِلَى أَبَدِ الْآبِدِينَ . وَمَنْ قَالَ خِلَافَ ذَلِكَ فَقَدْ أَحْرَوْرَفَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ .

وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ رَدُّ عَلَى النَّصَارَى وَعَبْدَةِ الْأَوْثَانِ فَإِنَّهُمْ لَا يُوْفُونَ اللَّهَ حَقَّهَ وَلَا يَرْجُونَ لَهُ بَرَقَهَ بَلْ يُغْدِفُونَ عَلَيْهِ سِتَارَةَ الظَّلَامِ وَيَلْقَوْنَهُ فِي سَبِيلِ الْآلَامِ وَيُبْعِدُونَهُ مِنَ الْكِمَالَاتِ التَّامِ وَيُشْرِكُونَ بِهِ كَثِيرًا مِنَ الْمَخْلُوقِينَ . فَهَذَا هُوَ الظَّنُّ الَّذِي أَرْدَاهُمْ وَالتَّقْلِيدُ الَّذِي أَبَادَهُمْ وَأَهْلَكَهُمْ بِمَا عَوَّلُوا عَلَى أَقْوَالِ الْمُفْتَرِينَ وَزَعَمُوا أَنَّهُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ . وَقَالُوا إِنْ هَذِهِ فِي الْآثَارِ الْمُنْتَقَاةِ

﴿٦٨﴾

المدونة عن الثقات وما توجَّهوا إلى عشر آبائهم وجعل علماءهم وتشريقهم
وتغريبهم من مراكز تعاليم النبيين وتيَّهم في كل وادِّ هائمين. والعجب من فهمهم
وعقلهم أنهم يعلمون أن الله كامل تام لا يجوز فيه نقصٌ وشُعةٌ وشحوبٌ وذهولٌ
وتغيُّرٌ وحؤولٌ ثم يُجوزون فيه كثيرا منها وينسبون إليه كلَّ شقوةٍ وخسرانٍ وعيبٍ
ونقصانٍ ويكذبون ما كانوا صدَّقوه أوَّلاً ويهدون كالمجانين.

وفي لفظ الحمد لله لتعليم للمسلمين أنهم إذا سُئلوا وقيل لهم من الهكم
فوجب على المسلم أن يجيبه أن إلهي الذي له الحمد كله وما من نوعٍ كمالٍ
وقدرةٍ إلا وله ثابت فلا تكن من الناسين. ولو لاحظَ المشركين حظَّ الإيمان
وأصابهم طلٌّ من العرفان لما طاح بهم ظنُّ السوء بالذي هو قیوم العالمين.
ولكنهم حسبوه كرجل شاخ بعد الشباب واحتاج بعد صمديته إلى الأسباب
ووقعت عليه شدائدٌ نحولٍ وقُحولٍ وقَشَفُ مُحولٍ ووقع في الإتراب بل قرب
من التباب وكان من المتربين.

﴿رَبِّ الْعَالَمِينَ^١ الرَّحْمَنِ^٢ الرَّحِيمِ^٣ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ^٤﴾

اعلم أوَّلاً أن العالم ما يُعلم ويُخبر عنه وما يدل على الصانع الكامل الواحد
المدبِّر بالإرادة ويلتجس الطالب إلى الإيمان به وينصِّه إلى المؤمنين.

وأما خبايا أسرارِ أسماءٍ ذكَّرها الله تعالى في هذه الآيات وأودعها أنواعَ النكات
فأصغِ إليَّ أكشف لك قناعها إن كنت استمحتني وجئتني كالمخلصين. فاعلم أن
هذه الصفات عيون لفيوض الله الكاملة النازلة على أهل الأرض والسماء وكلُّ
صفةٍ منبعٌ لقسمٍ فيضٍ بترتيبٍ أودع الله آثارها في العالم ليُرى توافقُ قوله بفعله
وليكون آيةً للمتفكرين. فالقسم الأول من أقسام الصفات الفيضانية صفةٌ

﴿ ۶۹ ﴾

يَسْمِيهَا رَبَّنَا رَبَّ الْعَالَمِينَ. وَهَذِهِ الصِّفَةُ أَوْسَعُ الصِّفَاتِ فِي الْإِفَاضَةِ وَلَا بَدَّ مِنْ
 أَنْ نَسْمِيَ فِيضَانَهَا فِيضَانًا أَعْمًّا لِأَنَّ صِفَةَ الرَّبُوبِيَّةِ قَدْ أَحَاطَتْ بِالْحَيَوَانَاتِ وَغَيْرِ
 الْحَيَوَانَاتِ بَلْ أَحَاطَتْ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِينَ وَفِيضَانَهَا أَعْمُّ مِنْ كُلِّ فِيضٍ مَا
 غَادَرَ إِنْسَانًا وَلَا حَيَوَانًا وَلَا شَجَرًا وَلَا حَجَرًا وَلَا سَمَاءً وَلَا أَرْضًا بَلْ نَزَلَ مَاءَهُ
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَأَحْيَاهُ وَأَحَاطَ بِالْكَائِنَاتِ كُلِّهَا ظَوَاهِرِهَا وَبَوَاطِنِهَا فَكُلُّ شَيْءٍ
 صَنِيْعَةٌ مِنَ اللَّهِ الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ. وَاسْمُ
 ذَلِكَ الْفِيضِ رَبُوبِيَّةٌ وَبِهِ يَبْذُرُ اللَّهُ بَذْرَ السَّعَادَةِ فِي كُلِّ سَعِيدٍ وَعَلَيْهِ يَتَوَقَّفُ
 اسْتِثْمَارُ الْخَيْرَاتِ وَبِرُوزِ مَادَةِ السَّعَادَاتِ وَآثَارِ الْوَرَعِ وَالْحِزَامَةِ وَالتَّقَاةِ وَكُلِّ مَا
 يَوْجَدُ فِي الرَّشِيدِينَ. وَكُلُّ شَقِيٍّ وَسَعِيدٍ وَطَيِّبٍ وَخَبِيثٍ يَأْخُذُ حَظَّهُ كَمَا شَاءَ رَبُّهُ
 فِي الْمَرْتَبَةِ الرَّبُوبِيَّةِ فَهَذَا الْفِيضُ يَجْعَلُ مِنْ يَشَاءُ إِنْسَانًا وَيَجْعَلُ مِنْ يَشَاءُ حِمَارًا
 وَيَجْعَلُ مَا يَشَاءُ نُحَاسًا وَيَجْعَلُ مَا يَشَاءُ ذَهَبًا وَمَا كَانَ اللَّهُ مِنَ الْمَسْئُولِينَ.
 وَاعْلَمْ أَنَّ هَذَا الْفِيضَ جَارٍ عَلَى الْإِتِّصَالِ بِوَجْهِ الْكَمَالِ وَلَوْ فُرضَ انْقِطَاعُهُ طَرْفَةً
 عَيْنٍ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَا فِيهِنَّ وَلَكِنْ أَحَاطَ صَحِيحًا وَمَرِيضًا
 وَيَفَاعًا وَحَضِيضًا وَشَجَرًا وَحَجَرًا وَكُلِّ مَا فِي الْعَالَمِينَ. وَقَدَّمَ اللَّهُ هَذَا الْفِيضَ
 فِي كِتَابِهِ وَضَعًا لِتَقْدِيمِهِ فِي عَالَمِ أَسْبَابِهِ طَبْعًا فَلَيْسَ هَذَا التَّقْدِيمُ مَحْدُودًا فِي
 تَوْشِيَةِ الْكَلَامِ وَمَحْصُورًا فِي رِعَايَةِ الصِّفَاءِ التَّامِ بَلْ هِيَ بِلَاغَةُ حِكْمِيَّةٍ لِإِرَاءَةِ
 النِّظَامِ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ تَعَالَى جَعَلَ أَقْوَالَ مَرَأَةٍ لِرُؤْيَةِ أَعْمَالِهِ الْمَوْجُودَةِ فِي طَبَقَاتِ
 الْأَنْامِ لِتَطْمَئِنُّ بِهِ قُلُوبُ الْعَارِفِينَ.

وَالْقِسْمُ الثَّانِي مِنَ الصِّفَاتِ الْفِيضَانِيَّةِ صِفَةُ يَسْمِيهَا رَبَّنَا الرَّحْمَنُ. وَلَا بَدَّ
 مِنْ أَنْ نَسْمِيَ فِيضَانَهُ فِيضَانًا عَامًّا وَرَحْمَانِيَّةً وَلَهُ مَرْتَبَةٌ بَعْدَ

﴿۷۰﴾

مرتبة الفيضان الأعم وهو أخص من الفيضان الأول ولا ينتفع منه إلا ذوو الروح من أشياء السماء والأرضيين. وإن الله في وقت هذا الفيض لا ينظر الاستحقاق والعمل والشكر بل ينزله فضلا منه على كل ذي روح إنسانا كان أو حيوانا مجنوناً كان أو عاقلاً مؤمناً كان أو كافراً ويُنجي كل روح من هلكة دانت منها بعد ما كادت تهوى فيها ويُعطي كل شيء خلقاً ينفعه لأن الله جواد بالذات وليس بضنين. فكل ما ترى في السماء من الشمس والقمر والنجوم والمطر والهواء وما ترى في الأرض من الأنهار والأشجار والأثمار والأدوية النافعة والألبان السائغة والعسل المصقى فكلها من رحمانيته عز وجل لا من عمل العاملين. وإلى هذا الفيضان أشار الله تعالى في قوله وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ^١ وفي قوله تعالى: الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ^٢ وفي قوله تعالى مَنْ يَكْفُرْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَنِ^٣ وفي قوله تعالى مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ^٤ تذكرة للمتقين ولو لم يكن هذا الفيضان لما كان لطير أن يطير في الهواء ولا لحوت أن يتنفس في الماء ولأباد كل مُعِيل ضَفْفُهُ وكلّ ذى قَشْفٍ شَطْفُهُ وما بقى سبيل لإماطته كما لا يخفى على المستطلعين.

ألا ترى كيف يحيى الله الأرض بعد موتها ويكور الليل على النهار ويكور النهار على الليل وسخر الشمس والقمر كل يجري لأجل مسمى إن في ذلك لآياتٍ رحمانية للمتدبرين. وجعل لكم الليل لتسكنوا فيه والنهار مبصراً وجعل لكم الأرض قراراً والسماء بناءً وصوراً فاحسن صوركم ورزقكم من الطيبات فذالكم الرحمن ربكم مربى المساكين. والذين كفروا برحمانيته فجعلوا لله عليهم سلطانا مبينا وما قدروا الله حق قدره وكانوا من الغافلين. ألا يرون إلى الشمس التي تجرى من المشرق

﴿۱۷﴾

إلى المغرب. أكان خَلَقها وجريها من عملهم أو من تفضّل الرحمن الذي وسعت
رحمانيته الصالحين والظالمين. وكذلك يُنزل الله ماءً في أوقاته فيُنشئ به
زروعاً وأشجاراً فيها فواكه كثيرة أفهذه النعماء من عمل عامل أو رحمانية خالصة
من الله تعالى الذي نجانا من كل اعتياص المعيشة وأعطانا سلماً لكل حاجة
نحتاج فيها إلى الارتقاء وأرشيّة نحتاج إليها للاستسقاء. فسبحان الله الذي أنعم
علينا برحمانيته وما كان لنا من عمل نستحق به بل خلق نعماءه قبل أن نُخلَق
فانظر هل ترى مثله في المنعمين. فحاصل الكلام أن الرحمانية رحمة عامة لنوع
الإنسان والحيوان ولكل ذي روح وكل نفس منفوسة من غير إرادة أجر عمل
ومن غير لحاظ استحقاق عبدٍ بصلاحه وتورّعه في الدين.

والقسم الثالث من الصفات الفيضانية صفة يُسمّيها ربنا الرحيم ولا بد من
أن نسمّي فيضانها فيضاناً خاصاً ورحيميةً من الله الكريم للذين يعملون
الصالحات ويشمّرون ولا يقصّرون ويذكرون ولا يغفلون ويبصرون ولا
يتعامون ويستعدّون ليوم الرحيل ويتّقون سخط الربّ الجليل ويبستون لربهم
سجّداً وقياماً ويصبحون صائمين. ولا ينسون موتهم ورجوعهم إلى مولاهم
الحق بل يعتبرون بنعي يُسمّع ويرتاعون لآلِفٍ يُفقد ويذكرون مناياهم من موت
الأحباب ويهولُهم هيلُ التراب على الأتراب فيلتاعون ويتنبهون ويُربهم
اخترام الأحيّة موت أنفسهم فيتوبون إلى الله وهم من الصالحين. فلعلّك
فهمت أن هذا الفيضان ينزل من السماء على شريطة العمل والتورّع
والسمّت الصالحة والتقوى والإيمان ولا وجود له إلا بعد وجود العقل
والفهم وبعد وجود كتاب الله تعالى وحدوده وأحكامه وكذلك

المحرومون من هذه النعمة لا يستحقون عتاباً ومؤاخذاً من قبل هذه الشرائط. فظَهَرَ أن الرحيمية تَوْءَمُ لكتاب الله وتعليمه وتفهمه فلا يؤخذ أحدٌ قبله ولا يُدرَك أحدًا عَطْبُ القهر إلا بعد ظهور هذه الرحيمية ولا يُسأل فاسق عن فسقه إلا بعدها. فُخِذَ هذا السرّ منى وهو ردُّ على المتنصرين. فإنهم قائلون بلسع الذنب من آدم إلى انقطاع الدنيا ويقولون إن كل عبد مذنبٌ سواء عليه بلَغُه كتابٌ من الله تعالى وأُعطِيَ له عقل سليم أو كان من المعذورين. وزعموا أن الله تعالى لا يغفر أحدًا إلا بعد إيمانه بالمسيح وزعموا أن أبواب النجاة مغلقة لغيره ولا سبيل إلى المغفرة بمجرد الأعمال فإن الله عادل والعدل يقتضى أن يعدّب من كان مذنباً وكان من المجرمين. فلما حصص اليأس من أن تُطَهَّرَ الناسُ بأعمالهم أرسلَ الله ابنه الطاهر لِيَزِرَ وَرَزَرَ الناسَ على عنقه ثم يُصَلِّبَ ويُنَجِّيَ الناسَ من أوزارهم فجاء الابن وقُتِلَ ونجى النصارى فدخلوا فى حدائق النجاة فرحين. هذه عقيدتهم ولكن من نَقَدَهَا بعين المعقول ووضعتها على معيار التحقيقات سلَّكها مسلك الهذيان. وإن تعجَّبَ فما تجد أعجَبَ من قولهم هذا. لا يعلمون أن العدل أهمُّ وأوجب من الرحم فمن ترك المذنب وأخذ المعصوم ففعل فعلاً ما بقى منه عدل ولا رحم وما يفعل مثل ذلك إلا الذى هو أضل من المجانين. ثم إذا كانت المؤاخذات مشروطة بوعد الله تعالى ووعيده فكيف يجوز تعذيب أحد قبل إشاعة قانون الأحكام وتشيينه وكيف يجوز أخذ الأولين والآخرين عند صدور معصية ما سبقها وعيدٌ عند ارتكابها وما كان أحد عليها من المطلعين. فالحق أن العدل لا يوجد أثره إلا بعد نزول كتاب الله ووعدده ووعيده وأحكامه وحدوده وشرائطه. وإضافة العدل الحقيقى إلى الله تعالى باطل لا أصل لها لأن العدل لا يُتصوَّرُ إلا بعد تصوُّرِ الحقوق وتسليم وجوبها وليس لأحد حق على رب العالمين. ألا ترى

﴿۷۳﴾

أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ كُلَّ حَيْوَانٍ لِلْإِنْسَانِ وَأَبَاحَ دَمَاءَ هَا لِأَدْنَىٰ ضَرُورَتِهِ فَلَوْ كَانَ وَجُوبَ الْعَدْلِ حَقًّا عَلَى اللَّهِ تَعَالَىٰ لَمَا كَانَ لَهُ سَبِيلٌ لِإِجْرَاءِ هَذِهِ الْأَحْكَامِ وَإِلَّا فَكَانَ مِنَ الْجَائِرِينَ . وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ فِي مَلَكُوتِهِ يُعَزِّزُ مَنْ يَشَاءُ وَيُذَلِّلُ مَنْ يَشَاءُ وَيُحْيِي مَنْ يَشَاءُ وَيُمِيتُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْفَعُ مَنْ يَشَاءُ وَيَضَعُ مَنْ يَشَاءُ . وَوُجُودَ الْحَقُوقِ يَقْتَضِي خِلَافَ ذَلِكَ بَلْ يَجْعَلُ يَدَاهُ مَغْلُولَةً وَأَنْتَ تَرَىٰ أَنَّ الْمَشَاهِدَةَ تُكذِّبُهَا وَقَدْ خَلَقَ اللَّهُ مَخْلُوقَهُ عَلَى تَفَاوُتِ الْمَرَاتِبِ فَبَعْضُ مَخْلُوقِهِ أَفْرَاسٌ وَحَمِيرٌ وَبَعْضُهُ جِمَالٌ وَنُوقٌ وَكِلَابٌ وَذِيَابٌ وَنَمُورٌ وَجَعَلَ لِبَعْضٍ مَخْلُوقِهِ سَمْعًا وَبَصْرًا وَخَلَقَ بَعْضَهُمْ صُمْغًا وَجَعَلَ بَعْضَهُمْ عَمِينَ . فَلَأَيَّ حَيْوَانٍ حَقٌّ أَنْ يَقُومَ وَيَخَاصِمَ رَبَّهُ أَنَّهُ لَمْ يَخْلُقْهُ كَذَا وَلَمْ يَخْلُقْهُ كَذَا . نَعَمْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَى نَفْسِهِ حَقَّ الْعِبَادَةِ بَعْدَ أَنْزَالِ الْكِتَابِ وَتَبْلِيغِ الْوَعْدِ وَالْوَعِيدِ وَيَشْرُ بِجَزَاءِ الْعَامِلِينَ . فَمَنْ تَبَعَ كِتَابَهُ وَنَبِيَّهُ وَنَهَى نَفْسَهُ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ وَمَنْ عَصَى رَبَّهُ وَأَحْكَامَهُ وَأَبَىٰ فَسَيَكُونُ مِنَ الْمَعْدُوبِينَ . فَلَمَّا كَانَ مَلَائِكَةُ الْأَمْرِ الْوَعْدَ وَالْوَعِيدَ لَا الْعَدْلَ الْعَتِيدَ الَّذِي كَانَ وَاجِبًا عَلَى اللَّهِ الْوَحِيدِ أَنْ يَنْهَدَهُمْ مِنْ هَذَا الْأَصُولِ الْمُنِيفِ الْمَمْرُودِ الَّذِي بَنَاهُ النَّصَارَىٰ مِنْ أَوْهَامِهِمْ . فَثَبَّتَ أَنْ يُجَابَ الْعَدْلَ الْحَقِيقِي عَلَى اللَّهِ تَعَالَىٰ خِيَالَ فَاسِدٍ وَمَتَاعٍ كَاسِدٍ لَا يَقْبَلُهُ إِلَّا مَنْ كَانَ مِنَ الْجَاهِلِينَ . وَمَنْ هُنَا نَجِدُ أَنْ بِنَاءَ عَقِيدَةِ الْكُفَّارَةِ عَلَى عَدْلِ اللَّهِ بِنَاءٌ فَاسِدٌ عَلَى فَاسِدٍ فَتَدَبَّرْ فِيهِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ لِكَسْرِ صَلِيبِ النَّصَارَىٰ إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُنَظِّرِينَ . وَاسْمُ هَذِهِ الصِّفَةِ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَىٰ رَحِيمِيَّةٌ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيزِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا وَقَالَ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ . فَهَذَا الْفَيْضَانُ لَا يَتَوَجَّهُ إِلَّا إِلَى الْمَسْتَحَقِّ وَلَا يَطْلُبُ إِلَّا عَامِلًا وَهَذَا هُوَ الْفَرْقُ بَيْنَ الرَّحْمَانِيَّةِ وَالرَّحِيمِيَّةِ وَالْقُرْآنَ مَمْلُوءٌ مِنْ نِظَائِرِهِ وَلَكِنْ كِفَاكَ هَذَا الْقَدْرُ إِنْ كُنْتَ مِنَ الْعَاقِلِينَ .

القسم الرابع من الفيضان فيضان نسّميه فيضاناً أخصّ ومظهرًا تامًّا للمالكية وهو أكبر الفيوض وأعلاها وأرفعها وأتمّها وأكملها ومُنْتهاها وثمره أشجار العالمين ولا يظهر إلا بعد هدم عمارات هذا العالم الحقيق الصغير ودروس أطلاله وآثاره وشحوب سحنته ونضوب ماء وجنته وأقول نجمه كالمغربيين. وهو عالم لطيف دقّت أسراره وكثرت أنواره يحارُّ فيها فهم المتفكرين. وإن قلت لِم قال الله تعالى في هذا المقام مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ وما قال عادلٌ يوم الدين. فاعلم أن السّر في ذلك أن العدل لا يتحقق إلا بعد تحقّق الحقوق وليس لأحدٍ من حقّ على الله رب العالمين. ونجاة الآخرة موهبة من الله تعالى للذين آمنوا به وسارعوا إلى امتهاله وتقبّل أحكامه وعبادته ومعرفته بسرعة معجبة كأنهم كانوا في نجاء حرّ كاتهم ومسائح غدواتهم وروحاتهم ممتطين على هوجاء شِمْلَةٍ ونُوقٍ مُشْمَعَلَةٍ وإن لم يُتَمِّوا أمر الإطاعة وما عبدوا حق العباداة وما عرفوا حق المعرفة ولكن كانوا عليها حريصين. وكذلك الذين عصوا ربهم وإن لم تبلغ شقوتهم مداها ولكن كانوا إليها مسارعين وكانوا يعملون السيئات ويزيدون في جرائعهم وما كانوا من المنتهين. فكلُّ يرى ما كان في نيّته رحمةً من الله أو قهراً فَمَنْ نَاوَحَ مَهَبَ نَسِيمِ الرّحمة فسيجد حظًّا منها خالداً فيها ومَنْ قَابَلَ صراصرَ القهر فسيقع في صدماتها. وما هذا إلا المالكية لا العدل الذي يقتضى الحقوق فتدبّر ولا تكن من الغافلين.

واعلم أن في ترتيب هذه الصفات بلاغةً أخرى نريد أن نذكرها لتكتحل من كحل المتبصّرين. وهو أن الآيات التي رصّع الله بعدها كلها

﴿۷۵﴾

مقسومة على تلك الصفات برعاية المحاذاة ووضع بعضها تحت بعض كطبقات السماوات والأرضين. وتفصيله أنه تعالى ذكر أولاً ذاته وصفاته بترتيب يوجد في العالمين. ثم ذكر كل ما هو يناسب البشرية بترتيب يُشاهد في قانون الله ومع ذلك جعل كل صفة بشرية تحت صفة إلهية وجعل لكل صفة إنسانية مشرباً وسُقياً من صفة إلهية تستفيض منها وأرى التقابل بينهما بترتيب وضعي يوجد في الآيات فتبارك الله أحسن المرّبين. وتشريحه التام أن الصفات مع اسم الذات خمسة أبحر قد تقدّم ذكرها في صدر السورة أعني الله ورب العالمين والرحمن والرحيم ومالك يوم الدين. فجعل الله كمثلاً خمسة من المغترفات مما ذكر من بعد وقابل الخمسة بالخمسة وكل واحد من المغترفات يشرب من ماء صفة تُشابهه وتناوحه وتأخذ مما احتوت على معان تسرّ العارفين. مثلاً

أولها بحر اسم الله تعالى وتغترف منه جملة إياك نعبُدُ التي حدّته وصارت كالمحاذين. وحقيقة التعبد تعظيم المعبود بالتذلل التام والاحتذاء بمثاله والانصبغ بصبغه والخروج من النفس والأنانية كالفانين. وسرّه أن العبد قد خلق كالمريض والعليل والعطشان وشفأؤه وتسكين غلته وإرواء كبده في ماء عبادت الله فلا يبرأ ولا يرتوى إلا إذا يثنى إليه انصبابه ويُفرط صبابه ويسعى إليه كالمستسقين. ولا يُطهر قريحته ولا يلبّد عجاجته ولا يُحلى مُجاجته إلا ذكر الله ألا بذكر الله تطمئن قلوب الذين يعبدون الله ويأتونه مسلمين. ففي آية إياك نعبُدُ إقراراً لمعبودية الله الذي هو مستجمع بجميع صفات الكاملية ولذلك وقعت هذه الجملة تحت جملة الحمد لله فانظر إن كنت من الناظرين.

وثانيها بحر رب العالمين وتغترف منها جملة إياك نستعين. فإن العبد

إِذَا سَمِعَ أَنَّ اللَّهَ يُرَبِّي الْعَالَمِينَ كُلَّهَا وَمَا مِنْ عَالَمٍ إِلَّا هُوَ مَرِيْبِهِ وَرَأَى نَفْسَهُ أَمَارَةً
بِالسُّوءِ فَتَضَرَّعَ وَاضْطَرَّ وَالتَّجَأَ إِلَى بَابِهِ وَتَعَلَّقَ بِأَهْدَابِهِ وَدَخَلَ فِي مَادِبِهِ بِرِعَايَةِ
آدَابِهِ لِيُدْرِكَهُ بِالرَّبُوبِيَّةِ وَيُحْسِنَ إِلَيْهِ وَهُوَ خَيْرَ الْمُحْسِنِينَ . فَإِنَّ الرَّبُوبِيَّةَ صِفَةٌ
تُعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ الْمَطْلُوبَ لَوْجُودِهِ وَلَا يَغَادِرُهُ كَالنَّاقِصِينَ .

وِثَالْتِهَا بَحْرُ اسْمِ الرَّحْمَنِ وَتَغْتَرَفُ مِنْهُ جَمَلَةٌ أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
لِيَكُونَ الْعَبْدُ مِنَ الْمَهْتَدِينَ الْمَرْحُومِينَ . فَإِنَّ الرِّحْمَانِيَّةَ تُعْطَى كُلَّ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ
الْوُجُودِ الَّذِي رَبُّبِيٍّ مِنْ صِفَةِ الرَّبُوبِيَّةِ فَهَذِهِ الصِّفَةُ تَجْعَلُ الْأَسْبَابَ مُوَافِقَةً
لِلْمَرْحُومِ . وَأَثَرُ الرَّبُوبِيَّةِ تَسْوِيَةٌ الْوُجُودِ وَتَخْلِيْقُهُ كَمَا يَلِيْقُ وَيَنْبَغِي وَأَثَرُ هَذِهِ
الصِّفَةِ أَنَّهَا تُكْسِي ذَلِكَ الْوُجُودَ لِبَاسًا يُوَارِي سَوَاتِنَهُ وَتَهَبُّ لَهُ زِينَتَهُ وَتَكْحُلُ
عَيْنَهُ وَتَغْسِلُ وَجْهَهُ وَتُعْطِي لَهُ فَرَسًا لِلرُّكُوبِ وَتُرِيهِ طَرِيقَ الْفَارَسِيِّنَ . وَمَرَّتَبَتَهَا
بَعْدَ الرَّبُوبِيَّةِ وَهِيَ تُعْطَى كُلَّ شَيْءٍ مَطْلُوبٍ وَجُودِهِ وَتَجْعَلُهُ مِنَ الْمَوْفُوقِينَ .

وَرَابِعُهَا بَحْرُ اسْمِ الرَّحِيمِ وَتَغْتَرَفُ مِنْهُ جَمَلَةٌ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ لِيَكُونَ الْعَبْدُ مِنَ الْمُنْعَمِينَ الْمَخْصُوصِينَ . فَإِنَّ الرِّحْمِيَّةَ صِفَةُ مُدْنِيَّةٍ إِلَى
الْإِنْعَامَاتِ الْخَاصَّةِ الَّتِي لَا شَرِيكَ فِيهَا لِلْمَطِيعِينَ وَإِنْ كَانَ الْإِنْعَامُ الْعَامَ مُحِيطَةً
بِكُلِّ شَيْءٍ مِنَ النَّاسِ إِلَى الْأَفَاعِي وَالتَّنِينَ .

وَخَامِسُهَا بَحْرُ مَا لَيْكَ يَوْمَ الدِّينِ وَتَغْتَرَفُ مِنْهُ جَمَلَةٌ غَيْرِ
الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ . فَإِنَّ غَضَبَ اللَّهِ وَتَرْكَهُ فِي الضَّلَالَةِ لَا
تَظْهَرُ حَقِيقَتُهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى وَجْهِ الْكَامِلِ إِلَّا فِي يَوْمِ الْمَجَازَاتِ الَّذِي
يُجَالِيهِمُ اللَّهُ فِيهِ بِغَضَبِهِ وَإِنْعَامِهِ وَيُجَالِحُهُمْ بِتَذْلِيلِهِ وَإِكْرَامِهِ وَيُجَلِّي عَنْ
نَفْسِهِ إِلَى حَدِّ مَا جَلَّى كَمَثَلِهِ وَتَرَاءَى السَّابِقُونَ كَفَرَسَ مُجَلَّى وَتَرَاءَتِ

﴿۷۷﴾

الْجَالِيَةِ بِغَيْهِمِ الْمِيْنِ. وَفِيهِ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا مُورَدَ غَضَبِ اللَّهِ
وَكَانُوا قَوْمًا عَمِيْنًا. وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَلَكِنَّ عَمَىٰ
هَذِهِ الدُّنْيَا مَخْفِيٌّ وَبَيِّنٌ فِي يَوْمِ الدِّينِ. فَالَّذِينَ أَبَوْا وَمَا تَبِعُوا هَدَىٰ رَسُولِنَا وَنُورِ
كِتَابِنَا وَكَانُوا لَطَوَاغِيْتِهِمْ مُتَّبِعِينَ فَسَوْفَ يَرَوْنَ غَضَبَ اللَّهِ وَتَغْيِظَ النَّارِ وَزَفِيرَهَا
وَيَرَوْنَ ظَلَمَتَهُمْ وَضَلَالَتَهُمْ بِالْأَعْيُنِ وَيَجِدُونَ أَنفُسَهُمْ كَالظَّالِمِ الْأَعْوَرِ وَيَدْخُلُونَ
جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَا كَانَ لَهُمْ أَحَدٌ مِنَ الشَّافِعِينَ. وَفِي الْآيَةِ إِشَارَةٌ إِلَىٰ أَنَّ اسْمَ
مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ ذُو الْجَهْتَيْنِ يُضَلُّ مِنْ يَشَاءَ وَيَهْدَىٰ مِنْ يَشَاءَ فَاسْأَلُوهُ أَنْ
يَجْعَلَكُمْ مِنَ الْمُهْتَدِينَ.

هذا ما أردنا من بيان بعض نكات هذه الآية ولطائفها الأدبية التي هي للناظرين
كالآيات وبلاغتها الرائعة المبتكرة المحببة المحتوية على محاسن الكنايات
مع دُرر حكيمية ومعارف نادرة من دقائق الإلهيات فلا تجد نظيرها في الأولين
والآخرين. فلا شك أن ملح أدبها بارعة وقدمها على أعلام العلوم فارعة وهي
تصبي قلوب العارفين. وقد علمت ترتيب خمسة أبحر التي تجرى بعضها تلو
بعض فتسألّمه وكن من الشاكرين. وأما ترتيب المغترفات فتعرفه بترتيب
أبحرها إن كنت من المغترفين.

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ قَدَّمَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ قَوْلَهُ إِيَّاكَ نَعْبُدُ
عَلَىٰ قَوْلِهِ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ إِشَارَةً إِلَىٰ تَفَضُّلَاتِهِ الرَّحْمَانِيَةِ مِنْ قَبْلِ الْاسْتِعَانَةِ
فَكَانَ الْعَبْدُ يَشْكُرُ رَبَّهُ وَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنِّي أَشْكُرُكَ عَلَىٰ نِعْمَاتِكَ الَّتِي أُعْطَيْتَنِي
مِنْ قَبْلِ دَعَائِي وَمَسْأَلَتِي وَعَمَلِي وَجَهْدِي وَاسْتِعَانَتِي بِالرَّبُوبِيَّةِ وَالرَّحْمَانِيَةِ الَّتِي
سَبَقَتْ سُؤْلَ السَّائِلِينَ ثُمَّ أَطْلُبُ مِنْكَ قُوَّةً وَصَلَاحًا وَفَلَاحًا وَفَوْزًا

﴿۷۸﴾

ومقاصد التي لا تُعطى إلا بعد الطلب والاستعانة والدعاء وأنت خير المعطين .
 وفي هذه الآيات حث على شكر ما تُعطى والدعاء بالصبر فيما تتمنى وفرط
 اللُّهج إلى ما هو أتم وأعلى لتكون من الشاكرين الصابرين . وفيها حثُّ على نفى
 الحَوْل والقوة والاستطراح بين يدي سبحانه مترقباً منتظراً مديماً للسؤال
 والدعاء والتضرع والثناء والافتقار مع الخوف والرجاء كالطفل الرضيع في
 يد الطئر والموت عن الخلق وعن كل ما هو في الأرضين . وفيها حثُّ على
 إقرارٍ واعتراف بأننا الضعفاء لا نعبدك إلا بك ولا نتحسس منك إلا
 بعونك . بك نعمل وبك نتحرك وإليك نسعى كالثواكل متحرقين
 وكالعشاق متلظين . وفيها حثُّ على الخروج من الاختيال والزُّهو والاعتصام
 بقوة الله تعالى وحوله عند اعتياص الأمور وهجوم المشكلات والدخول في
 المنكسرين . كأنه تعالى يقول يا عباد احسبوا أنفسكم كالميتين وباللَّهِ
 اعتضدوا كل حين . فلا يَزِدْهُ الشابُّ منكم بقوته ولا يتخَصَّر الشيخ بهراوته ولا
 يفرح الكَيْسُ بدهائه ولا يثق الفقيه بصحة علمه وجودة فهمه وذكائه ولا يتكىء
 الملهَم على إلهامه وكشفه وخلوص دعائه فإن الله يفعل ما يشاء ويطرده من
 يشاء ويُدخل من يشاء في المخصوصين .

وفي جملة إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ إشارة إلى عظمة شرِّ النفس الأمارة التي تسعى
 كالعسَّارة فكانها أفعى شرُّها قد طمَّ فجعل كلَّ سليم كعظم إذا رمَّ وتراها تنفث
 السمَّ أو هي ضرغامٌ ما ينكل إن همَّ ولا حولَ ولا قوة ولا كسب ولا لمَّ إلا باللَّهِ
 الذي هو يرحم الشياطين .

وفي تقديم نَعْبُدُ على نَسْتَعِينُ نكاتٌ أخرى فنكتب للذين هم مشغوفون

﴿۷۹﴾

بآیات المثنائی لا برنات المثنائی ویسعون إليها شائقین. وهی أن الله عزوجل
 یعلم عباده دعاءً فیہ سعادتہم فیقول یا عباد سلونی بالانکسار والعبودية وقولوا
 ربنا إیاک نعبد ولكن بالمعانة والتكلف والتحشم وتفارقة الخاطر وتمويهات
 الخناس وبالروية الناصبة والأوهام الناصبة والخيالات المظلمة كماءٍ مُكَدَّرٍ
 من سئل أو كحاطب لیل وإن تتبع إلا ظناً وما نحن بمستيقنين. وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ
 یعنی نستعينك للذوق والشوق والحضور والإيمان الموفور والتلبية
 الروحانية والسرور والنور وتوشيح القلب بحلى المعارف وحل الحبور
 لنكون بفضلک من سباقين فى عرصات اليقين وإلى منتهى المآرب واصلين
 وفى بحار الحقائق متوردين. وفى قوله تعالى إِيَّاكَ نَعْبُدُ تنبيه آخر وهو أنه
 يرغب فيه عباده إلى أن يبذلوا فى مطاوعته جهده المستطیع ويقوموا ملبيين فى
 كل حين تلبية المطيع. فكأن العباد يقولون ربنا إنا لا نألوا فى المجاهدات وفى
 امثالک وابتغاء المرضاة ولكن نستعينک ونستكفى بك الافتنان بالعجب
 والرياء ونستوهب منك توفيقاً فائداً إلى الرشده والرضاء وإنا ثابتون على
 طاعتك وعبادتك فاكتبنا فى المطاوعين. وهنا إشارة أخرى وهى أن العبد
 يقول يا رب إنا خصصناك بمعبوديتك وآثرناك على كل ما سواك فلا نعبد
 شيئاً إلا وجهك وإنا من الموحدين. واختار عزوجل لفظ المتكلم مع الغير
 إشارة إلى أن الدعاء لجميع الإخوان لا لنفس الداعى وحث فيه على
 مسالمة المسلمين واتحادهم وودادهم وعلى أن يعنو الداعى نفسه
 لنصح أخيه كما يعنو لنصح ذاته ويهتم ويقلق لحاجاته كما يهتم ويقلق
 لنفسه ولا يفرق بينه وبين أخيه ويكون له بكل القلب من الناصحين.

فَكَانَهُ تَعَالَى يَوْصَى وَيَقُولُ يَا عِبَادِ تَهَادُوا بِالِدَعَاءِ تَهَادِي الْإِخْوَانَ وَالْمُحِبِّينَ .

وَتَنَاثَرُوا دَعْوَاتِكُمْ وَتَبَاثَنُوا نِيَّاتِكُمْ وَكُونُوا فِي الْمَحَبَةِ كَالْإِخْوَانَ وَالْآبَاءِ وَالْبَنِينَ .

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

هذا الدعاء ردُّ على قول الذين يقولون إن القلم قد جفَّ بما هو كائنٌ فلا فائدة في الدعاء فالله تبارك وتعالى يُبشِّر عباده بقبول الدعاء فكأنه يقول يا عباد ادعوني أستجب لكم. وإن في الدعاء تأثيرات وتبديلات والدعاء المقبول يُدخل الداعي في المنعمين.

وفي الآية إشارة إلى علامات تُعرَف بها قبولية الدعاء على طريق الاصطفاء وإيماءً إلى آثار المقبلين. لأن الإنسان إذا أحبَّ الرحمن وقوى الإيمان فذلك الإنسان وإن كان على حُسن اعتقاد في أمر استجابة دعواته ولكن الاعتقاد ليس كعين اليقين وليس الخبر كالمعاينة ولا يستوى حال أولى الأبصار والعمين. بل من يُدرَّب باستجابة الدعوات حق التدرَّب وكان معه أثر من المشاهدات فلا يبقى له شكٌّ ولا ريبٌ في قبولية الأدعية. والذين يشكُّون فيها فسببُه حرمانُهم من ذلك الحظِّ ثم قلةُ التفاتهم إلى ربهم وابتلاءهم بسلسلة أسبابٍ توجد في واقعات الفطرة وظهورات القدرة فما ترقَّت أعينهم فوق الأسباب المادية الموجودة أمام الأعين فاستبعدوا ما لم تُحِط بها آراؤهم وما كانوا مهتدين.

وفي هذه السورة نكاثٌ شتى نريد أن نكتب بعضها ومنها أن الفاتحة سبع آياتٍ أولها

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَآخِرُهَا غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. وفي الآية الأولى

﴿ ۸۱ ﴾

بَيَانُ بَدءِ الخَلْقِ وَفِي الأُخْرَى إِشارةٌ إِلَى قومِ تَقومُ القِيامَةَ عَلَيْهِم وَعلى أَمْثالِهِم مِنَ اليَهُودِ وَالمُتَنَصِّرِينَ. وَفِي تَعْيِينِ سَبْعِ آيَةِ إِشارةٌ إِلَى أنْ عَمِرَ الدُّنْيا سَبْعَةَ كَما أنْ أَيامَ أُسبوعِنا سَبْعَةٌ. وَما نَدْرى حَقِيقَةَ السَّبْعَةِ عَلى وَجْهِ التَّحْقِيقِ أَهِيَ آلاَفٌ كآلاَفِنا أَوْ غَيرَ ذلِكَ وَلَكنّا نَعْلَمُ أَنَّهُ ما بَقِيَ مِنَ السَّبْعَةِ إِلا واحِدًا وَقَد أَرادَ اللهُ تَصْرِفاتٍ جَدِيدةً بَعْدَ انقِضاءِها فَيُهْلِكُ القُرُونِ الأَوَّلَى عَندَ اِختِتامِها وَيُخَلِّقُ الأَخرينَ. وَفِي الآيَةِ السَّادِسةِ يَعبُرُ صِراطُ الَّذينَ أُنْعِمَتْ عَلَیْهِم نَكتَةً أُخْرى وَهِيَ أنْ آدَمُ قَد خُلِقَ فِي يَومِ السَّادِسِ وَأُنْعِمَ عَلَیْهِ وَنُفِخَ فِيهِ رُوحُ الحَياةِ فِي الجُمُعَةِ بَعْدَ العَصْرِ وَكَذلِكَ يُخَلِّقُ رَجُلًا فِي الأَلفِ السَّادِسِ وَهُوَ آدَمُ قَوْمِ إِيمانِهِم فَيُجِىءُ وَيُحِىي قُلُوبَهُم وَيَهَبُ لَهُم عَرفانا غَضًّا طَربًا وَيَجْعَلُهُم بَعْدَ نَومِهِم مِنَ المَسْتَقِيطينَ.

وَفِي آيَةِ إِهِدِنَا الصِّرَاطَ المُسْتَقِيمَ إِشارةٌ وَحَثٌّ عَلى دَعاءِ صَحةِ المَعْرِفَةِ كَأَنَّهُ يُعَلِّمُنَا وَيَقولُ ادعُوا اللهُ أنْ يُرِيكُم صَفاتِهِ كَما هِيَ وَيَجْعَلُكُم مِنَ الشَّاكِرِينَ لِأنَّ الأُمَّمَ الأَوَّلَى ما ضَلُّوا إِلا بَعْدَ كَونِهِم عُميًّا فِي مَعْرِفَةِ صَفاتِ اللهِ تَعالى وَإِنعاماتِهِ وَمَرْضاتِهِ فَكانوا يُفانُونَ الأَيامَ فَيَزيدُ الآثامَ فَحَلَّ غَضَبُ اللهِ عَلَیْهِم فَضُرِبَتْ عَلَیْهِم الذَّلَّةُ وَكانوا مِنَ الهالِكينَ. وَإِليه أَشارَ اللهُ تَعالى فِي قَولِهِ غَيرِ المَغْضُوبِ عَلَیْهِم وَسِياقُ كَلامِهِ يُعَلِّمُ أنْ غَضَبَ اللهُ لا يَتَوجَّهُ إِلا إِلى قَوْمِ أَنْعَمَ اللهُ عَلَیْهِم مِنَ القَبْلِ الغَضَبِ فَالمَرادُ مِنَ المَغْضُوبِ عَلَیْهِمُ فِي الآيَةِ قَوْمِ عَصَوا فِي نِعماءٍ وَآلاءِ رِزقِهِم اللهُ خَاصَّةً وَاتَّبَعُوا الشَّهَواتِ وَنَسَوا المَنعَمَ وَحَقَّهُ وَكانوا مِنَ الكافِرِينَ. وَأَما الضالُّونَ فَهَما قَوْمٌ أَرادُوا أنْ يَسَلُكُوا مَسَلَكَ الصَّوابِ وَلَكن لَم يَكُن مَعَهُم مِنَ العُلُومِ الصَّادِقةِ وَالمَعارِفِ المَنيَرةِ الحَقِّقَةِ وَالأَدِعيَةِ العاصِمةِ المَوفِقةِ بَلْ غَلَبَتْ عَلَیْهِم خِيالاتٌ وَهَمِيةٌ فَركَنُوا إِليها وَجَهلُوا طَريقَهُم وَأَخْطَأوا مَشربَهُم مِنَ الحَقِّ فَضَلُّوا وَما سَرَّحُوا أَفكارَهُم فِي مَراعى الحَقِّ المَبيِنِ. وَالعَجبُ مِنَ أَفكارِهِم وَعَقولِهِم وَأَنظارِهِم أَنَّهُم جَوَّزُوا عَلى اللهِ وَعَلى خَلقِهِ ما يَأبى مِنْهُ الفِطْرَةُ

الصحيحة والإشراقات القلبية ولم يعلموا أنّ الشرائع تخدم الطبائع والطبيب معينٌ للطبيعة لا منازعٌ لها فيا حسرةً عليهم ما ألهاهم عن صراط الصادقين!

وفى هذه السورة يُعَلِّمُ اللهُ تعالى عباده المسلمين فكأنه يقول يا عباد إنكم رأيتم اليهود والنصارى فاجتنبوا شبه أعمالهم واعتصموا بحبل الدعاء والاستعانة ولا تنسوا نعماء الله كاليهود فيحلّ عليكم غضبه ولا تتركوا العلوم الصادقة والدعاء ولا تهنوا من طلب الهداية كالنصارى فتكونوا من الضالين . وحثّ على طلب الهداية إشارةً إلى أن الثبات على الهداية لا يكون إلا بدوام الدعاء والتضرع في حضرة الله . ومع ذلك إشارةً إلى أن الهداية أمرٌ من لديه والعبء لا يهتدى أبدًا من غير أن يهديه الله ويُدخله في المهديين . وإشارةً إلى أن الهداية غير متناهية وترقى النفوس إليها بسلم الدعوات ومن ترك الدعاء فأضاع سُلّمه فإنما الحرى بالاهتداء من كان رطب اللسان بالدعاء وذكر ربه وكان عليه من المداومين . ومن ترك الدعاء وادّعى الاهتداء فعسى أن يتزين للناس بما ليس فيه ويقع في هوة الشرك والرياء ويخرج من جماعة المخلصين . والمخلص يترقى يوما فيوماً حتى يصير مُخلصاً بفتح اللام وتهب له العناية سرّاً يكون بين الله وبينه ويدخل في المحبوبين ويتنزل منزلة المقبولين . والعبد لا يبلغ حقيقة الإيمان من غير أن يفهم حقيقة الإخلاص ويقوم عليها ولا يكون مخلصاً وعنده على وجه الأرض شيءٌ يتكأ عليه ويخافه أو يحسبه من الناصرين . ولا ينجو أحد من غوائل النفس وشرورها إلا بعد أن يتقبله الله بإخلاصه ويعصمه بفضله وحوله وقوته وبذيقه من شراب الروحانيين لأنها خبيثة وقد انتهت إلى غاية الخبث وصارت منشأ الأهوية المضلّة الرديّة المُردية فعَلَّمَ اللهُ تعالى عباده أن يفروا إليه بالدعاء عائداً من شرورها ودواهيها ليُدخلهم في زمر المحفوظين . وإن مثل جذبات النفس كمثّل الحُميات الحادة فكما تجد عند تلك الحُميات أعراضاً هائلةً مشتدةً مثل النافض والبرد والقشعريرة ومثل العرق الكثير والرعاف المفرط والقيء العنيف

﴿۸۳﴾

والإسهال المضعف والعطش الذي لا يُطاق ومثل السبات الكثير والأرق اللازم
وخشونة اللسان وقحل الفم ومثل العطاس المليح والصداع الصعب والسعال
المتواتر وسقوط الشهوة والفواق وغيرها من علامات المحمومين. كذلك
للنفس جذبات وعلامات موادها تفور وأمواجها تمور وأعراضها تدور وبقراتها
تخور وأسيرها يبور وقلّ مَنْ كان من الناجين. فطلب الهداية كمثل الرجوع إلى
الطبيب الحاذق والاستطراح بين يدي المعالجين. والإنعام الذي أشار الله إليه
لعباده هو تبتُّل العبد إلى الله وإحماؤه ودأبه ودوام إسعاده ورجوعه إلى الله
ببركاته وإلهاماته واستجاباته وجعله طوداً من أطواده وإدخاله في عباده
المحفوظين وقوله يَا رُكُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۖ وجعله من الطيبين
الطاهرين فهذا هو الشفاء من حمى المعاصي والعلاج بأوفق الأدوية والأغذية
والتدبير اللطيف الذي لا يعلمه إلا رب العالمين.

ثم اعلم أن الله في هذه السورة المباركة يبين للمؤمنين ما كان آخر شأن أهل
الكتاب ويقول إن اليهود عصوا ربهم بعد ما نزلت عليهم الإنعامات وتواترت
التفضلات فصاروا قوما مغضوباً عليه والنصارى نسوا صفات ربهم وأنزلوه
منزل العبد الضعيف العاجز فصاروا قوماً ضالين.

وفي السورة إشارة إلى أن أمر المسلمين سيؤول إلى أمر أهل الكتاب في آخر الزمان
فيشابهونهم في أفعالهم وأعمالهم فيدرّكهم الله تعالى بفضلٍ من لدنه وإنعامٍ من عنده
ويحفظهم من الانحرافات السبعية والبهيمية والوهمية ويدخلهم في عباده الصالحين.

وفي السورة إشارة إلى بركات الدعاء وإلى أنه كل خير ينزل من السماء
وإلى أنه من عرف الحق وثبت نفسه على الهدى وتهذب وصلاح فلا يضيعه الله
ويدخله في عباده المنعمين. والذي عصى ربه فيكون من الهالكين.

وفى السورة إشارة إلى أن السعيد هو الذى كان فيه جيشُ الدعاء لا يعبأ ولا يلعب ولا يعبس ولا يبأس ويثق بفضل ربه إلى أن تدركه عناية الله فيكون من الفائزين.

وفى السورة إشارة إلى أن صفات الله تعالى مؤثرة بقدر إيمان العبد بها وإذا توجه العارف إلى صفة من صفات الله تعالى وأبصره ببصر روحه وآمن ثم آمن ثم آمن حتى فنى في إيمانه فتدخل روحانية هذه الصفة في قلبه وتأخذه منه فيرى السالك بالله فارغاً من غير الرحمن وقلبه مطمئناً بالإيمان وعيشه حلواً بذكر المنان ويكون من المستبشرين. فتتجلى تلك الصفة له وتستوى عليه حتى يكون قلب هذا العبد عرش هذه الصفة وينصبغ القلب بصبغها بعد ذهاب الصبغ النفسانية وبعد كونه من الفائين.

فإن قلت من أين علمت أن هذه الإشارة توجد فى الفاتحة. فاعلم أن لفظ الحمد لله يدل عليه فإن الله تعالى ما قال "قل الحمد لله" بل قال الحمد لله فكأنه أنطق فطرتنا وأرانا ما كان مخفياً فى فطرتنا. وهذه إشارة إلى أن الإنسان قد خلق على فطرة الإسلام وأدخل فى فطرته أن يحمد الله ويستيقن أنه رب العالمين ورحمن ورحيم ومالك يوم الدين. وأنه يعين المستعين ويهدى الداعين. فثبت من ههنا أن العبد مجبول على معرفة ربه وعبادته وقد أشرب فى قلبه محبته فتظهر هذه الحالة بعد رفع الحجب وتجرى ذكر الله تعالى على اللسان من غير اختيار وتكلف وتنبت شجرة المعارف وتثمر وتؤتى أكله كل حين. وفى قوله تعالى صراط الذين أنعمت عليهم إشارة أخرى وهو أن الله تعالى خلق الآخرين مشاكليين بالأولين. فإذا اتصلت أرواحهم بأرواحهم بكمال الاقتداء ومناسبة الطباع فينزل الفيض من قلوبهم إلى قلوبهم ثم إذا تم إفضاء المستفيض إلى المفيض وبلغ الأمر إلى غاية الوصلة فيصير وجودهما كشيء واحد ويغيب أحدهما فى الآخر وهذه الحالة هى المعبر عنها بالاتحاد وفى هذه المرتبة يسمى السالك فى السماء تسمية الأنبياء لمشابهته إياهم فى جوهرهم وطبعهم كما لا يخفى على العارفين.

﴿۸۵﴾

وحاصل الکلام أن اللّٰه تعالیٰ یُبشِّرُ لأمّة نبیننا صلی اللّٰه علیه وسلم فکأنه یقول
یا عبادِ إنکم خُلقتم علی طبائع المنعمین السابقین وفیکم استعداداتهم فلا تُضیعوا
الاستعدادات وجاهدوا لتحصیل الكمالات واعلموا أن اللّٰه جوّادٌ کریم و لیس
بخیل ضنّین. ومن ههنا یفهم سرُّ نزول المسیح الذی یختصم الناس فیهِ فإنَّ عبدًا
من عباد اللّٰه إذا اقتدی هدی المهتدین وتبع سنن الکاملین وتأهّب للانصباغ بصبغ
المهدیین وعطف إلیهم بجمیع إرادته وقوّته وجنانه وأدّى شرط السلوک بحسب
إمكانه وشَفَعَ الأقوال بالأعمال والمقالَ بالحال ودخل فی الذین یتعاطون كأس
المحبة للقادر ذی الجلال ویقتدحون زنادَ ذکر اللّٰه بالتضرع والابتهاال ویبکون مع
الباکین فهنالک یفور بحر رحمة اللّٰه لیطهره من الأوساخ والأدران ولترویه
بإفاضة التهان ثم یأخذ یده ویرقیه إلی أعلى مراتب الارتقاء والعرفان ویدخله فی
الذین خلوا من قبله من الصلحاء والأولیاء والرسل والنیین فیعطی کمالا کمثل
کمالهم وجمالًا کمثل جمالهم وجمالًا کمثل جلالهم وقد یقتضی الزمان والمصلحة
أن یُرسل هذا الرجل علی قدم نبی خاص فیعطی له علمًا کعلمه وعقلا کعقله ونورًا
کنوره واسمًا کاسمه ویجعل اللّٰه أرواحهما کمرایا متقابلة فیکون النبی کالأصل
والولی کالظل من مرتبته یأخذ ومن روحانیه یتستفید حتی یرتفع منهما الامتیاز
والغیریه وتردُّ أحكامُ الأوّل علی الآخر ویصیران کشیء واحدٍ عند اللّٰه وعند ملئّه
الأعلى وینزل علی الآخر إرادة اللّٰه وتصریفه إلی جهة وأمره ونهیة بعد عبوره
علی روح الأوّل وهذا سرٌّ من أسرار اللّٰه تعالیٰ لا یفهمه إلا من کان من
الروحانیین. واعلم أن ذلک الرجل الذی یتشابه قلبه بقلب نبی بمشابهة
قویة شدیدة تامة كاملة لا یأتی إلا إذا اشتدت الضرورة لمجیئه فلما قامت
الضرورة لوجود مثل ذلک الرجل یتأثر اللّٰه عبدًا من عباده لهذا الأمر

فیدانیہ رحمته كما كانت دانت مُورثه وينزل عليه سرّ روحه وحقيقه جوهره وصفاء سيرته و شأن شمائله ويجعل إرادته في إراداته وتوجهاته في توجهاته حتى يتجلّى فيه جميع شؤون النبي المشبه به ويصير مغموراً في معنى الاتحاد فيصيران حقيقة واحدة يقع عليهما اسم واحد ويُنسَبون إلى مثال واحد كأن النبي المشبه به نزل من السماء إلى أهل الأرضين. فهذا معنى قول النبي صلى الله عليه وسلم في نزول عيسى ابن مريم عليه السلام وهو الحق لا يُخالف القرآن ولا يُعارضه وقد مضى مثله في الأولين. فلا تجادل بغير الحق ولا تكن من المنكرين. قد توفّي عيسى كما توفّي الذين خلوا من قبله وجاءوا من بعده. فلا تخفّ قوماً تركوا كتاب الله ونصوصه وآثروا غير القرآن على القرآن وآثروا الشك على اليقين وخفّ الله وقهره واعتزل تلك الفرق كلها واعتصم بحبل الله المتين. ومن صرف عنان التوجه إلى هذه الآية وأمعن فيه حق الإمعان فيرى أنها شاهد على بياننا هذا ويكون من المدعين.

فلا تعذلوني بعد ما قلت سرّه وأثبتته بدلائل الفرقان
وقد بان برهاني بقول واضح وأنار صدقي عند ذى العرفان
وعليك بالصدق النقي وسيله ولو أنه ألقاك فى النيران

ثم اعلم أنّ لله تعالى صفات ذاتية ناشية من اقتضاء ذاته وعليها مدار العالمين كلها وهي أربعة ربوبية^١ ورحمانية^٢ ورحيمية^٣ ومالكية^٤ كما أشار الله تعالى إليها في هذه السورة وقال رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ. فهذه الصفات الذاتية سابقة على كل شيء ومحيطة بكل شيء ومنها وجود الأشياء واستعدادها وقابليتها ووصولها إلى كمالها. وأما صفة الغضب فليست ذاتية لله تعالى بل هي ناشية من عدم قابلية بعض الأعيان للكمال

المطلق وكذلك صفة الإضلال لا يبدو إلا بعد زيف الضالين. وأما حصر الصفات المذكورة في الأربع فنظرًا على العالم الذي يوجد فيه آثارها. ألا ترى أن العالم كله يشهد على وجود هذه الصفات بلسان الحال وقد تجلت هذه الصفات بنحو لا يشك فيها بصيرٌ إلا من كان من قوم عمين. وهذه الصفات أربعٌ إلى انقراض النشأة الدنيوية ثم تتجلى من تحتها أربع أخرى التي من شأنها أنها لا تظهر إلا في العالم الآخر وأول مطالعها عرشُ الرب الكريم الذي لم يتدنس بوجود غير الله تعالى وصار مظهرًا تامًا لأنوار رب العالمين وقوائمه أربعٌ ربوبية ورحمانية ورحيمية ومالكية يوم الدين. ولا جامع لهذه الأربع على وجه الظلية إلا عرشُ الله تعالى وقلبُ الإنسان الكامل وهذه الصفات أمهات لصفات الله كلها ووقعت كقوائم العرش الذي استوى الله عليه وفي لفظ الاستواء إشارة إلى هذا الانعكاس على الوجه الأتم الأكمل من الله الذي هو أحسن الخالقين. !وتنتهي كل قائمة من العرش إلى ملكٍ هو حاملها ومدبّر أمرها وموردُ تجلياتها وقاسمها على أهل السماء والأرضين. فهذا معنى قول الله تعالى وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ^١ فإن الملائكة يحملون صفاتًا فيها حقيقة عرشية. والسرف في ذلك أن العرش ليس شيئًا من أشياء الدنيا بل هو برزخ بين الدنيا والآخرة ومبدأ قديم للتجليات الربانية والرحمانية والرحيمية والمالكية لإظهار التفضلات وتكميل الجزاء والدين. وهو داخل في صفات الله تعالى فإنه كان ذا العرش من قديم ولم يكن معه شيء فكن من المتدبرين. وحقيقة العرش واستواء الله عليه سرٌّ عظيم من أسرار الله تعالى وحكمة بالغة ومعنى روحاني وسمي عرشًا لتفهيم عقول هذا العالم ولتقريب الأمر إلى استعداداتهم وهو واسطة في وصول الفيض الإلهي والتجلي الرحمانى من حضرة الحق إلى الملائكة ومن الملائكة إلى الرسل. ولا يقدح

فی وحدته تعالیٰ تکثرُ قوابلِ الفيض بل التکثر ههنا یوجب البرکات لبني آدم و يعينهم على القوة الروحانية وينصرهم في المجاهدات والرياضات الموجبة لظهور المناسبات التي بينهم وبين ما يصلون إليه من النفوس كنفس العرش والعقول المجردة إلى أن يصلون إلى السبداً الأول وعلّة العلل. ثم إذا أعان السالك الجذبات الإلهية والنسيم الرحمانية فيقطع كثيراً من حجه وينجيه من بُعد المقصد وكثرة عقباته وآفاته وينوره بالنور الإلهي ويدخله في الواصلين. فيكمل له الوصول والشهود مع رؤيته عجائب المنازل والمقامات. ولا شعور لأهل العقل بهذه المعارف والنكات ولا مدخل للعقل فيه والاطلاع بأمثال هذه المعاني إنما هو من مشكاة النبوة والولاية وما شمت العقل رائحته وما كان لعقل أن يضع القدم في هذا الموضوع إلا بجذبة من جذبات رب العالمين.

وإذا انفكت الأرواح الطيبة الكاملة من الأبدان ويتطهرون على وجه الكمال من الأوساخ والأدران يُعرَضون على الله تحت العرش بواسطة الملائكة فيأخذون بطور جديد حظاً من ربوبيته يغائر ربوبية سابقة وحظاً من رحمانية مغاير رحمانية أولى وحظاً من رحيمية ومالكية مغاير ما كان في الدنيا. فهناك تكون ثمانى صفات تحملها ثمانية من ملائكة الله باذن أحسن الخالقين. فإن لكل صفة ملك مُوَكَّلٌ قد خُلق لتوزيع تلك الصفة على وجه التدبير ووضعها في محلها وإليه إشارة في قوله تعالى ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ فتدبر ولا تكن من الغافلين.

وزيادة الملائكة الحاملين في الآخرة لزيادة تجليات ربانية ورحمانية ورحيمية ومالكية عند زيادة القوابل فإن النفوس المطمئنة بعد انقطاعها ورجوعها إلى العالم الثانی والرب الكريم تترقى في استعداداتها فتتموج الربوبية والرحمانية والرحيمية والمالكية بحسب قابلياتهم واستعداداتهم كما تشهد عليه كشوف العارفين. وإن كنت

﴿۸۹﴾

من الذين أعطى لهم حظ من القرآن فتجد فيه كثيرا من مثل هذا البيان فانظر
بالنظر الدقيق لتجد شهادة هذا التحقيق من كتاب الله رب العالمين.

ثم اعلم أن في آية إهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم إشارة
عظيمة إلى تزكية النفوس من دقائق الشرك واستيصال أسبابها ولأجل ذلك
رغب الله في الآية في تحصيل كمالات الأنبياء واستفتاح أبوابها فإن أكثر
الشرك قد جاء في الدنيا من باب إطراء الأنبياء والأولياء وإن الذين حسبوا
نبيهم وحيداً فريداً ووحده لا شريك له كذات حضرة الكبرياء فكان مآل أمرهم
أنهم اتخذوه إلهاً بعد مدة وهكذا فسدت قلوب النصارى من الإطراء والاعتداء .
فالله يشير في هذه الآية إلى هذه المفسدة والغواية ويومئ إلى أن المنعمين من
المرسلين والنبیین والمحدثين إنما يُبعثون ليصطبغ الناس بصبغ تلك الكرام لا
أن يعبدوهم ويتخذوهم آلهة كالأصنام فالغرض من إرسال تلك النفوس المهذبّة
ذوى الصفات المطهرة أن يكون كل متبع قريع تلك الصفات لا قارع الجبهة
على هذه الصفاة. فأوماً الله في هذه الآية لأولى الفهم والدراية إلى أن كمالات
النبیین ليست ككمالات رب العالمين وأن الله أحد صمدٌ وحيدٌ لا شريك له في
ذاته ولا في صفاته وأما الأنبياء فليسوا كذلك بل جعل الله لهم وارثين من
المتبعين الصادقين فأمتهم وراثتهم يجدون ما وجد أنبيأؤهم إن كانوا لهم
متبعين. وإلى هذا أشار في قوله عز وجل قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني
يُحببكم الله فانظر كيف جعل الأمة أحماء الله بشرط اتباعهم واقتدائهم بسيد
المحبوبين. وتدل آية إهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم أن
تراث السابقين من المرسلين والصديقين حق واجبٌ غير مجذوذ ومفروض
للاحقين من المؤمنين الصالحين إلى يوم الدين. وهم يرثون الأنبياء

وَجِدُونَ مَا وَجَدُوا مِنْ إِنْعَامَاتِ اللَّهِ. وَهَذَا هُوَ الْحَقُّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمَمْتَرِينَ.

وَأَمَّا سِرُّ ذَلِكَ التَّوَارِثِ وَلِمِّيَّةِ الْمَوْرِثِ وَالتَّوَارِثِ فَتَنْكَشِفُ مِنْ تِلْكَ الْآيَةِ الَّتِي تُعَلِّمُ التَّوْحِيدَ وَتُعْظِمُ الرَّبَّ الْوَحِيدَ فَإِنَّ اللَّهَ الْمَعِينُ وَأَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ إِذَا عَلَّمَ دَقَائِقَ التَّوْحِيدِ وَبَالَغَ فِي التَّلْقِينِ وَقَالَ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ فَأَرَادَ عِنْدَ هَذَا التَّعْلِيمِ وَالتَّفْهِيمِ أَنْ يَقْطَعَ عُرُوقَ الشَّرْكِ كَلِّهَا فَضْلًا مِنْ لَدُنْهِ وَرَحْمَةً مِنْهُ عَلَى أُمَّةٍ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ لِيَنْجِي هَذِهِ الْأُمَّةَ مِنْ آفَاتٍ وَرَدَّتْ عَلَى الْمُتَقَدِّمِينَ.

فَعَلَّمْنَا دَعَاءَ مَبْرُورَةٍ وَعَطَاءً وَجَعَلْنَا مِنْهُ مِنَ الْمَسْتَخْلِصِينَ. فَنَحْنُ نَدْعُو بِتَعْلِيمِهِ وَنَطْلُبُ مِنْهُ بِتَفْهِيمِهِ فَرَحِمَ بِرِفْدِهِ مَفْصِحِينَ بِحَمْدِهِ قَائِلِينَ: ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾

وَنَحْنُ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا فِي هَذَا الدَّعَاءِ كُلِّ مَا أُعْطِيَ لِلنَّبِيِّاءِ مِنَ النِّعْمَاءِ وَنَسْأَلُهُ أَنْ نَثِبَ كَالنَّبِيِّاءِ عَلَى الصِّرَاطِ وَنَتَجَافَى عَنِ الْإِشْتِطَاطِ وَنَدْخُلَ مَعَهُمْ فِي مَرَبَعِ حَظِيرَةِ الْقُدْسِ مُتَطَهِّرِينَ مِنْ كُلِّ أَنْوَاعِ الرَّجْسِ وَمُبَادِرِينَ إِلَى ذَرَى رَبِّ الْعَالَمِينَ. فَلَا يَخْفَى أَنْ اللَّهَ جَعَلْنَا فِي هَذَا الدَّعَاءِ كَأَطْلَالِ النَّبِيِّاءِ وَأُورْتَنَا وَأَعْطَانَا الْمَعْلُومَ وَالْمَكْتُومَ وَالْمَعْكُومَ وَالْمَخْتُومَ وَمِنْ كُلِّ الْآلَاءِ وَالنِّعْمَاءِ فَاحْتَمَلْنَا مِنْهَا وَقُرْنَا وَرَجَعْنَا بِمَا يَسُدُّ فُجْرَنَا وَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدْرِهَا فَأُحْلِلْنَا مَحَلَّ الْفَائِزِينَ. وَهَذَا هُوَ سِرُّ إِسْرَارِ النَّبِيِّاءِ وَبَعَثِ الْمُرْسَلِينَ وَالْأَصْفِيَاءِ لِنُصَبِّغَ بِصَبْغِ الْكِرَامِ وَنَنْتَظِمَ فِي سَلْكِ الْإِلْتِيَامِ وَنَرِثِ الْأَوْلِيَاءِ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ الْمُنْعَمِينَ.

وَمَعَ ذَلِكَ قَدْ جَرَتْ سُنَّةُ اللَّهِ أَنَّهُ إِذَا أُعْطِيَ عَبْدًا كَمَا لَا وَطْفَقَ الْجُهَالُ يَعْبُدُونَهُ ضَلَالًا وَيُشْرِكُونَهُ بِالرَّبِّ الْكَرِيمِ عِزَّةً وَجَلَالًا بَلْ يَحْسِبُونَهُ رَبًّا فَعَلًّا فَيَخْلُقُ اللَّهُ مِثْلَهُ وَيُسَمِّيهِ بِتَسْمِيَّتِهِ وَيَضَعُ كَمَا لَاتَهُ فِي فِطْرَتِهِ وَكَذَلِكَ يَجْعَلُ لِيُغَيِّرَ لِيُبْطِلَ مَا خَطَرَ فِي

﴿ ۹۱ ﴾

قلوب المشركين. يفعل ما يشاء ولا يُسأل عما يفعل وهم من المسؤولين. يجعل من يشاء كالدرّ السائغ للاغتذاء أو كالدرّة البيضاء في اللمعان والصفاء ويسوق إليه شرباً من التسنيم ويضمّخه بالطيب العميم حتى يُسفر عن مرأى وسيم وأرج نسيم للناظرين. فالحاصل أنه تعالى أشار في هذا الدعاء لطّاب الرّشاد إلى رحمته العامّة والوداد فكأنّه قال إنني رحيم وسعت رحمتي كل شيء أجعل بعض العباد وارثاً لبعض من التفضل والعطاء لأسدّ باب الشرك الذي يشيع من تخصيص الكمالات ببعض أفراد من الأصفياء. فهذا هو سرُّ هذا الدعاء كأنه يُبشّر الناس بفيض عامٍ وعطاءٍ شاملٍ لأنامٍ ويقول إنني فيّاض وربّ العالمين ولستُ كبحيل وضمنين. فاذكروا بيت فيضٍ وما تمّ فإن فيضى قد عمّ وثمّ وإن صراطى صراط قد سوّى ومُدّ لكل من نهض وأعتدّ واستعدّ وطلب كالمجاهدين. وهذه نكتة عظيمة في آية إهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمت عليهم وهي إزالة الشرك وسدّ أبوابه فالسلام على قوم استخلصوا من هذا الشرك وعلى من لديهم وعلى كل من تبعهم من الطالبين الصادقين.

وفي الآية إشارة أخرى وهي أن الصراط المستقيم هو النعمة العظمى ورأس كل نعمة وباب كل ما يُعطى وينتاب العبد نعم الله مُدّ أعطى له هذه الدولة الكبرى ومُلك لا يبلى. ومن تأهّب لهذه النعمة ووفّق للشبات عليها فقد دُعِيَ إلى كل أنواع الهدى ورأى العيش النضير والنور المنير بعد ليالى الدجى. نجاه الله من كل الهفوات قبل الفوات وأدخله في زمر التّقاء بعد مُقناة العُصاة وأراه سبل الذين أنعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين. وأما حقيقة الصراط المستقيم التي أريدت في الدين القويم فهي أن العبد إذا أحبّ ربّه المنان وكان راضياً بمرضاته وفوّض إليه الروح والجنان وأسلم

﴿ ۹۲ ﴾

وجهه لله الذي خلق الإنسان وما دعا إلا إياه وصافاه وناجاه وسأله الرحمة والحنان وتنبه من غشيه واستقام في مشيه وخشى الرحمن وشغفه الله حُبًا وأعان وقوى اليقين والإيمان فمال العبد إلى ربه بكل قلبه وإرْبِه وعقله وجوارحه وأرضه وحقله وأعرض عما سواه وما بقي له إلا ربه وما تبع إلا هواه وجاءه بقلب فارغ عن غيره وما قصد إلا الله في سبل سيره وتاب من كل إدلال واغترار بمال وذي مال وحضر حضرة الرب كالمساكين ووذر العاجلة وألغاه وأحب الآخرة وابتغاه وتوكل على الله وكان لله وفني في الله وسعى إلى الله كالعاشقين. فهذا هو الصراط المستقيم الذي هو منتهى سير السالكين ومقصد الطالبين العابدين. وهذا هو النور الذي لا يحل الرحمة إلا بعد حلولة ولا يحصل الفلاح إلا بعد حصوله وهذا هو المفتاح الذي يُنْجِي السالك منه بذات الصدور وتفتح عليه أبواب الفراسة ويُجعل مُحدثًا من الله الغفور. ومن ناجى ربّه ذات بكرة بهذا الدعاء بالإخلاص وإمحاء النية ورعاية شرائط الاتقاء والوفاء فلا شك أنه يحل محل الأصفياء والأحباء والمقربين. ومن تأوّه آهة الثكلان في حضرة الرب المنان وطلب استجابة هذا الدعاء من الله الرحمن خاشعًا مبهتلاً وعيناه تذرْفان فيستجاب دعاؤه ويُكرم مثواه ويُعطى له هداه وتُقوى له عقيدته باللائل☆ المنيرة كالياقوت ويُقوى له قلبه الذي كان أوهن من بيت العنكبوت ويُوفق لتوسعة الذرْع ودقائق الورع فيُدعى إلى قرى الروحانيين ومطائب الربانيين. ويكون في كل حال غالبًا على هوى مغلوبٍ ويقوده برعاية الشرع حيث يشاء كأشجع راكب على أطوع مركوبٍ ولا يبغى الدنيا ولا يتعنى لأجلها ولا يسجد لعجلها ويتولاه الله وهو يتولّى الصالحين. وتكون نفسه مطمئنة ولا تبقى كالمبيد

﴿۹۳﴾

المُضِلَّ وَلَا تُحْمَلُ حَمَلَةَ الْبَازِ الْمُطَلِّ وَيُرَى مَقَاصِدُ سُلُوكِهِ كَالْكَرَامِ وَلَا تَكُونُ سُحْبُهُ كَالْجَهَامِ بَلْ يَشْرَبُ كُلَّ حِينٍ مِنْ مَاءٍ مَعِينٍ . وَحَثَّ اللَّهُ عِبَادَهُ عَلَى أَنْ يَسْأَلُوهُ إِدَامَةَ ذَلِكَ الْمَقَامِ وَالتَّثَبُّتِ عَلَيْهِ وَالْوَصُولِ إِلَى هَذَا الْمَرَامِ لِأَنَّهُ مَقَامٌ رَفِيعٌ وَمَرَامٌ مَنِيْعٌ لَا يَحْصُلُ لِأَحَدٍ إِلَّا بِفَضْلِ رَبِّهِ لَا بِجَهْدِ نَفْسِهِ فَلَا بَدَّ مِنْ أَنْ يَضْطَرَّ الْعَبْدُ لِتَحْصِيلِ هَذِهِ النِّعْمَةِ إِلَى حَضْرَةِ الْعِزَّةِ وَيَسْأَلُهُ إِنْجَاحَ هَذِهِ الْمُنِيَّةِ بِالْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالتَّمَرُّغِ عَلَى تُرْبِ الْمَدَنَةِ بِاسْطِطَاءِ ذَيْلِ الرَّاحَةِ وَمَتَعْرَضًا لِلِاسْتِمَاحَةِ كَالسَّائِلِينَ الْمَضْطَرِّينَ . وَجَمَلَةٌ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ إِنْشَارَةٌ إِلَى رِعَايَةِ حَسَنِ الْآدَابِ وَالتَّأَدُّبِ مَعَ رَبِّ الْأَرْبَابِ فَإِنَّ لِلدَّعَاءِ آدَابًا وَلَا يَعْرِفُهَا إِلَّا مَنْ كَانَ تَوَّابًا وَمَنْ لَا يُبَالِي الْآدَابِ فَيَغْضَبُ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذَا أَصْرَّ عَلَى الْغَفْلَةِ وَمَا تَابَ فَلَا يَرَى مِنْ دَعَائِهِ إِلَّا الْعُقُوبَةَ وَالْعَذَابَ فَلْأَجَلِ ذَلِكَ قَلَّ الْفَائِزُونَ فِي الدَّعَاءِ وَكَثُرَ الْهَالِكُونَ لِحُجْبِ الْعُجْبِ وَالْغَفْلَةِ وَالرِّيَاءِ . وَإِنْ أَكْثَرَ النَّاسُ لَا يَدْعُونَ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ وَإِلَى غَيْرِ اللَّهِ مُتَوَجِّهُونَ بَلْ إِلَى زَيْدٍ وَبُكْرٍ يَنْظُرُونَ فَاللَّهُ لَا يَقْبَلُ دَعَاءَ الْمُشْرِكِينَ وَيَتْرَكُهُمْ فِي بِيَدَائِهِمْ تَائِهِينَ وَإِنْ حُبُّهُ اللَّهُ قَرِيبٌ مِنَ الْمُنْكَسِرِينَ . وَلَيْسَ الدَّاعِي الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى أَطْرَافٍ وَأَنْحَاءٍ وَيُخْتَلِبُ بِكُلِّ بَرْقٍ وَضِيَاءٍ وَيُرِيدُ أَنْ يُتْرَعَ كَمَّهُ وَلَوْ بِوَسَائِلِ الْأَصْنَامِ وَيَعْلُو كُلَّ رِبْوَةٍ رَاغِبًا فِي حُبُّهُ وَيَبْغِي مَعْشُوقَ الْمَرَامِ وَلَوْ بِتَوْسَلِ اللَّئِمِّ وَالْفَاسِقِينَ . بَلِ الدَّاعِي الصَّادِقُ هُوَ الَّذِي يَتَّبِعُ إِلَى اللَّهِ تَبْتِيلًا وَلَا يَسْأَلُ غَيْرَهُ تَبْتِيلًا وَيَجِيءُ اللَّهُ كَالْمَنْقَطِعِينَ الْمَسْتَسْلِمِينَ وَيَكُونُ إِلَى اللَّهِ سِيرُهُ وَلَا يَعْجَبُ بِمَنْ هُوَ غَيْرُهُ وَلَوْ كَانَ مِنَ الْمَلُوكِ وَالسَّلَاطِينِ . وَالَّذِي يَكْبُّ عَلَى غَيْرِهِ وَلَا يَقْصِدُ الْحَقَّ فِي سِيرِهِ فَهُوَ لَيْسَ مِنَ الدَّاعِينَ الْمَوْحِدِينَ بَلْ كَزَامِلَةِ الشَّيَاطِينِ فَلَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى طَلَاوَةِ كَلِمَاتِهِ وَيَنْظُرُ إِلَى خَبْثَةِ نِيَّاتِهِ وَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَ اللَّهِ مَعَ حَلَاوَةِ لِسَانِهِ وَحَسَنِ بَيَانِهِ كَمَثَلِ رُوَيْثٍ مَفْضُضٍ أَوْ كَنَيْفٍ مَبْيُضٍّ قَدْ آمَنَتْ شَفْتَاهُ وَقَلْبُهُ مِنَ الْكَافِرِينَ .

فأولئك الذين غضب الله عليهم وهم المرادون من قوله الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ إِنْهُمْ
دُعُوا إِلَى سُبُلِ الْحَقِّ فَمَنْ كُفِّرُوا عَنْهَا وَتَخَيَّرُوا الْمَفَاسِدَ بَعْدَ التَّنْبِيهِ عَلَى خَبِيثَتِهَا
وَانْطَلَقُوا ذَاتَ الشَّمَالِ وَمَا انْطَلَقُوا ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِنْهُمْ رَكَنُوا إِلَى الْمَيْمَنِ وَمَا بَقِيَ إِلَّا
قَيْدَ رُمَحَيْنٍ وَعَدَمُوا الْحَقَّ بَعْدَ مَا كَانُوا عَارِفِينَ. وَأَمَّا الضَّالُّونَ الَّذِينَ أُشِيرَ إِلَيْهِمْ فِي
قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ الضَّالِّينَ فَهَمَّ الَّذِينَ وَجَدُوا طَرِيقًا طَامِسًا فِي لَيْلِ دَامَسَ فَرَاغُوا عَنِ
الْمَحْجَةِ قَبْلَ ظَهْرِ الْحِجَّةِ وَقَامُوا عَلَى الْبَاطِلِ غَافِلِينَ. وَمَا كَانَ مَصْبَاحَ يَوْمِهِمُ الْعِثَارَ
أَوْ يَبِينَ لَهُمُ الْآثَارَ فَسَقَطُوا فِي هَوَاةِ الضَّلَالِ غَيْرَ مُتَعَمِّدِينَ. وَلَوْ كَانُوا مِنَ الدَّاعِينَ
بِدَعَاءِ إِهْدَانِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ لَحَفِظْتَهُمْ رَبُّهُمْ وَأَرَاهُمُ الدِّينَ الْقَوِيمَ وَلِنَجَّاهُمْ مِنْ
سَبِيلِ الضَّلَالَةِ وَلِهَدَاهُمْ إِلَى طَرِيقِ الْحَقِّ وَالْحِكْمَةِ وَالْعَدَالَةِ لِيَجِدُوا الصِّرَاطَ غَيْرَ
مَلُومِينَ. وَلَكِنَّهُمْ بَادَرُوا إِلَى الْأَهْوَاءِ وَمَا دَعَا رَبَّهُمْ لِلْإِهْتِدَاءِ وَمَا كَانُوا خَائِفِينَ بَلْ
لَوَّأُوا رُؤُوسَهُمْ مُسْتَكْبِرِينَ. وَسَرَتْ حُمَيَّا الْعُجْبِ فِيهِمْ فَرَفَضُوا الْحَقَّ لَهْفَوَاتٍ خَرَجَتْ
مِنْ فِيهِمْ وَلَفِظْتَهُمْ تَعْصَبَاتُهُمْ إِلَى بُوَادِي الْهَالِكِينَ. فَالْحَاصِلُ أَنَّ دَعَاءَ ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ﴾ يُنَجِّي الْإِنْسَانَ مِنْ كُلِّ أَوْدٍ وَيُظْهِرُ عَلَيْهِ الدِّينَ الْقَوِيمَ وَيُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِ
قَفْرِ إِلَى رِيَاضِ الشَّمْرِ وَالرِّيَاحِينَ. وَمَنْ زَادَ فِيهِ الْإِحَاذَ زَادَهُ اللَّهُ صَلَاحًا. وَالنَّبِيُّونَ
آنَسُوا مِنْهُ أُنْسَ الرَّحْمَنِ فَمَا فَرَقُوا الدَّعَاءَ طُرْفَةً عَيْنٍ إِلَى آخِرِ الزَّمَانِ. وَمَا كَانَ لِأَحَدٍ
أَنْ يَكُونَ غَنِيًّا عَنْ هَذِهِ الدَّعْوَةِ وَلَا مَعْرُضًا عَنْ هَذِهِ الْمُنْيَةِ نَبِيًّا أَوْ كَانَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ.
فِي أَنْ مَرَاتِبِ الرُّشْدِ وَالْهَدَايَةِ لَا تَتِمُّ أَبَدًا بَلْ هِيَ إِلَى غَيْرِ النِّهَايَةِ وَلَا تَبْلُغُهَا أَنْظَارُ الدَّرَايَةِ
فَلِذَلِكَ عَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى هَذَا الدَّعَاءَ لِعِبَادِهِ وَجَعَلَهُ مَدَارَ الصَّلَاةِ لِيَتَمَتَّعُوا بِرِشَادِهِ
وَلِيُكَمِّلَ النَّاسَ بِهِ التَّوْحِيدَ وَلِيَذْكُرُوا الْمَوَاعِيدَ وَلِيُسْتَخْلَصُوا مِنْ شَرِكِ
الْمُشْرِكِينَ وَمِنْ كَمَالَاتِ هَذَا الدَّعَاءِ أَنَّهُ يَعْمَ كُلَّ مَرَاتِبِ النَّاسِ وَكُلِّ فَرْدٍ مِنْ
أَفْرَادِ الْأَنْسَاءِ. وَهُوَ دَعَاءٌ غَيْرٌ مُحَدُودٌ لِأَحَدٍ لَهُ وَلَا انْتِهَاءَ وَلَا غَايَ وَلَا أَرْجَاءَ

﴿۹۵﴾

فطوبى للذين يداومون عليه بقلبٍ دامى القُرْح و بروح صابرة على الجُرْح
 و نفسٍ مطمئنة كعباد الله العارفين . و إنه دعاء تضمّن كلّ خير و سلامة و سداد
 و استقامة و فيه بشارات من الله ربّ العالمين . و قيل إن الطريق لا يُسمّى صراطاً
 عند قوم ذوى قلب و نور حتى يتضمّن خمسة أمور من أمور الدين و هى
 الاستقامة و الإيصال إلى المقصود باليقين و قرب الطريق و سعة المارّين
 و تعيّن طريقاً للمقصود فى أعين السالكين . و هو تارة يُضاف إلى الله إذ هو
 شرّعه و هو سوى سُبُلّه للماشين . و تارة يُضاف إلى العباد لكونهم أهل السلوك
 و المارّين عليها و العابرين .

و الآن نرى أن نوازن هذا الدعاء بالدعاء الذى علّمه المسيح فى الإنجيل
 ليتبين لكل مُنصف أيّهما أشفى للعليل و أدراً للغيل و أرفع شأناً و أتم برهاناً
 و أنفع للطالبيين . فاعلم أن فى إنجيل لوقا قد كُتب فى الإصحاح الحادى عشر
 أن المسيح علّم الدعاء هكذا (٢) فقال لهم يعنى للحواريين متى صلّيتم فقولوا
 ابانا الذى فى السماوات ليتقدس اسمك ليأت ملكوتك لتكن مشيئتك
 كما فى السماوات كذلك على الأرضين . خبّرنا كفأنا أعطنا كل يوم و اغفر
 لنا خطايانا لأننا نحن أيضاً نغفر لكل من يُذنب إلينا (يعنى نغفر للمذنبين) . و لا
 تُدخلنا فى تجربة لكن نجّنا من الشرير . هذا دعاء علّم للمسيحيين .

فاعلم أنه دعاء يفرط فى الصفات الربّانية و كذلك ما يحيط على مقاصد
 الفطرة الإنسانية بل يزيد سورة الحسرة الروحانية و يحرك القوى لطلب الأهواء
 الفانية و الشهوات المتفانية مع الذهول عن سعادات يوم الدين . و من جملة
 جملته فقرة أعنى ليتقدس اسمك فانظر فيها بعقلك و فهمك هل تجده حرّياً

بشأن الأكمل الذي ليست له حالة منتظرة من حالات الكمال ولا مرتبة مترقبة من مراتب التقديس والجلال. فإن المحامد والتقدسات كلها ثابتة لحضرة العزة ولا يُنتظر شيء منها في الأزمنة الآتية وهذا هو تعليم القرآن وتلقين كلام الله الرحمن كما مرّ كلامنا في هذا البيان. ومن أقبل على الفرقان المجيد وفهمه وتدبر ونظره بالنظر السديد فيكشف عليه أن الفرقان قد أكمل في هذا الأمر البيان وصرح بأن لله كمالاً تاماً وكل كمال ثابت له بالفعل وليس فيه كلام وتجويز الحالة المنتظرة له جهل وظلم واحترام. وأما الإنجيل فيجعل الباري عزّ اسمه محتاجاً إلى الحالة المنتظرة وضاجراً لكمالات مفقودة غير الموجودة ولا يقبل وجود كمال شجرته بل يظهر الأماني لإيناع ثمرته وليس قائل استنارة بدهه بل ينتظر زمان علوّ قدره. كأن ربّ الإنجيل واجمّ من فقد المرادات وعاجز عن إمضاء الإرادات. وكم من ليلة باتها ينتظر كمالاتٍ ويترقب تغيير حالات حتى يئس من أيام رشاده وأقبل على عباده ليتمنوا له حصول مراده وليعقدوا الهمم لزوال كمدّه وعلاج رمدّه. سبحان ربنا إن هذا إلا بهتان مبين. إنما أمره إذا أراد شيئاً أن يقول له كن فيكون. ما للبالبال وربّ ذي الجلال ربّ العالمين. ثم دعاء المسيح دعاءً لا أثر فيه من غير التنزيه كأنه يقول إن الله منزّه عن الكذب والتمويه ولكن لا توجد فيه كمالات أخرى ولا من الصفات الثبوتية أثر أدنى فإن التنزيه والتقديس من الصفات السلبية كما لا يخفى على ذوى المعرفة والبصيرة وأما الصفات السلبية فهي لا تقوم مقام الإثبات كما ثبت عند الثقات. وأما ما علمنا القرآن من الدعاء فهو يشتمل على جميع صفات كاملة توجد في حضرة الكبرياء ألا ترى إلى قوله عزّ وجلّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ. مَا لِكِ يَوْمَ الدِّينِ. كيف أحاط صفات الله جموعها وتابط أصولها وفروعها

﴿۹۷﴾

وَأَشَارَ فِي الْحَمْدِ لِلَّهِ أَنْ اللَّهُ ذَاتٌ لَا تُحْصَى صِفَاتُهُ وَلَا تُعَدُّ كِمَالَاتُهُ وَأَشَارَ فِي رَبِّ الْعَالَمِينَ أَنْ وَنَلَّ رَبُّوْبِيْتَهُ يَعْمُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِينَ وَالْجِسْمَانِيْنَ وَالرُّوْحَانِيْنَ . وَأَشَارَ فِي الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَنَّ الرَّحْمَةَ بِجَمِيعِ أَنْوَاعِهَا مِنَ اللَّهِ الْقِيَوْمِ الْقَدِيمِ وَالْخَلْقِ الْكَرِيمِ وَأَشَارَ فِي قَوْلِهِ يَوْمَ الدِّينِ أَنَّ مَا لَكَ الْمَجَازَاةُ هُوَ اللَّهُ لَا غَيْرَهُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ وَأَنَّ أُبْحَرَ الْمَجَازَاتِ جَارِيَةٌ وَهِيَ تَمْرٌ مَرَّ السَّحَابِ كُلِّ حَيْنٍ وَكُلِّ مَا يَرَى عَبْدٌ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَإِحْسَانَاتِهِ بَعْدَ أَعْمَالٍ صَالِحَةٍ وَصِدْقِهِ وَصِدْقَاتِهِ فَإِنَّمَا هُوَ صَنِيعَةٌ مَجَازَاتِهِ . فَفِي هَذِهِ الْمَحَامِدِ إِشَارَاتٌ رَفِيعَةٌ عَالِيَةٌ وَدَلَالَاتٌ لَطِيفَةٌ مَتَعَالِيَةٌ عَلَى كُلِّ كِمَالٍ لِحَضْرَةِ اللَّهِ جَامِعٍ كُلِّ جَمَالٍ وَجَلَالٍ . ثُمَّ مِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ اللَّامَ فِي الْحَمْدِ لِلَّهِ لِإِسْتِغْرَاقِ فَهُوَ يَشِيرُ إِلَى أَنَّ الْمَحَامِدَ كُلَّهَا لِلَّهِ بِالِاسْتِحْقَاقِ . وَأَمَّا دَعَاءُ الْإِنْجِيلِ أَعْنَى "لِيَتَقَدَّسُ اسْمُكَ" فَلَا يَشِيرُ إِلَى كِمَالٍ بَلْ يَخْبِرُ عَنْ خَطَرَاتِ زَوَالٍ وَيُظْهِرُ الْأَمَانِيَّ لِتَقْدِيسِ الرَّحْمَنِ كَأَنَّ التَّقْدِيسَ لَيْسَ لَهُ بِحَاصِلٍ إِلَى هَذَا الْآنَ . فَمَا هَذَا الدَّعَاءُ إِلَّا مِنْ نَوْعِ الْهَدْيَانِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ قُدُّوسٌ مِنَ الْأَزْلِ إِلَى الْأَبَدِ كَمَا هُوَ يَلِيقُ بِالْأَحَدِ الصَّمَدِ فَهُوَ مَنْزَهُ وَمَقْدَّسٌ مِنْ كُلِّ التَّنَدُّسَاتِ فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ إِلَى أَبَدِ الْأَبَدِينَ وَلَيْسَ مَحْرُومًا وَمِنْ الْمُنْتَظَرِينَ .

ثُمَّ قَوْلُهُ تَعَالَى الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ رَدُّ لَطِيفِ عَلَى الدَّهْرِيِّينَ وَالْمَلْحِدِينَ وَالطَّبِيعِيِّينَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِصِفَاتِ اللَّهِ الْمَجِيدِ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ كَعَلَّةٍ مَوْجِبَةٍ وَلَيْسَ بِالْمُدَبَّرِ الْمُرِيدِ وَلَا يَوْجِدُ فِيهِ إِرَادَةَ كَالْمَنْعَمِينَ وَالْمَعْتَبِينَ . فَكَأَنَّهُ يَقُولُ كَيْفَ لَا تُؤْمِنُونَ بِرَبِّ الْبَرِيَّةِ وَتَكْفُرُونَ بِرَبُّوْبِيْتِهِ الْإِرَادِيَّةِ وَهُوَ الَّذِي يُرَبِّي الْعَالَمِينَ وَيَغْمُرُ بَنُوَالَهُ وَيَحْفَظُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقُدْرَتِهِ وَجَلَالِهِ وَيَعْرِفُ مِنْ أَطَاعِهِ وَمَنْ عَصَا فَيَغْفِرُ الْمَعَاصِي أَوْ يُؤَدِّبُ بِالْعَصَا وَمَنْ جَاءَهُ مَطِيعًا فَلَهُ

جَنَّانٍ وَحَقَّتْ بِهِ فَرِحَتَانِ فَرِحَةٌ يَصِيبُهُ مِنْ اسْمِ الرَّحِيمِ وَآخَرَى مِنَ الرَّحْمَنِ الْقَدِيمِ
فِيَجْزَى جِزَاءً أَوْفَى مِنَ اللَّهِ الْأَعْلَى وَيُدْخَلُ فِي الْفَائِزِينَ . وَلَا شَكَّ أَنَّ هَذِهِ الصِّفَاتِ
تَجْعَلُ اللَّهَ مُسْتَحَقًّا لِلْعِبَادَةِ مُعْطِيًّا مِنْ عَطَايَا السَّعَادَةِ وَأَمَّا التَّقْدِيسُ وَحَدَهُ كَمَا ذُكِرَ
فِي الْإِنْجِيلِ فَلَا يُحَرِّكُ الرُّوحَ لِلْعِبَادَةِ بَلْ يَتْرَكُهَا كَالنَّائِمِ الْعَلِيلِ . وَأَمَّا سِرُّ هَذَا
الترتيب الذي اختاره في الفاتحة ربُّنا المجيد ذو المجد والعزّة وذكر المحامد قبل
ذكر الدعاء والعبادة فاعلم أنه فعل ذلك ليذكر عباده عظمة صفات البارئ ذي
المجد والعلاء قبل الدعاء ويشير إلى أنه هو المولى لا مُنعمٌ إلا هو ولا راحمٌ إلا هو
ولا مُجَازِيٌ إلا هو ومنه يأتي كلُّ ما يأتي العباد من الآلاء والنعماء . وهذا الترتيب
أحسنٌ وللروح أنفع فإنه يُظهِرُ عَلَى السَّعِيدِ مِنْ اللَّهِ الرَّحِيمِ وَيَجْعَلُهُ مُسْتَعِدًّا وَمُقْبِلًا
عَلَى حَضْرَةِ الْقَدِيرِ الْكَرِيمِ وَيُظْهِرُ مِنْهُ تَمَوُّجٌ تَأْمُّ فِي أَرْوَاحِ الطُّلَبَاءِ كَمَا لَا يَخْفَى
عَلَى أَهْلِ الدَّهَاءِ . وَأَمَّا تَخْصِيصُ ذِكْرِ الرَّبُّوبِيَّةِ وَالرَّحْمَانِيَّةِ وَالْمَالِكِيَّةِ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ فَلَأَجْلَ أَنَّ هَذِهِ الصِّفَاتِ الْأَرْبَعَةَ أُمَّهَاتٌ لِجَمِيعِ الصِّفَاتِ الْمُؤَثِّرَةِ الْمَفِيضَةِ
وَلَا شَكَّ أَنَّهَا مُحَرِّكَاتٌ قَوِيَّةٌ لِقُلُوبِ الدَّاعِيِينَ .

ثم الإنجيل يذكر الله تعالى باسم الأب والقرآن يذكره باسم الرب وبينهما بون
بعيد ويعلمه من هو زكى وسعيد وإن لم يعلمه من كان من الجاهلين . فإن لفظ الأب
لفظاً قد كثر استعماله في المخلوقين فنقله إلى الرب تعالى فعلٌ فيه رائحة من
الإشراك وهو أقرب للإهلاك كما لا يخفى على المتدبرين .

ثم اعلم أن شكر المحسن المنان أمرٌ معقول مسلمٌ عند ذوى العقول والعرفان
وإذا كان المحسن مع إحسانه العام ورحمته التام خالق الأشياء وقيوم العالم من
الابتداء إلى الانتهاء وكان في يده كل أمر الجزاء فيضطر الإنسان طبعاً ليرجع إلى
جنابه ويتذلل على بابه وينجو من تبابه وإذا وجدته فلا يتأوبه عنده همٌّ

﴿ ۹۹ ﴾

ولا يُفزعُه وَهْمٌ وَيَكُونُ مِنَ الْمُطْمَئِنِّينَ . وَهَذَا الْأَمْرُ دَاخِلٌ فِي فِطْرَتِهِ وَمُرْكَوزٌ فِي جَبَلَتِهِ وَمَتَنَقَّشٌ فِي مُهْجَتِهِ أَنَّهُ يَطْلُبُ صَاحِبَ هَذِهِ الصِّفَاتِ عِنْدَ التَّرَدُّدَاتِ وَيُؤَمِّمُ بِهِ الْمَخْرَجَ مِنَ الْمَشْكَالَاتِ . وَالطَّالِبُونَ يَتَعَاطُونَ بِذِكْرِهِ كَأَسِّ الْمَنَافِثَةِ وَيَقْتَدِحُونَ لَطْلِبِهِ زِنَادَ الْمُبَاحِثَةِ وَيَجُوبُونَ الْبِرَارِي وَالْفُلُواتِ وَيَطْلُبُونَ أَثَرَ ذَلِكَ الْجَامِعِ لِلْبِرَكَاتِ وَقَاضِي الْحَاجَاتِ وَيَبْتَغُونَ مَجَاهِدِينَ . فَبَشِّرِ اللَّهَ عِبَادَهُ أَنَّهُ هُوَ وَأَنَّهُ مَقْصِدُ مَلَاحِ عِيُونِهِمْ وَمَقْصُودُ مِرَامِي لِحَظِهِمْ وَمَدَارُ شُؤْنِهِمْ فَلْيَطْلُبُوهُ إِنْ كَانُوا طَالِبِينَ . وَمِنْ هَذَا الْمَقَامِ يَظْهَرُ عَظَمَةُ الْفَاتِحَةِ وَكَوْنُهُ مِنَ اللَّهِ الْعَلَامِ فَإِنَّهَا مَمْلُوءَةٌ مِنْ كُلِّ دَوَاءٍ وَعِلَاجٍ لِكُلِّ دَاءٍ وَمَنْجَى مِنْ كُلِّ بَلَاءٍ يَقْوَى الضَّعْفَاءَ وَيَبَشِّرُ الصَّالِحَاءَ وَيَفْتَحُ أَبْوَابَ الْخَيْرِ وَسُدَّدَهُ وَيُعْطِي كُلَّ ذِي رَشْدٍ رَشْدَهُ إِلَّا الَّذِي أَحَاطَ عَلَيْهِ غِبَاوَتُهُ وَشَقَاوَتُهُ فَصَارَ مِنَ الْهَالِكِينَ . وَانظُرْ إِلَى كِمَالِ تَرْتِيبِ الْفَاتِحَةِ مِنَ اللَّهِ ذِي الْجَلَالِ وَالْعِزَّةِ كَيْفَ قَدَّمَ ذِكْرَ اسْمِ اللَّهِ فِي الْعِبَارَةِ وَجَعَلَهُ سِرًّا مَجْمَلًا لِتَفَاصِيلِ الصِّفَاتِ الْأَرْبَعَةِ وَزَيَّنَ الْعِبَارَةَ بِكِمَالِ لَطَائِفِ الْبَلَاغَةِ ثُمَّ أَرَدَفَهُ صِفَةَ الرَّبُوبِيَّةِ الْعَامَّةِ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ كَكَنْزٍ مَخْفَى مِنْ أَعْيُنِ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ فَأَوَّلُ مَا عَرَّفَهُ كَانَتْ رَبُوبِيَّتُهُ بِكِمَالِ الْحِكْمَةِ وَالْقُدْرَةِ . ثُمَّ ذَكَرَ اللَّهَ فِي الْفَاتِحَةِ رَحْمَانِيَّةً وَبَعْدَهَا رَحِيمِيَّةً وَقَفَّاهَا مَالِكِيَّةً فَوَضَعَهَا طَبَاقًا وَطَبَّقَهَا إِشْرَاقًا وَجَعَلَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ وَضَعًا كَمَا كَانَ مَدَارِجَهَا طَبَعًا وَفِيهِ آيَاتٌ لِلْمُتَدَبِّرِينَ . وَعَلَّمَ اللَّهَ عِبَادَهُ أَنَّهُ يَتَقَدَّمُوا هَذِهِ الْمُحَامِدِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَسْأَلُوا الْهَدَايَةَ وَالِاسْتِقَامَةَ بَعْدَ الشَّاءِ عَلَيْهِ لِتَكُونَ هَذِهِ الصِّفَاتِ وَتَصَوَّرُهَا سَبَبًا لِقُورِ عِيُونِ الرَّوْحَانِيَّةِ وَوَسِيلَةً لِلْحَضُورِ وَالذُّوقِ وَالْمَوَاجِيدِ التَّعْبُدِيَّةِ وَلِيُسْتَجَابَ الدُّعَاءُ بِهَذَا الْحَضُورِ وَيَكُونَ مُوجِبًا لِأَنْوَاعِ السَّرُورِ وَالنُّورِ وَالتَّبَعْدِ عَنِ الْمَعَاصِي وَالْفُجُورِ لِأَنَّ الْعَبْدَ إِذَا عَرَفَ أَنَّهُ يَعْبُدُ رَبًّا أَحَاطَ ذَاتَهُ جَمِيعَ أَنْوَاعِ الْمُحَامِدِ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَسْتَجِيبَ جَمِيعَ أَدْعِيَةِ الْمُحَامِدِ وَعَرَفَ أَنَّهُ رَبٌّ عَظِيمٌ يَوْجِدُ فِيهِ جَمِيعَ أَنْوَاعِ الرَّبُوبِيَّةِ وَرَحْمَنٌ كَرِيمٌ يَوْجِدُ فِيهِ جَمِيعَ أَقْسَامِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَرَحِيمٌ قَدِيمٌ يَوْجِدُ فِيهِ كُلَّ أَصْنَافِ الرَّحِيمِيَّةِ

﴿۱۰۰﴾ وَمَالِكُ مَجَازَاةٌ يَقْدِرُ عَلَىٰ أَنْ يَجْزِيَ كُلَّ ذِي مَرْتَبَةٍ فِي الْإِخْلَاصِ عَلَىٰ حَسَبِ الْمَرْتَبَةِ فَيَجِدُ ذَاتَهُ عَظِيمَ الشَّأْنِ فِي الْقُدْرَةِ وَيَجِدُ عَظَمَةَ صِفَاتِهِ خَارِجَةً مِنَ الْإِحَاطَةِ فَيَسْعَىٰ إِلَىٰ بَابِهِ وَيَبَادِرُ إِلَىٰ جَنَابِهِ قَائِلًا إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ فَيَجْمَعُ فِي هَذَا الْكَلَامِ انْكَسَارَ الْعَبْدِ وَجَلَالَ رَبِّ الْعَالَمِينَ. فَهَذَا الْاجْتِمَاعُ الْمُبَارَكُ يَقْطَعُ عِرْقَ الْاسْتِرَابَةِ وَيَكُونُ سَبَابًا قَرِيبًا لِلْاسْتِجَابَةِ فَيَكُونُ الدَّاعِي مِنَ الْمَقْبُولِينَ بَلْ مِمَّنْ لَا يَشْقَىٰ بِهِمْ جَلِيسٌ وَلَا يَقْرَبُهُمْ غَوْلٌ وَلَا تَلْبِيسٌ وَلَا يَخِيبُ فِيهِمْ مَظْنُونٌ وَتُرْفَعُ حُجُبُهُمْ فَلَا يُطَوِّىٰ دُونَهُمْ مَكْنُونٌ فَيَطَّلِعُ عَلَىٰ مَا حَكَّ فِي صُدُورِ النَّاسِ وَعَلَىٰ أُمُورِ سَمَاوِيَةٍ مَتَعَالِيَةٍ عَنِ طُورِ الْعَقْلِ وَالْقِيَاسِ وَيَدْخُلُ فِي أَهْلِ السَّرِّ وَالْقُرْبِ وَالْمَكْلَمِينَ. وَيَكُونُ لَهُ الرَّبُّ الْكَرِيمُ كَالْخَلِّ الْوَدُودِ وَالْخِذْنِ الْمُوْدُودِ بَلْ أَقْرَبُ مِنْ كُلِّ قَرِيبٍ وَأَحَبُّ مِنْ كُلِّ حَبِيبٍ وَيَكُونُ كَلَامُهُ أَحْلَىٰ مِنْ كُلِّ شَرِبَةٍ وَإِلْهَامُهُ أَلَذَّ مِنْ كُلِّ لَذَّةٍ وَيَدْخُلُ اللَّهُ فِي الْقَلْبِ وَيَشْغَفُهُ حُبًّا وَيَنْظُرُ إِلَىٰ الْمُحِبِّ فَيَجْعَلُهُ لُبًّا وَيَصْبِغُهُ بِصَبْغِ الْمَتَبَتِّلِينَ. وَيَأْتِيهِ مِنَ الْبَرَهَانَ وَالنُّورِ وَالسَّلْمَانَ وَالْعِلْمِ وَالْعِرْفَانَ فَلَا يَسْعُهُ الْكُتْمَانُ وَلَوْ اخْتَفَىٰ فِي مَغَارَةٍ الْأَرْضِيْنَ فَيَسْبِحَانِ رَبَّنَا رَبَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ.

واعلموا أيها الناظرون والعلماء المستبصرون أن عيسى عليه السلام علم تمهيداً قبل الدعاء والقرآن علم تمهيداً قبل الدعاء والفرق بينهما ظاهر على أهل الدهاء فإن تمهيد القرآن يُحرِّك الروح إلى عبادة الرحمن ويحرِّك العباد إلى أن ينتجعوا حضرته بامحاض النية وإخلاص الجنان ويظهر عليهم أنه عين كل رحمة وينبوع جميع أنواع الحنان ومخصوص باسم الرب والرحمن والرحيم والديان فالذين يطلعون على هذه الصفات فلا يزالون أهلها ولو سقطوا في فلووات الممات بل يسعون إليه ويوطنون لديه بصدق القلب وصحة النيات ويتراكضون إليه خيلهم ويسعون كالمشوق ويضطرم فيهم هوى المعشوق فلا يناقش أهواءً أخرى

عند غلبة هو ارب العالمين. فثبت أن في تمهيد هذا الدعاء تحريكا عظيماً للعابدين.

فإن العبد إذا تدبّر في صفات جعلها الله مقدّمة لدعاء الفاتحة وعلم أنها مشتملة على صفات كماله ونُعوت جلاله باستيفاء الإحاطة ومحركة لأنواع الشوق والمحبة وعلم أن ربّه مبداً لجميع الفيوض ومنبع لجميع الخيرات ودافع لجميع الآفات ومالك لكل أنواع المجازات منه يبدأ الخلق وإليه يرجع كل المخلوقات وهو منزّه عن العيوب والنقائص والسيئات ومستجمع لسائر صفات الكمال وأنواع الحسنات فلا شك أنه يحسبه مُنَجِّح جميع الحاجات ومُنَجِّياً من سائر الموبقات فيكابد في ابتغاء مرضاته كل المصائب ولو قُتل بالسهم الصائب ولا يُعجزه الكروب ولا يدري ما اللغوب ويجذبه المحبوب ويعلم أنه هو المطلوب ويسر له استقراء المسالك لتطلب مرضاة المالك فيجاهد في سبله ولو صار كالهالك ولا يخشى هولّ بلاء وينبري لكل ابتلاء ولا يبقى له من دون حُبّه الأذكار ولا تستهويه الأفكار وينزل من مطية الأهواء ليمتطي أفراس الرضاء ويضفر أزيمة الابتغاء ليقطع المسافة النائية لحضرة الكبرياء ويظلّ أبداً له مُدانيّاً ولا يجعل له ثانيا من الأعباء ولا يعثور قلبه بين الشركاء ويقول يا ربّ تسلّم قلبي وتكفيني لجذبي وجلبى ولن يُصيبني حسن الآخرين. هذه نتائج تمهيد دعاء الفاتحة وأما تمهيد دعاء عيسى عليه السلام فقد عرفت حقيقته وما فيه من الآفة فلا حاجة إلى الإعادة فتفكّر في إيماضى وتندّم من زمان ماضى وكُن من التائبين.

ثم بعد ذلك ننظر إلى دعاء علّمه عيسى وإلى دعاء علّمه ربنا الأعلى ليتبين ما هو الفرق بينهما لدى النهى ولينتفع به من كان من الصالحين.

فاعلم أن عيسى عليه السلام علم دعاءً يتزرى عليه إنصافنا أعنى خُبْرنا كفافنا
وأما القرآن فعاف ذكْر الخُبْر والماء في الدعاء وعلمنا طريق الرشد والاهتداء
وحتّ على أن نقول إهدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ونطلب منه الدين القويم ونعوذ به
من طرق المغضوب عليهم والضالين وأشار إلى أن راحة الدنيا والآخرة تابعة
لطلب الصراط وإخلاص الطاعة فانظرُ إلى دعاء الإنجيل ودعاء القرآن من الرب
الجليل وكن من المنصفين. وأما ما جاء في دعاء عيسى ترغيب في الاستغفار فهو
تأكيد لدعاء طلب الخبز كأهل الاضطرار لعل الله يرحم ويعطي خبزاً كثيراً عند
هذا الإقرار بالاستغفار تضرّع لطلب الرغفان وأصل الأمر هو طلب الخبز من الله
المنان. ويثبت من هذا الدعاء أن أكثر أمم عيسى كانوا عشاق الذهب واللّجين
وهاجرى الحقّ للحجرين وباعى الدين ببخسٍ من الدراهم ومختبني خلاصة
النضّ وتاركى ذيل الربّ الراحم والعائين عاصين. وحبب إليهم أن يتخذوا الطمع
شريعةً وحبّ الدنيا نُجعةً. فاستشرف الأناجيل ليظهر عليك صدق ما قيل واتق
الربّ الجليل ودع الأقاويل ولا تحسب الحقّ الصريح كالمعضلات واستوضح
منى المشكلات لأخبرك عن أبناء العصاة والمنجيات والمهلكات ففتش الحقّ
قبل حُموم الحمام وهجوم الآلام ونزع الروح وحصر الكلام واعلم أن الخير كله
في الإسلام فطوبى للذى ضرب الخيام في هذا المقام وقوى يقينه بالإلهام ووحى
الله العلامة وردّاه الله رداء الإكرام. إن المسلمين قوم سجايهم إعلاء كلمة
التوحيد وبذل النفس ابتغاءً لمرضات الله الوحيد وصلاحهم يتأفقون من الدنيا
بل من الإمرة ولا يتخيرون لأنفسهم إلا وجه ربّ ذي العزة ولا يُشجّهم إلا أنّ
غفلة من ذكر الحضرة يتوكّلون عليه ويطلبون منه هداه ولا يركنون إلى الخلق بل
يبتغون حباه ويمشون في الأرض هوناً ولا يبیطشون جبّارين. وشأنهم إطالة الفكرة

﴿۱۰۳﴾

وتحقيق الحق وتنقيح الحكمة. يراعون في الرياسة تهذب السياسة وفي أوان
الخصاصة والافتقار آداب التبصر والاصطبار. ولا تفاضل فيهم إلا بتفاضل
التقوى والتقات ولا رب لهم إلا رب الكائنات. وكل ذلك أنوار حاصلة من
الفاتحة كما لا يخفى على أهل الفطرة الصحيحة والتجربة. فالحق أن الفاتحة
أحاطت كل علم ومعرفة واشتملت على كل دقيقة حق وحكمة وهي تجيب
كل سائل وتذيب كل عدو صائل ويطعم كل نزيل إلى التضييف مائل ويسقى
الواردين والصادرين. ولا شك أنها تزيل كل شك خيب وتجيب كل هم
شيب وتعيد كل هذو وتغيّب وتُخجل كل خصيم نيب ويبشر الطالبين. ولا
معالج كمثلها لسم الذنوب وزيف القلوب وهو الموصل إلى الحق واليقين.

وأما الهداية التي قد أمرنا لطلبها في الفاتحة فهو اقتداء محامد ذات الله
وصفاته الأربعة وإلى هذا يشير اللام الذي موجود في إهدنا الصراط المستقيم
ويعرفه من أعطاه الله الفهم السليم. ولا شك أن هذه الصفات أمهات
الصفات وهي كافية لتطهير الناس من الهنات وأنواع السيئات فلا يؤمن بها
عبد إلا بعد أن يأخذ من كل صفة حظّه ويتخلق بأخلاق رب الكائنات. فمن
استفاض منها فُفُتَحَ عليه باب عظيم من معرفة الرب المحبوب وتتجلى له
عظمته فتحصل الأمانة والتنفر من الذنوب والسكينة والإخبات والامتثال
الحقيقي والخشية والأنس والذوق والشوق والمواجيد الصحيحة والمحبة
الذاتية المُفْنِيَةِ المحرقة بإذن الله مُرَبِّي السالكين.

وهذه كلها ثمرات التدبر في مضامين الفاتحة فإنها شجرة طيبة تؤتي كل حين
أكلاً من المعرفة ويروى من كأس الحق والحكمة فمن فُتِحَ باب قلبه لقبول نورها
فيدخل فيه نورها ويطلع على مستورها ومن غلّق الباب فدعا ظلمته إليه بفعله

ورأى التبابَ ولحقَ بالهالكين.

﴿١٠٣﴾

ثم اعلم أن قوله تعالى ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ يدل على أن السعادة كلها في اقتداء صفات رب العالمين. وحقيقة العبادة الانصبغ بصيغ المعبود وهو عند أهل الحق كمال السعود فإن العبد لا يكون عبداً في الحقيقة عند ذوى العرفان إلا بعد أن تصير صفاته أظلالاً لصفات الرحمن فمن أمارات العبودية أن تتولد فيه ربوبية كربوية حضرة العزة وكذلك الرحمانية والرحيمية وصفة المجازات أظلالاً لصفات الحضرة الأحدية. وهذا هو الصراط المستقيم الذى أمرنا لنطلبه والشرعة التى أوصينا لنرقبها من كريم ذى الفضل المبين.

ثم لما كان المانع من تحصيل تلك الدرجات الرياء الذى يأكل الحسنات والكبر الذى هو رأس السيئات والضلال الذى يُبعد عن طرق السعادات أشار إلى دواء هذه العلل المهلكات رحمةً منه على الضعفاء المستعدين للخطيئات وترحمًا على السالكين فأمر أن يقول الناس ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ ليستخلصوا من مرض الرياء وأمر أن يقولوا ﴿إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ليستخلصوا من مرض الكبر والخيلاء وأمر أن يقولوا ﴿اهْدِنَا﴾ ليستخلصوا من الضلالات والأهواء. فقوله ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ حثٌ على تحصيل الخلوص والعبودية التامة وقوله ﴿إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ إشارة إلى طلب القوة والثبات والاستقامة وقوله ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ﴾ إشارة إلى طلب علمٍ من عنده وهدايةٍ من لدنه لطفًا منه على وجه الكرامة. فحاصل الآيات أن أمر السلوك لا يُتمم أبدًا ولا يكون وسيلةً للنجاة إلا بعد كمال الإخلاص وكمال الجهد وكمال فهم الهدايات بل كلُّ خادم لا يكون صالحاً للخدمات إلا بعد تحقق هذه الصفات.

﴿۱۰۵﴾

مثلاً إن كان خادم مخلصاً وموصوفاً بأوصاف الأمانة والخلوص والعفة ولكن كان من الكسالى والوانين القاعدين وكالضُّجعة النومة لا من أهل السعى والجهد والجدّ والقوة فلا شكّ أنه كلّ على مولاه ولا يستطيع أن يتّبع هدايه ويكون من المطاوعين. وخادم آخر مخلص أمين ومع ذلك مجاهد وليس بقاعد كالأخرين ولكنه جهول لا يفهم هداياتِ مخدومه ويُخطئ ذات مرارٍ كالمضالين؛ فمن جهله ربما يجترء على الممنوعات ويوقع نفسه فى المخاطرات والمحظورات ويبعد عن مرضاة المولى من جهل جاذب من الجهلات وربما يضيع نفائس المولى ودُرره وجواهره من كمال جهله وحمقه وسوء فهمه ويضع الأشياء فى غير محلها من زيغ و همه فهذا الخادم أيضاً لا يستطيع أن يستحصل مرضات المخدوم ويُسقطه جهله كلّ مرة عن أعين مولاه فيبكى كالموقوم وكذلك يعيش دائماً كالملعون المعلوم ولا يكون من الممدوحين. بل يراه المولى كالمنحوس الذى لا يأتى بخير فى سيره ويخرب بقعته ورحاله وأمواله فى كل حين. وأما الخادم المبارك والعبد المتبرك الذى يُرضى مولاه ولا يترك نكتة من هدايه ويسمع مرحبائه فهو الذى يجمع فى نفسه هذه الثلاث

﴿۱۰۶﴾

سَوِيًّا وَلَا يُؤْذِي مَوْلَاهُ بِخِيَانَةٍ وَحَدَلٍ وَلَا يُطْحِطِحُهُ بِكَسَلٍ أَوْ جَهْلٍ فَيَصِيرُ عَبْدًا مَرْضِيًّا. فهذه هي الأشراف الثلاثة للذين يسلكون سبيل ربهم مسترشدين. وفي ﴿يَاكَ نَعْبُدُ﴾ إشارة إلى الشرط الأول وإلى الشرط الثاني في ﴿يَاكَ نَسْتَعِينُ﴾ وإلى الثالث في ﴿أَهْدِنَا الصِّرَاطَ﴾ فطوبى للذين جمعوا هذه الثلاث ورجعوا إلى ربهم كاملين وتأدّبوا مع ربهم بكل الأدب وسلكوا بكل شريطة غير قاصرين. فأولئك الذين رضى الله عنهم ورضوا عنه ودخلوا حظيرة القدس آمنين. ولما كانت هذه الشرائط أهم الأمور للذي قصد سبيل النور جعلها الله الحكيم من أجزاء الدعاء ليتدبر السالك كالعقلاء وليستبين سبيل الخائنين.

وهذا آخر ما أردنا في هذا الكتاب بفضل ربّ الأرباب

والحمد لله رب العالمين. والسلام على سيّدنا

ورسولنا محمد خاتم النبيين. رَبِّ أَمْطُرْ

مَطَرَ السَّوْءِ عَلَى مَكْذِبِيهِ وَاجْعَلْنَا

مِنَ الْمَنْصُورِينَ.

آمين.



بقلم احقر العباد من المريدين لحضرت المسيح الموعود والمهدي المسعود العبد المفتقر

إلى الله الاحد غلام محمد الامرتسرى عفى عنه

﴿الف﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين . والصلاة والسلام على سيد ولد آدم سيد الرسل والأنبياء أصفى الأصفياء محمد خاتم النبيين وآله وأصحابه أجمعين .

أما بعد فيقول العبد الضعيف المُفتقر إلى الله القوى الأمين نور الدين عصمه الله من الآفات وأدخله في زمرة الآمنين وجعله كاسمه : نور الدين إنّي قد كنتُ لهجئتُ مُدُّ رأيتُ المفاسد من أهل الزمان وشاهدتُ تغير الأديان أن أرزق رؤية رجل يجدد هذا الدين ويرجم الشياطين . وكنت أرجو هذه المُنية لأن الله قد بشر المؤمنين في كتاب مبين وقال وهو أصدق القائلين : وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ إِلَى آخِرِ مَا قَالِ رَبُّ الْعَالَمِينَ . وكذا قال الذي ما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى وهو الصدوق الأمين صلى الله عليه وسلم إن الله يبعث في هذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها فكنتُ لرحمته من المنتظرين . فقصدتُ لهذه البُغية بيتَ الله مهبطَ أنوار الحق واليقين فكنتُ أجوبُ البرارى وأقطع الصحارى وأستقرى عبداً من العباد الربانيين .

﴿ب﴾

فتوسّمتُ في البقعة المباركة المكرّمة شيخى الشيخ السيد حسين المهاجر الورع الزاهد التقىّ وشيخى الشيخ محمد الخزرجى الأنصارى وفي طابة الطيبة تشرفتُ بلقاء شيخى وسيدى ومولائى الشيخ عبد الغنى المجددى الأحمدي وكلهم كانوا كما أظن من المتّقين جزاهم الله عنى أحسن الجزاء آمين يا رب العالمين. وهؤلاء الشيوخ رحمهم الله كانوا على أعلى المراتب من التقوى والعلم ولكن لم يكونوا على أعداء الدين من القائمين ولا لشبها تهم مستأصلين بل فى الزوايا متعبدين وبمناجاة ربهم مُتخلّين.

وما رأيت فى العلماء من توجّه إلى دعوة النصارى والآرية والبراهمة والدهريّة والفلاسفة والمعتزلة وأمثالهم من الفرق المضلّين. بل رأيت فى الهند ما ينيف على تسع مائة ألف من الطلبة رفضوا العلوم الدينية واختاروا عليها العلوم الإنكليزية والألسنة الأوربية واتخذوا بطانةً من دون المؤمنين.

وأزِيد من ستين ألف رسالة طُبعت فى مقابلة الإسلام والمسلمين. هذه المصيبة وعليها نسمع المشائخ وأتباعهم أنهم يقولون إن الدعوة والمناظرات خلاف دَيْدِنِ أهل الكمال وأصحاب اليقين. وعُلماؤنا إلا من شاء الله ما يعلمون ما يُفَعَلُ بالدين وأهل الدين. والمتكلمون منتهى تدقيقاتهم مسألة إمكان كذب البارى (نعوذ بالله) وامتناعه لا لتبكي الكافرين وردّ مكائد المعاندين. ومع هذه الشكوى فنشكر مساعى الشيخ الأجلّ وأستاذى الأ كمل رحمة الله الهندي المكيّ والدكتور وزيرخان رحمهما الله تعالى والسيد الإمام أبى المنصور الدهلوى والزكى الفطن السيد محمد على الكانפורى والسيد اللبيب مصنّف



تنزيه القرآن وأمثالهم سلمهم الله فشكر الله سعيهم وهو خير الشاكرين.
 لكن جهادهم مع شعبة واحدة من مخالفي الإسلام ثم ما كان بالآيات
 السماوية والبشارات الإلهية.

و كنت حريصاً على رؤية رجلٍ أرى رجلاً واحداً من أفراد الدهر قائم في
 المضمار لتأييد الدين وإفحام المخاصمين. فرجعت إلى الوطن وأنا كالهائم
 الولهان أخبط ورق نهارى بعضاً تسيارى ومن المتعطشين الطالبين. فبينما أنتظر
 النداء من الصادقين إذ جاء تنى بشاره من جناب السيد الأجلّ والعالم الحبر
 الأبلّ مجدّد المائة ومهدى الزمان ومسيح الدوران مؤلف البراهين.
 فجئتُه لأنظر حقيقة الحال فتنرستُ أنه هو الموعود الحكّم العدل وأنه الذى
 انتدبه الله لتجديد الدين فقال لبيك يا إله العالمين . فسجدتُ لله
 شكراً على هذه المنة العظيمة لك الحمد والشكر والنعمة يا أرحم
 الراحمين . ثم اخترتُ محبته واستحسنْتُ بيعته حتى غمرتني رأفته وغشيتني
 مودته وصرتُ في حبه من المشغوفين . فأثرته على طارفي وتالدى بل على
 نفسى وأهلى ووالدى وأعزّتى الأقربين . أصبى قلبى علمه وعرفانه فشكراً لمن
 أتاح لى لقيانه . ومن سعادة جدى أنى آثرته على العالمين فشمرتُ فى خدمته
 تشمير من لا يألو فى ميدان من الميادين فالحمد لله الذى أحسن إلىّ وهو خير
 المحسنين .

فَوَاللَّهِ مُدَّ لَأَقِيَّتِهِ زَادَنِى الْهُدَى وَعَرَفْتُ مِنْ تَفْهِيمِ أَحْمَدَ أَحْمَدًا



وکم من عویصٍ مشکلی غیرِ واضحٍ
 وما إن رأینا مثله بطلاً بدا
 واکفره قومٌ جهول وظالمٌ
 وهذا علی الإسلام إحدى المصائبِ
 أفی القومِ تُمدح یا مکفرٌ صادقٍ
 نبذت هدی العرفان جهلاً وبعده
 وإن كنت تسعی اليوم فی الأرض مفسداً
 ولو قبل إکفارٍ تفکرت ساعةً
 قصدت لتُرضی القوم من سوء نية
 وما فی یدیک لتبعدن مقرباً
 وقد كنت تقبل صدقه وکتبه
 ألا إنه قد فاق صدقاً خواصکم
 أتکفرُ یا غول البراری مثله
 وتعساکم یا زمر شیخ مزورٍ
 له کتب السب والشتم حشوها
 أضلّ کثیراً من ضلالات وهمه
 وما إن أرى فیهِ الفضيلة خاصةً
 یشیع رسالات لبغی ثرائدٍ
 وما کان لی بغضٌ به وعداوةً
 أنار علی فرصت منه مُسهداً
 وما إن رأینا مثله قاتل العدا
 وکذبه من کان فظاً ومُلحداً
 یُکفر من جاء النبی مؤیداً
 ألا إن أهل الحق سموک مُفندا
 أخذت طریقاً قد دعاک إلى الردی
 فتحرق فی يوم النشور مُزوداً
 لعمری هدیة وما أبيت تبذراً
 وكان رضی الباری أتم وأوکداً
 إله البرایا قد دناه وأحمداً
 فمِثلک کُفراً ما رأینا ضفنداداً
 ودافی رؤوس الصائِلین وأرجداً
 أتلعن مقبولاً یحب محمداً
 هلکتهم وأرداکم وعقی وأفسداً
 شریراً ویستقری الشرور تعمداً
 وباعد من حق مبین وأبعداً
 نعم فی طریق المفسدین تفرداً
 ولیجلب الحمقى إليها ویرفداً
 وفي الله عادیناه إذ ذمّ أحمداً



فُخِذْ يَا إِلَهِي رَأْسَ كُلِّ مُعَانِدٍ كَأَخِذِكَ مَنْ عَادَى وَلِيًّا وَشَدَّدَا
 لَتَكُونَ آيَاتٍ لِكُلِّ مُكَذِّبٍ حَرِيصٍ عَلَى سَبِّ مُبَاهٍ تَحْسُدَا
 وَيَا طَالِبَ الْعِرْفَانِ خُذْ ذَيْلَ نُورِهِ وَدَعْ كُلَّ ذِي قَوْلٍ بِقَوْلِ الْمُهْتَدِي
 وَفِي الدِّينِ أَسْرَارًا وَسِبْلاً خَفِيَّةً يِلَاحِظُهَا بَصِيرٌ يِلَاقِي إِثْمَدَا
 وَآخِرَ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ كُلُّهُ
 لِرَبِّ رَحِيمٍ بَعَثَ فِينَا مُجَدِّدَا

قد تمت هذه القصائد وقد أحببنا أن نلحقها ببعض قصائد بليغة فصيحة من كلام الأديب المفلق السيد محمد سعيد الشامي الطرابلسي سلمه الله تعالى قد نظمها ومدح بها سيدنا ومرشدنا المشار إليه فيها وهجا الفرقة النصرانية ومن خالفه.

خَضَعْتُ لِرَفْعَةِ مُجَدِّدِ الْعِظْمَاءِ وَأَتَتَكَ تَسْحَبُ ذَيْلَهَا الْعَلِيَاءُ
 وَرَنَتْ إِلَيْكَ مَعَ الْوَقَارِ وَسَلَّمَتْ وَتَفَاخَرَتْ بِمَدِيحِكَ الشُّعْرَاءُ
 وَلَكَ الْأَمَانُ مِنَ الزَّمَانِ وَمَا عَلَيَّ مَنْ لَادَ فَيْكَ مِنَ الزَّمَانِ عَنَاءُ
 قَدْ حُرِّزْتَ فَضْلًا مِنَ الْهَيْكِ فَوْقَ مَا قَدْ حَازَهُ مِنْ قَبْلِكَ الْآبَاءُ
 وَحَوَيْتَ عِلْمًا لَيْسَ فِيهِ مِشَارِكٌ لَكَ فِي الْأَنْامِ وَلِلَّاهِ عَطَاءُ
 يَا مَنْ إِذَا نَزَلَ الْوَفُودُ بِبَابِهِ أَغْنَاهُمْ عَمَّا إِلَيْهِ جَاءُ
 أَنْتَ الَّذِي وَعَدَ الرَّسُولُ وَحَبَّذَا وَعَدُّ بِهِ قَدْ صَحَّتْ الْأَنْبَاءُ
 أَنْتَ الَّذِي إِنْ حَلَّ جَدَّبْتَ فِي الْمَلَا وَدَعَوْتَ رَبَّكَ حَلَّهِ الْإِرْوَاءُ
 طُوبَى لِعَبْدٍ قَدْ رَضِيَ بِكَ مَلْجَأً إِذْ لَا يَخِيبُ وَرَاحَتَاهُ مَلَأُ
 طُوبَى لِقَوْمٍ أَنْتَ بَيْضَةُ مُلْكِهِمْ وَكَذَا الْعَصْرَ أَنْتَ فِيهِ دُكَاءُ



طوبی لدارِ أنت فیها قاطنٌ
 یا أيها الجبرُّ الأجلّ ومن به
 إنی لأرغب أن أرى لك سیدی
 یا واحدًا فی ذاته وصفاته
 وبك استقامت للعلا أركانه
 أیدت دین الحق یا علم الهدی
 ورفعت للإسلام حصنًا باذخًا
 ونكأت أهل الشرك حتى أصبحوا
 وسلت سيفًا للشريعة بينهم
 ما زلت تضرب فیهم حتى انثنوا
 جاؤوا لیتصروا علیك وما ذروا
 صالوا وراموا أن یفوزوا بالذی
 وتفرقت أحزابهم لما رأوا
 ما ضرهم لو آمنوا إذ جنتهم
 هیئات أن یصلوا إلى ما أملوا
 بئس الذی قصدوا إليه من الردی
 ضلوا وقالوا إن عیسی لم یمت
 قدمات عیسی مثل موتة أمه
 من كان ینکر ذا فلیس بمؤمن
 فلقد بدت فی سوحها الزهراء
 یرجى المراد وتكشف الضراء
 وجهًا علیه من الجمال رداء
 قد حقت بوجودك الأشياء
 وتزینت بمقامك الجوزاء
 وأبنت طرقًا طمها الجهلاء
 تفنى الدهور وما یلیه فناء
 فی غیهم قد مسهم إقواء
 لما رأوه أكبهم أعباء
 من وقعه فكأنهم أهباء
 أن الإله علیك منه لواء
 قصدوا إليه فصدهم إعباء
 أسدًا هصورًا كفه عضاء
 بل كذبوك فخابت الآراء
 حتى تلین وتنبت الصماء
 وتنزلت بقلوبهم بأساء
 بل فی السماء وأین منه سماء
 والموت حقٌ لیس فیہ خفاء
 فیما أرى والرُبُّ منه براء



إِنَّ كَانَ عَيْسَى يَأْتِيَنَّ بُعِيدَمَا ذَاقَ الْحِمَامَ فَهَلْكَذَا الْقَدَمَاءُ
 لَا مَرَحَبًا بِهِمْ وَلَا أَهْلًا وَلَا سَهْلًا وَلَا حَمَلَتَهُمُ الْعَبْرَاءُ
 كَلَا وَلَا بَرِحَتْ صِبَا حَامِعِ مَسَا مَرَّ الدَّهْوَرِ تَجُدُّهُمْ حَصْبَاءُ
 قَوْمَ كَأَنَّهُمُ الذِّيَابُ إِذَا عَوَتْ فَاسْتَحْوَذَتْهَا أَكْلُبٌ وَرُعَاءُ
 لَا يَقْرَبُونَ مِنَ الْحَلَالِ وَعِنْدَهُمْ إِنَّ الْحَلَالَ طَرِيقَةَ شَنْعَاءُ
 وَإِلَى الْحَرَامِ شَوَاحِصُ أَبْصَارِهِمْ إِنَّ الْحَرَامَ لَمَنْ يَرْمُهُ غَدَاءُ
 يَا أَيُّهَا الْبَحْرُ الَّذِي مَا مِثْلُهُ بَحْرٌ وَمَا لَجَمِيلِهِ إِحْصَاءُ
 بَلْ أَيُّهَا الْغَيْثُ الَّذِي أَنْوَاؤُهُ فَعَلْتُ بِمَا لَا تَفْعَلُ الْأَنْوَاءُ
 حَيَّاكَ رَبِّي كُلَّمَا هَبَّتْ صَبَا نَجِدُ وَمَا قَدْ غَنَّتِ الْوَرَقَاءُ

أَوْ مَا تَرَنَّمْ فِي مَدِيحِكَ مُنْشِدًا

خَضَعْتَ لِرَفْعَةِ مَجْدِكَ الْعِظْمَاءُ

السَّيِّدِ مُحَمَّدِ سَعِيدِ الشَّامِيِّ

وَلَهُ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى

حَمْدٌ غَزِيرٌ صَادِقٌ الْإِذْعَانِ لِلَّهِ رَبِّ دَائِمِ الْغَفْرَانِ
 فَرْدٌ كَثِيرُ الْعَفْوِ وَالْإِحْسَانِ مُنْشَى الْأَنَامِ وَمُنْزِلِ الْفِرْقَانِ
 إِذْ قَدْ أُبِيرَتْ دَوْلَةُ الصَّلْبَانِ مِنْ وَقَعِ شَهْمِ حَادِقِ الطَّعَانِ
 فِي الْحَرْبِ إِذْ يَعْدُو بِحَدِّ سِنَانِ مُحْيِي الْمَنُونِ وَمُوقِدِ النَّيْرَانِ

(ح)

كالِیْثِ صَادَفَ رَعْلَةَ الضَّبْعَانِ فِی یَوْمٍ مَخْمَصَةٍ عَلٰی اَسْوَانِ
 اَسَدٌ هِزْبُرٌ ثَابِتٌ الْجَنَانِ لَمْ یَكْتَرُثْ بِكثْرَةِ الْفِرْسَانِ
 بَتَلَ الشُّكُوکَ بِقَاطِعِ الْبِرْهَانِ وَدَلَّائِلِ قَرْتٍ بِهَا الْعِیْنَانِ
 حَبْرٌ اَمَدٌ مَوَانِدَ الْعِرْفَانِ وَاَسْحَ اُبْحَرَهَا عَلٰی الظَّمَانِ
 رَدَعَ الْخُصُومَ بِقَدْرَةِ الْمَنَّانِ یَدْعُونَ وَیَلَّا نُكَّسَ الْاُذْقَانِ
 یَا اَیُّهَا الْمَوْلٰی الْعَظِیْمُ الشَّانِ هِیْهَاتَ عِیْنِیْ اَنْ تَرٰی لَكَ ثَانِ
 اِذْ كُنْتَ عَلَمًا فَخَرَ کُلَّ زَمَانِ وَلَقَدْ تَنَاقَلَ فَضْلَكَ الثَّقَلَانِ
 فَانْعَمْ وَدُمَّ بِالْعِزِّ وَالْاَمَانِ مَا هَزَّ رِیْحٌ مُّیَّدَ الْاَغْصَانِ

وَلَهُ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی مُتَغَزَّلًا وَمَمْتَدِحًا لِّجَنَابِ الْمَشَارِ اِلَيْهِ

اَلَا لَا اَرٰی مَنْ اَحَبَّ بَعِیْنِیْ وَعَدُوِّیْ اَرَاهُ بِكِرَةً وَاَصِیْلًا
 یَا الْقَوْمِیْ وَیَا لَصْحَبِیْ الْحَقُوْنِیْ وَاَدْرِ كَوْنِیْ فَقَدْ غَدَوْتُ قَتِیْلًا
 مِنْ لِحَاظِ رَاشِقَاتِیْ بِقَلْبِیْ اَسْهَمًا عَنْهُ لَا تَرٰی تَحْوِیْلًا
 وَخُدُوْدِیْ اَیْنَعَ الشَّقِیْقِیْ عَلَیْهَا وَرُضَابِیْ مِزَاجِهِ زَنْجِبِیْلًا
 ظَبِیَّةٌ مِنْ قَادِیَانَ سَبْتَنِیْ اِذْ رَنْتُ رَنْوَةً وَطَرْفًا كَحِیْلًا
 حَبِذَا قَدْهَا اِذَا یَتَشَنٰی كَتَشَنٰی الْغِصُوْنِیْنَ ذُلَّتْ تَذَلِیْلًا
 مَا الشَّمْسُ عِنْدِیْ وَلَا الْبَدْرُ فَاَعْلَمُ فِی حُلَاہَا اَرٰی لَهَا تَمَثِیْلًا
 كَلًّا وَّلَسْتُ فِی الْجَنَانِ بِرَاضِیْ بِسَوَاہَا اِنْ اَرَاهَا بِدِیْلًا
 وَلَقَدْ اَرَانِیْ بَعْدَ مَا كُنْتُ لِیْثًا مُصَمَّنِیًّا عَمَّشَهْلًا خَنْشَلِیْلًا
 یَرْهَبُ الْاَحْمَسُ الْمَدَجِّجُ صَوْتِیْ وَبَعِیْنِیْ یَرِی الْعَزِیْزُ ذَلِیْلًا



تَسْحَبُ النَّمْلَةُ يَا فِدَيْتُكَ جَسْمِي وابنُ آوى يدعو على العويلا
 غيرَ أنى وإن جُننْتُ غرامًا فى هواها لأصبرنَّ جميلا
 فعسى الهمام الذى إليه المطايا قد تخطتْ تَلانِعًا وسهولا
 خيرُ عبدٍ يراه أشرفُ قوم من لعيسى المسيحِ أضحى مثيلا
 أن يرانى ويكشف ما بى
 عن قريب قبل أنوى الرحيلا

وقال رحمه الله تعالى مقرِّظًا على هذا الكتاب المبارك
 ومادحًا للجناب الأقدس نفع الله به المسلمين

كتابٌ حكى زَهْرَ الربيعِ نضارةً وحوى من النظم البديع طُروسا
 يُغنى الأديبَ فكاهةً ومسرَّةً عن أن يكون له الحبيب جليسا
 قد صاغه الحبرُ الذى أنواره تدعُ الليالِ إذا دَجِنَ شُموسا
 لِهِنَّ دُرُّ القادِيانِ فإنَّها كالشامِ حيث أقام فيها عيسى
 بلدِّها غيْتُ المواهبِ قد هَمَى وتقدستُ أرجاءها تقديسا
 فكأنما هى إيلياءُ إذ حوَّتْ جبلاً حباه ربُّه الناموسا
 قرَّمْ تقاصرَ عن ثناءِ خصاله فُوهُ الزمانِ ولا يرى تدليسا
 بحرٌ تلاطمَ بالمعارفِ موجه
 شَهْمٌ علا رُتَبَ الكمالِ عروسا

وَقَالَ مَقْرَظًا عَلَيْهِ أَيْضًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين . وصلى الله على سيد المرسلين .

أما بعد فإنني قد سرحتُ طرفي في مضمار حلبة البيان وأجلتُ قِداح فكري
في حديقة بستان الأذهان أعنى العُجالة التي ابتكرها نتيجة أفكار الزمان
ومحط رجال العرفان نابغة دهره وسحبان قطره سيدنا ومرشدنا مسيح الزمان
مركز العزّ والأمان الشيخ العالم العلامة الحبر الفاضل الجهد الفهامة سَمِيَّ
مَنْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْفِرْقَانِ سَيِّدِ وُلْدِ عَدْنَانَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَحْمَدُ الْفِعَالِ
وَالْخِصَالِ أَدَامَ اللَّهُ عَلَيْهِ سِوَابِغِ الْإِجْلَالِ وَمَنَابِعِ الْأَفْضَالِ وَلَا زَالَ مَرْفُوعِ
الْجَنَابِ مَقْبَلِ الْأَعْتَابِ فَوَجَدْتُهَا الْقِدْحَ الْمَعْلَى وَالذَّرَّةَ الْيَتِيمَةَ وَالرُّوْضَةَ
الْأَرِيضَةَ وَالْحَدِيقَةَ الْمَشْمُورَةَ وَكَيْفَ لَا وَمُوجِدَهَا حَبْرٌ يَشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَنَامِلِ وَبِحُرِّ
لَيْسَ لَهُ مِنْ سَاحِلٍ فَكَأَنَّمَا قَدْ عَنَيْتُهُ بِقَوْلِي إِذْ كَانَ بِهِ أَحْرَى وَبَسِيرَهُ أَدْرَى .

هيهات يوجد في الزمان نظيره ولقد حلفتُ بأنه لا يوجد

بالله ربّ الراقصاتِ إلى منى والقائمين ظلامهم يتهجّدوا

فلله درّه ولا فُصَّ فوه ولا عدمه بنوه إذ قد أحسنَ وأجادَ وبالغَ فيما به أفاد .

تَمَّتْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْلَعَ شَمْسَ الْهُدَايَةِ فِي قُلُوبِ أَهْلِ الْعُرْفَانِ وَأَطْمَعَ نَفُوسَ أَهْلِ الْغُوَايَةِ فِي وَرُودِ مَنَهْلِ الْغُفْرَانِ وَأَنْبَعِ يَنْبِيعِ الْمَكَارِمِ لِيَرِدَ عَلَى زَلَالِهَا كُلُّ ظِمَّانٍ وَرَفَعَ مَنَابِرَ التَّقْدِيسِ وَالتَّحْمِيدِ وَخَفَّضَ أَعْلَامَ الْبُهْتَانِ. وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ وُلْدِ عَدْنَانَ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي أَتَى بِالْبَيَانِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ فِي كُلِّ وَقْتٍ وَأَوَانٍ.

أما بعد فيقول أسيّر ذنبه وفقير عفور به المنان محمد الطرابلسي الشامي الشهير بحميدان إنني لما دخلت الهند وبلدة قاديان واجتمعت بحبرها بل وحبر جميع البلدان مولانا وسيدنا الشيخ ميرزا غلام أحمد صاحب الوقت ومسيح الزمان واطلعت على هذا الكتاب فإذا كتاب إذا ما لمحتهُ استملحتهُ وإني أراه قد انتضى الحجج لإزعاج المخالفين وإفحام المخاصمين ذو العوج أعطى كل ذي سهم سهمه وما أخطأ سهمه. يدعو الضالين إلى الصلاح وما يدع نكتة من لوازم الفلاح وجب على المسلمين إطاعة أمره وقد أشرب قلبي أنه من الصادقين والله حسيب وهو يعلم سر الناس وجهرهم ويعلم ما في السماوات والأرضين وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين -

رؤيا غريبة

اعلموا أني قمتُ في عجز الليل على العادة لصلاة الفجر ثم بعد أدائها غلبتني عيني بالنوم فرأيتُ كأن مرشدنا رحمه الله تعالى قد صنع طعاماً كثيراً فاحرا ودعا إليه جمّاً كثيراً من الخلق من بلاد مختلفة عرباً وعجماً ثم بسط سُفراً وموائد عديدة وجلس عليها أولئك القوم عشرة عشرة وأنا معهم في أخراهم فأكلوا وقاموا وبقيتُ منفرداً. فداخلى الخجلُ وقمتُ غيرٍ شيعٍ فنظرتُ عن يميني مكانا مملوءاً من المرقِ فصرتُ أعبُ منه حتى اكتفيت ثم انتهيت وانتهى الناس إلى مكان المذكورِ وقد فرش بأنواع الفرش النفيسة فجلسوا بحسب مراتبهم وفيهم العلماء والأمرء وغيرهم. فقام رجل منهم يعظ الناس على طريقة الفقهاء الحنفية وكأنه نسب قولاً إلى الأولياء فقال أحد أهل المحفل لعن الله آباء الأولياء إن كانوا يقولون بهذا. فقلت لا بل أباك لم تكذب أولياء الله. وجرى ذكرُ الإمام الجوهري فسبّه رجلٌ منهم فغضبتُ عليه وقلت أتشتتم إمام الدنيا في اللغات العربية ولا تخاف من الله تعالى ورأيتُ كأن المذكورَ أيده الله تعالى قد أخذ بيدي وسلك بي منفرداً طريقاً مستقيماً محفوظاً بالأزهار والأشجار وقال لي إنني قد أردتُ الإقامة إما في الشام أو في أمرتسر فما رأيك في هذا فقلت له إن رأيي أن تقيم في الشام فإنها أرض الله ومَعقل المسلمين وبها تتأهل وتبنى لك بيتاً وتتخذ بستاناً وأرضاً وإن أقمتُ معي في مكاني حيث ذكرتُ لك فإنه أحسن وأتكفل لك بجميع ذلك. فقال لي إن شاء الله أفعل ما أشرت به. ورأيتُ كأن قد جرىء برجلٍ مديد القامة أصهَب الوجه واللحية في ثياب رثة وهيئة قبيحة كأنه يراد قتله. ثم هبّت من رقدتي متعجبا من ذلك وأظنه خيراً وإقبالاً للمذكور وأمنأ له من نواب الزمان. هذا ما رأيته وعبرته والله أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب.

السيد محمد سعيد الشامي

إِتِمَامَ الْحِجَّةِ عَلَى الْمَكْفُرِينَ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْمَشَائِخِ كُلِّهِمْ أَجْمَعِينَ
السلام عليكم ورحمة الله وبركاته. وبعد فيأني قد سمعتُ أنكم أيها الإخوان
كفّرتُموني وكذّبتُموني وحسبتموني مفتريًا وناضلتُموني حتى نثّلت الكنائن وتبيّن
الحق وظهر الأمر الكائن ولكن ما ركذتُ زعازِعُكم وما أخذتكم هيبَةُ الحق بل جُرّتم
عن القصد جدًّا وحسبتم الحق شيئًا إِدًّا وكنتم على قولكم من المصّرّين. فلما ارتبتم
في أمرى وصرتم قريين الخناسِ ونجّي الوسواسِ توجّستُ ما هجّس في أفكاركم
وفطنت لما بطن من استنكاركم فصنّفتُ كتبًا قد حُسن ترتيبها وصُفّف فوجّ تعاجيبها
وجمعتُ على التحقيق صفاء الدُرِّ وسكّر الرحيق وقنوء العقيق وكان فيها إزعاجُ أوهام
المتوهمين وعلاجُ نزغات الشياطين وإصلاح نزوات المفسدين وبيان إعنات الباغيين
ومعاناة الطاغين ومعاداة العادين وجيل المحتالين وسطوة الجائرين وكيد الكائدين
مع كثير من الدلائل والبراهين. وكانت أسماؤها فتح الإسلام وتوضيح المرام
وإزالة الأوهام ومرآة كمالات الإسلام. ولكنكم ما رأيتم وتعاميتم وكفّرتُم داعي
اللّه وعصيتُم وكنتم قومًا عادين. وأصررتُم على إنكاركم حتى انتهى أمركم إلى
تكفير المسلمين ولعن المؤمنين وكذّبتُم أسرارًا لم تحيطوا بها وعنّفتموني على ما
لم تعلموا حقيقته وكنتم تضحكون على مرتاحين. وكم من دلو أدليتها إلى أنهاركم
لعلّي أجد قطرة من علمكم وأخباركم ولكنها لم ترجع ببلّة ولم تجتلب نفع غلّة وما
زادني سُؤلي منكم غيرَ يأسٍ وقنوطٍ ودُرْخَمين. فاسترجعتُ على انقراض العلم
ودروسه وأقول أقماره وشموسه وذرفتُ عيناي على حال قوم فيه تلك العلماء
الذين هم معروق العظم والمبعدون من أسرار الدين. ومع ذلك وجدّ كل واحد
منكم سادرًا في غلوانه وسادلًا ثوب خيلائه ومُفارقًا من أرجاء حياته ومن أكابر
المفسدين. فلما انسرتُ جلابُ خفركم وأماطت جذبات النفس خضراء قفركم

وتواترت ریح دفرِكم فهمتُ أن النصح لا يأخذ فيكم ولا ينفعكم قولُ ناصح كما لا ينفع المتمردين. فتأوهتُ آهةَ الشكّان وعيناي تهمّلان ودعوتُ الله أياماً سَجْدًا وقيامًا وخررتُ أمامَ حضرته واستطرحت بين يديه مبتغيًا إليه أذبال وسيلته ورفعتُ صرخی كعقيرة المتألمين.

فرأى الله بُرحائي واعتمادَ أعدائي وقلةَ أخلائي وبشرني بفتوحات وآيات وكرامات ومنَّ عليّ بتأييده المبين. فمنها ما وعدني ربي في عشيرتي الأقربين أنهم كانوا يكذبون بآيات الله وكانوا بها يستهزؤون ويكفرون بالله ورسوله وقالوا لا حاجة لنا إلى الله ولا إلى كتابه ولا إلى رسوله خاتم النبيين. وقالوا لا نتقبل آية حتى يُرينا الله آية في أنفسنا وإنّا لا نؤمن بالفرقان ولا نعلم ما الرسالة وما الإيمان وإنّا من الكافرين. فدعوتُ ربي بالتضرع والابتهال ومددتُ إليه أيدي السؤال فألهمني ربي وقال سأريهم آية من أنفسهم وأخبرني وقال إنني سأجعل بنتًا من بناتهم آية لهم فسماها وقال إنها ستُجعلُ ثيبَةً ويموت بعُلمها وأبوها إلى ثلاث سنة من يوم النكاح ثم نردها إليك بعد موتهما ولا يكون أحدهما من العاصمين. وقال إنّا رادّوها إليك لا تبديل لكلمات الله إن ربك فعّال لما يريد. فقد ظهر أحد وعديه ومات أبوها في وقت موعود فكونوا لوعده الآخر من المنتظرين. فتأملوا في هذا تأملَ المنتقد وانظروا بالمصباح المتقد هل هو فعلُ الله تعالى أو كيد المفتريين. وهل يجوز أن يستجيب الله دعاءَ ملحد كافر كما يستجيب دعاءَ المقبولين. وكيف يخفى أمرُ رجل يُميئُ الله لأجل إعزازه وإجلاله رجلين ويجعله في أنبائه الغيبية من الصادقين. إن الله لا يُظهر على غيبه أحدًا إلا من ارتضى من رسولٍ الذي أرسله لإصلاح الخلق في زى الأنبياء والمحدثين. ومنها ما وعدني ربي واستجاب دعائي في رجل مفسد عدو الله ورسوله المسمى ليكهرام الفشاوري وأخبرني أنه من الهالكين. إنه

كان يسبّ نبيّ الله ويتكلم في شأنه بكلمات خبيثة فدعوت عليه فبشّرني ربي بموته في ستّ سنة إن في ذلك لآية للطالبيين.

ومنها ما وعدني ربي إذ جادلني رجل من المنتصرين الذي اسمه عبد الله آتهم العنبر سرى إنه كان أراد أن يشدّ جباير الحيل على دين النصارى ويوارى سوءته فصال على الإسلام وكان من المتشددين. وباحثنى في حلقة معتصّة بالأنام مختصّة بالزحام وزخرف مكائده لإرضاء الكافرين. فثبّيت إليه عناني وأبثته من معارف بياني وجعلته من المفحّمين.

فما وجم من قلة الحياء وكان يجمّح في جهالاته ويسدّر في الغلواء. وامتدّت المباحثة إلى نصف الشهر وكنا نغدو إليه بعد صلاة الفجر ونرجع في وقت الهجير عند اشتداد حرّ الظهيرة وتركنا الاستراحة كالمجاهدين. فبينما أنا في فكر لأجل ظفر الإسلام وإفحام اللثام فإذا بشّرني ربي بعد دعوتي بموته إلى خمسة عشر أشهر من يوم خاتمة البحث فاستيقظت وكنت من المطمئنين. ثم جنّاه واجتمعت الحلقة وحضر الخاص والعام وأحضرت الدواة والأقلام فما لبثت أن قعدت وأنبأت من كل ما أخبرت من ربّ الأرباب وأمليته في الكتاب ثم ارتحلت من دار غربتي وحسبت ذلك البحث أفضل قُربتي وحسبت ذلك النبأ نعمة من نعماء رب العالمين. فتفكروا عافاكم الله ولا تعجلوا في تكفيرى ولا تسبّوا ولا تقذّفوا وإن كنتم في شك فانتظروا هذه الأنباء المذكورة فإنها معيار لصدقى وكذّبي. وإن لم تنتهوا فقد سمّت عليكم حجّة الله وحجّتي ولن تضروني شيئاً وستسألون عند مالك يوم الدين. وإن تتوبوا وتتقوا فالله لا يضيع أجر المحسنين -

حاشيه متعلقه ص ۱۶۲- واسم بعلمها سلطان محمد ابن محمد بيك و محمد بيك ابن نظام الدين و اسم عم بعلمها محمود بيك و هم سكان قرية منحوسة المسماة فتى في ضلع لاهور. و اسم أبيها مرزا أحمد بيك و تُوفّي بعد إلهامى هذا في ميعاد الإلهام. و أما بعلمها سلطان محمد فحى و بقى من ميعاد موته قريبا من السنة. ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق و أنت خير الفاتحين. منه. اصفى سنة ۱۳۱۱ هـ.



الرسالة
اللطيفة المشتملة على
معاني القرآن ودقت
السياق

حما البسرة
الى
اهل مكة و صلوات الله
عليهم و آلهم و سلم

قد طبعت في مطبع النشر غلام القادر
الفضيل السبكي في شهر المبارك
الرجب سنة ١٣١٥ هـ
للقدر

رسالة مشتملة على

معاني القرآن ودقت

السياق

اهل مكة و صلوات الله

مَنْ عَادَى أَوْلِيَاءَ الرَّحْمَنِ

فَقَدْ نَبَذَ الْإِيمَانَ بِالْمَجَانِ

إِنِّي قُلْتُ فِي بَعْضِ كُتُبِي إِنَّ اللَّهَ يَسْلُبُ إِيْمَانَ قَوْمٍ يَعَادُونَ أَوْلِيَاءَهُ، فَسَأَلَنِي بَعْضُ النَّاسِ عَنِ عِلْلِ هَذَا السَّلْبِ، وَقَالَ إِنَّمَا الْإِيْمَانُ يَتِمُّ بِاتِّبَاعِ كِتَابِ اللَّهِ وَسُنَنِ رَسُولِهِ، فَمَا نَدْرِي أَىُّ ضَرَرٍ لِلْإِيْمَانِ بَعْدَ وَادَةِ أَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، بَلْ نَقُولُ إِنَّهَا أَقْوَالٌ لَا أَصْلَ لَهَا وَإِنْ هِيَ إِلَّا وَهْمُ الْمُتَوَهِّمِينَ. فَاعْلَمْ أَنَّ هَذَا الرَّأْيَ رَأْيُ رَكِيكٍ أَنْحَفٌ مِنَ الْمَغْزَالِ، وَأَضْعَفُ مِنَ الْجَوَازِلِ، وَإِنَّمَا نَشَأُ مِنْ قِلَّةِ التَّنَدُّبِ مِنْ طَبِيعِ فَقْدِ دَرِّ الْفِكْرِ الصَّحِيحِ، وَأَكْبَّ عَلَى الدُّنْيَا بِالْقَلْبِ الشَّحِيحِ، وَكَانَ مِنْ مَعَارِفِ الدِّينِ مِنَ الْغَافِلِينَ.

وَالْأَصْلُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ بَنِي آدَمَ كَشَخَصَ وَاحِدٍ بَعْضُهُمْ كَالرَّأْسِ وَالْقَلْبِ وَالْكَبِدِ وَالْمَعْدَةِ وَالْكَلِيَّةِ وَأَعْضَاءَ التَّنْفَسِ، وَهِيَ سُرُوتٌ نَوْعِ الْإِنْسَانِ، وَبَعْضُهُمْ كَأَعْضَاءِ أُخْرَى. فَالَّذِينَ جَعَلَهُمُ اللَّهُ كَالرَّأْسِ أَوْ الْقَلْبِ وَغَيْرَهُمَا مِنَ الْأَعْضَاءِ الرَّئِيسَةِ، فَجَعَلَهُمْ مَدَارًا لِحَيَاةِ كُلِّ مَنْ سُمِّيَ إِنْسَانًا، وَكَمَا أَنَّ الْإِنْسَانَ لَا يَعِيشُ مِنْ غَيْرِ وَجُودِ هَذِهِ الْأَعْضَاءِ، فَكَذَلِكَ النَّاسُ لَا يَعِيشُونَ بِحَيَاتِهِمْ الرُّوحَانِيَّ مِنْ غَيْرِ وَجُودِ هَؤُلَاءِ السَّادَاتِ مِنَ الرُّسُلِ وَالنَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالْمُحَدِّثِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ.

فَظَهَرَ مِنْ هُنَا أَنَّ الْمَوْتَ الرُّوحَانِيَّ هُوَ مَطْرُحُ بُغْضِ الْأَوْلِيَاءِ، فَالَّذِي اشْتَدَّ بُغْضُهُ وَمُمَارَاتُهُ بِهَذِهِ الطَّائِفَةِ الْمَقْبُولَةِ، وَتَوَاتَرَتْ مَبَارَاتُهُ بِتِلْكَ الْفِتْنَةِ الْمَحْبُوبَةِ، وَمَا امْتَنَعَ وَمَا تَابَ، وَمَا دَعَا اللَّهَ أَنْ يَتَدَارَكَهُ، وَمَا تَرَكَ السَّبَّ وَاللَّعْنَ وَالطَّعْنَ وَالْخُصُومَةَ، فَآخِرُ جَزَائِهِ عِنْدَ اللَّهِ سَلْبُ الْإِيْمَانِ، وَتَرْكُهُ فِي نِيرَانِ الْحَسَدِ وَالْفُسُوقِ وَالْعَصِيَانِ، حَتَّى يَلْتَحِقَ بِرَهْطِ الشَّيْطَانِ، وَيَكُونُ مِنَ الْخَاسِرِينَ. وَالسُّرُّ فِي ذَلِكَ أَنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ قَوْمٌ يُحِبُّهُمْ اللَّهُ وَيُحِبُّونَهُ، وَلَهُمْ بَرِيهِمْ

تعلقات قويّة، وله إليهم توجهات عجيبة، وعنايات لطيفة، وبينهم وبين الله أسراراً لا يعلمها إلا جِبُّهم، فَيُحِبُّهم اللهُ حُبًّا عَجِيبًا، وَيُعَادِي من عاداهم ويوالي من والاهم، ولا يدري أحدٌ لِمَ أَحَبَّهُم إلى تلك المرتبة، وَلِمَ أتمَّ لهم وظائف الوداد كلها، وَلِمَ صاروا من المحبوبين .

وقد جرت عادة الله تعالى أنه يُفِيض الحق على قلوبهم، وَيُجْرِي لطائف العلوم في خواطرهم، وَيَطَهِّر فكرتهم، وَيُنَقِّح حكمتهم، وَيُعْطِي لهم عِلْمَ تَبْصُرِ العواقب، واطِّقَاءِ مواضع المعاطب، وَيَقْوِد كل خير إليهم، وَيَطْرُد كل شر منهم، وَيُطْلِعهم على معارف كتابه وعلوم نبيّه، وَيَرْبِيهم من عنده، وَيَهْدِيهم إلى صراطه، وَيَنْعَم عليهم بنعمائه الظاهرة والباطنة، وَيَحْفَظهم من مقامات مزلة الأقدام، وَيَجْعَلهم من المحفوظين، وَيَجْعَلهم من حُماة حوزة الإسلام، وَيَشْرَح صدورهم ويوجِّههم إلى حضرته التي هي مبدأ الفيوض، فَيَأْتِيهم الفيض في كل يوم غُضًّا طَرِيًّا، وَيُنْفِج في صدورهم من ذلك الفيض الإلهي أنواع لوامع. والناس يعملون الخيرات تطبّعًا، وهُم طباغًا، ولا تصدر الأعمال الصالحة منهم تكلفًا، بل تقتضيها فطرتهم السليمة، وتجري فيها إرادات الصلاح كفوران العين، ولا يتكأء دهم من الأعمال الشاقة ما يتكأء د غيرهم. تراهم كالجبال عند الأوجال، وتبين شجاعتهم عند تبين الأهوال، يتحلّون بمحاسن الأخلاق، ويتحلّون مما يسمُّ بالأخلاق، يصبرون تحت مجارى الأقدار حُبًّا ومواطأةً لا لتسوُّهُ الأقدار، وَيَطِيعون ربهم ببذل الروح واقتحام الأخطار، ابتغاء لمرضاة الله لا لارتفاع الأخطار. لا يريدون ملل الخلائق، ولا تجد فيهم سوء الطبع وتوشين الخلائق. الراحمون المحسنون إلى عباد الله، مألُ الآمل وثمانى البتامى والأرامل-يبيعدون عن كل كدورة وظلام وعن الهيئة الظلمانية، ويُمألون من الأنوار

﴿ب﴾

والجواهر الإيمانية، ويُصَيَّرُ صحنُ صدورهم مسعى للأوابد الروحانية، ويخرون أمام السُّدَّةِ الرِّبَّانية، وتغرق أرواحهم في بحار حضرته ساجدين. ويخرجون من النفس والهواء [☆] والإرادة، ولا يدرون النفسَ ولذاتها، ويقلبهم الله يميناً وشمالاً حكمةً من عنده، ويجدد لهم إراداتٍ بعد فناء الإرادات النفسانية كلها. ثم يُرسلهم إلى عباده رحمة منه، فيدعون الناس إلى الخير والصلاح، والسعادة والنجاح، فالذين يقبلونهم ويتبعونهم ويحذون حذوهم في كل أعمالهم وأقوالهم وحركاتهم وسكناتهم، ولا يُفارقون أظلالهم ولا يخرجون عما أمرهم، فينالون السعادة ويفوزون فوز السعداء، ويُرضون الله ورسوله ويكونون مُباركين.

فالحاصل أن خدمة هؤلاء الكرام عنوان السعادة، ومحتبهم استثمار المعرفة، ومصافاتهم مُصافات الله، وبثّ مدائحهم زمام الفلاح، وتطلبّ مثالهم من أمارات الطلاح، وتتبع عيوبهم مدحض المحسنات، وتكفّف كلّفهم كفارة السيئات. فالذين ما انتظموا في سمطهم، وما انخرطوا في جماعتهم، وما التحقوا برهطهم، بل عادّوهم وخالفوهم، وتجاوزوا الحد في مَفْتِهِم عند المخاصمات، وتعدّوا الأدب في المكالمات، فأحبط الله عملهم، وأرداهم وباءً وا بسخط من الله، ورجع إليهم نكالً من الله وغضبٌ من عنده، فنزع الله من قلوبهم كلّ حلاوة الإيمان ونور العرفان، وتركهم في ظلمات خاسرين مخذولين.

ثم اعلم أن كل ما قلنا هي علل روحانية لسلب إيمان المخالفين، وأما الأسباب الخارجية لخسارتهم وبعدهم عن الحق، فهي أسباب أعدّوها لهم من عند أنفسهم، فهي أنهم يُخالفون إمام الوقت وخليفة الزمان في كل قوله وفعله وعقيدته، مع أنه على الحق ومؤيد من الله تعالى، فكلما يُخالفونه ويتركون طريقه فيبعدون عن طرق السعادة والصدق والصواب، ويطرَحهم شقوتهم في فلووات

الخسران والتباب فيصرون من الهالكين .

ومن المعلوم أن الرجل الذى خالف الحق وخالف الذى يدعو إلى الحق على بصيرة، فلا بد له أن يقع فى هوة الخطايا، فإنه خالف المحفوظ المصيب المؤيد من الله . ثم معلوم أن المخالفة إذا بلغت منتهاها، فتزيد شقاوة المخالف يوما فيوما، فيكون حريصًا على رد كل كلمة الحق والحكمة والصدقة التى أعطيت لإمام الزمان، بل هذا هو النتيجة الضرورية اللازمة لكمال العناد، فإن العناد إذا بلغ كماله فيجترء المعاند لشدة عناده يومًا فيومًا على المخالفة حتى يقع يومًا فى مخالفة عظيمة تهلكه وتسلب إيمانه، فيلحق بالمخذولين . ألا ترى أنك إذا اخترت طريقًا على وجه البصيرة وتعلم أنه طريق مستقيم يوصلك إلى منزلتك ودارك سالما غانمًا، ومعك فى سفرك عدو شقى، فحمله عداوتك على أن يختار لنفسه طريقًا آخر يخالف طريقك مع أن فيه قطع الطريق وسباع وأفاعى وآفات أخرى، فلا شك أنه ألقى نفسه إلى التهلكة، فإن هلك فما كان سبب هلاكه إلا مخالفتك، فتدبر واتق الله ولا تكن إلا مع الصادقين . ولا تؤذ صادقًا ولا تعين الذى أبلى فى هيجائه، بل لا تكن من الذين هم نظارة ذلك الحرب، ورضوا بالظعن والضرب، وأفاضوا فى سماع كلمات فيها استخفافه، وتب مع الذى تاب، فإن الصالحين قوم إذا أراد الله نصرهم فيخلق من لدنه الأسباب ويبدى العُجاب، ويأتى المعادين من حيث لا يعلمون، ولا يُخزى عباده المحبوبين . فأوصيك أن لا تُمارهم، ولا تخالف قولهم بفهمٍ أنحلّ وعقلٍ أقحلّ، ولن تبلغ أفهامهم وعلومهم، ولو كان عندك جبل من الكتب، فإنهم يؤتون علمًا وفهمًا من لدن ربهم، وتُنور أفهامهم، وتُصفى عقولهم، وتوسّع مداركهم، ويعصمهم يذُرب من كل مزلة، وربما تسمع من أفواههم كلمات هى عندك كلمات

الكفر وأقوال الارتداد، وأما إذا فُكِّرَتْ أنت وأمثالك في كلماتهم بقلب سليم ورأى حُرِّ، ودعوتِ الله أن يفهمك، فإذا هي معارف الحكمة ولآلي المعرفة، فإن كنت سعيداً فتقبَّلها بعدما فهمتها، وإن كنت شقيماً فبقي على إنكارك وتجدد وتختار التكذيب لنفسك، فتسفك دم إيمانك بيديك، وتلحق بالذين هم ضيِّعوا إيمانهم، وهم يعلمون وما كانوا مهتدين.

يا مسكين! لا تعجل! ولا تكفر عبداً اصطفاه الله وتراه يصلى ويصوم ويستقبل القبلة، وتجد فيه سمت الصلحاء واتباع السنة، ولا تعجل على ما ادعى من الكمالات والمعارف، فإن في الإسلام قوماً يؤتون حكمةً روحانية من ربهم، لا يفهم أقوالهم كلُّ غبي وبليد. فراستهم قد أوتيت من الإصابة، وعقولهم فاقت عقول العصاة، وفهمهم يُفصح عن كلِّ مُعَمَّى، ولا يطيش سهمهم في مرمى، وما يضرهم شيطان فيتبعه الشهاب، وما يصل إليهم سهم وإن تخلو الجعاب. يُؤتون من لطائف العرفان، ولهم يد طولى في البيان، وتعريضهم أدلُّ من تصريح غيرهم، وكلامهم تتجلى في الألوان، ويُسمح خواطرهم للإفاضات، وهم أعمدة الدنيا وعمد الدين، وللخلق وجودهم كروح الحياة، ومن عاداهم فقد بارزه الله للحرب، فتارةً يأخذه من غير إمهال، وتارةً يؤجله أجلاً ويرخي له طولاً، حتى إذا جاء وقته فيحرق كُثْبته صاعقةً العذاب، ويجعله كأن لم يكن من العائشين.



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ

الحمد لله الذى علّم بالقلم، علّم الإنسان ما لم يعلم، وبلّغه إلى مراتب العرفان واليقين. والصلاة والسلام على رسوله نبىّ أمى إمام المعلمين من الأنبياء والمرسلين، وإمام كل من نطق عن الوحى وكتب علم الحكمة ومعارف الدين؛ الذى ما برى القلم قطّ وما قطّ، وما احتجر اللوح وما خطّ، وخلق الله فى أحسن تقويم ففاق خلق العالمين، وأصحابه الهادين المهتدين، وآله الطيبين الطاهرين.

أما بعد فإنه قد وصل إلى مكتوب من مكة.. شرفها الله وعظّمها.. فلما قرأته علمت أنه مكتوب كتبه بعض أحبائى من المبايعين، وعرفت أنه يريد لأعرف أهل مكة من بعض حالاتى. فما رضى قلبى بأن أكتب إليهم الأمر المجمع المطوى، بل أردت أن أبين بيانا تطمئن به قلوبهم، وتحصل لهم معرفة ويتقوى به رأيهم ووجدانهم وفراساتهم، فغلب هذا القصد على قلبى، ونفث فى روعى أسراراً لأهل مكة، حتى امتلأت نفسى ونسمتى بها، وكتبتها فى مكتوب وأرسلت إليهم، ثم بدا لى أن أرتبه بصورة رسالة وأشيعه فى الناس بعد طبعه ليتنفع به خلق، وليكون كسراج منير للطالبيين. فالآن نشرع فى المقصود، ونكتب أوّلاً المكتوب الذى جاء من أهل مكة، ثم نكتب مكتوباً أرسلنا إليهم، وما توفيقنا إلا بالله الذى يتولى عباده، وهو أرحم الراحمين.

المكتوبُ الذي جاء من مكة شرفها الله وأعزَّ أهلها

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نحمده ونصلّي على رسوله الكريم

سلام الله تعالى ورحمته وبركاته وأزكى تحيته على حضرة جناب مولانا

وهادينا ومسيح زماننا غلام أحمد، كان الله تعالى في عونته، آمين يا رب العالمين.

أما بعد، أعرفكم أنى وصلت مكة بخير وعافية، وكلما جلست في مجلس أذكركم وأذكر قولكم، وجميع الذي ادعيتموه من الآيات والأحاديث، فصار الناس

يتعجبون، والبعض منهم يُصدّقون ويقولون اللهم أرنا وجهه في خير. ولما فرغنا من شهر الحج وهل علينا شهر عاشوراء، مررت يوماً من الأيام على واحد من

أصحابنا اسمه "علي طابع"، فجلست عنده، فسألني عن الهند وعن السفر وأحواله،

فأخبرته بالذي حصل، وأخبرته عن دعواكم، وفهمته على أحسن ما يكون، ففرح بذلك، وقلت له: هو رجل حلیم عظیم إذا رآه المؤمن يُصدّق به. فالكلمات التي

فهمتها إياه طفق يذكرها عند كل أحد من الناس، وقال لي: متى يجيء إلى مكة؟

قلت له: إذا أراد الله سبحانه وتعالى يجيء إلى مكة شرفها الله تعالى عن قريب.

والآن أَلّف كتباً عربية في إثبات دعواه، يريد أن يرسلها إن شاء الله تعالى. هذا ما

قلت لعل طابع. ثم لما أن أردت إرسال هذا الكتاب، قلت له أنا أريد أن أرسل

لمولانا كتاباً. فقال لي: قل له في الكتاب يُعجل بإرسال الكتب التي أَلّفها ويُعجل

بالمجيء بنفسه إلى مكة. فقلت له: حتى يأذن الله. وقلت له لولا مخافة الفتن ما

تركْتُ الكتب التي أَلّفها مولانا وجئت بها. فقال لي: لم خفت؟ لو جئت بها

لكان خيرا ثم قال لي اكتب لمولانا يُرسل الكتب على اسمي وأنا أقسمها وأطلع عليها شريف مكة والعلماء وجميع الناس ولا أبالي من أحد. وقال: أنا أعرف أن المؤمن إذا سمع ذكر هذا الرجل يفرح، والمنافق يغضب - وهذا الرجل المذكور الذي اسمه علي طائع ساكن في شعب عامر، وهو رجل طيب من الأغنياء، وصاحب بيوت وأملاك وتاجر عظيم. فأنتم أرسلوا الكتب باسمه وبهذا العنوان يصل إن شاء الله تعالى إلى مكة المشرفة، ويُسلم بيد علي طائع تاجر الحشيش، في حارة الشعب، يعنى شعب عامر.

وسلمنا علي مولانا نور الدين، وعلي مولانا السيد حكيم حسام الدين، وسلمنا علي كافة إخواننا، كل واحد منهم باسمه.. صغيرهم وكبيرهم، وخصوصاً فضل الدين وولد أخته مولانا عبد الكريم، وإنّا لهم من الداعين في بيت الله الحرام، وخُصّ نفسك بألف سلام.

الراقم بذلك : أحقر عباد الله الصمد محمد بن أحمد، ساكن شعب عامر

٢٠ شهر عاشوراء سنة ١٣١١ هـ

الجواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نُحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

إلى المحب المخلص . حَبِّي فِي اللَّهِ مُحَمَّدَ بْنَ أَحْمَدَ الْمَكِّي
السَّلامَ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ

أما بعد، فإنه قد وصلني مكتوبك وقرأته من أوّله إلى آخره وسرّني كلّما ذكرته في مكتوبك وشكرت الله على أنك وصلت وطنك وبيتك بالخير والعافية ولقيت الأحباب وعشيرتك الأقربين . وأما ما ذكرت طرفاً من حسن أخلاق السيد الجليل الكريم على طائع وسيرته الحميدة وآثاره الجميلة ومودّته وحسن توجّهه عند سماع حالاتي، ومن أنه سرّ بذلك، فأنا أشكرك على هذا وأشكر ذلك الشريف السعيد الرشيد، وأسأل الله لك وله خيراً وبركة وفضلاً ورحمةً إلى يوم الدين .

وقد ألقى في قلبي أنه رجل طيب صالح وعسى أن ينفعنا في أمرنا ويكمل الله لنا بعض شأننا بتوجهه وحسن إرادته وعلى يده والله يدبر أمور دينه كيف يشاء ويجعل من يشاء وسيلة لتكميل مهمات الإسلام ويجعل من يشاء لدينه من الخادمين . وفطنتُ بفراستي أن ذلك السعيد الذي ذكرت محامده في مكتوبك رجل شجاع في سبيل الله لا يخاف لومة لائم عند إظهار الحق وإشاعته وتأييده وتشعيده، وقد جمع الله فيه سيراً محمودة وأخلاقاً فاضلة مع الفتوة والشجاعة وانسراح الصدر وجود النفس والورع والتقوى ومنّ عليه بتوفيق الإخلاص والاجتهاد في سبيل الله كما منّ عليه بإعطاء

الثروة والغناء وجعله في الدنيا والآخرة من المنعمين.

وكذلك إذا أراد الله بعد خيرا فيعطيه من لدنه قوة في الخيرات، وطاقة في الحسنات، ويجعل من سيره القيام بمهمات الدين والفكر لإحياء الملة وإشاعة كتبها، وتمزيق دساتير الشياطين الملعونين؛ فلا يخاف إلا الله، وإن ير خير الدين في أمر من بذل روحه وإهراق دمه فيقوم مستبشرا للشهادة، فيعتصم بحبل الله جميعاً من قوة بدنه وقلبه وجوارحه وعقله وفهمه، ويُهض كل ذراته لطاعة الله وانقياد أوامره، ولا يغفل عن ربه طرفة عين، ويقف بالمرصاد في كل حين. ويُشمر الذليل لإفشاء أحكام الله وإعلائها وإن كان فيه خطر عظيم أو عذاب أليم. وبيارز كالفحول ولا يقربه أثر الجبن والحؤول، ولا يتأخر لخطب خشى وخوف غشى، وينص للدين ركاب السرى، ويحب لتأييده كل عور وجبال على، ليرضى الله المولى ويدخل في المحبوبين. وإنى أرى أن أذكر لهذا الفتى النجيب قليلاً من حالاتي، ومما أنا عليه من هداية ربي، وأكشف له عمّا من الله به عليّ، وأعرفه من بعض سوانحي، لعله يزيد معرفة في أمرى، ولعله يتفكر ويعلم ما أراد الله رب العالمين. فاعلموا يا إخواننا رحمكم الله وحماكم وحفظكم أن الله أطلع على الأرض في هذا الزمان فوجدها مملوءة من الفسق والكفر والشرك والبدعات، وأنواع المعاصي ومكائد المنتصرين. ورأى أن أرض قلوب الناس قد فسدت، وكل قرية عامرة ومزارع صلاحها تعطلت، وغلبت الضلالة على كل برّ وبحر، وأفواج الفتن من كل جهة ظهرت، وقل أثر الصالحين.

ورأى الناس أنهم قد مالوا إلى اعتقادات رديّة فاسدة، وعزوا

أمورا إلى حضرة الوتر سبحانه يجب تنزيهه عنها. ورأى أن النصارى جعلوا عبدا عاجزا إلهاء، وخرقوا لإثبات الألوهية دلائل من التوراة والإنجيل بتأويلات منحوتة من عند أنفسهم، وصاروا في الأرض أئمة المفسدين. وقد أضلوا خلقا كثيرا، وارتبط بهم كل قلب فاسد ارتباط ذراري الشيطان بالشیطان، وجاءوا من لطائف حيلهم بسحر مبین.

يستجلبون الناس إلى دينهم بأنواع من التدابير التي لا نهاية لها، فرغب إليهم كثير من عبدة الأوثان وجهلاء المسلمين المحجوبين، وأدع عن المرتدون لهم وصدّقوا مفترياتهم، وآمنوا بتمويهاتهم، ودخلوا في دينهم الباطل، ونزعوا عن أنفسهم ثياب دين الإسلام، وغشّهم الغي كالسيل المنهمر، وأدركهم العطب كالوباء العام، فهلكوا مع الهالكين. وما بقي قوم في الهند ولا قبيلة في هذه الديار إلا دخل بعض منهم في دين التنصّر إلا ما شاء الله وكانت هذه بليّة عظمت على دين الإسلام ما سُمع نظيرها من قبل وما وجد مثلها في الأولين. ولو فصلنا أنواع فتنهم وأقسام مكائدهم لرأيت أمرا يهولك الاطلاع عليه، ولملئت خوفاً وحرناً، ولبكيّت على مصائب المسلمين.

وما كان دليلهم على ألوهية المسيح إلا أنهم زعموا أنه خلق الخلق بقدرته، وأحيا الأموات بألوهيته، وهو حيّ بجسمه العنصرى على السماء، قائم بنفسه مقيم لغيره، وهو عين الرب والرب عينه، وحمل أحدهما على الآخر حمل المواطة، وإنما التفاضل في الأمور الاعتبارية، أزلى أبدي وما كان من الفانين. ويجوزون لله تنزلات في مظاهر الأكوان، ثم يختصونها بجسم المسيح جهلا وحمقا، وليس عندهم على هذا من دليل مبین.

ويستون رسول الله صلى الله عليه وسلم ويشتمون وينحتون في شأنه

بهتانات، ولا يتكلمون إلا بسبيل التعنيف والتهجين والتوهين. وألّفوا في الردّ على الإسلام وتوهين رسول الله صلى الله عليه وسلم ألوفا من الكتب وطبعوها وأشاعوها في البلاد، وتبعوا آثار إبليس اللعين. فلما بلغت فتنهم إلى هذا المبلغ وأضلّوا جيلاً كثيراً، اقتضت رحمة الله الرحيم الكريم أن يتدارك عباده ويُنجيهم من كيد الكافرين. فبعث عبداً من عباده ليؤيّد دينه، ويجدّد تلقينه، وينير براهينه، ويُنصّر بساتينته، ويُنجز وعده ويُعزّ حبيبه وأمينه، ويجعل الأعداء من الخاسرين. وخصّني بعناياته، وأمرني بإلهاّماته، وربّاني بتفضلاته، وأيدني بتأييدات متعالية عن طور العقل، وآتاني من لدنه العلوم الإلهية والمعارف والنكات، وشفّعها الآيات، ليتعاطى الناس منى كأس البصيرة واليقين.

فيا حسرة على قومي! إنهم ما عرفوني وكذبوني، وسبّوني وكفروني، ولعنوني كما يلعن الكافرون. فتصدّى كل أحد منهم بالغلظة والفظاظة والغيظ والغضب والاستيشاط، ودرأنا بالحسنة السيئة، ولكنهم ما تجافوا عن الاشتطاط، وما سمعوا قول ناصح، ونسوا وألغوا وعيد الله الذي أعدّ لقوم مجرمين. وصدّوا خلق الله عن سبيله، وأرادوا أن يُطفئوا نور الحق بأفواههم، وقاموا في كل طريق عنيت، فلأجل شرورهم سمّتُ التكليف وتعنيّت، ومع ذلك خاطبتهم بألين القول وطريق الرفق والموعظة الحسنة، ومهلتهم وعفوت عنهم صبراً منى، فإنهم لا يرون مجاليّ الحق وظهوراته، ولا يعرفون المعارف الدقيقة وآخذها، ولا يقلّبون جنوبهم إلا كالنائمين.

ويُجادلونى في أسرار قبل أن ينظروا فيها ويُفتشوا حقيقتها، وقد عجزوا أن يحتجّوا على بوجه المعقول والمنقول، وسقطوا على كالجهالاء

والسفهاء، وأرادوا أن يغلبوا بالسبِّ والشتم والتكفير والبهتان، وَقَفُوا ما لم يكن لهم به علم، وتركوا سبيل المتقين. وما تركوا شيئاً من سوء الظن وترك الأدب والافتراء والقيام بمخالفة الحق، وما شهدوا إلا بزور، وما جادلوا إلا بمكائد الشياطين. فلما اضطربت نار الفساد بأيديهم، وانطلقت إلى دُخانِ الفتن أرجلهم، سألتُ الله ربِّي أن يُعيني من لدنه ويؤيدني من عنده، وقلتُ ربنا افْتَحْ بيننا وبين قومنا بالحق وأنت خير الفاتحين.

فأيَّدني ربي بآيات، وأثار أمرى ببركات، وأتمَّ حُجَّتِي على الطالبين، ولكنهم ما خلَّوا سبيلي وما كانوا مُنتهين. ووجدوا وقد تبين الرشد من الغي وحصص الحق. فأعجبنى إنكارهم وقساوة قلوبهم، إنهم رأوا علامات صدقي وآيات قبوليتي، وما رجعوا إلى الحق وما كانوا راجعين. **يا حسرة** عليهم! إنهم لا يفهمون حقيقة الواقعات، ولا يقبلون الآيات، بل يحتالون عند رؤيتها ويتعمون مع وجود الأبصار، ويفترون على أشياء ويريدون أن يُطفئوا نور الإسلام، وصاروا ظهيرا لللكافرين. وكان الحق واضحاً صريحاً مشرقاً كالشمس، ولكن أخذتهم العزة والحسد والبخل، فطَبَعَ اللهُ على قلوبهم، وجعل على أبصارهم غشاوة، فما استطاعوا أن يروا الحقيقة كالمبصرين. إنهم شابها اليهود ونزلوا منازلهم بتوارد الأعمال والأفعال والنيات والخواطر، ووقع هذا التوارد كما يقع الحافر على الحافر، وما انتهوا بل يزيدون في كلِّ حين.

والذين مَنَّ اللهُ عليهم بالهداية، وأراهم نهج الصدق والصواب، فأولئك الذين ينظرون إلى بحسن الظن، ويفكِّرون في أمرى بنور القلب، فينبئهم نورهم بحقائق صدقي، ويقبلون ما أقول لهم، ولا يشابهون تلك

السفهاء الجهلاء ، ويسلكون مسلك الأتقياء ، ويتبعون سبيل السعداء ، ويأخذون أدب الصالحاء ، وقد أنزل الله عليهم سكينه من عنده وجعلهم من المستيقنين . يتقون الله ويخافون مقامه وليسوا كالذى يذر الآخرة ويُلغِيها، ويحب العاجلة ويتغيبها، ويظلم الفئة الصالحة ويؤذيها، ويسعى فى الأرض ليفسد فيها، ويضل أهلها ويكفر قوماً مؤمنين .

إن أحبائى لمتقون جميعهم، ولكن أقواهم بصيرةً وأكثرهم علماً، وأفضلهم رفقاً وحلماً، وأكملهم إيماناً وسلاماً، وأشدّهم حباً ومعرفةً وخشيةً و يقيناً وثباتاً، رجلٌ مبارك كريم تقى، عالم صالح فقيه محدث جليل القدر حكيم حاذق عظيم الشأن ، حاجّ الحرمين حافظ القرآن، القرشى قوماً وال فاروقى نسباً، واسمه الشريف مع لقبه اللطيف :المولوى الحكيم نور الدين البهروى، أجزل الله مثوبته فى الدنيا والدين . وهو أول رجال بايعونى صدقاً و صفاء وإخلاصاً ومحبةً ووفاءً ، وهو رجل عجيب فى الانقطاع والإيثار وخدمات الدين . أنفق مالا كثيرا لإعلاء كلمة الإسلام بوجوه شتى، وإنسى وجدته من المخلصين الذين يؤثرون رضى الله سبحانه على كل رضاء ونساء وبنات وبنين . ووجدته من قوم يتغون مرضاة الله ويجتهدون لرضوانه ببذل أموالهم وأنفسهم، ويعيشون فى كل حال شاكرين . وإنه رجل رقيق القلب نقى الطبع حلیم كريم جامعٌ لمآثر الخير، كثيرُ الانسلاخ عن البدن ولذاته . لا يفوته موقع من مواقع البر، ولا موضع من مواضع الحسنات، ويُحب أن يسكب دمه كماء فى إعلاء دين رسول الله صلى الله عليه وسلم، ويتمنى أن تذهب نفسه فى تأييد سبيل خاتم النبیین، ويقفو إثر كل خير، وينغمس فى كل بحر لإجاحة فتن المتمردین.

فأشكر الله على ما أعطاني كمثله هذا الصديق الصدوق، الفاضل الجليل
الباقر، دقيق النظر عميق الفكر، المجاهد لله والمحب في الله بكمال إخلاص ما
سبقه أحد من المحبين. وأشكر الله على ما أعطاني جماعة أخرى من الأصدقاء
الأتقياء من العلماء والصلحاء العرفاء، الذين رُفعت الأستار عن عيونهم، ومُلئت
الصدق في قلوبهم. ينظرون الحق ويعرفونه، ويسعون في سبيل الله ولا يمشون
كالعميين. وقد حُصِّوا بإفاضة تَهْتَانِ الحق ووابل العرفان، ورضعوا ثدي لبانه،
وأشربوا في قلوبهم وجه الله وطرق غفرانه، وشرَحَ الله صدورهم وفتح أعينهم
وآذانهم، وسقاهاهم كأس العارفين.

فمنهم الأخ المكرم العالم المحدث الفقيه الجليل السيد المولوى
محمد أَحْسَن، كان الله معه في كل موطن، ونصره في الميادين. إنه رجل صالح
تقى غيور للإسلام، هدم هيكَل جهالة العلماء المخالفين بتأليفات لطيفة، وأطفأ
نارهم وجاء بنور مبین، وأطفأ الفتن المتطائرة بماء معين. ورزقه الله ذخيرة كثيرة
من علوم الدين والآثار النبوية، وله بسطة عجيبة في فن الأحاديث وتنقيدها وتمييز
بعضها من بعض، والمخالف لا يمكث في ميدانه طرفة عين، وهُم مع تحريكات
غيظهم وغضبهم وكثرة إمعانهم وخوضهم وشدة حرصهم على المناضلة يفرّون منه
كفرار الحمير من الأسد، وإن هذا إلا تأييد الله الذي هو مؤيد الصادقين. ومع
ذلك إنه زاهد متق، كثير البكاء من خوف الله، يخاف مقام ربه ويعيش كالمساكين.

هذا ما أردت أن أقص عليك قليلا من شمائل أحبائي، وما هذا إلا فضل
ربي ورحمته. إنه كان بي حَفِيًّا مذ كنت صغيرا ومُدَّ أَيْقَعْتُ، وتولاني وكفلني
في كل أمرى. وكذلك صرف إلى نَفَرًا من العرب العرباء، فبايعوني

بالصدق والصفاء . ورأيت فيهم نور الإخلاص ، وسمة الصدق ، وحقيقة جامعة لأنواع السعادة ، وكانوا متصفين بحسن المعرفة ، بل بعضهم كانوا فائضين في العلم والأدب ، وفي القوم من المشهورين . وألف بعضهم رسالة [☆] في تصديقي وتأيدي ، وردّ على الذين كانوا من المنكرين . ورأيت أنهم يميلون إلى بالتودد والتحب ولا يُشابهون بعض علماء الهند ، ولا يُصرون على الإنكار بعدما فهموا ، فهذا هو السبب الذى حملنى على تأليف بعض الرسائل العربية ، وحتنى على دعوة تلك الشرفاء والمسعودين .

و كنت أريد أن أرسل إليكم تلك الرسائل ، ولكنى سمعت أن بعض عملة **السلطان** يفتشون في الطريق ويقرأون الكتب ، ويحرّفونها بأدنى ظن . فأبها الأعرزة! أنبئونى كيف أرسل ، وبأى تدبير تصل إليكم ، وأنا أجتهد فى مكانى لهذا المقصد وأشاور المجربين . وإنى معكم يا نجباء العرب بالقلب والروح ، وإن ربى قد بشرنى فى العرب ، وألهمنى أن أؤمنهم وأريهم طريقهم وأصلح لهم شؤونهم ، وستجدونى فى هذا الأمر إن شاء الله من الفائزين .

أبها الأعرزة! إن الربّ تبارك وتعالى قد تجلّى علىّ لتأييد الإسلام وتجديده بأخصّ التجليات ، ومنح علىّ وابلّ البركات ، وأنعم علىّ بأنواع الإنعامات ، وبشّرنى فى وقت عبوس للإسلام ، وعيش بؤس لأمة خير الأنام ، بالتفضلات والفتوحات والتأييدات ، فصبوت إلى إشراككم .

☆ تلك رسالة المسماة "يقاظ الناس" ألفتها حى فى الله أول المبايعين إخلاصا وصدقا من بلاد الشام . السيد العالم التقى . محمد سعيدى الطرابلسى الشامى النشار الحميدانى ، وقد ألحقها بمكتوبى هذا لينتفع بها كل فهم من الناظرين . منه

يا معشرَ العرب . فى هذه النعم، وكنث لهذا اليوم من المتشوقين . فهل ترغبون أن تلحقوا بى لله رب العالمين؟

وإن بعض علماء هذه الديار لم يزلوا يبتغون بى الغوائل، ويريدون بى السوء ويتربصون على الدوائر، ويتطلبون لى العثرات، ويكتبون فتاوى التكفيرات . وكنت أقول فى نفسى : اللهم فاطر السماوات والأرض، عالم الغيب والشهادة، أنت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون . فألهمنى ربي مبشراً بفضل من عنده وقال: ”إنك من المنصورين“ . وقال: ”يَا أَحْمَدُ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ، مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَالْكَفَّ اللَّهُ رَمَى، لَتُنذِرَ قَوْمًا مَا أَنْذَرَ آبَاؤُهُمْ وَلَتَسْتَبِينَ سَبِيلَ الْمَجْرِمِينَ“ . وقال:

﴿٨﴾

”قُلْ إِنْ أَفْتَرَيْتُهُ فَعَلَىٰ إِجْرَامِي . هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ . لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ وَإِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ“ . وقال: ”أَنْتَ عَلَى بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ وَمَا أَنْتَ بِفَضْلِهِ مِنْ مَجَانِينَ . وَيُخَوِّفُونَكَ مِنْ دُونِهِ . إِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا . سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكَّلَ ، يَحْمَدُكَ اللَّهُ مِنْ عَرْشِهِ . وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ ، وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ“ . فأدخل الله سبحانه فى لفظ اليهود معشر علماء الإسلام الذين تشابه الأمر عليهم كاليهود، وتشابهت القلوب والعادات والجذبات والكلمات من نوع المكائد والبهتان والافتراءات، وإن تلك العلماء قد أثبتوا هذا التشابه على النظارة بأقوالهم وأعمالهم، وانصرفهم واعتسافهم، وفرارهم من ديانة الإسلام، ووصية خير الأنام صلى الله عليه وسلم وكونهم من المسرفين العادين .

وكننت أظن بعد هذه التسمية أن المسيح الموعود خارج، وما كنت

أظن أنه أنا، حتى ظهر السرّ المخفى الذى أخفاه الله على كثير من عباده ابتلاءً من عنده، وسَمَّانى ربي عيسى ابن مريم فى إلهام من عنده، وقال: ” يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا فَاقْبُرْ فِي مَجْدِنَا الَّذِي اسْتَنْبَأْتَنِي فِي الْمَوْتِ وَأَنْتَ كَافِرٌ بِي أَلَمْ يَكُن لِيَ آيَاتٌ مِنْكَ فَأَعْتَدْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا الْعَذَابَ وَلَئِنْ لَمْ يَنْهَئُنِي عَنِ الْمُجَازَاةِ وَسَّاءَ مَا لِمَنْ يُجَازَىٰ“

فهذا هو الدعوى الذى يجادلنى قومى فيه ويحسبوننى من المرتدين. وتكلموا جهاراً، وما رجوا للملهم الحق وقاراً، وقالوا إنه كافر كذاب دجال، وكادوا يقتلوننى لولا خوف سيف الحكام، وحثوا كل صغير وكبير على إيذائى وإيذاء أصدقائى، والله يعلم تطاول المعتدين. وبعزة الله وجلاله، إنى مؤمن مسلم، وأؤمن بالله وكتبه ورأسه وملائكته والبعث بعد الموت، وبأن رسولنا محمد المصطفى صلى الله عليه وسلم أفضل الرسل وخاتم النبيين. وإن هؤلاء قد افتروا علىّ، وقالوا إن هذا الرجل يدعى أنه نبيّ ويقول فى شأن عيسى ابن مريم [☆] كلمات الاستخفاف، ويقول إنه **تُوقَى** ودُفن فى أرض الشام، ولا يؤمن بمعجزاته، ولا يؤمن بأنه خالق الطيور ومحىى الأموات وعالم الغيب وحىّ قائم إلى الآن فى السماء، ولا يؤمن بأن الله

☆حاشية: وقالوا إن فى حديث مسلم [❁] وغيره من الصحاح. قد جاء ذكر عيسى عليه السلام وذكر الدجال المعهود بنحو يظهر منه أن عيسى بن مريم ينزل لقتل الدجال، والدجال المعهود رجل أعور عين اليمنى كأن عينه عنبة طافية، ومكتوب بين عينيه **ك ف ر**، وإنه يجىء معه بمثل الجنة والنار، فالتى يقول إنها الجنة هى النار، وهو ممسوح العين عليها ظفرة غليظة، وإنه شابّ قَطَطٌ خارج

قد خصّه وأمه بالمعصومية التامة من مسّ الشيطان ومن كل ما هو من لوازم المسّ، ولا يُقرّ بأنّهما مخصوصان متفردان في العصمة المذكورة لا شريك لهما فيها أحد من الرسل والنبیین.

ويقولون إن هذا الرجل لا يؤمن بالملائكة ونزولهم وصعودهم، ويحسب الشمس والقمر والنجوم أجسام الملائكة، ولا يعتقد بأن محمداً صلى الله عليه وسلم خاتم الأنبياء ومنتهى المرسلين، لا نبى بعده وهو خاتم النبیین. فهذه كلها مفتریات وتحريفات، سبحانه ربى ما تكلمتُ مثل هذا، إن هو إلا كذبٌ والله يعلم أنهم من الدجالين. وقد سقطوا علىّ وما أحاطوا معارف أقوالى، وما فهموا حقائق مقالى، وما بلغوا

خَلَّةَ بين الشام والعراق، فعاثَ يميننا وعاثَ شمالا، ولَبَّثَهُ فى الأرض أربعون يوماً. يوم كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعة، وسائر أيامه كأيام أهل الأرض، وإسراعه فى الأرض كغيث استدبرته الريح، ويأمرُ السماءَ فتمطرُ والأرضَ فتنبت، وتتبعه كنورُ الأرض كيعاسيبِ النحل، ويدعُو رجلاً ممتلئاً شاباً، فيضربه بالسيف فيقطعُه جزلَينِ رمية الغرض، ثم يدعوه فيقبل ويتهلل وجهه يضحك. فبينما هو كذلك إذ بعث الله المسيح ابن مريم، فينزل عند المنارة البيضاء شرقى دمشق بين مهرودتين واضعاً كفيه على أجنحة ملكين، إذا طأطأ رأسه قطر وإذا رفعه تحدر منه مثل جمان كاللؤلؤ، فلا يحل لكافر يجد من ربح نفسه إلا مات، ونفسه ينتهى حيث ينتهى طرفه، فيطلبه حتى يدركه باب لُد، فيقتله. ثم يأتى عيسى قوم قد عصمهم الله منه، فيمسح عن وجوههم، ويحدثهم بدرجاتهم فى الجنة. فبينما هو كذلك إذ أوحى الله إلى عيسى أنى قد أخرجتُ عبداً لى لا يدان لأحدٍ بقتالهم، فحرزُ عبادة إلى الطور. ويبعثُ الله يأجوج ومأجوج وهم من كل حدب ينسلون، فيمرّ أوائلهم على بحيرة طبرية، فيشربون ما فيها، ويمرّ آخرهم فيقول لقد كان يهذه

بجانبه
عيسى عليه السلام

﴿٩﴾

مِعْشَارَ مَا قَلْنَا، وَخَانُوا وَحَرَفُوا الْبَيَانَ، وَنَحْتُوا الْبَهْتَانَ، وَوَقَعُوا فِي حَيْصِ بَيْصٍ، وَظَنُّوا ظَنًّا سَوْءًا، فَتَعَسَّا لِتِلْكَ الظَّانِّينَ. وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي مَا قُلْتُ إِلَّا مَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى، وَلَمْ أَقُلْ كَلِمَةً قَطُّ يَخَالِفُهُ وَمَا مَسَّهَا قَلَمِي فِي عَمْرِي. وَأَمَّا قَوْلُهُمْ إِنَّ الْمَسِيحَ كَانَ خَالِقَ الطُّيُورِ وَكَانَ خَلَقَهُ كَخَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى بَعِينَهُ وَكَانَ إِحْيَاؤُهُ كِإِحْيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى بَعِينَهُ بَلَا تَفَاوُتَ، وَكَانَ مَعْصُومًا تَامًا وَمَحْفُوظًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ، وَلَيْسَ كَمَثَلِهِ فِي هَذِهِ الْعَصْمَةِ نَبِيُّنَا ﷺ، فَهَذَا عِنْدِي ظَلَمٌ وَزُورٌ، كَبُرْتُ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ، وَإِنَّهُمْ فِي هَذِهِ الْكَلِمَاتِ مِنَ الْكَاذِبِينَ. وَأَمَّا افْتِرَاؤُهُمْ عَلَيَّ وَظَنُّهُمْ كَأَنِّي لَا أُوْمِنُ بِالْمَلَائِكَةِ، فَمَا أَقُولُ فِي جَوَابِ هَذِهِ الظُّنُونِ الْفَاسِدَةِ الَّتِي لَا أَصِلُ لَهَا وَلَا أَثْرَ، غَيْرَ أَنِّي أَبْتَهَلُ فِي حَضْرَةِ اللَّهِ سَبْحَانَهُ وَأَقُولُ رَبِّ الْعَنِيِّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُ مِثْلَ هَذَا، وَإِلَّا فَالْعَنِ

﴿۱۰﴾

مَرَّةً مَاءً، ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتَّى يَنْتَهُوا إِلَى جَبَلِ النُّخْمِ، وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَيَقُولُونَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ. فَيُرْمُونَ بِنُشَابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ، فَيَرُدُّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نُشَابَهُمْ مَخْضُوبَةً دَمًا. وَيُحْضِرُ نَبِيَّ اللَّهِ وَأَصْحَابَهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمْ الْيَوْمَ فَيَرِغِبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللَّهِ، فَيُرْسِلُ عَلَيْهِمُ النَّعْفَ فِي رِقَابِهِمْ، فَيَصْبِحُونَ فَرَسِي كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ. ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شَيْءٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهْمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ. فَيَرِغِبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللَّهِ، فَيُرْسِلُ اللَّهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُحْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ. وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ قِسِيهِمْ وَنُشَابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِينَ. ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطْرًا لَا يُكْنُ مِنْهُ بَيْتٌ مَدْرٍ وَلَا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ حَتَّى يَتْرَكَهَا كَالرَّلْفَةِ. ثُمَّ يَقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْتِ بِي تَمَرْتِكِ وَرُدِّي بَرَكَتِكِ، فَيَوْمِئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَانَةِ، وَيَسْتَضَلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيَبَارِكُ فِي الرُّسُلِ حَتَّى إِنْ اللَّقْحَةُ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفَنَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللَّقْحَةُ مِنَ الْبَقْرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ، وَاللَّقْحَةُ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفُخَيْدَ مِنَ النَّاسِ. فَيَسْمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ

بعثة الأنبياء

﴿۱۰﴾

المفتريين الذين يفترون على غير علم، ويكفرون بغير الحق، ولا يتقون الله وما كانوا خائفين. والأمر الحق أنى ما قلت قولاً يُخالِف عقيدة أهل السنّة حقيقة، وما جرى على لسانى مثل تلك الألفاظ، وما خطر فى قلبى شبيه هذه الافتراءات، ولكنهم ما فهموا كلماتى من قلة التدبر، وسوء الفكر، وفساد القلب، وابتدر كل واحد منهم إلى التكفير عَجولاً بآدى الرأى، فكيف أهدى قومًا حاسدين؟ نعم..

إنى قلت وأقول: إن عيسى ابن مريم عليه السلام قد تُوِّفى كما أخبرنا القرآن العظيم والرسول الكريم، فكيف نرتاب فى قول الله ورسوله؟ وكيف نُؤثر عليه أقوالاً أخرى؟ أأختار الضلالة بعدما هدانى الله؟ والقرآن حَكَمَ عَدْلٌ بينى وبين المخالفين، وبأى حديث بعد الله وآياته يؤمنون؟ ألم يكف لهم ما قال رب العالمين؟ ولكنهم ما يقبلون شهادة القرآن، ويتكئون على أقاويل أخرى التى لا يدرون حقيقتها

﴿١١﴾

ريحاً طيبة، فنأخذهم تحت اباطهم، فتقبض رُوح كُلِّ مُؤْمِنٍ وكل مسلم، ويبقى شرارُ الناس يتَهَارَجُونَ فيها تَهَارُجَ الحُمُرِ، فَعَلَيْهِمْ تَقَوْمُ السَّاعَةِ. وجاء فى حديث آخر أن المسيح الدجال يأتى من قِبَلِ المشرقِ وهِمَّتُهُ المدينة حتى ينزل دُبُرُ أُحُدٍ، ثم تصرفُ الملائكةُ وجهَهُ قِبَلِ الشَّامِ، وهنالكَ يَهْلِكُ ولا يدخل المدينة رعبُهُ، لها يومئذُ سبعةُ أبوابٍ على كل باب ملكان، ويمكث فى الأرض أربعين سنة، ويخرج على حمار أقرم ما بين أذنيه سبعون باعاً. وينزل عيسى حَكَمًا عَدْلًا، فليكسرن الصليب ويقتلن الخنزير ويضع الحرب. ولِيَتْرَكَنَّ القِلاصُ فلا يُسعى عليها. ولا تزال طائفة من المسلمين يُقاتلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة. فينزل عيسى فيتزوج ويولد له. وجاء فى أحاديث أخرى أن الدجال كان موجوداً حياً فى زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد رآه تميم الدارى. وحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه ركب فى سفينة بحرية مع ثلاثين رجلاً من لحم وجماد، فلعب بهم الموج شهراً فى البحر، فأرأوا إلى جزيرة حين تغرب الشمس، فجلسوا فى أقرب السفينة فدخلوا الجزيرة، فلقيتهم دابةٌ أهلَبُ كثيرُ الشعر لا يدرون ما قبله من دُبُرِهِ من كثرة الشعر.

تفسير الحاشية

﴿١١﴾

فليت شعري.. إلى أى أمر يدعوننى؟ أيدعوننى إلى الجهل والعمى بعدما كنت من المتبصرين؟ واللّه إني على بصيرة من ربّى، وعندى شهادات من اللّه وكتابه وإهامه وكشفه، فهل من طالب يأخذ سهم رشده منى، ويأبى دواعى البخل والحسد، ويقبل الحق كالمسترشدين؟ ولا أظن أحدا من العاملين العالمين المتقين أن يُقدّم غير القرآن على القرآن، أو يَضَع القرآن تحت حديث مع وجود التعارض بينهما، ويرضى له أن يتبع آحاد الآثار ويترك بينات القرآن، ويؤثر الشك على اليقين، ويختار الجهل بعدما كان من العارفين.

وإنّ المسلمين وعلماءهم الرّاسخين كانوا قد أمروا أن يتبعوا البيّنات،

قالوا ويلك ما أنت؟ قالت أنا الجساسة. انطلقوا إلى هذا الرجل فى الدير، فإنه إلى خبركم بالأشواق. قال لما سمّت لنا رجلا فرّنا منها أن تكون شيطانة. قال فانطلقنا سراعا حتى دخلنا الدير، فإذا فيه أعظم إنسان رأناه قط خلقا وأشدّه وثاقا، مجموعة يده إلى عنقه ما بين ركبتيه إلى كعبيه بالحديد. قلنا ويلك ما أنت؟ قال قد قدرتم على خبرى، فأخبرونى ما أنتم؟ قالوا نحن أناس ركبنا فى سفينة بحرية، فلعب بنا البحر شهرا، فدخلنا الجزيرة، فلقيتنا دابة أهلبُ فقالت أنا الجساسة، اعمدوا إلى هذا فى الدير، فأقبلنا إليك سراعا. فقال أخبرونى عن نخل بيسان ﴿١١﴾

بقية الحكاية

﴿١١﴾ : هذه الأخبار الغيبية تدل على أن هذا الحديث ليس من رسول الله صلى الله عليه وسلم، لأنها يعارض القرآن ويُخالف محكماته. وكيف يمكن أن يقدر الدجال الخبيث على بيان الأنبياء المستقبلية وقال الله تعالى فى كتابه المحكم: **فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ** فكيف أخبر الدجال عن الغيب خيرا واضحا صحيحا مطابقا للواقع؟ وكيف قال الدجال أن الخير للناس أن يُطيعوا هذا النبى الأُمى العربى فإنه صادق، مع أن الدجال كافر لا يطيع الله، فكيف يأمر بإطاعة نبيه صلى الله عليه وسلم؟ ومع ذلك هو ليس بقائل بزعم القوم بإله من دون نفسه، فكيف قال: وإنى يوشك أن يؤذن لى فى الخروج فأخرج، بل إن هذا اللفظ يدل على أنه لا يخرج من الدير إلا بإلهام الله تعالى ووحيه، فيلزم من هذا أن يكون الدجال أحدا من الأنبياء، وقد تقرر عندهم أنه من أكابر المفسدين. فتفكّر ولا تكن من الغافلين. منه.

ويجتنبوا الشبهات، وكانوا يعلمون أن البيّنات أحقُّ أن تُتبعَ . وإنما البيّنات هي المعانى التى قد انكشفت وتبينت عند العقل السليم، وتواترت فى القرآن العظيم، ووُجدتْ أقربَ من الفهم المستقيم، وأبعدَ عن آفات التناقض وأدخلَ فى سُنّة الله والقانون القديم، وأجلى وأظهر من معانٍ أخرى. ثم ذهلت هذه الطائفةُ تلك الضابطةَ المباركة كأنهم لا يعلمون شيئا وكانهم من الجاهلين .

وَإِنِّي أَرَى أَنَّهُمْ لَا يَعْتَقِدُونَ بِأَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامٌ حَقٌّ، وَإِمَامٌ صَادِقٌ وَمَهِيْمٌ، وَمَعْيَارٌ كَامِلٌ، بَلْ يَحْقِرُونَهُ وَيَضْعُونَهُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأَحَادِيثِ، وَيَجْعَلُونَ

﴿١٢﴾ الْأَحَادِيثَ قَاضِيَةً عَلَيْهَا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُفْتَشُوا الْآثَارَ حَقَّ تَفْتِيْشِهَا، وَيُشْبِتُوا مَوَازِنَةَ الْقَطْعِيَّاتِ بِالْقَطْعِيَّاتِ . بَلْ هُمْ يَأْمُرُونَ تَحَكُّمًا وَيَقُولُونَ ظَلَمًا إِنَّ الْأَحَادِيثَ بِجَمِيعِ صَوْرِهَا الظَّنِّيَّةِ وَالشَّكِّيَّةِ أَحَقُّ قَبُولًا مِنَ الْقُرْآنِ وَحَاكِمَةٌ عَلَيْهِ . وَإِنْ هُوَ إِلَّا

هل تثمر؟ قلنا نعم . قال أما إنها توشك أن لا تثمر . قال أخبروني عن بحيرة الطبرية . هل فيها ماء؟ قلنا هي كثيرة الماء ، قال إن ماءها يوشك أن يذهب . قال أخبروني عن عين زغر . هل فى العين ماء ، وهل يزرع أهلها بماء العين؟ قلنا نعم هي كثيرة الماء وأهلها يزرعون . قال أخبروني عن نبي الأميين ما فعل؟ قلنا قد خرج من مكة ونزل يشرب . قال أقاتله العرب؟ قلنا نعم . قال كيف صنع بهم؟ فأخبرناه أنه قد ظهر على من يليه من العرب وأطاعوه . قال أما إن ذلك خير لهم أن يطيعوه . وإنى مخبركم عنى . إنى أنا المسيح ، وإنى يوشك أن يؤذن لى فى الخروج ، فأخرج فأسير فى الأرض ، فلا أدع قرية إلا أهبطها فى أربعين ليلة غير مكة وطيبة هما محرمتان على كلتا هما ، كلما أردت أن أدخل واحدا منهما استقبلنى ملكٌ بيده السيف صلتنا يصدنى عنها ، وإن على كل نقب منها ملائكة يحرسونها . ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا إنه فى بحر الشام أو بحر اليمن لا بل من قبل المشرق ما هو ، وأوماً بيده إلى المشرق . رواه مسلم .

أقول هذا ما جاء فى الأحاديث مع اختلافات وتناقضات، فذهب وهُل بعض الناس بل أكثرهم إلى أن تلك الأخبار والآثار محمولة على ظواهرها، والحق أنهم

ظلم وزور تكاد السماوات يتفطرن منه . ولا يوجد في القرآن وحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم إيماض إلى ذلك، ولا إيماء إلى هذه البهتان، بل الصحابة كانوا يقدّمون القرآن في كل حال ولا يتركونه لأثر من الآحاد ☆ . ألا ترى إلى الصديقة أم المؤمنين رضي الله عنها كيف أوّل الأحاديث للقرآن وما أوّل القرآن للأحاديث، وما التفتت إلى حديث بعد وجود المعارضة بينه وبين القرآن . وكانت فقيهة فاضلة موفقة، حبيبة نبينا صلى الله عليه وسلم وكانوا يرجعون إليها في كل مسألة دقّت مأخذها . وإن كنت في شك فاقرا البخاري تدبراً، فستجد تلك القصص في أكثر مقاماته . فما حال هؤلاء أنهم لا يقرأون القرآن إلا كالخافلين النائمين، ولا يفهمونه حق فهمه، بل القرآن لا يجاوز حناجرهم، ولا يتبعونه ولا يبتغون نوره، بل يحملونه على هيئة الجنائز، ولا ينظرون إليه بنية الاستفادة وأخذ العلوم والمعارف، كأنهم في شك عظيم . ولا يرون

﴿١٣﴾

قد أخطأوا خطأ كبيراً، وكان هذا ابتلاءً من الله تعالى ليعلم الصابرين المؤمنين منهم والمكذّبين المستعجلين . وأنت تعلم أن الله تعالى قد يوحى إلى أنبيائه ورسله في حُلل المجازات والاستعارات والتمثيلات، ونظائره كثيرة في وحي خير الرسل صلى الله عليه وسلم منها ما جاء في حديث أنس قال قال رسول الله صلعم رأيت ذات ليلة فيما يرى النائم كأننا في دار عقبة بن رافع، فأتينا برطب من رطب ابن طاب . فأولت أن الرفعة لنا في الدنيا والعافية في الآخرة، وأن ديننا قد طاب . ومنها ما جاء في حديث أبي موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت في رؤياي أني هزرتُ سيقاً فانقطع صدره، فإذا هو ما أصيب من المؤمنين يوم أحد، ثم هزرتُه أخرى فعاد أحسن ما كان، فإذا هو ما جاء الله به من الفتح واجتماع المؤمنين . فانظر كيف رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم الكيفيات الروحانية في الصور الجسمانية . ولا يخفى عليك أن رؤيا الأنبياء وحي، فثبت من ههنا أن وحي الأنبياء

بقية الحاشية

﴿١٣﴾

☆ انظروا حديث معاذ الذي فيه وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم لمعاذ . منه .

حياته وبركاته وإشراقته، ولا يُقدرونه حق قدره، ولا يدرون ما شأنه وما برهانه، وينبذون صحف الله وراء ظهورهم، ويكفون على حديث ضعيف ولو يُعارض القرآن، وما كانوا من المنتهين.

ووالله ما قلتُ قولاً في وفاة المسيح وِعدم نُزولِهِ وقيامى مقامه إلا بعد الإلهام المتواتر المتتابع النازل كالوابل، وبعد مكاشفات صريحة بيّنة منيرة كفلق الصبح، وبعد عرض الإلهام على القرآن الكريم والأحاديث الصحيحة النبوية، وبعد استخارات وتضرعات وابتهالات فى حضرة رب العالمين. ثم ما استعجلتُ فى أمرى هذا، بل أخرته إلى عشر سنة، بل زدتُ عليها وكنت لِحُكمٍ واضحٍ وأمرٍ صريحٍ من المنتظرين. وكنت صَنَفْتُ كتاباً فى تلك الأيام التى مضت عليها عشر سنة، وسميتها **أَبْرَاهِينَ**، وكتبت فيها بعض إلهاماتى التى ألهمت من ربي من قبل تأليف ذلك الكتاب، وكانت

قد يكون من نوع المجاز والاستعارة، وقد أوّل رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مثل ذلك الوحي، وتأويلاته كثيرة كما فى رؤية سوار الذهب والقميص والبقر وغيرها من الرؤيا التى هى مشهورة فى القوم، فلا حاجة إلى أن نقصّ عليك. وقد رأى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فى رؤيا أخرى الدجالَ المسيح واضعاً يديه على منكبى رجلين يطوف بالبيت. فلو حملنا تلك الوحي على الظاهر لوجب أن يكون الدجالُ مسلماً مؤمناً لأن الطواف من شعائر المسلمين. ثم إن هذه الأحاديث تدل على أن الدجال كان موجوداً فى زمان النبى صلى الله عليه وسلم وقد رآه تميم الدارى، وزعم القوم أنه يخرج فى آخر الزمان، ولا يلبث قرية إلا يدخلها، ويتملك ويتسلط على البلاد كلها، ولا تبقى فى زمانه أرض إلا يأخذها غير مكة وطيبة. ولكن الأحاديث الأخرى تعارضها وتكذب هذه القصص. فانظرُ أوّلاً تدبيراً وإنصافاً فى حديث مسلم عن جابر قال سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول قبل أن يموت بشهر تَسألونى عَنِ السَّاعَةِ؟ وَإِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ. وَأُقْسِمُ بِاللَّهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنفُوسَةٍ يَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةٌ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ.

بقية الحاشية

من جملتها هذا الإلهام، أعنى: " يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنْ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ". وإن الله قد سمّاني في هذا عيسى، ومن جملتها إلهام آخر خاطبني ربي فيه وقال: إني خلقتك من جوهر عيسى، وإنك وعيسى من جوهر واحد، وكشيء واحد ومن جملتها إلهام سمّي فيه كل من خالفني من العلماء اليهود والنصارى. ثم ما ألهمتُ إلى عشر سنة بمثل هذه الإلهامات، وما كنت أدري أنى أو مر بعد هذه المدة الطويلة وأسمّى مسيحًا موعودًا من الله تعالى، بل كنتُ خلتُ أن المسيح نازل من السماء كما هو مركز في مدارك القوم، ولكنى كنت أقول في نفسى تعجبا: إن الله لم سمّاني عيسى ابن مريم فى إلهامه المتواتر المتتابع، ولم قال إنك وإنه من جوهر واحد، ولم سمّى المخالفين اليهود والنصارى؟ فظهرت على معانى تلك الإلهامات والإشارات بعد

﴿١٤﴾

وعن ابن مسعود لا يأتى مائة سنة وعلى الأرض نفسٌ منفوسة اليوم. رواه مسلم، وهكذا ذكر البخارى فى صحيحه، والمضمون واحد لا حاجة إلى الإعادة. فوجب من هذا على كل مؤمن أن يؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم، وإلا فكيف يمكن التخلف فيما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بوحى من الله تعالى مؤكداً بقسمه؟ والقسم يدل على أن الخبر محمول على الظاهر لا تأويل فيه ولا استثناء، وإلا فأى فائدة كانت فى ذكر القسم؟ فتدبّر كالمفتشيين المحققين. وأما تطبيق هذين الحديثين فلا يمكن إلا بعد تأويل حديث الدجال وجعله من قبيل الاستعارات، فنقول إن حديث خروج الدجال يدل على خروج طائفة الكذابين فى آخر الزمان من قوم النصارى، وفى الحديث إشارة إلى أنهم يُشابهون آباءهم المتقدمين فى مكرهم وخديعتهم وأنواع فتنهم وحرصهم على إضلال الناس كأنهم هم، إلا أن آباءهم كانوا مقيدين بالسلاسل والأغلال، ولكن هؤلاء يخرجون من ذلك السجن، ويضع الله عنهم أغلالهم، فيعيشون يمينا وشمالا ويفسدون فى الأرض،

بقيّة الحاشية

﴿١٥﴾

عشر سنة، وبعد إشاعة البراهين في أُلوف من الناس، و بعد إشاعة هذه الإلهامات في خلق كثير من المسلمين والمشرّكين.

فاسألوا الذين يظنون أنه افتراء منحوت .. أهذه علامات المفترين؟ وكانوا يقرّأون من قبل كتابى البراهين و يجدون فيه مجملا كل ما قلت في هذه الأيام مفصلا، وكانوا يحبّون ذلك الكتاب و يصدّقون إلهامات مذكورة و لا يُعرضون كالمنكرين. فلما جاء ميقات ربي، وأمرت لأصدع بما سُميت في الكتاب المذكور انقلبوا منكرين مكفّرين، كأنهم سمعوا كلمة غريبة أو جاءهم ذكرٌ محدثٌ و كأنهم ما كانوا مُطلعين على ما كتبت في البراهين . ولو كانوا عاقلين منصفين طالبين للحق مفتشّين للحقيقة لتفكّروا في قول قد كُتب من قبل و طُبع و أُشيع في زمان ما كان أثر هذه الدعاوى فيه، و لتفكّروا في سوانح عمرى، و لقد لبثت فيهم عمراً من قبل،

﴿١٥﴾

وكان خروجهم بلاءً عظيماً لأهل الأرضين . فكما أن تميماً رأى الدجال في زمان النبي صلى الله عليه وسلم بالرؤية الكشفية الصادقة التي كانت من قبيل عالم المثال .. مجموعة يده إلى عنقه ما بين ركبتيه إلى كعبيه بالحديد في الدير، فكذلك كانت النصرى في زمن إقبال الإسلام مقهورين مغلوبين غلّت أيديهم قاعدتين في الدير، ثم أخرجوا بعد المائتين والألف و وضع الله عنهم الأغلال والسلاسل، و خلع عليهم خلعة العلوم الأرضية ابتلاءً من عنده، فأشاعوا الفتن في الأرض بأيدي مبسوطة، و كان قدراً مقدوراً من رب العالمين . وإلى خروجهم إشارة في حديث الآيات بعد المائتين، يعنى بعد المائة والألف، وإشارة إلى نزول المسيح الذى هو مفرج المفسدين . ثم بعد ذلك إذا نظرنا إلى كلام الله تعالى فوجدناه أيضاً مخالفاً لظواهر أحاديث خروج الدجال، و ما وجدناه فيه احتمالاً ضعيفاً وإشارةً وهميةً إلى ذلك، بل هو يروح هذه الخيالات بالاستيصال التام. ألم يكفٍ لطالب قوله تعالى وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا يَخْفَى عَلَى الْمُتَدَبِّرِ أَنَّ هَذِهِ آيَةٌ دَلِيلٌ قَطْعِيٌّ عَلَى أَنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالنَّصَارَى يَرْتَوْنَ الْأَرْضَ وَيَتَمَلَّكُونَ أَهْلَهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَأَنَّ الْمُسْلِمِينَ اتَّبَعُوا الْمَسِيحَ

بِقِيَامَةِ الْمَسِيحِ

وَلتَفَكَّرُوا فِي رَأْسِ السَّمَاءِ وَضُرُورَةِ الْمَجْدِدِ بِمَا وَعَدَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، وَلتَفَكَّرُوا فِي مَفَاسِدِ الزَّمَانِ وَبِدْعَاتِهَا، وَنَسْلِ النِّصَارِيِّ مِنْ كُلِّ حُدُبٍ. فَيَا حَسْرَةَ عَلَيْهِمْ! إِنَّهُمْ ظَنُّوا ظَنَ السُّوءِ بِغَيْرِ فِكْرٍ وَتَحْقِيقٍ وَإِمْعَانٍ، وَمَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَتَكَلَّمُوا فِي الْمُؤْمِنِ إِلَّا بِحُسْنِ الظَّنِّ، وَمَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يُسَارِعُوا عَلَيَّ مَجْتَرِّئِينَ. وَمَا حَمَلَهُمْ عَلَى الْإِنْكَارِ إِلَّا اسْتِعْجَالُهُمْ وَسُوءُ ظَنِّهِمْ وَبِخْلُهُمْ وَعِنَادُهُمْ وَقَلَّةُ تَدَبُّرِهِمْ، فَيَا حَسْرَةَ عَلَى الْحَاسِدِينَ وَالْمَعَانِدِينَ وَالظَّانِّينَ ظَنَ السُّوءِ وَالسَّالِقِينَ! وَأَمَا مَا قَلْتُ فِي وَفَاةِ الْمَسِيحِ فَمَا كَانَ لِي أَنْ أَقُولَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِي، بَلِ اتَّبَعْتُ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى وَأَمَنْتُ بِمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ يُعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَرَافِعَكَ إِلَى وَمُطَهَّرَكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلَ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. فَانظُرْ كَيْفَ شَهِدَ اللَّهُ عَلَى وَفَاةِ فِي كِتَابِهِ الْمُبِينِ! وَمَعْلُومٌ أَنَّ الرَّفْعَ وَتَطْهِيرَ ذَيْلِ الْمَسِيحِ مِنْ الْإِزْمَاتِ

﴿١٦﴾

اتِّبَاعًا حَقِيقِيًّا، وَالنِّصَارِيِّ اتَّبَعُوهُ اتِّبَاعًا ادَّعَائِيًّا. وَقَدْ وَقَعَ فِي الْخَارِجِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى، وَكَانَتْ الْكِرَّةُ الْأُولَى لِلْمُسْلِمِينَ فِي غَلْبَتِهِمْ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ فِي زَمَانِنَا هَذَا غَلَبَتِ النِّصَارِيُّ وَنَسَلُوا مِنْ كُلِّ حُدُبٍ. فَوَقَعَ كَمَا أَخْبَرَ عَنْهُ فِي الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ، فَالآيَةُ تَحْكُمُ أَنَّ التَّمَلُّكَ وَالْغَلْبَةَ مَحْدُودَةٌ فِي الْمُسْلِمِينَ وَالنِّصَارِيِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالدِّجَالُ الْمَعْهُودُ الْمَتَّصِرُ فِي أَذْهَانِ الْمُسْلِمِينَ لَا يَكُونُ عَلَى عَقِيدَةِ النِّصَارِيِّ وَلَا عَلَى عَقِيدَةِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، بَلِ هُوَ بَزْءُ عَمِهِمْ يَخْرُجُ بِإِدْعَاءِ الْأُلُوْهِيَةِ وَيَقُولُ إِنِّي إِلَهٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ، وَيَغْلِبُ أَمْرَهُ عَلَى الْأَرْضِ كُلِّهَا غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ، فَهَذَا يُخَالِفُ نَصَّ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ لِأَنَّ الْقُرْآنَ، كَمَا ذَكَرْتُ آنِفًا، قَدْ وَعَدَ لِمَتَّبِعِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَدًّا مُؤَكَّدًا بِالذَّمِّ وَقَالَ وَجَاعِلَ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَمَعْلُومٌ أَنَّ الدِّجَالَ الَّذِي يَنْتَظَرُهُ قَوْمُنَا هُوَ بَزْءُ عَمِهِمْ لَيْسَ مِنْ مَتَّبِعِي عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا يُؤْمِنُ بِالْمَسِيحِ وَلَا بِإِنْجِيلِهِ، وَمَا ذَهَبَ أَحَدٌ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ إِلَى أَنَّهُ يُؤْمِنُ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، بَلِ يَقُولُونَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنِّي أَنَا اللَّهُ، وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَلَا بِأَحَدٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَالْقُرْآنُ لَا يَجُوزُ لَهُ مَوْضِعٌ

بِقِيَامَةِ الْحَاجِّ تَيْبَةَ

﴿١٦﴾

اليهود وبهتاناتهم، وغلبة أهل الحق وضرب الذلة على اليهود، وجعلهم مغلوبين مقهورين تحت النصراري والمسلمين.. لقد وقعت هذه الأنباء والمواعيد كلها وتمت وظهرت، وما وقعت إلا على صورتها وترتيبها، وقد انقضت مدة طويلة على ظهورها ووقوعها، فكيف يعتقد عاقل بالغ ذو عقل سليم وفهم مستقيم بأن خبر التوفى الذي قُدِّمَ على هذه الأخبار في ترتيب الآية الموصوفة هو غير واقع إلى وقتنا هذا، وما مات عيسى بن مريم إلى هذا الزمان الذي فسد بضلالات أُمَّته، بل يموت بعد نزوله في وقت غير معلوم ولا يخفى سخافة هذا الرأي على المتفكرين.

والقائلون بحياة المسيح لما رأوا أن الآية الموصوفة تُبَيِّن وفاته بتصريح لا يُمكن إخفاءه، جعلوا يؤوّلونها بتأويلات ركيكة واهية، وقالوا إن لفظ التوفى في آية يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ... كان مؤخراً في الحقيقة

قدم في زمان من الأزمنة، بل يخبر عن غلبة المسلمين أو غلبة النصراري إلى يوم القيامة. فأى دليل يكون أوضح من هذا على إبطال وجود الدجال المفروض، وعلى ثبوت كذب قول القائلين؟ وأنت تعلم أن القرآن يقيني قطعي وليس كمثل حديث في التواتر وحفظ الحق وعصمته، فافهم إن كنت من الطالبين.

وأما قول بعض العلماء أن الدجال يكون من قوم اليهود. فهذا القول أعجب من القول الأول، لا يقرأون في القرآن آية ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذُّلَّةُ وَالْمُسْكَنَةُ فالذين ضرب الله عليهم إلى يوم القيامة كل ذلة، وأخبر في كتابه الكامل المحكم أن اليهود يعيشون دائماً تحت ملك من الملوك صاغرين مقهورين ولا يكون لهم ملك إلى الأبد، كيف يخرج منهم الدجال ويملك الأرض كلها؟ ألا إن كلمات الله صادقة لا تبديل لها، ولكن القوم ما علموا معاني الأحاديث وما فهموها حق فهمها، والله يمين على من يشاء من عباده فيفهمه ما لم يفهم أحداً من العالمين.

بَيِّنَةُ الْحَاشِيَةِ

من كل هذه الوقعات، يعنى من رفع عيسى وتطهيره من البهتانات ببعث النبى المصدّق وغلبة المسلمين على اليهود وجعل اليهود من السافلين، ولكن الله قدّم لفظ "المتوفى" على لفظ "رافعك" وعلى لفظ "مطهرك" وغيرها مع حذف بعض الفقرات الضرورية رعاية لصفاء نظم الكلام كالمضطرين. وكان اللفظ المذكور.. يعنى ﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ﴾ فى آخر ألفاظ الآية، فوضعه الله فى أولها اضطراراً لرعاية النظم المحكم، وكان الله فى هذا التأخير والتقديم من المعذورين، فلأجل هذا الاضطرار وضع الألفاظ فى غير مواضعها وجعل القرآن عظيم. والآية بزعمهم كانت فى الأصل على هذه الصورة: يا عيسى إني رافعك إلى، ومطهرك من الذين كفروا، وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة، ثم منزلك من السماء ثم متوفيك. فانظر كيف يبدلون كلام الله

﴿١٤﴾

وسمعتُ أن بعضهم ينظرون لفظ النزول فى قصة نزول المسيح، ويعجز عن درك هذه النكتة فهّمهم، وتضمحلّ طبائعهم وتلغّب أفكارهم، فيحسون بأرائهم السطحية أن عيسى ابن مريم ينزل من السماء، ولا يرون أن القرآن قد اختار لفظ النزول فى مقامات شتى وقال: أَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ ۖ وَأَنْزَلْ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا. ومعلوم أن الحديد لا ينزل من السماء بل يتكوّن فى المعادن، وكذلك يتولد الحمير من الحمير والخيل من الخيل، وما رأى أحد من الناس أن هذه الحيوانات تنزل من السماء، وكذلك الألبسة تتخذ من القطن والصوف والجلود والحزير، وهذه الأشياء كلها تكون فى الأرض ولكن بحكم ربّ السماوات، ولو اجتمع أهل الأرض جميعاً على أن يخلقوا هذه الأشياء بقوتهم وتدابيرهم لم يستطيعوا أبداً، فكانها نزلت من السماء. وقد قال الله تعالى: إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنزِلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ. فكل شىء من منزل من السماء بقدر معلوم بتوسط علل وأسباب أرضية وسماوية اقتضتها حكمة الله تعالى، فتبارك الله أحسن الخالقين.

بغية الحاشية

﴿١٨﴾

وللنزل معنى آخر وهو الارتحال من مكان والنزول فى مكان آخر كما جاء

ويحرفون الكلم عن مواضعها، وليس عندهم من برهانٍ على هذا .. إن يتبعون إلا أهواءهم، وما كان لهم أن يتكلموا في القرآن إلا خائفين. وأنت تعلم أن الله مُنَزَّهُ عن هذه الاضطرابات، وكلامه كله مُرتَّب كالجواهرات، والتكلم في شأنه بمثل ذلك جهالةٌ عظيمة، وسفاهة شنيعة، وما يقع في هذه الوسوس إلا الذي نسي قدرة الله تعالى وقُوته وحوله، واحتقره وما قدره حق قدره، وما عرف شأن كلامه، بل اجترأ وألحق كلام الله بكلام الشعارين.

﴿١٨﴾ وكيف يجوز لأحدٍ من المسلمين أن يتكلم بمثل هذا، ويبدل كلام الله من تلقاء نفسه، ويُحرفه عن موضعه من غير سند من الله ورسوله؟ أليست لعنة الله على المحرِّفين؟ ولو كانوا على الحق فلم لا يأتون ببرهان على هذا التحريف من آية أو حديث أو قول صحابي أو رأى إمام مجتهد إن كانوا من الصادقين

في حديث مسلم أن المسيح الدجال ينزل دُبُرُ أحد، وعيسى ينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق. والعجب من القوم أنهم يفهمون من نزول عيسى نزوله من السماء ويزيدون لفظ "السماء" من عندهم، ولا تجد أثرا منه في حديث. وأما ما ذُكر في قصة نزول عيسى أنه ينزل واضعاً كَفَيْهِ على جناحي الملائكة، فليس هذا اللفظ دليلاً على نزوله من السماء وقد جاء مثل هذا اللفظ في فضائل الذي يخرج من بيته لطلب علم الدين، وكذلك نظائره كثيرة في الأحاديث، ولو لم يكن خوف طول المكتوب لذكرت كلها. بل الحق الذي كشف الله على أمر يقبله كل مؤمن طالب الحق، ولا يأبى إلا الذي لا يتخذ سبيل المهتدين، وهو أن نزول المسيح عند المنارة البيضاء شرقي دمشق واضعاً كَفَيْهِ على أجنحة ملكين إشارةً إلى شيوع أمره في بلاد الشام خالصاً من العلل السماوية، منزهاً عن دخل الأسباب الأرضية، وعن دخل سلطانها ودولتها وعساكرها وأفواجها ومس تدابيرها، بل يعملو أمره بحماية الله وجنده السماوية، كأنه نزل على أجنحة الملائكة وأما الدجال فيخرج بالحيل الأرضية

وكيف نقبل تحريفاتهم التي لا دليل عليها من الكتاب والسنة ولا نجدها إلا كتحرير اليهود من تلبيس الشياطين. وأما السلف الصالح فما تكلموا في هذه المسألة تفصيلاً، بل آمنوا مجملاً بأن المسيح عيسى بن مريم قد توفى كما ورد في القرآن، وآمنوا بمجدد يأتي من هذه الأمة في آخر الزمان عند غلبة النصراني على وجه الأرض اسمه عيسى بن مريم، وفوضوا تفصيل هذه الحقيقة إلى الله تعالى، وما دخلوا في تفاصيله قبل الوقوع، وكذلك كانت سيرتهم في الأنبياء المستقبلية كما هي سنة الصالحين. فخلف من بعدهم خلف أضاعوا سنتهم وتركوا سيرتهم، وأولوا قول الله ورسوله إلى ما اشتتهت أنفسهم، ثم أصرّوا عليه كأنهم عرفوا أسرار الله يقينا وكأنهم كانوا من المستيقنين. ألم يعلموا أن الله صرح في القرآن العظيم بأن المنتصرين ما أشركوا وما ضلّوا إلا بعد وفاة المسيح كما يفهم من آية ﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ

والندابير المنحوتة من عند نفسه، والتلبيسات التي تجدد في كل حين.

وإني سمعت أن بعض علماء هذه الديار يقولون إن جملة: يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ مؤخّرة من جملة وَرَأْفَعُكَ إِلَيَّ ومقدّمة من جملة ﴿وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ومن جملة ﴿وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ ولكن أنت تعلم يا أخي أن هذا التأويل باطل بالبداهة ومستنكر جداً، لأن الأمر لو كان كذلك لوجب أن يموت المسيح بعد الرفع وقبل هذه الوقعات التي ذكرها القرآن بعد ذكر الرفع.. يعني قبل تطهير ذيله من بهتان اليهود وقبل جعل متّبعيه الغالبين على الذين كفروا، وهم يعتقدون بأن المسيح ما مات إلى هذا الزمان، وقد تمت هذه المواعيد كلها ووقعت بأسرها. فالعجب من عقلهم لم يقولون على خلاف ما يعتقدون، وقد اتفقوا على أن المسيح لا يموت بعد الرفع فقط بل بعد الرفع وبعد تطهير ذيله من بهتان اليهود ببعث خاتم النبيين وبعد غلبة متّبعيه على الذين كفروا، فعلى هذا يلزمهم أن يعتقدوا بأن جملة: يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ مؤخّرة من جملة وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ

﴿١٩﴾

أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ؟^١ فلو لم يُتَوَفَّ المسيحُ إلى هذا الزمان للزم من هذا أن يكون المتنصرون على الحق إلى هذا الوقت ويكونوا مؤمنين موحدين.

يا حسرة عليهم! لم لا يتفكرون في هذه الآيات؟ أليس فيهم رجل رشيد وفهيم وأمين؟ وأنت تعلم أن آية ﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي﴾ قد دلت بدلالة صريحة واضحة بيّنة على أن ضلالة النصارى واتخاذهم العبد إلهاً مشروطةٌ بوفاء عيسى عليه السلام، ولا يُنكره إلا من عاندَ الحق بسوء تمييزه واستعمل المكابرة والتحكّم بجهله وحمقه، وأبى متعمداً من أن يكون من المهتدين. وإذا قيل لهم آمنوا بما صرّح الله في كتابه من وفاة المسيح وضلالة النصارى بعد وفاته لا في زمن حياته، قالوا أنؤمن بمعانى تخالف الأحاديث؟ وقد كانوا يعلمون الناس أن الخبر الواحد يُردُّ بمعارضة كتاب الله، فنسوا ما ذكروا الناس وانقلبوا إلى الجهل بعدما كانوا عالمين. وما نجد

فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فلزمهم أن يقولوا إن ترتيب الآيات كان في الأصل هكذا. أعنى يا عيسى إنى رافعك إلى ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة، ثم بعد القيامة منزلك من السماء ثم متوفيك. فلا سبيل لهم إلى تحريف هذه الآيات وتقديمها وتأخيرها من عند أنفسهم إلا أن يقولوا إن المسيح لا ينزل ولا يموت إلا بعد يوم القيامة وهذا خُلف. فيا حسرة عليهم! لم يحرفون كلم الله عن مواضعها مع عجزهم عن وضعها في موضع آخر؟ وذلك من إعجازات القرآن أن مُحرف آياته لا يستطيع أن يُحرف ويبدل ترتيبه المحكم المرصع الأبلغ، فينكشف كذبه على النساء والصبيان فضلاً عن العلماء الراسخين، فسبحان من أنزل القرآن بإعجاز مبين. والعجب من قومنا أنهم كانوا يقرؤون في البخارى وغيره من الصحاح أن المسيح الموعود من هذه الأمة وإمامهم منهم ولا يجىء نبي بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو خاتم النبيين، وما كان لأحد أن ينسخ القرآن بعد تكميله، ثم نسوا كل ما علموا وعرفوا واعتقدوا وضلّوا وأضلّوا

بهيئة الحاشية:

﴿٢٠﴾

فى حديثٍ ذُكِرَ رفع المسيح حيًّا بجسمه العنصرى، بل نجد ذكر وفاة المسيح فى البخارى والطبرانى وغيرهما من كتب الحديث، فليرجع إلى تلك الكتب من كان من المرتابين. وأما ذكر نزول عيسى ابن مريم فما كان لمؤمن أن يحمل هذا الاسم المذكور فى الأحاديث على ظاهر معناه، لأنه يخالف قول الله عز وجل ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾^١ ألا تعلم أن الرب الرحيم المتفضل سَمَّى نبيِّنا صلى الله عليه وسلم خاتم الأنبياء بغير استثناء، وفسره نبينا فى قوله لَا نَبِيَّ بَعْدِي ببيان واضح للطالبيين؟ ولو جوِّزنا ظهور نبي بعد نبينا صلى الله عليه وسلم لجوِّزنا انفتاح باب وحى النبوة بعد تغليقها، وهذا خُلِّفَ كما لا يخفى على المسلمين. وكيف يجيء نبي بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبيين - أعتقد

كثيراً من الجاهلين.

وأما الاختلافات التى توجد فى هذه الأحاديث فلا يخفى على مهرة الفن تفصيلها، وقد ذكرنا شرطاً منها فى رسالتنا "الإزالة" فليرجع الطالب إليها. وقد جاء فى حديث أن المسيح والمهدى يجيئان فى زمن واحد، وجاء فى حديث آخر أنه لا مهدى إلا عيسى، وجاء فى حديث أن المسيح والمهدى يتلاقيان ويُشاور المهدى المسيح فى مهمات الخلافة، ويكون زمانهما زماناً واحداً. وفى حديث آخر أن المهدى يُبعث فى وسط قرون هذه الأمة والمسيح ينزل فى آخرها، وفى حديث من البخارى أن المسيح يجيء عدلاً فيكسر الصليب. يعنى يجيء فى وقت غلبة عبدة الصليب فيكسر شوكة الصليب ويقتل خنازير النصارى. وفى حديث آخر أنه يجيء فى وقت غلبة الدجال على وجه الأرض فيقتله بحرته. فاعلم أن هذا المقام مقام حيرة وتعجب لناظرين. وتفصيله أن مجيء المسيح لكسر صليب النصارى وقتل خنازيرهم يشهد بصوت عال على أن المسيح الموعود لا يجيء إلا فى وقت غلبة النصارى

بقيّة الحاشية

﴿٢١﴾

بأن عيسى الذي أنزل عليه الإنجيل هو خاتم الأنبياء ، لا رسولنا صلى الله عليه وسلم نعتقد أن ابن مريم يأتي وينسخ بعض أحكام القرآن ويزيد بعضاً، فلا يقبل الجزية ولا يضع الحرب، وقد أمر الله بأخذها وأمر بوضع الحرب بعد أخذ الجزية؟ ألا تقرأ آية يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ فكيف ينسخ المسيح محكمات الفرقان؟ وكيف يتصرف في الكتاب العزيز ويطمس بعض أحكامه بعد تكميلها؟ فأعجبني أنهم يجعلون المسيح ناسخ بعض أحكام الفرقان ولا ينظرون إلى آية أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ولا يتفكرون أنه لو كانت لتكميل دين الإسلام حالة منتظرة يُرجى ظهورها بعد انقضاء ألاف من السنوات، لفسد معنى إكمال الدين والفراغ من كماله بإنزال القرآن، وكان قول الله عز وجل أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ من نوع الكذب وخلاف الواقعة، بل كان الواجب في هذه الصورة

﴿٢١﴾

على وجه الأرض وتسلطهم عليها وشيوع المذهب الصليبي في جميع أقطار العالم بالشوكة التامة والقوة الكاملة وحماية السلطنة والدولة. ثم إذا نظرنا إلى أحاديث خروج الدجال فنجد فيها كأن المسيح لا ينزل إلا في وقت غلبة الدجال على وجه الأرض، وإنما إذا صدقنا حديث مجيء المسيح عند تسلط النصارى على وجه الأرض واعتقدنا بأنه يجيء لكسر صليب النصارى واستيصال شوكة مذهبهم، فيلزم من ذلك أن نكذب حديثاً آخر الذي يدل على أن المسيح يأتي لقتل الدجال عند غلبته على وجه الأرض كلها غير مكة وطيبة، فإن تسلط الدجال على وجه الأرض كلها وتسلط النصارى على وجه الأرض كلها في زمان واحد نقيضان متخالفان، ومعلوم أن النقبضين لا يجتمعان في وقت واحد ولا يرتفعان، فثبت بالضرورة أن من هذين الخبرين خبر حق وخبر باطل ثم إذا نظرنا إلى الوقائع الموجودة فوجدنا حكومة النصارى قد أحاطت كالدائرة على أهل الأرضين، ونرى أن السلاطين كلهم يرتعدون من هولهم، وقد ظهرت على قلوبهم خوف وانحجام واعتقدوا بأنهم عليهم

بعض

أن يقول الرب تبارك وتعالى إني ما أنزلتُ هذا القرآن كاملاً على محمد صلى الله عليه وسلم بل سأنزلُ بعض آياته على عيسى بن مريم في آخر الزمان، فيومئذ يكمل القرآن وما كمل إلى هذا الحين.

وأنت تعلم أن هذا القول فاسد بالبداهة، ولا يظن كمثل هذا إلا الذى هو من أكابر المعتدين. نعم، يوجد فى بعض الأحاديث لفظ نزول عيسى بن مريم، ولكن لن تجد فى حديث ذكر نزوله من السماء، بل ذكر وفاته موجود فى القرآن، وما جاز أن يكون هذا التوقى بعد النزول، لأن الفتن التى أشير إليها فى آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي إنما هاجت وظهرت على وجه الأرض من مدة طويلة، وتمت كلمة ربك كما قال، وترى النصارى ينحتون لهم إلهًا وابن إله، وكذلك تدل آية يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ قَدْ كُنَّا غَافِقِينَ عَلَىٰ أَنْ نُنزِلَكَ بِالْبُرُوقِ وَمَا كُنَّا بِرَأْيِنَاكَ مِنَ الْجَانِّ الْمُنكِبِينَ إِذْ أَنْزَلْنَاهُ فِي الْوَجْهِ الْأَعْيُنِيِّ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ: إلى يوم القيامة، فكيف يمكن نزوله بعد الموت وقد قال الله تعالى:

غالبون. ولكننا لا نرى من الدجال الموهوم المتصور فى خيالات القوم أثرا ولا علامة، ونرى أن فتن النصارى قد تكاثرت وامتألت الأرض من مكائدهم، فهذا دليل واضح على أن المعنى الصحيح نزول المسيح عند غلبة النصارى على أهل الأرض، ولا سبيل إلى تطبيق هذه الأحاديث المتعارضة إلا أن نقول أن قسيسى النصارى هم الدجال المعهود، ووجب علينا أن نفسر الأحاديث بنحوٍ ظهرت معانيها فى الخارج، فإن الأحاديث التى ذكرناها آنفاً كان بعضها قائداً إلى أن المسيح ينزل عند شوكة النصارى وشوكة صليهم وتسلطهم فى الأرض، وكان بعضها قائداً إلى أنه لا ينزل إلا فى وقت خروج الدجال وتسلطه على وجه الأرض كلها، فرأينا آثار القائد الأول ووجدناها واقعة فى زماننا، ونرى أن أخبار شوكة الصليب قد تمت ووقعت كلها كما أخبر عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى رأيناها بأعيننا، وأما القائد الذى كان مخالفاً لها ومعارضاً لمعانيها، أعنى حديث خروج الدجال فما ظهر أثر منه، فالذى ظهر من المعنيين هو الحق، والذى ما ظهر من المعنيين هو الباطل الذى أخطأ فيه نظر المتفكرين.

بهيمة الأحاديث

﴿٢٢﴾

فِيمَسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ^١ وَقَالَ: حَرَّمَ عَلَيَّ قَرِيَّةً أَهْلَكَهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ^٢. ولا يوجد في حديث أن عيسى يجيء بعد وفاته ويخرج جسمه من القبر. والجسم الذي دُفن في القبر كيف ينزل من السماء؟ فهذه القرائن دالة على أن للنزول معنى آخر، وإلا فكيف يمكن أن يُخبر الله أولاً بوفاة المسيح ويخبر بأنه خليفته بعد وفاته، وبأنه متممٌ أغراضه بعده وجاعلٌ أتباعه فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة بإرسال رسوله الكريم صلى الله عليه وسلم بإرسال عباد مُحدثين مُلهمين الذين يُصدِّقون المسيح، ثم يرجع فيناقض قوله الأول ويقول إنه لم يمت بل هو نازل من السماء؟ فكأنه نسي قوله السابق ونسى آياته. ولكنك لن تجد اختلافاً في كلامه، فلا تنسب إليه أقوالاً قد وقعت في غاية الضدِّ والتناقض، ووجب علينا أن نصرّف مثل هذه الكلمات عن الظاهر، ولو كانت موجودة في

ومن الاختلافات العظيمة في أحاديث هذا الباب أن بعض الأحاديث يدل على أن المسيح لا يأتي إلا تابعا ومطيعا للمهدى، فإن الأئمة من قريش والمسيح ليس من قريش، فلا يجوز أن يستخلفه الله لهذه الأمة، وبعضها يدل على أن المسيح يأتي حكماً عدلاً وإماماً وخليفةً من الله تعالى، وكل الأمر يكون في يديه، ولا يتبع أحداً إلا وحي الله الذي ينزل عليه إلى أربعين سنة، فينسخ بوحيه بعض أحكام الفرقان ويزيد بعضاً ويختتم الله به النبوة والوحي ويجعله خاتم النبيين. ومع هذا يقولون إن وحيه لا يعارض وحي القرآن، ويصلى المسيح كما يصلى المسلمون، ويصوم كما يصومون، ولكنهم عند هذا القول ينسون قولهم الأول الذي قد صرّح فيه أن المسيح ينسخ بعض أحكام الفرقان، فيضع الجزية، وما وضع القرآن الجزية قط حتى تم وكمل ونزل آية الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ^٣ وكذلك قالوا إن المسيح يقتل الخنزير، وما نرى في القرآن حكماً لقتل خنازير أهل الأرض، بل منع من تضييع أموال الدّميّين ونهب أملاكهم بعد أن أعطوا الجزية صاغرين. والعجب أن هذه العلماء آمنوا بأن الله تعالى يوحى إلى المسيح إلى

بهيئة الرّحمة

﴿٢٣﴾

حديث بالفرض والتقدير، ونرجع إلى تأويل يوافق القرآن. فانظر كيف بين الله تعالى وفاة المسيح في كتابه، ثم انظر هل يكون من البيان والشرح والإيضاح والتصريح أكثر من هذا؟ ثم انظر أنه عزَّ اسمه ما قال رافعك إلى السماء، بل قال ”رَافِعَكَ إِلَيَّ“ وقوله ”رَافِعَكَ إِلَيَّ“ يُشابه قوله لِرَجِيِّ إِلَى رِبِّكَ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً وما معنى هذا إلا الوفاة، فاستيقظ وكن من المتدبرين.

أيها العزيز ! كيف نقبل عقيدة يخالف نصوص القرآن ويعارض بيانه، ولا دليل معه ولا سبيل إليه، ولا يأتون بحجة عليه ولا برهان ساطع، وأظن أنك تفهم إذا أنصفت وفكرت، وقد كتبت كل ذلك في كتبي مع الدلائل، وأكره التطويل في مكتوبى هذا فإنه يوجب الملل، فاقتصر على ما كتبت. ومن يدرس كتاب الله حق دراسته فأتيقن أن يصل إلى أعلى مراتب اليقين

أربعين سنة، وكانوا يعتقدون من قبل بأن وحى النبوة قد انقطع. فيا حسرة عليهم! إنهم يعلمون مضار عقائد هم ثم لا يتركونها وأراهم كالتأمين. وأعجبنى أنهم يجمعون في عقائدهم اختلافات عجيبة ولا ينظر أحد منهم إلى هذه التناقضات. يؤمنون بعقيدة. ثم يرجعون ويؤمنون بعقيدة أخرى تخالف الأولى وتعارضها، مثلاً. إنهم يؤمنون باليقين التام أن المسيح يأتي حكماً عادلاً، والناس يحكمونه ويرفعون إليه مشاجرتهم، ويجعله الله خليفة في الأرض، ثم يقولون إن عيسى ينزل تابعاً للمهدى، والحكم العدل هو المهدى لا عيسى الذي ليس من قريش. ويقولون إن هذا الأمر من الواقات الحقة. أن عيسى ينزل عند غلبة النصارى واستيلائهم على وجه الأرض، ونسلهم من كل حذب، فيكسر صليبيهم ويقتل خنازيرهم، ثم يرجعون ويقولون إن المسيح لا ينزل إلا عند خروج الدجال، ويقولون إن الدجال ليس من الذين اتبعوا أناجيل النصارى وآمنوا بأبيائهم وكتبهم وديانتهم، بل هو رجل لا يتبع عيسى ولا يؤمن بنبي من الأنبياء، بل يخرج بأدعاء الألوهية، ويملك الأرض كلها غير مكة وطيبة، ويقول إنى أنا الله رب العالمين. فانظر كيف يسلكون

بِقَدِّ
الْحَمِيشِ

فى هذه الأمر، ويتفق رأيه برأى ويكشف بين يديه كل ما قلته. فتدبر، أنار الله عقلك وجعلك من المستيقنين. وينبغى لك رحمك الله. أن تقدم القرآن وتعظم آياته، فإنه يقينى، وكل آية قطعية متواترة، وما مسته أيدى الناس، وما اختلط به شىء من أقوال بنى آدم، وإنه كلام ربانى لا شك فيه، وإنه آيات إلهية لا ريب فيها. وأما الأحاديث فأنت تعلم أن كلها احاد إلا القدر القليل الذى هو كالنادر، فتفكر فى هذا بطهارة النفس وصحة النية وسلامة القلب، وأدعو أن يؤيدك الله بإلهامه، ويهب لك لطف النظر ودقة الفكر، ويكون معك ويجعلك من العارفين. وأما إيمان قومنا وعلماؤنا بالملائكة وغيرها من العقائد فلسنا نجادلهم فيه ولا نخطئهم فى ذلك، وليس فى هذه العقائد عندنا إلا التسليم، وإنما

﴿٢٣﴾

مسلك السكارى، ولا يثبتون على قول، وما لهم على عقيدة من قرار، ولا يتدبرون كالعاقليين. وإنى أرى أن الله سلب عنهم قوة الفيصلة، ونزع منهم طاقة الآراء الصحيحة، وتركهم فى ظلمات الغي هائمين. والسر فى ذلك أنه ما رآهم حرياً بالأسرار الإلهية، ورأى رؤوسهم خالية من القوى المدركة الفاتنة، فنزع منهم حل الإنسانية، وردهم إلى صور البهائم والسباع والأفاعى، وألحقهم بالسافلين.

بهجة الحائشيه

والذين أوتوا أكل المعارف غصاً طرياً، ورزقوا من العلوم الصادقة حظاً وافراً، فما جهلوا الطريق، وما نسوا المشرب، وأصابوا فى فهم آيات الله، وما ضاع من أيديهم علم الروحانيين. وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء، يضل من يشاء ويهدى من يشاء إلى بحر لا ساحل له، والله يعلم حيث يجعل فضله، ولا يخفى عليه قلب ولا شاكلة، وقد خلق الناس وهو يعلم حقيقة العالمين.

﴿٢٤﴾

ولنرجع إلى ذكر الأحاديث فنقول إن الذين حملوا أبناءها المستقبلية على معانيها الظاهرة مع تعارضها بالقرآن، فقد أخطأوا خطأ كبيراً، وكان سببه استغراقهم فى الآثار والذهول عن كلام الله تعالى، فصارت أنظارهم مغمورة فى الأخبار، وأفكارهم

نحن مناظرون في أمر نزول المسيح من السماء ، ولا نُسلّم أنه ثابت من الكتاب والسُنّة، وإن كان ثابتا فلا ينبغي لنا ولا لأحد أن يأبى ويمتعض من قبوله، فإنه لا يفر من قبول الحق إلا ظالم مُعتد لا يُحب الصداقة، أو ضال جاهل لا يعرف قدرها . وأما إن كان غير ثابت فلا ينبغي لصالح أن يختاره لنفسه، فكيف يدعو إليه رجلا يمشى على صراط مستقيم، وكيف يحسبه من الكافرين وإن أمر الدين أمرٌ جليل الخطب عظيم القدر، لا ينبغي لأحد أن يستعجل فيه، بل اللازم الواجب على كل مسلم مؤمن أن يطرح من بينه البخل والشحشاء ، ويدعو الله ويسأله بالتضرعات والابتهالات هدايته من لدنه، ومن يهدى إلا الله وهو أحسن الهادين؟ ومن نظر في القرآن، وفكر في الفرقان بالتدبر والإمعان، فيظهر عليه كل ما سَوَّلَتْ للعلماء أنفسهم وقد عتوا عتوا كبيرا، وعاندوا الحق وأشاعوا كذبا وزورا، وإن الحق

مبدولة في تنقيدها وتمييزها، وأنفدوا أعمارهم فيها، وأضلّوا أنفسهم في سككها، وما التفتوا إلى صحف الله واستنباط مسائلها فبقى الفرقان كالمستتر من أعينهم، وبقيت أسرارها كالدُّرر المكنونة أو الخزائن المدفونة، ما عرفوها وما رعوها حق رعايتها، وأكبوا على كتب أخرى كالمعرضين . ولو أنهم توجّهوا إلى القرآن لكشّف الله عليهم سرّ كل حقيقة ونجّاهم من برارى الشبهات، ولكنهم ما شاؤوا أن يُنوروا واختاروا العمى وعادوا قوماً مُنورين . فمن أعظم خطيئاتهم أنهم لم يفهموا حقيقة المسيح الموعود الذى أُخبروا عنه، وقالوا إن عيسى بن مريم عليه السلام ينزل من السماء ، وقد كانوا يقرؤون في القرآن أنه تُوقى ولحق بإخوانه الذين خلوا من قبله، فنسوا ما كانوا يعلمون واتبعوا ما قيل بعد الممتنين، ونبدوا آيات الله وراء ظهورهم كأنهم ما وجدوا في القرآن أثرا من أخبار وفاة المسيح وكأنهم كانوا من الغافلين . وإذا قيل لهم أن الله قد أخبر عن وفاة المسيح في آياته المحكمات وقال:

بِقَدْرَةِ
الْحَقِّ
يُشْبِهُهُ

يعلو ولو دفنوه تحت الأرضين.

﴿٢٥﴾

ولندع الآن ذكر هؤلاء، ونأخذ في ذكر ادعائنا مكررا لينظر المنصفون هل يجب عليهم قبول ذلك أو رده، فنقول إن ديننا هذا الذي اسمه الإسلام. ما أراد الله أن يتركه سدى، وما أراد أن يُبطله ويخرّبه من أيدي الأعداء، بل قال وهو أصدق الصادقين: وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ^١ وقال: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ^٢. وقال: وَأَخْرَجْنَا مِنْهُمْ كَمَا يَدْحُقُوا بِهِمْ^٣ وقال: ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ^٤ فهذه كلها مواعيد صادقة لتأييد الإسلام عند ظهور الفتن وغلبة المعاصي والآثام، وأي فتن أكبر من هذه الفتن التي ظهرت على وجه الأرض؟ وإن النصارى قد دخلوا على الناس من باب لطيف، وسحروا أعين الناس

يُعَيِّنِي إِلَىٰ مَوْقِعِكَ^٥ وقال حكاية عنه، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ^٦ وقال وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ^٧ قالوا نؤمن بقصص القرآن والأحاديث قاضيةً عليه وعلى قصصه. فانظر كيف يتركون القرآن مع كونهم من المسلمين.

﴿٢٦﴾

والعجب منهم أنهم يظنون أن الأحاديث تشهد على نزول المسيح من السماء مع أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخبر غير مرة عن وفاة المسيح، فقال في حديث كما جاء في الطبراني والمستدرک عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي توفّي فيه لفاطمة إن جبرائيل كان يُعارضني القرآن كل عام مرة، وإنه عارضني بالقرآن العام مرتين، وأخبرني أنه لم يكن نبي إلا عاش نصف الذي قبله، وأخبرني أن عيسى ابن مريم عاش عشرين ومائة سنة، فلا أراني إلا ذاهبا على رأس الستين. واعلموا أيها الإخوان أن هذا الحديث صحيح ورجاله ثقافت وله طرق، وهو يدل بدلالة صريحة على

بهيبة الحاشية

١ النور: ٥٦ ٢ الحجر: ١٠ ٣ الجمعة: ٣ ٤ الواقعة: ٣٠، ٣١ ٥ آل عمران: ٥٦

٦ المائدة: ١١٨ ٧ آل عمران: ١٣٥

وقلوبهم وآذانهم بالمكائد التي هي دقيقة المآخذ، وأضلّوا خلقًا كثيرًا وجاءوا بسحر مبين. ثم اعلم أن للمسيح الموعود كما جاء في الأحاديث ثلاث علامات:

الأوّل: أنه يجيء عند غلبة النصارى وعند غلبة مكائدهم وشدة جهدهم لإشاعة مذهب التنصّر، فيأتى وينزل فيهم ويكسر صليبيهم ويقتل خنازيرهم، ولا يغزو ولا يحارب، بل كل ذلك يفعل بالقوة السماوية، والطاقة الروحانية، والأسلحة الفلكية، ويضع الحرب ويظهر كالمساكين.

والثاني: أنه يتزوج، وذلك إيماء إلى آية يظهر عند تزوّجه من يد القدرة وإرادة حضرة الوتر، وقد ذكرناها مفصلاً في كتابنا التبليغ والتّحفة، وأثبتنا فيهما أن هذه الآية سيظهر على يدي، ولولا هذه الآية لما كان سبب معقول لذكر هذه العلامة، فإنّ التزوج ليس من أمور نادرة متعسرة، لكى يُقال إنه

موت المسيح. ولا يُقال إن الرفع هو الموت، فإنّ الموت عبارة عن خروج الروح عن الجسم العنصرى، فإن كان المسيح رُفِعَ بجسمه العنصرى فهو حيٌّ إلى الآن، فلو فُرض حياة المسيح إلى هذه الأيام للزم أن يكون نبينا حياً إلى نصف هذه المدة، وهذا باطل فاسأل العاديين. وكذلك أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن موت عيسى عليه السلام في حديث آخر وقال إذا سألتني ربي عن فساد أمتي فأقول في جوابه فلما توفيتني كنت أنت الرقيب عليهم، كما قال العبد الصالح من قبلى. يعنى عيسى عليه السلام. فانظر كيف أشار إلى وفاة المسيح بحيث استعمل لنفسه جملة فلما توفيتني كما استعمله المسيح لنفسه. وأنت تعلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد توفى وقبره المبارك موجود في المدينة. فانكشف معنى التوفى بجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم واقعة المسيح وواقعة نفسه واقعة واحدة، وظهر أن معنى التوفى في آية فلما توفيتني الإمامة لا غيرها من المعاني المنحوتة التي لا أصل لها في لغة العرب، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم مات، ولو كان معناه الرفع إلى السماء حياً مع الجسم العنصرى كما هو زعم القوم لرفع إذا نبينا إلى السماء حياً مع الجسم العنصرى، فإنه جعل نفسه شريك

لا يقدر عليه كاذب إلا المسيح الصادق الذى جاء من رب العالمين، بل التزوج أمر عام يقدر عليه كل رجل ذى مال وثروة حتى الكافر والفاسق، فضلاً من أن يكون محدوداً فى نبيّ أو وليّ. فثبت أنه إشارة إلى آية عظيمة يظهر ☆ عند تزوّجه، وقد فصلناها فى كتابنا للناظرين.

الثالث: أنه يولد له، وهذا أيضاً كلام إيماضى كمثل قوله يتزوج، وفيه إشارة إلى أنه يولد له ولدٌ صالح يُضاهى كما لاته، وإلا فما التخصيص فى الأولاد فقط؟ أو وجود الأولاد أمرٌ مستبعدٌ فى غير المسيح؟ بل يوجد فى كل قوم، وكاذب وصادق فهذه علامات للمسيح الصادق أنبأ بها خير المنبئين، وهى كلها صدقت فى نفسى، وهذه من علامات يُعرَف بها صدقى - ومن علامات أخرى أن الله تعالى أظهر على يدي بعض آيات، وأنبأنى أخباراً قبل وقوعها، وقد استجاب كثيراً من أدعيتى، ونصرنى فى كل موطن، وقد فُتحتْ علىّ أبواب إلهاماته وأنا يومئذ ابن أربعين، فما تركنى، وما ودّعنى، وما

عيسى عليه السلام فى لفظ التوفى الذى يوجد فى آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كما جاء فى حديث البخارى. ولو جعلنا من عند أنفسنا للمسيح معنى خاصاً فى هذه الآية وقلنا إن التوفى فى حق رسولنا هو الوفاة، ولكن فى حق عيسى عليه السلام أريد منه الرفع مع الجسم العنصرى لا شريك له فى هذا المعنى، فهذا ظلمٌ وزورٌ وخيانة شنيعة، وترجيح بلا مرجح، واستخفاف فى شأن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وادّعاء بلا دليل واضح وحجة ساطعة وبرهان مبين.

ويقولون إن يأجوج ومأجوج يخرجون فى زمن المسيح، وينسلون من كل حدبٍ، ويملكون الأرض كلها كما ورد فى القرآن العظيم، فهذا حق لا تُجادلهم فيه. ويقولون إن المسيح لا يُحاربهم بل يدعو عليهم، فيموتون كلهم بدعائه بدوِّ تتولد فى رقابهم، وهذا أيضاً حق وليس عندنا إلا التسليم. ولكنهم أخطأوا فيما قالوا إن يأجوج ومأجوج يموتون فى زمن عيسى كلهم، فإن يأجوج ومأجوج هم النصارى

بهيمة الحارثية

أضاعني، بل خصصني بالتحديث والمكالمة، وأمرني لأتم حجته على المنتصرين. ولو كان عيسى حياً بجسده العنصرى في السماء الثانية كما هو زعم قومي، فكان الواجب أن ينزل في هذا الوقت، فإن الأمم قد هلكت بمكائد النصارى، وبلغت المفاسد منتهاها، والقعود على السماوات مع ضلالة أهل الأرض وفساد أمته شيء عجيب، وما نعلم ما الفائدة في هذا القعود وإضاعة العمر. وما كان الله ليضيع عمره في زاوية السماوات وقد رأى أمته قد وقعت في هوة الهلاك، وأفسدت في الأرض أكثر مما أفسد الدجالون من قبل، ولا نظير لهم في إشاعة الكذب والشرك من آدم إلى هذا الوقت. ألا ترى أن موسى عليه السلام لما كلم ربه على طور سينين، واتخذت أمته من بعده عجلاً جسداً له خوار، كيف أنبا الله موسى بهذه الوقعات كلها، وقال ارجع إلى قومك بقدم العجلة، فإنهم قد هلكوا باتخاذ العجل إلهاً، فرجع موسى غضبان أسفاً، وأخذ بلحية أخيه، ووقع ما تقرأ في القرآن، وما كان فتنة العجل أشد من فتنة المنتصرين.

﴿٢٨﴾

من الروس والأقوام البريطانية وقد أخبر الله تعالى عن وجود النصارى واليهود إلى يوم القيامة وقال: **فَأَعْرَبْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ** - فكيف يموتون كلهم قبل يوم القيامة؟ فلو أردنا من الإمامة الإمامة الجسمانية لخالف الحديث القرآن وعارضه، فإن القرآن يخبرنا عن بقائهم وبقاء نسلهم إلى يوم القيامة، بل يشير إلى أن السماوات يتفطرن عليهم وتقوم القيامة على أشرارهم الباقين. ومن ههنا ظهر أن الجملة "يضع الجزية" التي جاء في بعض نسخ البخارى ليست بصحيحة، والصحيح أن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

☆حاشيه: لا يُقال إن هذا التفسير خلاف الإجماع وأن القوم قد اتفقوا على أنهم قوم لا يشابهون خلق الإنسان، ولهم آذان طويلة، لأنهم قد اتفقوا على أن أجوج ومأجوج قوم محصورون في الإقليم الرابع، وهم أزيد نسلاً وعدداً من كل قوم، وهذا باطل بالبداهة، لأننا لا نرى في الإقليم الرابع أثراً منهم ولا من بلادهم ومُدنهم وعساكرهم مع أن عمارات الأرض قد ظهرت كلها. فالروايات في هذا الباب باطلة كلها، فقس عليها روايات مثلها، وكُن من المحققين. منه

وأنت تعلم أن فتنة النصارى مع شدة أهوالها وكثرة ضلالها وغلبتها على وجه الأرض كلها، قد امتدّت ومكثت إلى ألفين من سنة وفاة المسيح، ولكن ما نزل عيسى إلى هذا الوقت الذى أخبر عنه أهل الكشف كلهم، وما نرى آثار نزوله، فهذه أمور لا نرى جوابها عند هذه العلماء . وقد رأوا منى آيات فلم يلتفتوا إلى ذلك، وقالوا استدراج أو رمل، وبُهِتوا لشدة إعجابهم، وجحدوا بها واستيقنتها أنفسهم ظلماً وعلوّاً، وكان لها من قلوبهم مكان، وفى أعينهم قدر، ولكنهم كذبوا حسداً من عند أنفسهم، فنعوذ بالله من الحاسدين . وتركوا الحق المبين، واعتصموا بأقوال ضعيفة ألا يتدبرون أن الله ما رأى واقعة من معظّمات الوقائع الآتية إلا ذكرها فى القرآن فكيف ترك واقعة نزول المسيح مع عظمة شأنها وعلوّ عجائبها ولم تركها إن كانت حقاً وقد ذكر قصة يوسف وقال :

﴿٢٩﴾

المسيح يضع الحرب ولا يحارب النصارى كما جاء فى نسخ أخرى . ووجه عدم صحتها ظاهر، وهو أننا لو فرضنا أن المسيح يحارب النصارى على شرط قبول الإسلام ولا يقبل الجزية أصلاً بل يدعو إلى الإسلام، وإن قبلوا وإلا فيقتلهم، فلزم على تقدير صحة هذا المعنى استيصال النصارى بالكلية من وجه الأرض .. إما من سبب إسلامهم وإما من سبب قتلهم، وهذا المعنى يعارض القرآن الكريم، فإنه أخبر عن بقاء وجودهم إلى يوم القيامة، فثبت من هذا التحقيق أن جملة "يضع الجزية" التى توجد فى بعض نسخ البخارى ليست بصحيحة، وقد فسدت وحُرِّفت من نسخ الناسخين .

﴿٢٩﴾

ومع ذلك ظهر من هذا التحقيق بطلان أحاديث يوجد فيها ذكر كمثلته من المحاربات والغزوات، فإن القرآن محفوظ بحفاظة الله وعصمته، فالحديث الذى يعارض قصصه لا يقبل أبداً ولو كان ألف كمثل تلك الأحاديث فى البخارى أو غيره من كتب المحدثين . وأما قولنا إن يأجوج ومأجوج من النصارى لا قوم آخرون فثابت بالنصوص القرآنية، لأن القرآن الكريم قد ذكر غلبتهم على وجه الأرض وقال

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ ۗ وَذَكَرَ قِصَّةَ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَالٍ: كَانُوا مِنْ آلِ بَنِي
عَجَبًا ۗ، ولكن لم يذكر شيئا من ذكر نزول عيسى من السماء من غير ذكر الوفاة، فلو
كان النزول حقًا لما ترك القرآن هذه القصة، ولذكرها في سورة طويلة، ولجعلها
أحسن من كل قصة، لأن عجائبها مخصوصة بها، ولا نظير لها في قصص أخرى،
ولجعلها آية لامة آخر الزمان. فهذا هو الدليل الصريح على أن هذه الألفاظ غير
محمولة على الحقيقة، والمراد منها في الأحاديث مجددٌ عظيم يأتي على قدم المسيح
ويكون نظيره ومثيله، وأطلق اسم المسيح عليه كما يطلق اسم البعض على البعض في
عالم الرؤيا، وهذه سنة جارية في الوحي والرؤيا، وتجد نظيرها بكثرة في كتب
الأحاديث وكتب تأويل الرؤيا، فالمراد منه مثل يكون للمسيح كوجوده، وينزل
بمنزلة ذاته من شدة المماثلة، ويخرج عند غلبة النصارى، ويتم على يده

مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَسْأَلُونَ ۗ ٣٠ يعني يملكون كل رفعة في الأرض، ويجعلون أعرّة أهلها أدلة،
ويبتلعون كل حكومة ورياسة وسلطنة ودولة ابتلاع الحوت العظيم الصغار. وأنا نرى
بأعيننا أنهم كذلك يفعلون، واضمحلت رياسات المسلمين، وتطرق الضعف في
دولتهم وقوتهم وشوكتهم، ويرون سلاطين النصارى كالسباع حولهم، ولا يبيتون إلا
خائفين. وقد ثبت من النصوص القوية القطعية القرآنية أن كأس السلطنة والغلبة على
وجه الأرض تدور بين النصارى والمسلمين، ولا تتجاوزهم أبدا إلى يوم القيامة، كما
قال الله تعالى وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۗ ٤٠. ومعلوم أن
المتبعين للمسيح في الحقيقة المسلمون، والمتبعين بالادعاء النصارى، والآية تشير
إلى الاتباع فقط حقيقياً كان أو ادعائياً. والحق أن الاتباع الحقيقي عسير جدا ولو كان
مدعى الاتباع ملكاً من المسلمين المؤمنين، فإن اتبع الأنبياء على وجه الحقيقة والكمال ليس
بهين، فكل من الملوك يتبع عيسى عليه السلام باتباع ادعائي وإن كانت فيه رائحة من الحقيقة إلا
ما شاء الله. نعم قد سبق المسلمون في الاتباع الاعتقادي وفهموا تعليم المسيح كما هو هو،

بِسْمِ
اللَّهِ
الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ

﴿٣٠﴾

﴿٣٠﴾

حجة الله، ويُعلَى كلمة الإسلام، ويُظهِر الدين على الأديان كلها بالحجج والبراهين ومع ذلك نجد في القرآن أن في آخر الزمان تغلب النصارى على وجه الأرض، وينسلون من كل حدب، ويهيّجون الفتن، ويصلون على الإسلام بمكائدهم، ويجلبون عليه رَجَلَهُمْ وَخَيْلَهُمْ، ولا يتركون من كيد في إطفاء نور الإسلام، فعند ذلك ينظر الرب الكريم إلى هذه الأمة المرحومة الضعيفة التي لا حول لها ولا قوة، فينفخ في الصور، ويُعلِّم أحداً منهم من عنده علما وعقلا، ويُعطى له آيات، ويُنزله منزلة عيسى بن مريم، فينير الحق ويُطل كيد الخائنين. وأما إقامته في مقام عيسى وتسميته باسمه فله وجهين: **الأول**: أن المجدد لا يأتي إلا بمناسبة حال قوم يريد الله أن يتم حجته عليه، فلما كانت الأعداء قوم النصارى، اقتضت الحكمة الإلهية أن يُسمّى المجدد مسيحا. **والثاني**: أن المجدد لا يأتي إلا على قدم نبي يشابه

وهم ورثاءه في عقائد التوحيد بعد وفاته، وأما النصارى فضلوا ضلأً كبيراً، وليس في يدهم إلا ادعاء فقط. انظر إلى ضلالتهم وفسادهم. أنهم قد آمنوا بأن عيسى عليه السلام كان يأكل الطعام ويشرب الماء، وربما ابتلى بأمراض وأوجاع، وربما غلب عليه الهُم والخوف والقلق والكره والجوع والعطش، وكان لا يعلم الغيب، وكان يقول إني عبد ليس في نفسي خير إلا بتوفيق الله، وأنه أخذ وصُلب ومات، وهو مع ذلك في زعمهم إله وابنُ إله. قاتلهم الله! إنهم يعتقدون بأنه إنسان ونبي، فيه سهوٌ وخطأٌ وضعفٌ وجهلٌ، وأخذ الموت، ولا يبرئونه من ضعف وذهول ونسيان، ثم يقولون إنه هو الله، فتعسأ لقوم كافرين. ولكنهم ما قالوا إنا نحن بريئون من عيسى ولا نتبعه، بل آمنوا بنبوته وكتابه، وآمنوا بأنبياء بني إسرائيل وكتبهم، وآمنوا بالملائكة والجنة والنار، فهذا هو السبب الذي أدخلهم الله في المتبعين الضالين، وبشَّرههم بغلبة على الأرض كما بشر المسلمين. فالحاصل أن هذه الآية . يعني وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ دَلِيلٌ صريحٌ وبرهان واضح

بقية الحاشية

زمانُ المجدد زمانه، فهنا قد شابَ زمانُ قومنا بزمان المسيح، فإن عيسى عليه السلام قد جاء في وقت ما بقيت فيه رياسة اليهود، وتملكت السلطنة الرومية عليهم، ومع ذلك جاء في وقت قد فسدت قلوب علماء اليهود، وزاغت آراؤهم، وكثرت فيهم المكائد والفسق والفجور وحب الدنيا والخسة والسفاهة والنفاق والجدال، وغير ذلك من الأخلاق الرديئة، وكذلك كان حال قومنا في هذا الوقت، فاقترضت حكمة إلهية أن تسمى المجدد عيسى ابن مريم، رعايةً لحالات المخالفين والموافقين.

وقالوا إن المسيح ينزل من السماء ويقتل الدجال ويحارب النصارى، فهذه الآراء كلها قد نشأت من سوء الفهم وقلة التدبير في كلمات خاتم النبيين. وأما النزول من السماء فقد فهمت حقيقته، وقد بينت لك أن النزول من السماء لا يثبت من القرآن العظيم، ولا من حديث النبي الكريم. والعجب

﴿٣١﴾

على أن القوة والغلبة والشوكة والتسلط الكامل الفائق على وجه الأرض لا يجاوز هذين القومين النصارى والمسلمين، وتداول الحكومة التامة بينهم إلى يوم القيامة، ولا يكون لغيرهم حظاً منها، بل تُضرب على أعدائهم الذلة والمسكنة، ويذوبون يوماً فيوماً حتى يكونوا كالفانين. فإذا كان الأمر كذلك فوجب أن تكون الحكومة والقوة متداولة بين هذين القومين إلى الدوام ومخصوصة بها، فلزم بناءً على هذا أن يكون يأجوج ومأجوج إما من المسلمين وإما من المنتصرين. ولكنهم قوم مفسدون بطالون، فكيف يجوز أن يكونوا من أهل الإسلام؟ فتقرر بالقطع أنهم يكونون من النصارى وعلى دين النصارى. وقد جاء في حديث مسلم أن المسيح لا يحارب يأجوج ومأجوج، وجاء في البخارى أنه يضع الحرب، يعني لا يحارب النصارى. فثبت أن يأجوج ومأجوج هم النصارى، وثبت أن المسيح الموعود لا يحاربهم، بل يسأل الله نصرته في ساعة العسر وهو خير الناصرين. وثبت من ههنا أن المسيح الموعود يأتى عند غلبة النصارى على وجه الأرض،

﴿٣١﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منهم أنهم يؤمنون بأن الله أنزل في القرآن آيات فيها ذكرُ وفاة المسيح، ثم يظنون أنه حتى جالس في السماء الثانية مع ابن خالته يحيى النبي الشهيد على نبينا وعليهم السلام ولا يتفكرون ولا ينظرون إلى أن يحيى قد قُتل ولحق بالموتى، فكيف جمع الله الحي بالميت؟ وما للموتى والأحياء؟! فالعجب كل العجب أنهم يجمعون في عقائدهم اختلافات كثيرة، ولا يتنبهون على ذلك، ولا يتقون الأقوال المتهافئة المتناقضة، ويتكلمون كالسكارى أو كالمجانين.

وما نجد في أقوال المفسرين أنهم اتفقوا في أمر حياة عيسى، بل لهم في هذه المسألة اختلافات كثيرة. فذهب بعضهم أنه قد مات ثم أُحيى، ولكن هذا قولهم بأفواههم، وما أتوا بدليل على الحياة بعد الموت من النصوص القرآنية أو الحديثية وبعضهم ذهب إلى أنه صعد بجسمه العنصرى إلى السماء قبل الموت، فخالف بيان القرآن في قوله من غير حجة ولا برهان، ولا دليل شافٍ ولا سلطان مبين. فالحاصل أنهم نطقوا في أمره بحسب ظنهم كهائم واد، وما اتفقوا على رأى واحد في أمر صعوده، وما استطاعوا أن يأتوا بآية أو حديثٍ أو قول صحابى على صحة عقيدة الصعود

﴿٣٢﴾

ويدخل من باب الرفق للإصلاح كما دخلوها للإفساد، ولا يرفع السيف عليهم لأنهم ما رفعوه للدين، ويُجادلهم بالحكمة والموعظة الحسنة، ولا يقتل الغافلين المعتدين. وأما ما جاء في حديث مسلم أن نُشاب يأجوج ومأجوج وقسيهم تحرق كالوقود ويستوقدها المسلمون، فهذا تحريف آخر في الحديث، فإن القسيّ والسهام قد انعدمت وذهب وقتها وقامت الأسلحة النارية مقامها، فتقبل إن شئت أو أعرض كالمكركين. منه

بالجسم العنصرى. ثم انصرفوا قبل إثبات هذا الأصل العظيم إلى عقيدة النزول، وما عرفوا أن النزول فرع للصعود، وثبوته فرع لثبوته، وإذا ثبت أن القرآن لا يصدق صعود عيسى بجسمه العنصرى، بل يخالفه ويبين وفاته فى كثير من آياته، فتارة يقول يعيسى إِنْ مَوْفِقِكَ^١، وتارة يشير إلى وفاته بقوله: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ^٢، وتارة يقول: مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ^٣ أى ماتوا كلهم (ولو لم نختر هذا المعنى فى هذه الآية المؤخرة يبطل الاستدلال المطلوب) فكيف نترك القرآن وشهادته وأى شهادة أكبر من شهادة الكتاب العزيز الذى لا يأتية الباطل من بين يديه ولا من خلفه؟ فهل تريد أصلحك الله دليلاً أوضح من هذا فالأنسب والأولى أن يُعرض غير القرآن على القرآن، ولو كان حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، أو كشف لى، أو إلهام قُطْب، فإن القرآن كتاب قد كفل الله صحته، وقال: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ^٤، وإنه لا يتغير بتغيرات الأزمنة ومرور القرون الكثيرة، ولا ينقص منه حرف ولا تزيد عليه نقطة، ولا تمسه أيدى المخلوق، ولا يُخالطه قول الآدميين.

ومع ذلك لا شك أن القرآن وحى متلو، وكله متواتر قطعى، حتى النقاط والحروف، وأنزله الله باهتمام شديد كامل بحراسة الملائكة. ثم ما ترك النبى صلى الله عليه وسلم دقيقة من الاهتمامات فى أمره، وداوم على أن يكتب أمام عينه آية آية كما كان ينزل حتى جمع كله، ورتب الآيات وجمعها بنفسه النفيسة، وكان يُداوم على قراءته فى الصلاة وغيرها، حتى ارتحل من دار الدنيا ولحق بالرفيق الأعلى، ولاقى محبوبه رب العالمين.

ثم بعد ذلك قام الخليفة الأول أبو بكر الصديق رضي الله عنه لتعهد جميع سورته بترتيب سمع من النبي صلى الله عليه وسلم، ثم بعد الصديق الأكبر وفق الله الخليفة الثالث فجمع القرآن على قراءة واحدة بحسب لغة قريش وأشاعه في البلاد ومع ذلك كان الصحابة كلهم يقرأون القرآن كالحفاظ، وكان كثير منه في صدور المؤمنين، وكانوا يقرأونه في الصلاة وخارجها، بل كانوا بعضهم حافظ القرآن كله، وكانوا يتلونونه في آناء الليل والنهار، وكانوا على تلاوته مداومين.

فتفكر أيها العبد الصالح، أين حصل هذا المقام الأعلى والأسنى لحديث في زمان من الأزمنة وإن الأحاديث كلها احاد [☆] وما توجه رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى جمعها وكتابتها، ولا صحابته الكرام، وما كفلها الله وما ضمن وما وعد لعصمتها وحفاظتها كوعده لحفاظة القرآن. ومع ذلك كتبت الأحاديث بعد زمان طويل، وبعد قرون من وفاة نبينا صلى الله عليه وسلم. ومع ذلك يوجد في بعضها اختلاف كثير وتناقض عسير، فهذا هو السبب الذي جعل هذه الأمة فرقة فرقة، فبعضهم حنفي، وبعضهم شافعي، وبعضهم مالكي، وبعضهم حنبلي. ولو كانت الأحاديث متفقة متوافقة، لما اختلف الناس فيها وما افترقوا،

☆ حاشية - اعلم. أرشدك الله. أن الإمام البخاري مع شدة اهتمامه في تصحيح الأحاديث وتوفيقها وتنقيدها وتفتيش رواتها عجز عن رفع التناقض الذي يوجد في أحاديث صحيحه حتى توفي، ثم ما كان لأحد أن يتدارك ما فاتته. ألا تنظر إلى أحاديث المعراج كيف يوجد فيها اختلافات عظيمة، حتى إن بعضهم ذهب إلى أن المعراج كان في اليقظة، وبعضهم ذهب إلى أنه كانت رؤيا سالحة. فتدبر ولا تكن من النائمين. منه

ولكنهم وجدوا الأحاديث بعضها يُخالف بعضها، فأخذ كل واحد حديثاً باجتهاد وفوض الأمر إلى الله، ففريق ذهب إلى رفع اليدين في الصلاة والتأمين بالجهر وقراءة الفاتحة خلف الإمام، وفريق آخر خالفه في اجتهاده، وكل منهما يستدل بحديث، فكذلك في ألوف من الأحاديث يوجد اختلاف المذاهب. فالأحاديث التي منتزلة من مراتب التواتر والقطعية واليقين، ولا تخلو من الاختلافات والتناقضات والأضداد. كيف نحسبها قاضية على القرآن أهذه علامات القضاة فتفكروا إن كنتم متفكرين.

وإننا لا ننظر إلى الأحاديث بنظر الاستخفاف والتوهين، بل نحن نشكر أئمة المحدثين ونحمدهم على سعيهم، ولا شك أن للأحاديث شأنًا عظيمًا، وهي حاملة لتواريخ الإسلام ولأكثر مسائل الدين وجزئياته، ونعظمها ونعزها ونقبلها بالرأس والعين، ولكننا لا نقدّمها على كتاب الله الإمام المهيم، وإذا تخالف الحديث والفرقان في أمر من القصص فنشهد الثقلين أننا مع الفرقان ولا نبالي طعن الطاعنين. ونعلم أن الخير كله والسلامة كلها في جعل القرآن معيارًا لمثل هذه الأخبار، فالقانون الصحيح العاصم من الخطأ أن نعرض كل قصّة على القرآن، فإن كان ذكرها في القرآن أو ذكر أمر يشاكلها ويشابهها فيقبل ويؤمن به ويعتقد عليه، وإن لم يوجد شبيهه في القرآن، لا في هذه الأمة ولا في أمم أخرى، بل يوجد فيه شيء يعارضه، فمن الواجب أن لا يقبل مثل هذه القصص إلا في زى التأويل. فانظر اقتداءً لهذا القانون العاصم الذي بلغنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم، هل تجد لقصة صعود

المسيح مع جسمه العنصرى ولقصة نزوله من السماء واضعاً كفيه على جناحي الملكين أصلاً أو أثراً فى القرآن أو قصة مما يشابه هذه القصة بل القرآن يُنزّه شأن الله عن مثل تلك الأفعال فى هذه الدنيا ويقول: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ۗ وإنه خالف قصة النزول جهراً بحيث ذكر بشاراتٍ بشر بها المسيح فى كلامه المرتب المرصع، فبلغ الكلام من قوله: إِنِّي مُتَوَفِّيكَ ۗ إلى قوله: يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ، وما ذُكِرَ فِيهِ قِصَّةُ صَعُودِ الْمَسِيحِ وَلَا نَزُولِهِ، ولو كانت صحيحة لذكرها فى ضمن هذه البشارات، فهذا دليل واضح على أن الفرقان ما صدق تلك القصص، بل كذبها لذكره المواعيد والتبشيرات للمسيح إلى يوم القيامة، وتركه تلك القصة، وفى ذلك وجوه شافية للطالبيين.

﴿٣٣﴾

واعلم أن القرآن لا يجوز لأحد أن يرقى فى السماوات بجسمه العنصرى ويبقى فيها حياً إلى يوم القيامة. وأنت تعلم أن طائفة من قريشٍ اقترحوا سؤالات من عند أنفسهم، فكان منها أنهم قالوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم: إنا لا نؤمن بك حتى ترقى فى السماء، فنزل فى جوابهم: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ۗ وأنت تعلم أن رسولنا صلعم أفضل الرسل وخاتمهم وأحبهم إلى الله، فالأمر الذى لم يجز له. فكيف يجوز لغيره فتدبر يا أحمى. أيدك الله بالهام مبین.

وأما معراج رسولنا صلى الله عليه وسلم فكان أمراً إعجازياً من عالم اليقظة الروحانية اللطيفة الكاملة، فقد عرج رسول الله صلى الله عليه وسلم بجسمه إلى السماء وهو يقظان لا شك فيه ولا ريب، ولكن مع ذلك ما فقد جسمه من السرير كما شهد عليه بعض أزواجه رضى الله عنهن.

وكذلك كثير من الصحابة. فأنت تعلم وتفهم أنّ قصة المعراج شيء آخر لا يضاويه قصة صعود عيسى عليه السلام إلى السماء، وإن كنت تشك فيه فارجع إلى البخارى، وما أظن أن تبقى بعده من المرتابين.

وأما قوله تعالى في قصة إدريس: **وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا**^١ فاتفق المحققون من العلماء أن المراد من الرفع ههنا هو الإمامة بالإكرام ورفع الدرجات، والدليل على ذلك أن لكل إنسان موت مُقدّر لقوله تعالى: **كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ**^٢ ولا يجوز الموت في السماوات لقوله تعالى: **وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ**، ولا نجد في القرآن ذكر نزول إدريس وموته ودفنه في الأرض، فثبت بالضرورة أن المراد من الرفع الموت. فحاصل الكلام أن كل ما يخالف القرآن ويعارض قصصه فهي أباطيل وأكاذيب، وإنما هو **تَقْوُلُ الْمُفْتَرِينَ**.

ثم اعلم. أيديك الله تعالى. أن عقيدة نزول المسيح من السماء. مع عدم ثبوته من النصوص القرآنية ومخالفة القرآن فيها، يضر عقائد التوحيد ويربى عقائد قوم أهلكوا الناس بمثل هذه القصص، فإنه إن كان هذا هو الأمر الحق. أن عيسى لم يمت كماخوانه من الأنبياء، بل هو حيّ موجود في السماء، ومع ذلك كان يخلق الطيور كممثل خلق الله، ويحيى الأموات كإحياء رب العالمين، فأى ابتلاء أعظم من هذا للذين يدعون إلى ربوبية المسيح في هذا الزمان الذي تتموج فيه فتن النصارى من كل جهة، ويجاهدون بأموالهم وجميع مكائدهم ليضلوا الناس ويجعلوهم من المنتصرين!

ثم اعلموا. أيها الأعزّة. أن حياة رسولنا صلى الله عليه وسلم ثابت بالنصوص الحديثية، وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم **إنى لا أترك ميسراً في قبرى إلى ثلاثة أيام أو أربعين باختلاف الرواية، بل أحيأ وأرفع إلى**

السماء . وأنت تعلم أن جسمه العنصرى مدفون فى المدينة، فما معنى هذا الحديث إلا الحياة الروحانى والرفع الروحانى الذى هو سُنَّةُ اللَّهِ بأصفيائه بعدما توفاهم؟ كما قال عزَّو جلَّ: يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ لِ، وما معنى قول: ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ إِلَّا الْمَعْنَى الذى يُفهم من قول: رَافِعَكَ إِلَيَّ، فإن الرجوع إلى الله راضية مرضية والرفعُ إلى الله أمرٌ واحد، وقد جرت عادة الله تعالى أنه يرفع إليه عباده الصالحين بعد موتهم، ويؤويهم فى السماوات بحسب مراتبهم، ولأجل ذلك لقي نبينا صلى الله عليه وسلم كل نبى خلا من قبله فى ليلة المعراج فى السماوات، فوجد آدم فى السماء الدنيا، ووجد عيسى وابن خالته يحيى فى السماء الثانية، ووجد موسى فى السماء الخامسة. وهذه الأحاديث صحيحة تجدها فى البخارى وغيره من الصحاح، ثم الذين لا يريدون الحق يتعامون وينسون رفع الأنبياء كلهم، ويصرون على حياة عيسى ورفعه، ويقرأون حديث المعراج ثم ينسونه، ويضيعون أعمارهم غافلين.

أعيسى حى ومات المصطفى تلك إذا قسمة ضيزى! اعدلوا هو أقرب لالتقوى . وإذا ثبت أن الأنبياء كلهم أحياء فى السماوات، فأى خصوصية ثابتة لحياة المسيح أهو يأكل ويشرب وهم لا يأكلون ولا يشربون؟ بل حياة كلهم الله ثابت بنص القرآن الكريم . ألا تقرأ فى القرآن ما قال الله تعالى عزَّو جلَّ: فَلَاتَكُنَّ فِي مَرْيَمَ مِّنْ لَّقَائِهِ، وأنت تعلم أن هذه الآية نزلت فى موسى، فهى دليل صريح على حياة موسى عليه السلام، لأنه لقي رسول الله صلى الله عليه وسلم، والأموات لا يلاقون الأحياء . ولا تجد مثل هذه الآيات فى شأن عيسى عليه السلام، نعم

جاء ذكر وفاته في مقامات شتى، فتدبر فإن الله يحب المتدبرين.
ولعلك تقول: لم ذكر الله تعالى قصة رفع عيسى عليه السلام بالخصوصية،
وكذلك قصة نفى صلبه في القرآن وأى سرٍّ ومصلحة في ذكرهما وأى حاجة
اشتدت لهذا البيان فاعلم أن علماء اليهود وفقهاءهم غضب الله عليهم كانوا ظانين
ظن السوء في شأن عيسى عليه السلام، وكانوا يقولون إنه مفترى كذاب، وكان
مكتوباً في التوراة أن المنتبى الكاذب يُصَلَّب ويُلَعَن ولا يُرْفَع إلى الله تعالى كالأنبياء
الصادقين. فأرادوا أن يصلبوا المسيح لِيُشْتَبَا كذبه بحسب أحكام التوراة، وليبينوا
لناس أنه ملعون كذاب ولا يُرْفَع إلى الله. قاتلهم الله ولعنهم. كيف احتالوا في نبى
من المقربين! فسعوا لصلبه، وبذلوا له كل كيد ومكرٍ لعله يُصَلَّب ويحصل لهم
حُجَّة على كذبه وعدم رفعه بكتاب الله التوراة، فبشّر الله عيسى عليه السلام
قائلاً: يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ كَيْفَ مَمِيتِكَ حَتَّى أَنْفِكَ، وَرَأْفِعُكَ إِلَىَّ يَعْنِي
رافعك إلى حضرة القرب كالأنبياء الأصدقاء، ولست بنعمة الله من الملعونين
والكذابين. فهذه مواعيدُ تسليمة من الرب الكريم لعيسى عليه السلام وردُّ على اليهود،
وقول مبشّر بأن الله لا يهدى كيد الخائنين. والرفع.. كما علمت أنفا.. ليس
مخصوصاً بعيسى عليه السلام، والأنبياء كلهم قد رُفِعوا وكان مقعدهم عند مليك
مقتدر، وقد وجد نبينا صلى الله عليه وسلم كل نبى مرفوعاً إلى سماء من السماوات، بل
وجد بعض الأنبياء أرفع من عيسى عليه السلام. وفي آية: وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ^١
إشارة أخرى، وهو أن النصارى زعموا أن عيسى صُلب لأجل تطهيرهم من المعاصي، وظنوا
كأنه حمل بعد الصلب جميع ذنوبهم على نفسه، وهو كفارة لهم ومطهرهم من جميع

المعاصى والخطيئات، ففى نفى الصلب ردُّ على النصارى وهدمٌ لعقيدة الكفّارة، ومع ذلك ردُّ على اليهود واستيصال لكيدهم الذى احتالوا اعتصاما بالتوراة، وإظهار البرية عيسى عليه السلام من بهتان تلك الأقوام. فهذا هو السبب الذى ذكر الله قصة صلب عيسى فى القرآن وكذبته، وإلا فما كان فائدة فى ذكره، وكم من نبى قُتِلوا فى سبيل الله وما جاء ذكر قتلهم فى القرآن فخذُ منى هذه النكتة وكن من المصدقين.

وربما يختلج فى قلبك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم اختار لفظ النزول عند ذكر مجيء المسيح الموعود فى كل مقام، وترك لفظ البعث والإرسال وغير ذلك. فاعلم أن فيه سر عظيم قد أشار إليه القرآن فى مقامات شتى، وهو أن أنبياء الله عليهم السلام يُرفعون إلى الله بعد وفاتهم منقطعين من هذا العالم، لا يكون لهم اهتمام ولا فكر لعالم تركوه، بل يصلون ربهم فرحين، ويقعدون عند مليك مقتدر بطيب العيش والحبور والسرور، ويلحقون بالواصلين. وقد يتفق أن أمة أحد منهم تُفسد إفساداً عظيماً فى الأرض ويرجعون إلى جاهلية أولى بل إلى أقبح وأشنع منها، فيرتعد النبي المتبوع بسماع هذا الخبر عن الله تعالى، ويدركه همٌّ وغمٌّ واضطراب، ويقصد أن ينزل إلى الأرض ويُصلح أُمَّته، فلا يجد سبيلاً إليه لما سبق قول الله تعالى: **أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ** ^١ فالله يجعل له مثيلاً فى الأرض ويجعل إراداته فى إراداته، وتوجهاته فى توجهاته، ويجعلهما كشيء واحد كأنهما من جوهر واحد، ويُنزل روحانيته على روحانيته، فيظهر المثل بشأن وأخلاق وصفات كان الممثل به يوصف بها. فهذا هو الوجه الذى أختير له لفظ النزول ليدل على أن المسيح الموعود يجرى على قدم المسيح الأصيل كأنه هو، فمعنى لفظ النزول الذى

جاء فى البخارى أن المسيح الآتى ينزل منزلة المسيح الحقيقى . ومع ذلك لما كان الدجال المفسد المضل خارجا من الأرض بأنواع المكائد والحيل والفنون الأرضية السفلية أُختيرَ لفظ النزول للمسيح الموعود مناسبةً ومحاذاةً للخارج الأرضى، وإشارةً إلى أن الدجال يُهيِّج فتنته من الحيل الأرضية والمكائد السفلية، والمسيح الموعود لا يأتى بشيء من الأرض من سيف أو سهم أو رمح بل يأتى بالأسلحة الفلكية، وينزل على أجنحة الملائكة، لا يكون معه شيء من الأسباب الأرضية، ويؤيدُ آيات السماء وبركاتها، فكأنه ملكٌ نزل من السماء لإهلاك العفريت الأرضى[☆] وإطفاء شعله شروره. واعلم أن لفظ النزول تبشير سماوى للمسلمين لئلا ينقطع رجاؤهم فى زمان تُصَبَّ عليهم المصائب، وتقل الحيل الأرضية والوسائل السفلية، وترتعد قلوبهم برؤية غلبة النصرارى ودولتهم وشدة قوتهم، وقوة مكائد أئمة دينهم الذين هم الدجال الأكبر المعهود، والمظهر الأتم للشيطان، لم يُرَ مثلهم ومثل مكائدهم فى العالمين.

فبشّر الله المسلمين المستضعفين فى آخر الزمان وقال إنكم إذا رأيتم أن أئمة دين النصرارى قد غلبوا على وجه الأرض، وأهلكوا أهلها بأنواع مكائدهم وحيلهم وعلومهم، وجذبهم قلوب الناس إليهم، ورفقهم ولين قولهم، ومداراتهم التى بطريق النفاق، واستعمالهم ضروبا من الحيل، وتأليف القلوب بالتعليم والأموال والنساء والمناصب والمداواة والتشويقات

☆ الحاشية: قد جاء فى بعض الأحاديث أن الدجال لا يكون من نوع الإنس بل إنما هو شيطان يوسوس فى صدور تابعيه فى آخر الزمان، فتوابعه يكونون مظاهره ومظهر إرادته. منه.

والأمانى والخداع، وإراءة حكومة الدنيا وسلطانها، ومواعيد القرب من دولتهم والتعزز عند أمرائهم، ووجدتم أنهم قد أحاطوا على البلاد كلها وأفسدوا فسادًا كبير بسحر كلماتهم وعجائب تلبساتهم، وفنونهم الأرضية التي بلغت منتهاها، فلا تخافوا ولا تحزنوا، فإننا نرى ضعفكم وكسلكم في دينكم، وقلة علمكم وعقلكم وهمتكم ومالككم، وقلة حيلكم في تلك الأيام، ونرى أنكم صرتم قوما مستضعفين، فنُنزِل في تلك الأيام نصرَةً من عندنا من السماء، وعبداً من لدنا، ويأتيكم مددنا من العرش خالصاً من أيدينا ومن نفخنا، لا يُخالطه سبب من أسباب الأرض، فَنُتِمُّ حجة ديننا على الظالمين.

وقد أشير في بعض الأحاديث أن المسيح الموعود والدجال المعهود يظهران في بعض البلاد المشرقية، يعنى في ملك الهند، ثم يُسافر المسيح الموعود أو خليفة من خلفائه إلى أرض دمشق، فهذا معنى القول الذى جاء في حديث مسلم أن عيسى ينزل عند منارة دمشق، فإن النزول هو المسافر الوارد من ملك آخر وفي الحديث. يعنى لفظ المشرق. إشارة إلى أنه يسير إلى مدينة دمشق من بعض البلاد المشرقية وهو ملك الهند وقد ألقى في قلبى أن قول عيسى عند المنارة دمشق، إشارة إلى زمان ظهوره، فإن أعداد حروفه تدل على السنة الهجرية التى بعثنى الله فيه واختار ذكر لفظ المنارة إشارة إلى أن أرض دمشق تسير وتشرق بدعوات المسيح الموعود بعدما أظلمت بأنواع البدعات، وأنت تعلم أن أرض دمشق كانت منبع فتن المتنصرين.

وتفصيله كما رأيناه فى أنجيل النصارى أن بولص الذى كان أول رجل أفسد دين النصارى وأضلهم، وأجاح أصولهم، ومكر مكرًا كَبَارًا، وسار إلى دمشق وافتراى من عند نفسه قصة طويلة ليعرضها

على بعض سادات النصارى الذين كانوا غافلين من مكائده، وكانوا سفهاء بادية
الرأى، ذوى الآراء السطحية والعقول الناقصة الضعيفة، سريع الإيمان بالخرافات
المنقولة والعجائب المروية، ولو كان ناقلها وراويها امرأً كذاباً مفسداً، فلقى
بولص فى دمشق رجلاً منهم الذى كان اسمه أنانيا، وكان أولهم غباوة وسريع الميل
إلى مثل هذه المزخرفات، فقال يا سيدى إنى رأيت كشفًا عجيباً. أنى كنت أسير مع
جملة فرسان إلى جهة من الجهات، وكنت من أشد الأعداء لدين المسيح، أروح
وأغدو فى هذا الفكر، فنزل علىّ المسيح ونادانى من الضوء، وسمعت صوته
وعرفته، فقال لم تؤذينى يا بولص؟ أتطبق أن تضرب يدك على رمح الحديد
فزجرنى وخوفنى حتى خفت وارتعدت، فقلت: يا ربى إنى تبت ممّا فعلت، فأمر ما
أفعل بعد ذلك. فأمرنى وقال: سر إلى مدينة دمشق، وابتح فيها عن رجل اسمه
أنانيا، واقصص عليه هذه القصة، فهو يعرفك ما يكون عملك فالحمد لله أنى
وجدتك ورأيتك على صفات عرفنى بها ربى المسيح ثم قال بعد تمهيد هذه
المكائد يا سيدى إنى برىء من دين اليهود، فأدخلىنى فى الملة المقدسة النصرانية،
فإنى جنتك مؤمنا ومبشرا من المسيح فتنصّر على يد أنانيا، وأجابه أنانيا فى كل ما
طلبه وعظّمه وأشاع هذه القصة فى مدينة دمشق. فأول أرض غرس فيه شجرة
ربوبية المسيح هى مدينة دمشق، وغرس بولص فيها هذه الأشجار الخبيثة وأهلك
أهلها، فالنصارى كلهم أشجار بذر بولص الذى بذره فى دمشق، فأراد رسول الله
صلى الله عليه وسلم أن يذكر مدينة دمشق فى نبا المسيح الموعود تنبيهاً إلى
أن تلك الأرض كانت مبدأً للفساد، ومنبعاً أوّلاً لفتن التنصّر ولجعل العبد إلهاً.
ثم سيصل عبداً موحداً إليه فى آخر الزمان لإشاعة التوحيد كما وصل بولص
لإشاعة الشرك والكفر والخبيث، تلبساً من عند نفسه، ليكون له

مكأنًا في أعين النصارى فالحاصل أن دمشق كان أصلًا ومنبعًا لفتن المنتصرين، وكان مبدأ الفساد ومبدأ كيد الكائدين. فبشر الله لعباده أن فتنة ألوهية المسيح تُجرح وتُزال من وجه الأرض كلها حتى من دمشق الذي كان مبدؤها ومنبعها، وينتهي كمال التوحيد إليه كما ابتدأت الفتنة منه وهذا فعل الله وعجيب في أعين الذين لا يؤمنون بعجائب رحمة أرحم الراحمين.

وأما قتل الدجال الذي هو من علامات المسيح . فاعلموا أيها الأعزة أيديكم الله. أن لفظ الدجال ليس اسم أحد سماه أبواه به، بل هو في اللغة فتنة عظيمة يقطعون نواحي الأرض سيرًا، ويُغطون الحق على الباطل ويرونه كالحق الخالص المحض، وينجسون وجه الأرض بالتمويهات والتلبسات، ويفوقون مكرًا وكيدًا كل مكار وكائد، وتعم الأرض كلها بليّاتهم وآفاتهم. ولو كان المراد من لفظ الدجال رجلًا خاصًا لبين النبي صلى الله عليه وسلم اسم ذلك الرجل الذي لُقّب بالدجال، أعنى الاسم الذي سماه واداه، وبين اسم والديه، ولكن لم يُبين ولم يصرح اسم أبيه وأمه. فوجب علينا أن لا ننحت من عند أنفسنا رجلا خاصًا، بل ننظر في لسان العرب، ونقدم معنى يهدى إليه لغة قريش، فإذا ثبت معناه أنه فتنة الكائدين فوجب بضرورة التزام معنى اللفظ أن نقر بأنه فتنة عظيمة فاقوا مكرًا وكيدًا وتلبسا أهل زمانهم، ونجسوا الأرض كلها بخيالاتهم الفاسدة ثم إذا رجعنا إلى القرآن ونظرنا فيه . هل هو يبين ذكر رجل خاص مسمى دجالًا ، فلا نجد فيه منه أثرًا ولا إليه إشارة، مع أنه كفل ذُكرَ واقعات عظيمة لها دخلٌ في الدين، وقال : مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ^١، وقال في مقامات كثيرة إن في القرآن تفصيل كل شيء، ولكن لا نجد في القرآن ذكر الدجال الذي هو فرد خاص بزعم القوم إجمالًا، فضلًا عن التفصيلات. نعم إننا نرى أن القرآن قد ذكر صريحًا فتنة مفسدة

فى الدين، وذكر أن فى آخر الزمان يكون قومًا مكارين مفسدين، ينسلون من كل حذب، ويهيّجون الفتن فى الأرض كأمواج البحار، فتلك هى الفئة التى سُميت فى الأحاديث دجالًا. واللّه يعلم أن هذا الأمر حق وظهرت العلامات كلها. ألا ترى أنهم أشاعوا الكفر والشرك أكثر مما أشاع الكفار كلهم من وقت آدم إلى هذا الوقت والأماكن التى مروا بها وتسلطوا عليها فقد بذروا فيها بذر الكذب والفتنة والفساد والتنازعات على جيفة الدّنيا وأموالها وأراضيها وعماراتها وإماراتها. وقد هيّجوا بعض الناس على بعض بلطائف الحيل والتدابير الموقعة فى المجادلات، وقد أشاعوا الفسق والإلحاد والزندقة، وعلموا أهل الدنيا سيرًا دجالية وفتنًا لطيفة، وما بقيت الأمانة فى هذه الديار ولا الديانة ولا الصدق ولا الوفاء ولا العهد ولا الحياء ولا فكر الآخرة إلا ما شاء رب العالمين.

يتوآدون للدّنيا، ويتباغضون للدّنيا، ويلاقون للدّنيا، ويفارقون للدّنيا، ولا يستبشرون إلا بذكر الدنيا وزخارفها وفيهم أوصوف وخذاعون وغاصبون يتمنون موت الشركاء بل موت الآباء لمتاع قليل من الدنيا وعرضها، وأراهم من موتهم غافلين. والحاصل أن قوم النصارى قوم قوئى الهمة فى إشاعة الفتن والضلالات، وإلقاء التفرقة فى الأقوام والقبائل، شديد الهيئة صاحب البطش وصاحب الدولة والمال الجزيل، مبدأ الفتن كلها، لا يأمنهم قريب ولا بعيد وجدوا أهل هذه الديار كعصفور، فنتفوا من ريشهم وأكلوا من لحمهم، وتركوهم فى مكاره الدنيا وشدائدها، وجعلوهم كأنفسهم ضالين ومضلين.

وقد تعسرت عليهم تجاراتهم وسوقهم وكسبهم، ونهبت إيمانهم رياح الضلالات، وقد ضلّ أحداثهم ونساؤهم وذراريهم من هذه الفتن الهائجة كالطوفان العظيم. وتنصّر خلق كثير من سادات القوم

ومن أولاد مشائخهم وعلماهم وأمرائهم، فبعضهم ارتدوا طمعاً في أموالهم، وبعضهم طمعاً في نساءهم، وبعضهم طمعاً في الخمر وطرق الفسق والحرية النصرانية التي قد بلغت إلى الغاية، وبعضهم من الترغيب في حكومة الدنيا وسلطانها ومناصبها ولذاتها وشهواتها. وأما الذين حماهم فضل الله وعنايته فأبرياء منهم، وقليل ما هم. فهذه مصيبة عظيمة على الإسلام، وداهية يرتعد منه روح الكرام، ولا تخلص منها إلا بعبّاية تنزل من السماء، لأن همم المسلمين قد تقاصرت، والمصائب عليهم قد نزلت، والمعاصي قد كثرت، أكبوا على الدنيا وزخارفها، وأكثرهم هلكوا مع الهالكين. فلا تكن من الممترين في كون النصارى دجالاً معهوداً ومظهراً عظيماً للشيطان. وانظر إلى فتنتهم وسحرهم وتسخيرهم المياه والأدخنة والجبال والبحار والأنهار، وإخراجهم خزائن الأرض ومكائدهم وإضلالاتهم، هل تجد نظيرهم في الأولين والآخرين.

وأما قول بعض علماء الإسلام إن المسيح الموعود يُحارب النصارى، ولا يرضى إلا بقتلهم أو إسلامهم، فهذا افتراء على كتاب الله ورسوله. فإننا إذا نظرنا الصحاح بنظر الإمعان فما وجدنا أثره فيها، ونعلم مستيقناً أن العلماء قد اخطأوا في فهم تلك الأحاديث، ووضعوا الألفاظ في غير موضعها. ألم يعلموا أن القرآن لا يصدّق هذا البيان. والبخارى الذي هو أصح الكتب بعد كتاب الله يكذّبه بالبيان الصريح؟ وقد جاء فيه حديثٌ ذُكر فيه أن عيسى يضع الحرب، فهذه إشارة صريحة إلى أنه لا يحارب بالسيف والسنان. ثم أنصفوا رحمكم الله أن النصارى لا يحاربون المسلمين لإشاعة دينهم في زماننا هذا، ولا يصدّونهم عن دين الله بأيديهم، فكيف يجوز للمسلمين أن يحاربوهم مع كونهم ممنوعين؟

بل الدولة البريطانية محسنةٌ إلى المسلمين، والمملكة المكرّمة التي

نحن رعايا لها يرجح الإسلام في باطنها على ملل أخرى، بل سمعنا أزيد من هذا، ولكن لا نرى أن نذكرها فالحاصل أنها كريمة، وألقى الله في قلبها حب الإسلام، فلهذا السبب جعلها الله مواسية للمسلمين، حتى إنها تحب أن يُشاع الإسلام في بلادها، وتقراً بعض كتب لساننا من مسلم آواه عندها، وسرّت بشيوع ديننا في بلادها المغربية، بل أسلمت طائفة من قومها في بلدة قريبة من دار دولتها، فرحمتهم وأحسنّت إليهم، وأشاعت كتبهم في أقاربها، وتريد أن تؤوى بعضهم في أعزة أمرائها، وأمرتهم أن يعمرّوا مساجد لعبادتهم ويعبدوا ربهم آمين.

ونحن نعيش تحت ظلها بالأمن والعافية والحرية التامة نصلي ونصوم، ونأمر بالمعروف ونهى عن المنكر، ونردّ على النصارى كيف نشاء، ولا مانع ولا حارج ولا مزاحم، وهذا كله من حسن نيتها وصفاء قلبها وكمال عدلها ووالله لو هاجرنا إلى بلاد ملوك الإسلام لما رأينا أمناً وراحةً أزيد من هذا. وقد أحسنّت إلينا وإلى آبائنا بآلاء لا نستطيع شكرها ومن أعظم الإحسانات أنها وأمراءها لا يُدخلون في ديننا مثقال ذرة، ولا يمنعا أحد منهم من فرائضنا وسُنننا ونوافلنا وردّنا على مذهب قومهم، ولا يبخلون في النعماء الدنيوية، وإنهم لمن العادلين.

فلا يجوز عندي أن يسلك رعايا الهند من المسلمين مسلك البغاوة، وأن يرفعوا على هذه الدولة المحسنة سيوفهم، أو يعينوا أحداً في هذا الأمر، ويعاونوا على شر أحد من المخالفين بالقول أو الفعل أو الإشارة أو المال أو التدابير المفسدة، بل هذه الأمور حرام قطعي، ومن أرادها فقد عصى الله ورسوله وضل ضلالاً مبيناً. بل الشكر واجب. ومن لم يشكر الناس لم يشكر الله. وإيذاء المحسن شر وخبث وخروج من طريق الإنصاف والديانة الإسلامية، والله لا يحب المعتدين. نعم

إن علماء النصارى يفسدون فى الأرض باتخاذهم العبد إلهاً ودعوتهم إلى طاغوتهم وإشاعتهم مذهب التنصر فى الأكناف والأقطار والقريب والبعيد، ولكن لا شك أن ذيل هذه الدولة منزه عن مثل هذه الأمور وتحريكاتها، وما أظن أن أحداً من عقلائهم يعتقد بأن عيسى إله فى الحقيقة، بل يضحكون على مثل هذه الاعتقادات ويميلون إلى الإسلام يوماً فيوماً. بل إننا نرى أن فى دار دولة الملكة المكرّمة قد هبت رياح نفحات الإسلام، ونرى الناس يدخلون فيه أفواجاً فى كل سنة، ويردّون على النصارى بالحرية التامة. وأن أمراءها الذين أرسلوا إلى ديار الهند لنظمها ونسقتها لا يظلمون الناس كظلم الجبارين، ولا يستعجلون فى فصل القضايا، وينظرون إلى رعاياهم بعين واحدة، ولا يظلمون الناس، ويعيش كل قوم تحتهم آمنين. والذين من القسيسين يدعون إلى الإنجيل وتعاليمه الباطلة المحرفة، فهم لا يظلموننا بأيدينا[☆]، ولا يرفعون السيف علينا، ولا يقتلون لمذهبهم قومنا، ولا يسبون ذرارينا، ولا يهبون أموالنا، بل يصل شرهم إلينا من طريق التأليفات المفسدة، والتقريرات المضلّة، وتوهين سيّدنا ونبيّنا صلى الله عليه وسلم، والردّ على الفرقان الكريم وتعليمه. والدولة البريطانية لا تعينهم فى أمر من الأمور، ولا ترجحهم على المسلمين، بل نرى أن هذه الدولة العادلة قد أعطت كل قوم حرية تامة، وأجازتهم إلى حد القانون، فيفعل الناس برعاية قانونهم ما يشاءون، ويرد كل مذهب على مذهب آخر، وتجري المناظرات فى هذه الديار كأموج البحار، والدولة لا تتداخل فيهم وتتركهم مجادلين. ثم لم أزل أتحدق فى هذا السر الغامض. أعنى فى أن الله تعالى لم يرسل المسيح الموعود بالسيف والسنان، بل أمره للرفق والغربة والتواضع ولين القول والمجادلة بالحكمة والمداراة وحسن البيان، بل منعه أن يزيد على ذلك،

فكنثُ أفكر في هذا حتّى كشف الله علىّ هذا السرّ، فعلمت أن الله تبارك وتعالى لا يُرسل مصلحًا . رسولًا كان أو مجددًا. إلا بإصلاحات اقتضتها كوائفُ مفاسد الزمان وأهل الأرضيين.

فقد يتفق أن الناس مع شرّكهم وفساد عقيدتهم يكونون قومًا جبارين معتدين فاسقين، يظلمون الضعفاء ويُعادون أهل الحق عداوة منجّرة إلى القتل والنهب والسبى، ويسفكون دماء هم، وينهبون أموالهم، ويسبون ذراريهم، ويعثون فى الأرض مفسدين. ويعطيهم الله ابتلاءً من عنده قوةً فى الجسم، وكثرة فى المال، وإمارة فى الأرض، فيكفرون نعم الله، ولا يتوجهون إلى وعظ واعظ، ولا نداءً مناد، ولا إلى أسرارِ حكمة تخرج من أفواه الحكماء، بل عندهم جوابٌ كلّها السيفُ أو الرمح. ويعيشون كالأنعام أو كالسكارى، ولهم قلوب لا يفقهون بها، ولهم آذان لا يسمعون بها، ولهم أعين لا يُبصرون بها، ويتكبرون بما أعطاهم الله من مُلكٍ ورياسة ومال وثروة، ويؤذون الذين يدخلون فى دين الله وكادوا يقتلونهم، ويصدّون عن سبيل الله مستكبرين. ويتعامون بعد رؤية الآيات ومشاهدة البيّنات، وقد تمّت عليهم حُجّة الله فلا يبالونها، بل يزيدون فى الظلم والعصية وحمية الجاهلية والقساوة وإيذاء المبلّغين.

فيغضب الله غضباً شديداً على تلك الأقسام، ويريد أن يفكّ نظامهم، ويجعل أعزّتهم أذلةً، ويُنزل عليهم عذاباً من الأرض أو من السماء، أو يجعلهم شيئاً ليذيق بعضهم بأس بعض، ويأمرُ رسوله ليؤدّبهم بالسيف والسنان، ويستخلص المسلمين منهم ويكسر هامة الظالمين. فيقتل الرسولُ المأمور قتلاً مهيباً، ويُثخن فى الأرض إثناناً عجبياً، حتى يضعف المستكبرون ويتقوى المستضعفون، ويبدّلهم الله من بعد خوفهم أمناً، فيعبّدونه مطمئنين، ويدخلون فى دينه آمنين. وإن تطلب نظير هذا

النوع من الفساد فتجد في زمان كلیم الله وخاتم النبيين .

وقد يتفق أن الناس يضيِّعون دينهم وديانتهم، ولكنهم لا يقاتلون أنبياء الله ومرسليه للدين، ولا يفسدون في الأرض بالسيف والسنان، بل بتقارير المُضَلَّة وزيغ البيان، ولا يريدون أن يُطلوا شعائر الإسلام بالرمح والسهام، بل بالمكائد وسحر الكلام، ولا يؤذون طالب الحق إذا أراد أن يقبل الحق، وكذلك يفعلون لوجه من الوجهين :أحدهما إذا كانت تلك الأقوام الذين أُرسِل إليهم رسول أو مُحدِّث ضعفاء غير قادرين على إيذاء أحد، فلا يظلمون المرسلين لعدم قدرة الظلم وفقدان أسباب البطش والقتل والسفك، ويرى الله أنهم مع خبث نفسهم وكثرة مكائدهم، لا يستطيعون أن يؤذوا أحداً ويظلموا مُصلحا، ويرى أنهم مستضعفون مغلوبون وقد يكون سبب هذا الضعف مشاجرات وقعت بينهم وسلبت طاقتهم، وقد يكون سببه استيلاء قوم آخرين، وقد يجتمعان فيزيدان عجزا وضعفا . وثانيهما :إذا كانت تلك الأقوام مُهذَّبين مع كونهم ملوكا وسلاطين، فلا يمنعون رُسلَ الله من دعواتهم ولا يظلمون ولا يؤذون، بل تكون حكومتهم حكومة الأمن ولا يعثون في الأرض ظالمين سفاكين، صاديين عن سبيل الله، ولا يسألون السيوف لإشاعة الباطل كالمعتدين، بل يكيِّدون ويمكرون، ويدعون الناس إلى دينهم بلطائف الحيل، ويفسدون النفوس ولا يؤذون الأجسام، بل يتركون الناس منعمين .

وإن تطلب نظير هذا النوع من الأقوام فتجد في زمان عيسى عليه السلام لأن عيسى أُرسِل إلى قوم قد مُزَّقوا كلِّ ممزَّق من قبل مجيئه، وُضربت عليهم الذلَّة والمسكنة، واضمحلت رياستهم وبطلت إماراتهم، وكانت الدولة الرومية لا تداخل في دين اليهود، فما رأى عيسى عليه السلام أن يُقاتلهم، لأن المرسلين يدعون بالرفق والحلم والرحمة، ولا يرفعون السيف إلا على الذين يرفعون عليهم، ويصلحون فساد العقل بالعقل،

وفساد السيف بالسيف، ويدّ اوون كل مرض كما يليق وينبغي: السيف بالسيف والكلام بالكلام، ولا يحبّون أن يكونوا من المعتدين.

وكذلك أرسلتُ مجدّدًا محدّدًا لآخر الزمان، ووجدتُ أعداء دين الإسلام لا يقاتلون المسلمين للدين، وما سلّوا سيوفًا وما قوّوا رماحا لإشاعة دينهم، بل يُشيعون دينهم بالمكائد والحيل العقلية، وتألّف الكتب المضلّة المغلّطة، ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين. فما كان الله أن يسلّ عليهم السيف، وكيف يقتل الله قومًا لا يبارزون بالسيوف، بل يطلبون الدلائل كالفيلسوف؟ ومع ذلك إنهم قوم غافلون، جاءوا من أقصى البلاد لا يعرفون شيئًا من حقائق القرآن وأنواره ولطائفه ودقائقه، وقد نشأوا في الديار البعيدة من الإسلام، فلما لاقوا المسلمين ووردوا في ديارنا وجدوا المسلمين في أنواع الظلام من الآثام، فقست قلوبهم برؤية المبتدعين، وكانوا من كلام الله غافلين. وما آذونا وما قتلونا وما سعوا في الأرض سفّاكين. فلا يرضى عقل سليم وفهم مستقيم، أن ندفع الحسنة بالسيئة، ونؤذى قومًا أحسنوا إلينا، ونرفع السيف على أعناقهم قبل أن نتمّ الحجة على قلوبهم، وقبل أن نسكّتهم بالبراهين العقلية والآيات السماوية، وقبل أن يظهر أنهم عصوا عمدًا بعدما رأوا الآيات وبعدهما تبين الرشد من الغي فلو نترك الرحم والرفق والمدارات ونقوم عليهم سفّاكين جبّارين، فلا يكون ذنب أكبر منه، وإذا كنّا أخبث الظالمين.

فهذا هو السبب الذي أرسلني الله تعالى على قدم المسيح. فإنه رأى زمانى كزمانه، وقوما كقومه، ورأى النعلَ طابَقَ بالنعل، فأرسلنى قبل عذاب من السماء لأنذر قوما ما أنذر آباؤهم ولتستبين سبيل المجرمين. وأنت ترى أن أكثر المسلمين اتبعوا شهواتهم، وأضاعوا الصوم

والصلاة، وقست قلوبهم، وفسدت طبائعهم، وما بقى فيهم إلا اسم الإسلام ورسْمُ الدخول في المساجد، ولا يعلمون ما الإخلاص وما الذوق وما الشوق، وكثير منهم يزنون ويشربون الخمر ويكذبون، ويحبون المال حبا جما، ويعملون السيئات، ويؤثرون البدعات على هدى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكيف الكافرون الغافلون الذين لا يعلمون شيئا ولا يعقلون، ولا يتكلمون إلا كغطيط النائم، وما يدرون ما سبيل الإسلام وما البراهين! فظهر من ههنا أن العقيدة التي استحكمت في قلوب العوام أن المهدي والمسيح يظهران في آخر الزمان ويقتلان كل من لم يسلم، ليس بشيء، و بل إنه لخطأ مبين.

أُفتى العقل السليم أن الله الذي هو الرحيم والكريم، يأخذ الغافلين في غفلتهم، ويهلكهم بالسيف أو عذاب السماء، ولَمَّا يفهموا حقيقة الإسلام وبراهينه ولم يعلموا ما الإيمان ولا الدين؟ ثم إذا كان مدار الرحم والشفقة إزالة آفة قد أحاطت وكثرت، فكيف يجوز علاج مفاسد الأقلام بالسيوف والسهام بل هذا إقرار صريح بأننا لا نقدر على الجواب، وليس عندنا جواب الأدلة المضلة إلا ضرب السيف البتار وقتل الكفار. وكيف يطمئن قلب المعترض الشاك الغافل بضرب من السيف أو السوط أو جرح من الرمح والسهم، بل هذه الأفعال كلها تزيد ريب المرتابين.

ثم اعلم أن غضب الله ليس كغضب الإنسان، وهو لا يتوجه إلا إلى قوم قد تمت الحجّة عليهم، وأزيلت شكوكهم، ودُفعت شبهاتهم، ورأوا الآيات ثم جحدوا مع استيقان القلب، وقاموا على ضلالا تهم مبصرين. والعجب من إخواننا أنهم يعلمون أن عذاب الله لا ينزل على قوم إلا بعد إتمام الحجّة، ثم يتكلمون بمثل هذه الكلمات. والعجب الآخر أنهم ينتظرون المهدي مع أنهم يقرأون في صحيح ابن ماجه والمستدرک حديث:

” لا مهدي إلا عيسى“ ويعلمون أن الصحيحين قد تركا ذكره لضعف أحاديث سُمعت في أمره، ويعلمون أن أحاديث ظهور المهدي كلها ضعيفة مجروحة، بل بعضها موضوعة، ما ثبت منها شيء، ثم يُصرون على مجيئه كأنهم ليسوا بعالمين.

وأما الاختلافات التي وقعت في خبر نزول المسيح، فالأصل في هذا الباب أن الأخبار المستقبلية المتعلقة بالدنيا لا تخلو عن الابتلاء، وكذلك يريد الله منها فتنة قوم واصطفاء قوم، فيجعل في مثل هذه الأخبار استعارات ومجازات، ويُدقق مأخذها ويجعلها غامضة دقيقة فتنةً للذين يُكذّبون المرسلين، ويظنون ظن السوء كالمستعجلين. ألا ترى إلى اليهود كيف شقوا في ردّ الرسول الصادق الذي جاء كطلوع الشمس مع وجود خبر مجيئه في كتبهم. ولو شاء الله لكتب في التوراة كل ما يهديهم إلى صراط مستقيم، ولأخبرهم عن اسم خاتم الأنبياء صلى الله عليه وسلم وعن اسم والده واسم بلدته وزمان ظهوره واسم صحابته واسم دار هجرته، ولكتب صريحاً أنه يأتي من بني إسماعيل، ولكن ما فعل الله كذلك بل كتب في التوراة أنه يكون منكم من إخوانكم، فمالت آراء اليهود إلى أن نبي آخر الزمان يكون من بني إسرائيل، ووقعوا من هذا اللفظ المجمل في ابتلاء عظيم، فهلك الذين ما نظروا حق النظر، وظنوا أن يخرج النبي من قومهم ومن بلادهم، وكذّبوا خاتم النبيين.

واعلم أن هذه السنة ليست من قبيل الظلم بل من جميل إحسانات الله على عباده الصالحين، لأنهم يُبتلون عند الأنبياء النظرية الدقيقة بابتلاء دقيق من ربهم، ثم يعرفون بنور عقلهم ولطافة فراستهم الصراط المستقيم، فيتحقق لهم الأجر عند ربهم، ويرفع الله درجاتهم، ويميّزهم من غيرهم ويُلحقهم بالواصلين. ولو كان الخبر مشتملاً على انكشاف تام وعلامات بديهية واضحة لجاوز الأمر من حدّ الإيمان، ولأقرّ به المفسد

﴿٣٥﴾

المعاند كما أقرّ به المؤمن المطيع، وما بقى على وجه الأرض أحد من المنكرين. ألا ترى أن أهل السمل والنحل كلهم مع اختلافاتهم الكثيرة لا يختلفون في أن الليل مظلم والنهار منير، وأن الواحد نصف الاثنين، وأن لكل إنسان لسان وأذنين، وأنف وعينين، ولكن الله ما جعل الإيمانيات من البديهيات، ولو جعل لضاع الثواب وبطل العمل، فتفكر فإن الله يهدى المتفكرين. ومن كان عالما صالحا مجتهدا في طلب الحق ينور الله قلبه، ويُرِيه طريقه، ويعطيه فراسة من عنده، وإن الله لا يضيع أجر المحسنين. والذين كفروني ولعنوني ما تدبروا في كتاب الله حق التدبر، وظنوا ظن السوء، وما تفكروا في أنفسهم أن العاقل لا يختار السوء والضلالة لنفسه، ولا يفتري على الله، وكيف يختار طريقا ويعلم أن فيه هلاكة وأى شيء يحمله على ذلك الوبال مع علمه أنه طريق الخسران في الدنيا والآخرة ولا يخفى على أعدائي أنى امرؤ قد نفذ عمرى في تأييد الدين حتى جاء نى الشيب من الشباب، فكيف يظن عاقل أن أختار الكفر والإلحاد فى كبر سنّى ووهن جسمى وقربى من القبر سبحان ربّى! إن هذا إلا ظلم مبین. وها أنا برىء من بهتانهم، وما أجد عند النظر فى عقائدى من سرىان الوهم بهذا، والله يعلم ما فى قلبى وقلوبهم، وتوكلت عليه. وما حمل عقلاء هم على مخالفتى إلا حبّ الدنيا وناموسها، والحسد الذى لا ينفكّ من أكثر العلماء إلا من حفظه الله برحمته. وقد جرت عادة أكثر العلماء هكذا أنهم إذا رأوا رجلا يقول قولا فوق أفهامهم فلا يتفكرون فيه، ولا يسألون القائل لیبين لهم حقيقته، بل يشتعلون بمجرد السماع، ويكفرونه فى أول مجلس، وبلعنونه ويكثرون القول فيه، وكادوا أن يقتلوه مشتعلين. وقال الله: **يُحَسِرَةَ عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ** ١

والأمر الحق الذى يعلمه الله أن المسلمين كانوا فى هذا الزمان كأفراخ العصفير

ما بلغوا أشدهم الروحانية، وسقطوا من أكنانهم وأوكارهم وأعشاشهم، فأراد الله أن يجمعهم تحت جناحي، ويذيقهم حلاوة الإيمان، ولذة أنس الرحمن، ويجعلهم من العارفين. فمن كان عاقلاً طالباً للنجاة فليبادر إلى، ولا يبادر إلى إلا الذي يخاف الله وينبذ الدنيا من أيديه وعرضها وناموسها، ويبادر إلى الآخرة، ويرتضى لنفسه كل لعن وطعن، وأقوال الأعداء وهجر الأحياء، وسب السائين.

التنبية

اعلم يا أحمى. أراك الله من عنده طرق الصواب. ان الذين يعتقدون نزول عيسى عليه السلام وصعوده بجسمه العنصرى إلى السماء قد يستدلون على حياته بقوله تعالى: وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُمْ خَاطِئُونَ فى هذا الاستدلال وإن هم إلا يظنون، ويضلون الناس بغير علم، ثم ينهضون لإيذاء أهل الحق بألسنة حداد، ولا يخافون الله ويسمّون المؤمنين كافرين. إنما مثلهم كمثل قوم اتخذوا مسجداً ضراباً وكفراً وتفريقاً بين المؤمنين. وأنت تعلم أنا لو فرضنا أن اليهود كلهم يؤمنون بعيسى عليه السلام قبل موته كما فهموا من هذه الآية للزم المحال الصريح من هذا المعنى، وللزم أن يبقى بنى إسرائيل كلهم إلى نزول عيسى عليه السلام أحياء سالمين. لأن أمر إيمان اليهود كلهم لا يتم بحياة المسيح فقط، بل يجب لإتمامه حياة كفار بنى إسرائيل كلهم من أول الزمان إلى يوم القيامة، ومع ذلك يجب حياة المسيح إلى يوم الدين. ومعلوم أن كثيراً من اليهود قد ماتوا ودفنوا ولم يؤمنوا بعيسى عليه السلام، فكيف يستقيم أن يُقال أن اليهود كلهم يؤمنون بالمسيح قبل موته؟ فلا شك

أن هذا المعنى بديهى البطلان وظاهر الفساد ولا سبيل إلى صحته، فتفكر إن كنت من المتفكرين. ثم إذا نظرنا نظراً آخر وتأملنا فى قولهم وعقيدتهم واتفق ندوتهم على أن الموجودين فى زمان نزول المسيح يدخلون فى دين الإسلام كلهم ولا تبقى نفس واحدة منهم منكراً للإسلام، وتهلك المِلل كلها إلا الإسلام، فما وجدنا هذه العقيدة موافقةً لتعليم القرآن، بل وجدناها مخالفة لقول رب العالمين؛ فإن القرآن يعلم بتعليم واضح، ويشهد بصوت عال على أن اليهود والنصارى يقولون إلى يوم القيامة كما قال عز وجل: فَأَعْرَبْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ^١. ومعلوم أن وجود العداوة والبغضاء فرع لوجود المعاندين والمباغضين، ولا يتحقق إلا بعد وجودهم. ولقد وصلنا لهم القول وقلنا غير مرة لعلمهم يتذكرون أو يكونون من الخائفين. فكيف نؤمن بأن أهل المِلل كلها تهلك فى وقت من الأوقات أنكفر بآيات كتاب مبين وقد قال الله تعالى: وَالْقِيَامَةَ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ^٢، وقال: وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ^٣. ومعلوم أن كون اليهود مغلوبين إلى يوم القيامة يقتضى وجودهم وبقاءهم وكفرهم إلى يوم الدين. ومعلوم أن كل ما يعارض أخبار القرآن ويخالفه فهو كذب صريح وليس من أحاديث أصدق الصادقين. بل المراد من هلاك المِلل كلها هلاكهم بالبينه، ولا شك أنه من هلك من البينة فقد هلك، ومن أتم الحجّة على أحد فقد أهلكه، فتفكر كالمتموسمين.

واعلم أن حديث هلاك المِلل صحيح، ولكن أخطأ العلماء فى فهمه، وما فهموا من هلاك أهل الأديان فهو ليس بصحيح، بل المعنى الصحيح هو الذى يشير إليه القرآن فى آية: هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ^٤ فقد أشار فى هذه الآية إلى غلبة دين الإسلام

على كل مذهب ودين. وأنت تعلم أن ديناً إذا صار مغلوباً مقهوراً فهو نوع من هلاك أهله بسُلطان مبین. فثبت من هذا التحقيق أن تأويل آية قَبْلَ مَوْتِهِ بنحو ذَكَرَهُ العلماءُ تَأْوِيلٌ فاسد، وقد بلغك كلام رب العالمين.

﴿٢٤﴾
وَأَمَّا مَا رَوَى فِي الْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي هَذَا الْبَابِ، فَلَا تَحْسِبْهُ شَيْئاً يُتَوَجَّهُ إِلَيْهِ، وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللَّهِ فَلَا تَطْلُبُ الْهَدْيَ مِنْ غَيْرِهِ، فَتَرْجِعُ بِالْخِيْبَةِ وَلَنْ تَكُونَ مِنَ الْمَهْتَدِينَ. قَالَ صَاحِبُ التَّفْسِيرِ الْمَظْهَرِيِّ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ صَحَابِي جَلِيلُ الْقَدْرِ، وَلَكِنَّهُ أَخْطَأَ فِي هَذَا التَّأْوِيلِ، وَلَا يُوْجَدُ فِي حَدِيثٍ مَا يُؤَيِّدُ زَعْمَهُ، وَلَا نَرَى مُسْتَفَاداً مِنَ الْآيَةِ مَا فَهَمَهُ، فَلَا شَكَّ أَنَّهُ خَالَفَ الْحَقَّ الْمُبِينِ.

وما ثبت أن مأخذ قوله من مشكاة النبوة والسنة المطهرة، بل هو رأى سطحى، وكان رضى الله عنه كثير الخطأ فى بعض اجتهاداته كما ثبت خطأه فى حديث ذكره البخارى فى صحيحه، قال حدثنى عبد الله بن محمد قال حدثنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن الزهري عن سعيد بن مسيب عن أبى هريرة قال ان النبى صلى الله عليه وسلم قال: ما من مولود يولد إلا والشيطان يمسه حين يولد، فيستهل صارخا من مس الشيطان إياه إلا مريم وابنها، يقول أبو هريرة: وقرأوا إن شئتم: وإنى أعيدها بك وذريتها من الشيطان الرجيم. هذا ما زعم أبو هريرة، ولكن الذى اغترف شيئا من بحر كلام الله فيعلم بالبداهة أن هذا الزعم فاسد، ويعلم أن أبى هريرة استعجل فى هذا الرأى، وما أرصد نفسه لشهادة بينات القرآن ألم يعلم أن الله تعالى جعل نبينا أول المعصومين وقد طعن الزمخشري فى معنى هذا الحديث وتوقف فى صحته، وكيف يجوز أن نخص ابن مريم وأمه فى العصمة من مس الشيطان وقد قال الله تعالى: إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ^١ وَقَالَ: وَسَلِّمْ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ

حَيًّا^١ وما معنى السلام إلا الحفظ والعصمة؟ وقال: **إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ**^٢
 فلا يصحّ هذا الحديث إلا أن نريد من ابن مريم وأمه معنى عاما، ونقول إن كل تقى
 ونقى كان في صفتيهما فهو ابن مريم وأمه، وإليه أشار الزمخشري رحمه الله. ولا
 يُستبعد هذا التأويل، فإن الأنبياء قد يتكلمون في حُلل المجازات والاستعارات،
 ومثل ذلك كثير في كلام سيدنا ومولانا خاتم النبيين، ومن هذا الباب قوله إن
 عيسى ابن مريم لينزلن فيكم، يعنى يُبعث رجل منكم على صفته فينزل منزلة
 عيسى. فمما فهم أكثر الناس معنى هذين الحديثين، واعتقدوا أن عيسى الذى كان
 نبيا من بنى إسرائيل ينزل من السماء، وإن هذا إلا خطأ مبين.

ثم القرينة الثانية على خطأ أبى هريرة فى آية: **”قَبْلَ مَوْتِهِ“** ما جاء فى قراءة
 أبى بن كعب. أعنى: موتهم، فإنه يقرأ هكذا **”وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به
 قبل موتهم“** فثبت من هذه القراءة أن ضمير لفظ موته لا يرجع إلى عيسى عليه
 السلام، بل يرجع إلى أهل الكتاب. فإلى أى ثبوت حاجة بعد قراءة **”أبى بن كعب
 لقوم طالبين“**.

ثم مع ذلك قد اختلف أهل التفسير فى مرجع ضمير **”به“**، فقال بعضهم إن هذا
 الضمير الذى يوجد فى آية **”لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ“** راجع إلى نبينا صلى الله عليه وسلم، وهذا
 أرجح الأقوال. وقال بعضهم إنه راجع إلى الفرقان، وقال بعضهم إنه راجع إلى الله
 تعالى، وقيل إنه راجع إلى عيسى، وهذا قول ضعيف ما التفت إليه أحد من
 المحققين. فيا حسرة على أعدائنا المخالفين! إنهم يتركون القرآن وبيئاته، بل
 قلوبهم فى غمرة من هذا ويقولون ياخوانهم إننا نتبع أخبار رسول الله صلى الله عليه
 وسلم، وليسوا بمتبعين، بل يتركون أقوالا ثابتة من رسول الله صلى الله عليه وسلم،
 ويبدلون الخبيث بالطيب، ويكتمون الحق وكانوا عارفين.

إنما مثلهم كمثل سَبْعِ اعتاد أكل الميتة، فلا يتوجه إلى الأغذية اللطيفة النظيفة من الثمرات وسواها، ويسعى في البرارى لها ويحتفر القبور ويطلب كل جيفة من حمار أو كلب أو خنزير، فإن وجدها فيكون بها أصفى فرحاً، وأوفى مرحاً، ولا يفارقها بطرد الطاردين. ألا يعلمون أن لفظ التوفى الذى يوجد فى القرآن قد استعمله الله للموتى الذين خلوا من قبله أو ماتوا من بعده أو لم يكف شهادة رب العالمين؟ أو لم يكف لهم ما اعتاده العرب إلى هذا الوقت وإذا قيل لجاهل أمي من العرب أن الفلانى توفى فيعرف أنه مات. فانظر، أما ترى هذه المحاوراة جارية فيهم ثم انظر أنهم كيف فروا معرضين.

وقال بعضهم أن آية: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي حَقٌّ وَلَا شَكَّ أَنَّهَا يَدُلُّ عَلَى وَفَاة عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِدَلَالَةٍ قَطْعِيَّةٍ، وَإِنَّهُ مَاتَ وَإِنَّا نُوْمِنُ بِهِ، وَكُتِبَ التَّفْسِيرُ مَمْلُوءَةً مِنْ هَذَا الْبَيَانِ، وَلَكِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَقِيَ مَيِّتًا بَلْ بُعِثَ حَيًّا بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعِ سَاعَاتٍ، ثُمَّ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ بِجَسَدِهِ الْعَنْصُرِيِّ، ثُمَّ يَنْزَلُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ عَلَى الْأَرْضِ وَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ يَمُوتُ مَرَّةً ثَانِيَةً وَيُدْفَنُ فِي أَرْضِ الْمَدِينَةِ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فحاصل كلامهم أن للخلق كلهم موت واحد☆ وللمسيح موتين. ولكننا إذا نظرنا فى كتاب الله سبحانه فوجدنا هذا القول مخالفاً لنصوصه البينة. ألا ترى أن الله تبارك وتعالى قال فى كتابه المحكم حكاية عن مؤمن مُغْبِطاً نفسه بما أعطاه الله من الخلد فى الجنة والإقامة فى دار الكرامة بلا موت: أَلَمْ نَحْنُ بِمَيِّتِينَ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَى وَمَا نَحْنُ بِمُعَدِّيْنَ. إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْقَوْلُ الْعَظِيمُ. فانظر أيها العزيز. كيف أشار الله تعالى إلى امتناع الموت الثانى بعد الموت الأولى، وبشّرنا بالخلود فى العالم الثانى بعد الموت، فلا تكن من المنكرين. وأنت تعلم أن الهمزة فى جملة: أَلَمْ نَحْنُ بِمَيِّتِينَ

للاستفهام التقريري، وفيها معنى التعجب، والفاء ههنا للعطف على محذوف، أى: **أَنَحْنُ** مخلّدون مُنعمون مع قلة أعمالنا وما نحن بميتين. واعلم أن هذا سؤال من أهل الجنة حين يسمعون قول الله تعالى: **كُؤُوا أَشْرَبُوا هَيْئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ**^١، كما روى عن ابن عباس فى تفسير قوله تعالى: **هَنِيئًا**، فعند ذلك يقولون أفما نحن بميتين إلا موتتنا الأولى. واعلم أن قولهم هذا يكون على طريقة الابتهاج والسرور.

﴿٢٩﴾

ثم اعلم أن الاستثناء ههنا مُفرغ، وقيل منقطع بمعنى لكن. وفى كل حال يثبت من هذه الآية أن أهل الجنة يُبشرون بال دوام والخلد ويُبشرون بأن لهم لا موت إلا موتهم الأولى. وهذا دليل صريح على أن الله ما جعل لأهل الجنة موتين، بل بشّرهم بالحياة الأبدية بعد الموت الذى قد قُدّر لكلّ رجل. وقال فى آخر هذه الآية: **إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْقَوْمُ الْعَظِيمُ**^٢، فأشار إلى أن دوام الحياة وعدم الموت مع نعيم و سرورٍ وحبورٍ من التفضلات العظيمة. فإذا تقرر هذا فكيف يُتصوّر ويُظنّ أن نبياً كمثل عيسى. مع كونه من المقربين. محروم من هذا التفضل العظيم؟ وكيف يُتصوّر أن الله يُخلف وعده ويردّه إلى الدنيا وآلها وآفاتها ومصائبها وشدائدها ومراراتها، ثم يُميتها مرةً ثانية، سبحانه هذا بهتان عظيم. وما كان لأحد أن يعود لمثله بعدما اطلع على خطاءه إن كان من المؤمنين.

وإن الأنبياء لا يُنقلون من هذه الدنيا إلى دار الآخرة إلا بعد تكميل رسالات قد أرسلوا لتبليغها، ولكل برهة من الزمان مناسبة بوجود نبيّ، فيُرسل كل نبيّ برعاية المناسبات، وإلى هذا إشارة فى قوله تعالى: **وَلِكُلِّ رَّسُولٍ اللَّهُ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ**^٣. فلو لم يكن لرسولنا صلى الله عليه وسلم وكتاب الله القرآن مناسبة لجميع الأزمنة الآتية وأهلها علاجاً ومداواةً. لما أرسل ذلك النبيّ العظيم الكريم لإصلاحهم ومداواتهم للدوام

إلى يوم القيامة. فلا حاجة لنا إلى نبي بعد محمد صلى الله عليه و سلم، وقد أحاطت بركاته كل أزمنة، وفيوضه واردة على قلوب الأولياء والأقطاب والمحدثين، بل على الخلق كلهم، وإن لم يعلموا أنها فائضة منه، فله المنّة العظمى على الناس أجمعين. والذين كثر عليهم فيضان العلوم والمعارف من هذا النبي الرسول الأمي، فمنهم قوم توجّهوا إلى كتاب الله والتدبر فيه واستنباط دقائقه، وقوم آخرون كانت همّتهم أخذ العلوم من الله تبارك وتعالى، فهم الحكماء المحدثون أهل الحكمة الربانية. وكل يأخذون من تلك العين المباركة، ويربّون من فيوضه إلى يوم الدين. وإلى هذا أشار الله عزّ وجلّ في قوله وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلِدُوهَا بِهِمْ ليعنى يُرَكِّي النبي الكريم آخرين من أمته بتوجهاته الباطنية كما كان يُرَكِّي صحابته، فتنكّر في هذه الآية واستعذ بالله من شر كل مستعجل ولو كان عندك له كرامة وعزّازة أو كان من عشيرتك الأقربين. ولن تجد في الأرض أحدا من الصالحين أن يتبدى مُرشدًا وما تفوّق من كأس النبي صلى الله عليه و سلم. فدع عنك الالتفات إلى غيره نبيًا كان أو من المرسلين. وعليك أن تقبل ما قيل، وتتحامى القول والقيل، واعلم أنه خاتم الأنبياء، ولا يطلع بعد شمسّه إلا نجم التابعين الذين يستفيضون من نوره. هو منبع الأنوار، وكاد يحل نوره بساحة قوم منكرين.

ثم نرجع إلى كلماتنا الأولى ونقول إن الآية التي ذكرناها آنفا. أعنى قوله تعالى **إِلَّا مَوْتَنَا الْأُولَى**، قد استدلت بها الخليفة الأول أبو بكر الصديق رضي الله عنه إذا توفّي رسول الله صلى الله عليه و سلم واختلف الناس في وفاته، وقال عمر ما مات رسول الله صلى الله عليه و سلم بموت حقيقي، بل يأتي مرة ثانية في الدنيا ويقطع أنوف المنافقين وأيديهم وآذانهم، فأنكره الصديق ومنعه من ذلك، ثم بادراً إلى بيت عائشة رضي الله عنها وأتى رسول الله

﴿٥٠﴾

صلى الله عليه وسلم، وكان ميتاً على الفراش، فنزع عن وجهه الرداء وقبله وبكى، وقال: إنك طيب حياً وميتاً، لن يجمع الله عليك الموتين إلا موتتك الأولى. فرد بذلك القول قول عمر، وكان مأخذاً قوله قوله تعالى إلا موتتنا الأولى. وكانت لأبى بكر رضى الله عنه مناسبة عجيبة بدقائق القرآن ورموزه وأسراره ومعارفه، وكان له ملكة كاملة فى استنباط المسائل من القرآن الكريم، فلذلك هدى قلبه إلى الحق وفهم أن الرجوع إلى الدنيا مودة ثانية، وهى لا يجوز على أهل الجنة بدليل قوله تعالى حكاية عن أهلها ”إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَى وَمَا نَحْنُ بِمُعَدِّينَ“^١. فإن رجوع أهل الجنة إلى الدنيا ثم موتهم وورود آلام السكرات والأمراض عليهم نوع من التعذيب، وقد نجى الله إياهم من كل عذاب، وآواهم عنده بإعطاء كل حبور وسرور من يوم انتقالهم إلى الدار الآخرة، فكيف يمكن أن يرجعوا إلى دار التعذيبات مرة ثانية فهذا معنى قول أهل الجنة ”وَمَا نَحْنُ بِمُعَدِّينَ“.

فحاصل الكلام. أن أبا بكر الصديق ردّ بهذه الآية قول عمر رضى الله عنه. ثم ما اكتفى على ذلك بل قصد المسجد وانطلق معه رهط من الصحابة، فجاء وصعد المنبر، وجمع حوله كل من كان موجوداً من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم أثنى على الله وصلى على رسوله صلى الله عليه وسلم وقال: أيها الناس. اعلموا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد توفى، فمن كان يعبد محمداً صلى الله عليه وسلم فليعلم أنه قد مات، ومن كان يعبد الله فإنه حي لا يموت، ثم قرأ: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ^٢. فاستدل بهذه الآية على موت رسول الله صلى الله عليه وسلم بناءً على أن الأنبياء كلهم قد ماتوا. فلما سمع الصحابة قول الصديق رضى الله عنه ما ردّ أحد على قوله، وما قال أحد له: أيها الرجل. إنك كذبت أو أخطأت فى استدلالك أو

ذَكَرْتُ اسْتِدْلَالَ نَاقِصًا وَمَا كُنْتُ مِنَ الْمَصِيبِينَ .

فلو كانوا معتقدين بأن عيسى حتى إلى ذلك الزمان لردّوا على أبي بكر، وقالوا كيف تفهم من هذه الآية موت الأنبياء كلهم ألا تعلم أن عيسى قد رُفِعَ إلى السماء حيًّا ويأتى فى آخر الزمان؟ فإذا كان عيسى راجعا إلى الدنيا مرة ثانية وأنت تؤمن به، فأى حرج ومضايقة فى أن يأتينا رسولنا صلى الله عليه وسلم أيضًا كما زعمه عمر . الذى يجرى الحق على لسانه، وله شأن عظيم فى الرأى الصائب، ولرأيه موافقة بأحكام القرآن فى مواضع، ومع ذلك هو مُلَهَمٌ ومن المُحَدَّثِينَ وإن وفاة نبينا صلى الله عليه وسلم للمسلمين مصيبة ما أصيبوا بمثله.. فليس من العجب أن يرجع نبينا صلى الله عليه وسلم إلى الدنيا، بل رجوعه إلى الدنيا أحق وأولى وأنفع من رجوع المسيح، وحاجة المسلمين إلى وجوده المبارك أشدّ وأزيد من حاجتهم إلى وجود المسيح. لكنهم ما ردّوا على الصّدِّيقِ بهذه الكلمات، بل سكتوا كلهم ونبذوا من أيديهم سهام الإنكار، وقبلوا قوله، وبكوا وقالوا إنا لله وإنا إليه راجعون. ونظروا إلى موت الأنبياء كلهم واطمأنوا بها، فإنهم ماتوا كلهم وما كان أحد منهم من الخالدين.

وإذا ثبت أن رجوع أهل الجنة والذين قعدوا عند ملك مقتدر بحبور وسرور ممنوع، وخروجهم من نعيمهم ولذاتهم يُخالف وعد الله، فكيف يجوز العاقل المؤمن أن المسيح عليه السلام محروم من هذا الفوز العظيم، ولكل بشر موت وله موتان؟ أليس هذا ممّا يخالف نصوص القرآن؟ فتدبّر وسلّ الله يهبُ لك فهم المتدبرين. وقد قال الله تعالى فى مقاماتٍ أخرى وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ^١ وقال: فَيَمْسِكُ^٢ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ^٣، وقال: حَرَّمَ عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ^٤. فانظر أيها العزيز! كيف نتترك هذا الحق الصريح بناءً على خيالات واهية

و تحکّماتٍ فاسدة فتفكرُ و اتق الله، إن الله يحب المتقين.

وربما يختلج في قلبك أن رجوع الموتى إلى الدنيا بعد دخولهم في الجنة ممنوع، ولكن أي حرج في رجوعٍ كان قبل دخول الجنة فاعلم أن آيات القرآن كلها تدل على أن الميت لا يرجع إلى الدنيا أصلاً، سواء كان في الجنة أو في جهنم أو خارجاً منهما، وقد قرأنا عليك آية فَيَمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ ۗ وَ أَتَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۗ. ولا شك أن هذه الآيات تدل بدلالة صريحة على أن الذاهبين من هذه الدنيا لا يرجعون إليها أبداً بالرجوع الحقيقي. وأعنى من الرجوع الحقيقي رجوع الموتى إلى الدنيا بجميع شهواتها ولوازمها، ومع كسب الأعمال من خير وشر، ومع استحقاق الأجر على ما كسبوا، ومع ذلك أعنى من الرجوع الحقيقي لُحُوق الموتى بالذين فارقوهم من الآباء والأبناء والإخوان والأزواج والعشيرة الذين هم موجودون في الدنيا، وكذلك رجوعهم إلى أموالهم التي كانوا اقتترفواها، ومساكنهم التي كانوا بنوها، وزروعهم التي كانوا زرعوها، وخزائنهم التي كانوا جمعوها. ثم من شرائط الرجوع الحقيقي أن يعيشوا في الدنيا كما كانوا يعيشون من قبل، ويتزوجوا إن كانوا إلى النكاح محتاجين، وأن يؤمنوا بالله ورسوله فيقبل إيمانهم ولا ينظر إلى كفرهم الذي ماتوا عليه، بل ينفعهم إيمانهم بعد رجوعهم إلى الدنيا وكونهم من المؤمنين. ولكننا لا نجد في القرآن شيئاً من هذه المواعيد، ولا سورةً ذكرت فيها هذه المسائل، بل نجد ما يخالفه كما قال الله تعالى إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارًا أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا ۗ فانظر كيف وعد الله للكافرين لعنة أبدية، فلو رجعوا إلى الدنيا وآمنوا بكتبه ورسله لوجب أن لا يقبل عنهم إيمانهم، ولا ينزع عنهم اللعنة الموعودة إلى الأبد كما هو منطوق الآية. وأنت تعلم أن هذا الأمر

يُخالف هدايات القرآن كما لا يخفى على المتفقهين.

وأما إحياء الموتى من دون هذه اللوازم التي ذكرناها، أو إماتة الأحياء لساعة واحدة ثم إحياءهم من غير توقف كما نجد بيانه في قصص القرآن الكريم فهو أمر آخر، وسرٌّ من أسرار الله تعالى، ولا توجد فيه آثار الحياة الحقيقي ولا علامات الموت الحقيقي، بل هو من آيات الله تعالى وإعجازات بعض أنبيائه، نؤمن به وإن لم نعلم حقيقته، ولكننا لا نسميه إحياءً حقيقياً ولا إماتة حقيقية. فإن رجلاً مثلاً أُحْيِيَ بعد ألف سنة بإعجاز نبي ثم أُمِيتَ بلا توقف، وما رجع إلى بيته، وما عاد إلى أهله وإلى شهوات الدنيا ولذاتها، وما كان له خيرةٌ من أن تُردَّ إليه زوجه وأمواله وكل ما ملكت يمينه من وراثه آخرين، بل ما مَسَّ شيئاً منها ومات بلا مكث ولحق بالميتين، فلا نسمى مثل هذا الإحياء إحياءً حقيقياً، بل نسميه آية من آيات الله تعالى ونفوض حقيقته إلى رب العالمين.

ولا شك أن إحياء الموتى وإرسالهم إلى الدنيا يقلب كتاب الله بل يُثبت أنه ناقص، ويوجب فتناً كثيرة في دين الناس وديانهم، وأكبرها فتن الدين. مثلاً كانت امرأة نكحت زوجاً فتوقى، فنكحت زوجاً آخر فتوقى، فنكحت ثالثاً فتوقى، فأحياهم الله تعالى في وقت واحد، فاختصموا فيها بعولتها، وادعى كل واحدٍ منهم أنها زوجته، فمن أحقُّ منهم في كتاب الله الذي أكمل أحكامه وحدوده؟ وكيف يحكم فيهم القاضي؟ وكيف يحكم في أموالهم وأملاكهم وبيوتهم من كتاب الله أتؤخذ من الورثاء وترد إلى الموتى الذين صاروا من الأحياء بيئوا وتوجروا، إن كنتم على قول الله ورسوله مطلقين.

وكذلك الإماتة التي كانت لساعةٍ أو ساعتين ثم أُحْيِيَ الميت، فليست إماتةً حقيقية بل آية من آيات الله تعالى، ولا يعلم حقيقته إلا هو. وأنت تعلم أن الله ما وعد بحشر الموتى في القرآن إلا وعداً واحداً وهو الذي

يظهر عند يوم القيامة، وأخبر عن عدم رجوع الموتى قبل يوم القيامة، فنحن نؤمن بما أخبر وننزه القرآن عن الاختلافات والتناقضات، ونؤمن بآية فَيَمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ،^١ ونؤمن بآية وَ مَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ.^٢

وإننا لا نقول أن أهل الجنة بعد انتقالهم إلى دار الآخرة يُحَبِّسُونَ في مكان بعيد من الجنة إلى يوم القيامة، ولا يدخل الجنة قبل القيامة إلا الشهداء، كَلَّا . بل الأنبياء عندنا أول الداخلين. أيظن المؤمن الذي يُحب الله ورسوله أن النبيين والصدّيقين يُبَعَدُونَ عن الجنة إلى يوم البعث ولا يجدون منها رائحة، وأما الشهداء فيدخلونها من غير مكثٍ خالدين.

فاعلم يا أحمى أن هذه العقيدة رديئة فاسدة، ومملوءة من سوء الأدب. أما قرأت ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الجنة تحت قبرى وقال إن قبر المؤمن روضة من روضات الجنة، وقال عز وجل في كتابه المحكم يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ . ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً . فَأَدْخِلِي فِي عِبَادِي . وَأَدْخِلِي جَنَّتِي.^٣ وقال في مقام آخر: قِيلَ ادْخُلِي الْجَنَّةَ.^٤ وقصص علينا قصة رجل مات ودخل الجنة، وكان له صاحب في الدنيا فاسق، فمات صاحبه أيضا ودخل النار، فذكر الذي دخل الجنة قصة صاحبه عند أصحاب الجنة وقال: هَلْ أَنْتُمْ مُظْلِعُونَ . فَأَطَّلَعَ فَرَأَهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ . قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كَذَّبْتُ لَتُرَدِّدِينَ . وَلَوْ لَا نِعْمَةٌ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ.^٥

وأنت تعلم أن هذه القصة تدل بدلالة صريحة على أن المؤمنين يدخلون الجنة بعد موتهم من غير مكث، ثم لا يُخَرَّجُونَ منها ويتنعمون فيها خالدين. وكذلك يثبت من القرآن أن أهل جهنم يدخلونها بعد الموت من غير مكث، كما لا يخفى على الذين يتدبرون في آية فَرَأَهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ.^٦ وكما قال الله تعالى مِمَّا خَطِيئَتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأَدْخَلُوا نَارًا.^٧ وإن كنت تطلب شاهدا من الحديث فانظر إلى أحاديث المعراج، فإن

١ الزمر: ٢٣ ٢ الحجر: ٢٩ ٣ الفجر: ٢٨ ٤ يس: ٢٤ ٥ الصافات: ٥٥: ٥٨

٦ الصافات: ٥٦ ٧ نوح: ٢٦

النبي صلى الله عليه وسلم رأى جهنم في ليلة المعراج، وكذلك رأى الجنة، فرأى في الجنة أهلها، وفي جهنم أهلها، فريقاً في النعيم وفريقاً من المعدّين.

وإن قلت إن كتاب الله والأخبار الصحيحة شاهدة على أن البعث حق، والميزان حق، وسؤال الله عن عباده حق واقع لا شبهة فيه، ثم بعد كل هذه الوقعات.. يعنى بعد حشر الأجساد والحساب ووزن الأعمال يدخلون أهل الجنة مقام جنتهم، ويدخلون أهل النار مقام نارهم، وإن كان هذا هو الحق فكيف يمكن دخول أهل الجنة وأهل جهنم في مقامهم إلا بعد حشر الأجساد ووزن الأعمال وغيرها كما تقرر في عقائد المسلمين قلنا لو حملنا ألفاظ تلك الآيات على ظواهرها لاختل نظام كتاب الله وما بقى توافق آيات الله، بل وجب في هذه الصورة أن نُقرّ بأن القرآن مملوء من الاختلافات والتناقضات وبعض آياته يُعارض بعضها. ألا ترى الآيات التي تدل على دخول أهل الجنة وأهل جهنم في رياض الخلد ونيران السعير من غير مكث وتوقف فاعلم أن في هذه الآيات ليست مُخالفة، وليس المراد من الحساب ووزن الأعمال وحشر الأجساد أن يخرج أهل الجنة من جنتهم ومقام عزتهم، وأنهم يؤخذون ويُحاسَبون لعلهم كانوا من أهل النار، ويُخرج أهل النار من نارهم، ويُنظر في أمرهم لعلهم كانوا من أهل الجنة، لأن الله تعالى يعلم الغيب ويعلم إيمان الناس وكفرهم قبل أن يُخلقوا، ولا يعجز علمه عن درك المغيبات، بل الحساب والميزان لإظهار مكارم المكرمين وإراءة مفاصد المفسدين. ولا شك أن أهل الصلاح وأهل المعصية يرون ثمرات أعمالهم بعد الموت بغير مكث طرفة عين، وجنتهم ونارهم معهم حيثما كانوا، ولا تفارقانها في آن. ألا تنظر إلى ما قال

رسول الله صلى الله عليه وسلم إن القبر روضة من روضات الجنة أو حفرة من حفرة النار والميت قد يُدفن وقد يُحرق وقد يأكله الذئب وقد يغرق في البحر، وفي كل صورة لا يفارقه روضة جنته أو حفرة ناره. وقد ثبت أن كل مؤمن وكافر يُعطى من جسم بعد موته، ويوضع جنته أو جهنمه في قبره، ثم إذا كان يوم القيامة فيبعث كل ميت ببعث جديد، ويحضرون لوزن أعمالهم، وتمشى معهم جنتهم ونارهم ونورهم وغبارهم، ثم بعد حساب الأعمال والسؤال بطريق إظهار العزة أو إراءة الذلة والوبال، وبعد الوزن وغيرها من الأمور التي تؤمن بها، تقتضى رحمة الله تعالى وغضبه تجليات جديدة، فيُمثل الله الجنة في أعين أهلها بصورة ما رأتها أعينهم قط كما وعد في كتابه للمسلمين، فيكون لهم ذلك اليوم يوم المسرة العظمى والسعادة الكبرى، فيدخلونها فرحين آمنين.

وكذلك تُمثل جهنم في أعين أهلها، ويُريها في صورة يفجعهم رؤيتها، ويسمعون تغيطها وزفيرها وشهيقها، ويحسبون أنهم ما رأوا مثلها من قبل وما دخلوها، فيكون لهم ذلك اليوم يوم الفزع الأكبر. ولله مجالى كثيرة في أقداره وأسراره وحكمه، فلا تعجبوا من مجالى الله، وادعوا الله يلهمكم طرق المهتدين. وكل ذلك مكتوب في كلام الله، وما كتبنا حرفاً من عندنا، وما حرفنا وما افترينا. ومن كذب القرآن فهو هالك، ومن اختار سبيلاً غيره فَيُتَبَّ وتأكله السماء بأنبيائها. فاستمسك بكتاب الله ولا تركن إلى غيره فتضل، وحسبنا كتاب الله إن كنا مؤمنين.

ويكفى لك في شأن كتاب الله ما أثنى الله عليه وقال: مَا قَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ، فيه تفصيل كل شيء، وما جاء في حديث مسلم عن زيد بن أرقم قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً فينا خطيباً بماء يُدعى حُمًّا بين مكة والمدينة، فحمد الله وأثنى عليه، ووعظ وذكّر، ثم قال: أما بعد. ألا يا أيها الناس! إنمّا أنا بشرٌ يوشك أن يأتينى رسول ربى

فأجيب، وأنا تاركٌ فيكم الثَّقَلَيْنِ، أولها كتابُ الله فيه الهدى والنور، فخذوا بكتاب الله واستمسكوا به . فحثّ على كتاب الله ورغّب فيه، ثم قال : وأهل بيتي، أذكركم الله في أهل بيتي. وكتاب الله هو حبل الله، من اتبعه كان على الهدى، ومن تركه كان على الضلالة . فانظر كيف رغب فيه وخوف من تركه مُعرضاً عنه بحيث أخذ غيره الذي يعارضه. فاعلم أن القرآن إمامٌ ونورٌ، ويهدي إلى الحق، وأنه تنزيل رب العالمين .

والذين يؤثرون الأحاديث على كتاب الله هم ينسون عظمة كتاب الله ولا يتبعونه إلا قليلاً، ويريدون أن يجعلوا مقام الأحاديث أرفع من مقام كتاب الله، ولا يخافون الله ولا يبالون ولا يتقون . ويقولون إنا ألفينا على هذا آباءنا، ولو كانوا آباؤهم من الغافلين المتعصبين . لا يخفى على الله المعوقون منهم والخادعون الذين يقولون للغافلين الأُمِّيِّين هَلُمَّ إلينا إنا كنا مهتدين، وإن هؤلاء لمن الكافرين . أيجعلون قصص الأحاديث كقصص كتاب الله؟ لا يستوون عند الله، وبأى حديث بعد الله وآياته يؤمنون إن كانوا مؤمنين أم حسبوا أن يرضى عنهم ربهم بالأحاديث وما يُسألون عن ترك كلام الله كلا بل إنهم من المسؤولين .

وكم من دلائل أقمتُ على هذه المسألة في كتيبى، وأسروا الندامة لما رأوا أنها الحق، ولكن ما رجعوا وما كانوا راجعين . اعلم أيها العزيز أن مدار النجاة تعليم القرآن، ولا يدخل أحد الجنة أو النار إلا من أدخله القرآن، ولا يبقى في النار إلا من قد حبسه كتاب الله، فاعتصموا بكتاب فيه نجاتكم وقوموا لله قانتين . وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في آخر وصاياه التي تُوفى بعدها : خذوا بكتاب الله واستمسكوا به، وأوصى بكتاب الله . وهذا الكتاب الذي هدى الله به رسولكم فخذوا به تهتدوا . ما عندنا شيء إلا كتاب الله، فخذوا بكتاب الله . حسبكم القرآن . ما كان من شرط ليس

فى كتاب الله فهو باطل. قضاء الله أحق. حسينا كتاب الله. انظروا صحيح البخارى ومسلم، فإن هذه الأحاديث كلها موجودة فيهما، وقال صاحب "التلويح" إنما خبر الواحد يُردّ من معارضة الكتاب. واتفق أهل الحق على أن كتاب الله مقدّم على كل قول، فإنه كتاب أحكمت آياته، لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه، وقد حفظه الله وعصمه، وما مسّه أيدى الناس، وما اختلط فيه شيء من أقوال المخلوقين.

ولنرجع إلى بياننا الأول فنقول إن القرآن كما منع من رجوع أهل الجنة إلى الدنيا، كذلك منع من رجوع أهل النار إليها، فقال وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَّبَرَأَ مِنْهُمُ كَمَا تَبَرَّأْنَا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ. ثم قال فى مقام آخر لَا يَمْعُونَ عَنْهَا حَوْلًا. ثم قال فى مقام آخر يُرِيدُونَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا. ثم قال فى مقام آخر فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ. وقد علمت أننا أن أهل الجنة والسعير يدخلون مقاميهما بعد موتهم من غير مكث ولا ينظرون القيامة، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من مات فقد قامت قيامته. ولولا كان الإنعام والإيلاء واصلا إلى الميت بمجرد موته، فما معنى قيام القيامة فى حقه؟ وإذا أقررنا بأن الميت يُعذَّب أو يُنعم عليه بعد الموت من غير توقف، فقد لزمنا أن نقرّ بأن عذاب جهنم وإنعام الجنة يبدو بمجرد واقعة الموت من غير مكث، ولأجل ذلك جاء فى الأحاديث أن أدنى نعيم المؤمنين فى القبر أن الجنة تُزَلَّف لهم، وتُفتَح له غرفة من غرفاتها، فيأتيهم فى كلِّ وقتِ رَوْحِ الجنة وريحانها من هذه الغرفة، وأن أدنى عذاب الكافر فى القبر أن تُبرز الجحيم له وتُفتَح له حفرة منها، فيأتيه فى كلِّ وقت لظى النار من تلك الحفرة ويوسع الله للمؤمنين بفضله ورحمته الوسيعة غرفة الجنة من خيرات جارية وباقيات صالحات تركها

المؤمن لنفسه في الدنيا، أو من دعاء أبنائه وإخوانه الصالحين، فيزيد الغرفة يوماً فيوماً حتى يصير قبر المؤمن روضة من روضات الجنة. فانظر إلى هذه الأحاديث كيف يبين رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم انظر إلى الذين يقولون لإخوانهم إنا نحن المؤمنون بالقرآن وأحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومع ذلك يُصرون على أن الدخول في الجنة مخصوص بالشهداء، والذين هم غيرهم من الأنبياء والصدّيقين حتى سيدنا المصطفى صلى الله عليه وسلم فهم مُبعدون عن الجنة لا يصل إليهم روحها وريحانها، وما كان لهم أن يدخلوها إلا بعد يوم القيامة. فَتَعَسَّ لَهُمْ ولَأَقْوَاهُمْ! ما اتقوا الله وفضلوا الشهداء على خاتم النبيين. ثم لا يخفى عليك أن الموتى بعد وفاتهم لا يُحبسون معطلين، بل يكونون إما في نعيم وإما في عذاب، وما هذا إلا الجنة والنار، فتدبر مع المتدبرين. ☆

☆ اعلم أن وفاة عيسى عليه السلام ثابت بالنصوص القطعية اليقينية، وإن تطلب الثبوت من القرآن ☆ فتجد فيه آية يُعِيسَى إِلِي مُتَوَقِّئِكَ ١، وآية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي ٢، وآية

☆ العاشية تحت الحاشية: وأما ثبوت وفاة عيسى عليه السلام من قول رسول الله صلى الله عليه وسلم فينكشف عليك إذا تدبرت في حديث البخارى الذى جاء فى تفسير آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي. والبخارى ذكر هذا الحديث فى كتاب التفسير ليشير إلى أن قول رسول الله صلى الله عليه وسلم واستعماله آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي لنفسه كما استعمل عيسى لنفسه نوع من التفسير، ولأجل ذلك أيد البخارى هذا التفسير بقول ابن عباس مُتَوَقِّئِكَ مُمِئْتِكَ. والبخارى أشار إلى مذهبه المختار بهذا الاجتهاد. فالحاصل أن لفظ "توفى" ليس كلفظ يُفسره أحد برأيه، بل أول مفسره القرآن من حيث إنه ذكر هذا اللفظ فى كل مقامه بمعنى الإماتة وقبض الروح، والمفسر الثالثى رسول الله صلعم، والمفسر الثالث أبو بكر الصديق رضى الله عنه، والمفسر الرابع ابن عباس رضى الله عنه، والمفسر الخامس جماعة من التابعين، والمفسر السادس الإمام البخارى فى صحيحه، والمفسر السابع إمام المحدثين ابن القيم، بل إنه كتب فى كتابه مدارج السالكين: لو كان موسى وعيسى حيين لكانا من أتباع نبينا صلى الله عليه وسلم وأشار إلى الحديث النبوى، والمفسر الثامن محدث وقته ولّى الله الهدى، فإنه فسر معنى يَا عِيسَى

هذا ما ذكرنا من نصوص القرآن على وفاة المسيح وعلى نفى صعوده مع الجسم العنصرى، ونفى رجوعه إلى الدنيا [☆]. وأما الأحاديث النبوية

بقية الحاشية: ^١ كَأَنَّا يَا كُنِينَ الطَّعَامُ ^٢ وَأَيَّةَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ^٣
وَأَيَّةَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ ^٤. وهذه الآية الأخيرة تدل بمنطوقها على أن بنى آدم يحيون

﴿٥٦﴾

☆ حاشية: قال بعض الناس الذى لا علم عنده إن آية وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ^٥ وآية بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ^٦ دليل على أن المسيح رُفِعَ حَيًّا بجسمه العنصرى. هذا قوله واستدل له، ولكن لو كان هذا الرجل مطلقاً على شأن نزول هذه الآية لرجع من قوله، بل ما التفت إلى معنى يخالف طريق المعقول والمنقول، وما تكلم بالفضول، وكان من المتندمين. فاسمع أيها العزيز! إن اليهود كانوا يقرأون فى التوراة أن الكاذب فى دعوى النبوة يُقْتَلُ، وإن الذى صُلِبَ فهو ملعون لا يُرْفَعُ إلى الله. وكانت عقيدتهم مستحكمة على ذلك، ثم شُبه لهم ابتلاءً من عند الله كأنهم صلبوا المسيح ابن مريم وقتلوه، فحسبوه ملعوناً غير مرفوع، ورتبوا الشكل هكذا المسيح ابن مريم مصلوب، وكل مصلوب ملعون وليس بمرفوع، فثبت عندهم من الشكل الأول الذى هو بين الإنتاج أن عيسى (نعوذ بالله) ملعون وليس بمرفوع. فأراد الله أن يزيل هذا الوهم ويبرء عيسى من هذا البهتان فقال ما قتلوه وما صلبوه ولكن شُبه لهم... بل رفعه الله. وحاصل كلام تعالى أن شأن عيسى منزّه عن الصلب والنتيجة التى هى الملعونية وعدم الرفع، بل هو مات حتف أنفه، وُرفِعَ إلى الله كما يُرْفَعُ المقربون وما كان من الملعونين. وهذا هو السبب الذى ذكر الله تعالى لأجله قصة عدم صلب عيسى، وبرّاه مما قالوا، وإلا فأى ضرورة كانت داعية إلى ذكر هذه القصة، وما كان موت القتل نقصاً لأنبيائه وكسراً لشأنهم وعزّتهم، وكأين من النبيين قُتِلُوا فى سبيل الله كيحيى عليه السلام وأبيه، فتفكروا واطلب صراط المهتدين ولا تجلس مع الغاوين. منه

بقية الحاشية تحت الحاشية: ^٧ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ فى كتابه "الفوز الكبير" وقال متوفيك مميتك. ومع ذلك قد ذهب حزب كثير من الأولين والآخرين إلى هذا المعنى، وقد اتفقوا على أن معنى التوفى فى هذه الآية هو الإماتة لا غير. ثم الذين فى قلوبهم مرض لا يُبالون قول الله ولا تفسير رسوله ولا ما فسره صحابته ولا أقوال التابعين والأئمة والمحدثين. فلا نعلم كيف نقبل معناهم الذى لا دليل عليه من بيان الله وتفسير رسوله، وأين نفر من الرشد الذى قد تبين؟ أنترك الله ورسوله لقول قوم ضالين؟ منه

فلن تجد فيها أثراً من رفع المسيح بجسمه العنصرى، وتجد فى كل مقامٍ ذُكِرَ وفاته كما ذكرنا قليلاً منها ولا حاجة إلى الإعادة. وما نجد فى حديثٍ معنى التوفى رَفُعُ رجلٍ إلى السماء مع جسمه، بل جاء فى البخارى عن ابن عباس فى تفسير آية يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ خُذْ كِتَابَكَ، وما خالفه فى هذا التفسير أحد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم. فإذا تحقق

بقية الحاشية: فى الأرض خاصة ولا يصعدون إلى السماء بجسمهم العنصرى، لأن لفظ فِيهَا الذى هو مقدم على لفظ تَحْيُونَ يوجب تخصيص الحياة بالأرض وبقيد بها، وفيه ردٌ على الذين يقولون لم لا يجوز أن يُرَفَعَ أحد بجسمه العنصرى إلى السماء ويحيا فيها إلى مدة أرادها الله؟ والعجب منهم أنهم يفترون علينا ويحسبون كأننا تركنا النصوص القرآنية فى رفع المسيح بجسمه العنصرى، فليتدبر العاقل ههنا. ونحن تركنا القرآن ونصومه فى هذه العقيدة أم هم كانوا تاركين؟ وقالوا إن الله عز وجل قال بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ، ويحتجون بهذه الآية على رفع جسم المسيح، ولا يتدبرون أن الأمر لو كان كذلك لتعارض الآيتان.. أعنى آية بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ^١ وآية فِيهَا تَحْيُونَ^٢. وأنت تعلم أن القرآن منزّه عن التعارض والتخالف، وقال الله تعالى وَلَوْ كَانُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا^٣، فأشار فى هذه الآية أن الاختلاف لا يوجد فى القرآن، وهو كتاب الله وشأنه أرفع من هذا، وإذا ثبت أن كتاب الله منزّه عن الاختلافات فوجب علينا أن لا نختار فى تفسيره طريقاً يوجب التعارض والتناقض، وما كان لليهود غرض وبحث فى رفع جسمه أو عدم رفعه، فلا بد من أن نفسر الرفع فى آية بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ بِالرَّفْعِ الرُّوحَانِيِّ كما هو مفهوم آية أَرْجِعْنِي إِلَى رَبِّكَ رَاضِيَةً مَّرْضِيَةً^٤، فإن الرجوع إلى الله تعالى راضية مرضية والرفع إليه أمر واحد لا فرق بينهما معنىً. ثم انظر وتدبّر. وهبك الله من عنده قوة الفيصلة.. إن النزاع كان فى الرفع الروحانى لا فى الرفع الجسمانى، فإن اليهود كانوا منكرين من رفع عيسى إلى الله كما يُرَفَعُ الْمُطَهَّرُونَ الْمُقَرَّبُونَ مِنَ النَّبِيِّينَ، وكانوا يصرون (لعنهم الله) على أن عيسى عليه السلام من الملعونين لا من المرفوعين، كما أنهم يقولون إلى هذه الأيام. وكانوا يستدلون (غضب الله عليهم) على ملعونيته عليه السلام من مصلوبيته، فإن المصلوب ملعون غير

﴿ب﴾

أن معنى التوقى الوفاة لا غيره فلا يُقال إن إماتة المسيح التي رُوِيَتْ عن ابن عباس وعدُّ غير واقع إلى هذا الوقت بل يقع في آخر الزمان، لأن المواعيد التي ذُكرت في هذه الآية بالترتيب قد وقعت وتمت كلها على ترتيبها الذى يوجد فى تلك الآية، ووعدُ التوقى مقدّم عليها فى الترتيب. وأنت تعلم أن وعد رَافِعُكَ إِلَى قَد وَقِعَ، وهكذا وعد:

بقية الحاشية: مرفوع فى دينهم كما جاء فى التوراة فى كتاب الاستثناء. فأراد الله تعالى أن يُبرِّء نبيّه عيسى من هذا البهتان الذى بُنى على آية التوراة وواقعة الصلب، فإن التوراة يجعل المصلوب ملعونا غير مرفوع إذا كان يدعى النبوة ثم مع ذلك كان قُتل و صُلب، فقال عز وجل لذّب بهتانهم عن عيسى ما قُتِلُوهُ وَمَا صَلَّبُوهُ..... بَلْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ^١ يعنى الصلب الذى يستلزم الملعونية و عدم الرفع من حكم التوراة ليس بصحيح، بل رفع الله عيسى إليه، يعنى إذا لم يثبت الصلب والقتل لم يثبت الملعونية وعدم الرفع، فثبت الرفع الروحاني كالأنبياء الصادقين وهو المطلوب. هذه حقيقة هذه القصة، وما كان ههنا جدال ونزاع فى الرفع الجسماني، وما كان هذا الأمر تحت بحث اليهود أصلا، وما كان غرضهم متعلقا به، بل علماء اليهود كانوا يمكرون لتكذيب المسيح وتكفيره، ويُفتشون لتكذيبه وتكفيره حيلة شرعية، فبدا لهم أن يصلبوه ليُثبتوا ملعونيته وعدم رفعه الروحاني كالأنبياء الصادقين بنص التوراة لئلا يكون حجة لأحد بعد كتاب الله، فصلبوه بزعمهم، وفرحوا بأنهم أثبتوا ملعونيته وعدم رفعه بالتوراة، ولكن الله نجاه من حيلهم وقتلهم، فأخبر عن هذه القصة فى كتابه الذى أنزل بعد الإنجيل حكما عذبا ومبيناً لظلم كل قوم وإيذائهم وكيدهم ومكذبا للكافرين. فكانه يقول يا حزب الماكرين! يا أعداء الصدق والصادقين! لم تقولون إنا قتلنا المسيح ابن مريم وصلبنا وأثبتنا أنه ملعون غير مرفوع؟ فأخبركم أيها القوم الخبيثون، أنكم ما قتلتموه وما صلبتموه ولكن شئبه لكم، وأنتم تعلمون فى أنفسكم أنكم ما قتلتموه يقيناً، بل نجاه الله من مكرهم ورزقه الرفع الروحاني الذى كنتم لا تريدون له وتمكرون لئلا يحصل له ذلك المقام، فقد حصل له ورفع الله وكان الله عزيزا حكيمًا. وهذا القول.. يعنى قوله تعالى عَزِيزًا حَكِيمًا. إشارة إلى أن الله يعز من

مُظْهِرًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا^١ وَقَع وتم بيعت نبينا صلى الله عليه وسلم ، وقد شهد القرآن على أن المسيح وأمه مبرء ان مما قالت اليهود، فقال مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ^٢ ، وقال وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ^٣ ، وكذا تم وعد وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا^٤ وقد وقع كما وعد، وما نرى اليهود إلا مغلوبين ومقهورين .

وأنت تعلم أن فى ترتيب هذه الآية كانت هذه المواعيد كلها

بقية الحاشية : يشاء ، ويحفظ عزة أصفياه بحكمته الدقيقة البالغة اللطيفة، لا يضرها مكر ماكر كما ما أضرَّ عَزَّةَ عيسى مكر اليهود، بل أعزّه ورفعه ودمّر الماكرين .
فاعلم أيها العزيز! هذا تفسير قوله تعالى بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ، ولكن لا يقبله قومنا ويحرفون كلام الله ولا يتدبرون فى شأن نزوله، ويمشون على الأرض مستكبرين . وإذا قيل لهم إن الله ورسوله قد شهدا على وفاة المسيح وكذلك شهدوا عليه أكابر المؤمنين من الصحابة والتابعين وأئمة المحدثين، فكان آخر جوابهم أن الله قادر على أن يحييه بعد وفاته مرة أخرى، ولا يتفكرون أن قُدرة الله تعالى لا يتعلق بما يخالف مواعيده الصادقة، وقد قال فَيَمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ^٥ ، وقال وَمَا هُمْ بِمُخْرَجِينَ^٦ ، وقال لَا يَدْرُؤُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ^٧ ، ولا شك أنه من مات من الصلحاء فإنه نال حظًا من الجنة وحُرّم عليه الموتة الثانية، فكيف يجوز أن يُردَّ عيسى إلى الدنيا ويُخرج من حظ الجنة ونعيمها أو يُسدَّ عليه غرفتها ثم يُتوفى مرة ثانية؟ مع أن الآية المتقدمة .. أعنى لَا يَدْرُؤُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ تدل على دوام الحياة وعدم ذوق الموت . وإلى هذا يُشير الاستثناء المنقطع، فإنه جرى مجرى التأكيد والتنصيص على حفظ العموم وجعل النفى الأول العام بمنزلة النص الذى لا يتطرق إليه استثناء البتة، إذ لو تطرّق إليه استثناء فردٍ من أفراد لكان أولى بذكره من العدول عنه إلى الاستثناء المنقطع، فاحفظه فإنه من أسرار مفيدة للمحققين . منه

﴿٥٤﴾

بعد وعد التوفى، وكان وعد التوفى مقدّمًا على كلها، وقد اتفق القوم على أنها وقعت بترتيب يوجد في الآية، فلو فرضنا أن لفظ التوفى مؤخر من لفظ الرفع، للزمنا أن نقر بأن عيسى عليه السلام قد توفى بعد الرفع وقبل وقوع المواعيد الباقية، وهذا مما لا يعتقد به أحد من المخالفين. ولو قلنا إن لفظ التوفى مؤخر من جملة ومُطَهَّرَكِ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ومقدّم من وعد وقع في ترتيب الآية بعدها، للزمنا أن نقر بأن وفاة عيسى عليه السلام كان بعد نبينا صلى الله عليه وسلم من غير مكث قبل غلبة أتباعه على أعدائهم، وهذا باطل أيضا بزعم القوم، فإنهم قد اعتقدوا أن المسيح لا يموت إلا بعد هلاك الملل كلها. فلو رجعنا من هذه الأقوال كلها وقلنا إن المسيح لا يموت إلا بعد تكميل وعد الغلبة الممتدة إلى يوم القيامة كما صرحت آية وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ^١ للزمنا أن نقر بأن المسيح لا يموت إلا بعد يوم القيامة، فإن الوعد قد امتد إلى يوم القيامة، ولا يمكن نزول المسيح إلا بعد وقوعه على الوجه الأتم والأكمل، فما نجد له موضع قدم في كتاب الله إلا بعد يوم الحشر على طريق فرض المحال. وليت شعري. إن أعداءنا يقولون بأفواههم إن لفظ مُتَوَفِّيكَ في آية يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ خُذْ زِينَتَكَ وَاتَّبِعِيكَ مؤخر في الحقيقة، وليس هذا الموضوع موضعه، ولكنهم لا يُبَيِّنُونَنا بأن لو نرفع هذا اللفظ من هذا المقام فإين نضعه، أنسقطه من كتاب الله كالمحرّفين

والذين يقولون إن لفظ التوفى مؤخر من لفظ الرفع ومقدم على مواعيد أخرى، فيضحك العاقل من قولهم، ويتعجب من حمقهم.

ألا يعلمون أن هذا القول خلاف ما يعتقدون في وقت وفاة المسيح بزعمهم؟ وإنا ذكرنا آنفاً أنهم يعتقدون أن وعد التوفى لا يظهر ولا يقع إلا بعد هلاك أهل السملل كلها، فلزمهم أن يعتقدوا أن لفظ التوفى مؤخر من هذا الوعد الآخر لا من الرفع فقط، فإن التأخر الوضعى يتبع التأخر الطبعى، كما لا يخفى على المتفكرين. ثم ما كان لنا أن نؤخر من عند أنفسنا ما قدّم الله تعالى في كتابه المحكم من غير سند من الله ورسوله، وما هذا إلا التحريف الذى لعن الله لأجله اليهود؛ فاتقوه ولا تقلبوا آيات الله بعد ترتيبها إن كنتم خائفين. وقد علمتم أن آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي شاهدة أخرى على وفاة عيسى عليه السلام، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم استعمل لنفسه جملة فلما توفيتنى من غير تغيير وتبديل ومن غير تفسير يُخالف أصل التفسير، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم أعلم الناس بمعانى القرآن ورموزه وأسراره. فلو كان معنى التوفى فى هذه الآية رَفَعَ الجسم حياً إلى السماء، لما جعل نفسه مصداق هذه الآية، ولكنه نسب هذه الآية إلى نفسه كما هى نسبت إلى المسيح، فهذا أول دليل على أن لفظ تَوَفَّيْتَنِي فى هذه الآية بمعنى أُمَّتِنِي. فهذا هو السبب الذى استدل البخارى فى صحيحه على وفاة المسيح بهذه الآية، وأكد هذا المعنى بقول ابن عباس متوفيك مميتك. فأى دليل أوضح من هذا على موت عيسى عليه السلام لقوم طالبين؟ وقد بين الله فى هذه الآية وقت وفاة المسيح فكأنه قال أيها الناس، إذا رأيتم أن النصرى اتخذوا عيسى إلهاً، وأفسدوا مذهبهم، فاعلموا أن عيسى قد مات. فانظر كيف

﴿٥٨﴾

اتضح وانكشف معنى التوفى بتفسير رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم بتفسير ابن عباس، وانظر كيف ثبت وقوع موته من قبل فساد مذهب النصارى واتخاذهم عيسى إلهًا وأنت تعلم أننا إذا فرضنا أن عيسى حيّ إلى هذا الوقت فلزمنا أن نقر بأن مذهب النصارى صحيح خالص إلى هذا الزمان، ما اختلط به شيء من الشرك، فتفكر وسل المتفكرين.

قال بعض المستعجلين إن لفظ "التوفى" قد جاء فى القرآن بمعنى الإنامة

أيضاً، كما قال الله تعالى اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا^١،
وكما قال الله تعالى وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ لَمَّا يُبْعَثُكُمْ فِيهِ
لِيُقَضَىٰ أَجَلٌ مُّسَدَّدٌ^٢. فاعلم أن الله تعالى ما أراد في هذه الآيات من لفظ التوفى

إلا الإماتة وقبض الروح، فلأجل ذلك أقام القرائن، وقال وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا،
يعنى والتى لم تمت بموت حقيقى يتوفاه الله فى منامها بموت مجازى. فانظر
كيف أشار فى هذه الآية إلى أن قبض الروح فى النوم موت مجازى. فذكر لفظ
التوفى ههنا بإقامة قرينة المنام تنبئها على أن لفظ التوفى ههنا قد نقل من المعنى
الحقيقى إلى المعنى المجازى، وإشارة إلى أن معنى لفظ التوفى حقيقة هو
الموت لا غيره. وكذلك أقام قرينة قوله لَمَّا يُبْعَثُكُمْ وقرينة الليل فى آية
أخرى.. أعنى آية هُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ. الخ، تنبئها على أن لفظ التوفى
ههنا ليس بمعنى الإنامة بل المقصود الإماتة، والبعث بعد الإماتة ليكون
دليلاً على بعث يوم الدين.

فلأجل ذلك ذكر بعث يوم القيامة بعد هذه الآية وقال ثُمَّ إِلَيْهِ

مَرَّجِعِكُمْ، ليجعل هذا الموت المجازى والبعث المجازى دليلاً على الموت الحقيقي والبعث الحقيقي. فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين. ألا تنظر كيف ذكر لفظ البعث بعد ذكر التوفى وقال ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ وَمَعْلُومٌ أَنَّ لِلنَّائِمِينَ يُسْتَعْمَلُ لَفْظَ الْإِيقَاطِ لَا لَفْظَ الْبَعْثِ، فلو كان مراداً من لفظ التوفى ههنا الإِنَامَةُ لقال هو الذى يتوفاكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار ثم يوقظكم فيه، ولكنه تعالى ما قال ثم يوقظكم فيه، بل قال ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ. فأى دليل أوضح من هذا فإن البعث يتعلق بالموتى لا بالنائمين.

ومثل هذه الاستعارة كثير فى القرآن كما قال عز وجل إِعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، فلا يُقال إن لفظ يُحْيِي ههنا بمعنى يُبْنِت من حيث اللغة، بل هو استعارة، والمقصود منه تشبيه الإنبات بالإحياء، لِيُسْتَدَلَّ بِهِ عَلَى بَعْثِ الْمَوْتَى. وكما قال: فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ^٢، فلا يُقال إن لفظ أَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى بمعنى أضلهم من حيث اللغة، بل هى استعارة، والمقصود منها تشبيه الضالين المعرضين بالصم والعمى. فلا تَطْمَعُ وَلَا تُتَعَبُ نَفْسُكَ فِى أَنْ تَجْعَلَ مَعْنَى التَّوْفَى الْإِنَامَةَ مِنْ حَيْثُ اللَّغَةُ، فَإِنَّهُ إِنْ كَانَ ذَلِكَ هُوَ الْحَقُّ فَلَزِمَكَ أَنْ تَقْرَأَ بِأَنَّ لَفْظَ يُحْيِي فِى آيَةِ يُحْيِي الْأَرْضَ بِمَعْنَى يُبْنِت، ثُمَّ تَشْبِهُهَا مِنْ كِتَابِ اللَّغَةِ، وَكَذَلِكَ إِنْ أَصْرَرْتَ عَلَى هَذَا فَلَزِمَكَ أَنْ تَقْرَأَ بِأَنَّ لَفْظَ فَأَصَمَّهُمْ وَلَفْظَ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ بِمَعْنَى أَضْلَهُمْ وَأَبْعَدَهُمْ عَنِ الْحَقِّ وَأَزَاغَ قُلُوبَهُمْ، ثُمَّ تُرِينَا مِنْ كِتَابِ لُغَةِ الْعَرَبِ هَذِهِ الْمَعْنَى، وَأَيْنَ لَكَ هَذَا؟ فَلَا تَتَّبِعِ الْفِكْرَ الْمَشُوبَ بِالْوَهْمِ، وَلَا بَدَأْ أَنْ تَقْبَلَ مَا ثَبِتَ وَتَلْحَقَ بِقَوْمٍ صَادِقِينَ.

﴿٥٩﴾

واعلم أنك لن تجد أثرا من هذه المعانى التى تتخيل فى بادى النظر فى الآيات المتقدمة فى كتاب من كتب لسان العرب على وجه الحقيقة، والقرآن مملوء من هذه النظائر إن كنت من الناظرين. وقد تقرر عند القوم أن المعنى الحقيقى هو الذى كثرت استعماله فى موضع من غير أن يُقام القرينة عليه، فعليك أن تنظر القرآن تسدِّباً ليتبين لك أن استعمال لفظ التوفى مطلقاً من غير إقامة قرينة. ما جاء فى القرآن إلا فى معنى الإمامة، ولن تجد فى حديث أو فى شعر شاعر. إذا نسب التوفى إلى الله تعالى وكان الإنسان مفعولاً به. معنى آخر من غير الإمامة، فأخرج لنا وخذنا منّا ما وعدنا من الإنعام إن كنت من الصادقين.

والذين قالوا إن لفظ مُتَوَفِّيكَ فى آية يَا عِيسَى ابْنَى مُتَوَفِّيكَ بمعنى ابنى مُنِيمِكَ، ما كان خطأً واحداً، بل جمعوا أنواع العثرات فى قولهم وتركوا تفسير رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو خير البشر وكان تكلمه بالروح الرحمانى، وكان قوله خيراً من أقوال كلها، وقد أحاطت كلماته طرق الذوق والوجدان والعلم والعرفان والنور الذى أُعطى له من الرحمن، وتركوا ما قال ابن عباس فى معنى مُتَوَفِّيكَ، وما نظروا إلى القرآن وطريق استعماله فى هذا اللفظ، وروده فيه بمعنى الإمامة بالتواتر والتتابع، فضلوا وأضلوا وما كانوا من المهتمدين.

ثم إذا فرضنا أن التوفى بمعنى الإنامة، فما نرى أن ينفهم هذا المعنى مثقال ذرة، فإن النوم مراد من قبض الروح وتعطُّل حواس الجسم مع بقاء تعلُّق بين الروح والجسد، فمن أين يثبت من هذا أن الله قبض جسم المسيح؟ ألا تنظر إلى سُنَّة الله القديمة.... فإنه يقبض

الأرواح فى حالة النوم ويترك الأجسام على الأرض . فمن أين علمت أن لفظ مُتَوَفِّيكَ مُشْعَرٌ برفع الجسد؟ والخَلق ينامون كلهم ولكن لا يقبض الله جسم أحد منهم . فاترك التحكّم والمكابرة، وانظر إيماننا وديانة لينفخ الله فى روعك ويجعلك من العارفين .

وعلى تقدير فرض هذا المعنى يلزم فساد آخر، وهو أن لفظ التوفى فى هذه الآية وعدُّ مُحدَثٌ من الله تعالى كمواعيد أخرى التى ذكرها الله فيها، ولو كان هذا المعنى هو الحق فيلزم منه أن يكون نوم المسيح عند الرفع أول أمر ورد عليه فى عمره، ويلزمهم أن يعتقدوا أن عيسى عليه السلام كان لا ينام قبل الرفع قط، فإن الأمر الذى قد وقع عليه فى حياته غير مرة . كيف يمكن أن يذكره الله فى مواعيد جديدة محدثة فإن وعد الشىء يدل على عدم وجود الشىء قبل الوعد، وإلا فيلزم تحصيل حاصل، وهو فعل لغو لا يليق بشأن الله تعالى، ووجب أن يُنَزَّه عنه وعدُّ رب العالمين . ثم لو كان هذا المعنى هو الصحيح . فما تقول فى آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ^١ أتظن أن النصارى اتخذوا المسيح إليها بعد نومه لا بعد وفاته وتظن أن المسيح ما نام قط فى عمره إلا فى وقت ضلالة النصارى . ولم تذق عينه طعم النوم قط إلا عند الرفع وكان قبل الرفع مستيقظا دائما؟ فانظر منصفًا .

أيستقيم هذا المعنى فى هذا الموضع ويحصل منه تلج القلب وسكينة الروح واطمئنان الباطن؟ وأنت تعلم أنه مستبعد جدا وفساد بالبداهة، وما كان أن يُصلحه تأويل المؤولين . فهذه غفلة شديدة من العلماء المكفّرين حيث حكموا على المعنى الفاسد بالصلاح، فاسمعوا إن كنتم سامعين .

﴿١٠﴾

ثم مع ذلك قد جاء في البخارى عن ابن عباس رضى الله عنه فى معنى التوفى شرح واضح فقال متوفيك مميتك، وتبعه سائر الصحابة والتابعين ومن تبعهم، ولم يشد أحد منهم بخلاف، فأى دليل يكون أوضح من هذا إن كان رجل من الطالبين؟ وقد ذكرت آنفا أنا لو فرضنا على سبيل التنزل وقلنا إن التوفى ههنا . أعنى فى آية يَا عِيسَى ابْنَى مُتَوَفِّيكَ بمعنى الإنامة . لكانت هذه الواقعة واقعة أخرى، ولا ينفع الاستدلال بها قوما مخالفين . فإن مطلوب المخالفين من خطبهم أن يثبتوا رفع المسيح مع جسمه العنصرى، ولكن لا يحصل هذا المطلوب من هذا المعنى، بل يحصل ما يخالفه؛ فإن معنى الآية فى هذه الصورة يكون هكذا يا عيسى ابنى قابض روحك وتارك جسدك على الأرض مع بقاء علاقة بين الجسد والروح، فإن النوم عبارة عن قبض الروح وترك الجسد مع بقاء علاقتهما على وجه تام فانظر . أتى يحصل مطلوب المخالفين من هذا المعنى؟ وأين يثبت منه رفع جسد عيسى عليه السلام إلى السماء، بل الأمر ببقى على حاله مع حمل معنى التوفى على غير محله . ولا شك أن كل منصف يفهم قولنا هذا وينتفع به إلا الذى لم يبق إنصافه على صرافته، واختلطت به ظلمة التعصب ودخان الحقد، فلا ينفع الدلائل والبراهين قوما متعصبين .

ثم إن دققَ النظر فى هذه الآية، وتحملها على أحسن وجوهها ومعانيها، فلا يخفى عليك أن مفهومها وسياق عبارتها يدل على وفاة المسيح كما يدل عليه منطوقها، فإن الله قد ذكر بعد قوله يَا عِيسَى ابْنَى مُتَوَفِّيكَ وَرَأْفِعُكَ إِلَى كَلِمَاتٍ فيها تسلية للمسيح وتبشير له وإخبار عن أيام

فتسح متبعيه وغلبيتهم على أعدائهم بعد وفاته؛ وهذا دليل واضح على أن موت عيسى عليه السلام كان قبل نصر من الله وقبل غلبة كان ينتظرها ويسأل الله فتحه والأصل في هذا الباب أن الله قد فطر أنبياءه على أنهم يحبون أن تعلق كلمة الحق على أيديهم، ويجمع شمل أمتهم بهم أمام أعينهم، ويريدون أن تهلك الملل كلها إلا الحق، وكذلك جرت عادة الله تعالى بهم، فإنه قد يرهبهم وفتحهم وذلة أعدائهم ولا يتوفاهم إلا بعد الفتح المبين. ونظير ذلك سوانح رسولنا صلى الله عليه وسلم، فإن الله لما رأى أن الكفار يكذبون رسوله ويتلاعبون بوحى الله ويستهزءون ويؤذون. فأيد نبيه ونصره وأخزى كل من عاداه وأهلكه حتى ماز الخبيث من الطيب، وأرى نبيه أن الناس يدخلون في دين الله أفواجا، وأراه أن الحق قد حق وأن الباطل قد بطل، وتبين الرشد من الغي وظهرت ذلة المفسدين.

وقد تقتضى حكمة الله تعالى ودقائق مصالحه أنه يتوفى نبيا قبل مجيء أيام فتحه وإقباله، فلا يتوفاه حزينا يائسا، بل يبشّره بتبشيرات متواليه متتابعة بغلبة متبعيه بعد وفاته، ليطمئن بها قلبه، ولكى لا يحزن ولكى لا يرجع إلى ربه بقلب أليم، بل ينتقل من هذا العالم بسكينة وسرور وحبور وقرّة عين، ولا يبقى له هم بعد تبشير الله ومواعيده الصادقة، ويذهب إلى ربه فرحان غير حزين. فكذلك كان أمر عيسى عليه السلام فإنه ما رأى غلبة فى زمن حياته، واقترب يوم وفاته فبشّره الله تعالى بغلبة متبعيه بعد موته، وما بشّره بغلبة فى أيام حياته، فارجع إلى الآية المتقدمة ودقق النظر فيها. هل ترى فى هذا المعنى من فتور؟ فكأنه قال فى

هذه الآية يا عيسى إني متوفيك قبل أن ترى ظفرك وفتحك وغلبتك، وإني معطيك مقام العزة والرفع والقرب على خلاف زعم اليهود، فلا تبتئس بما تموت قبل رؤية غلبتك، ولا تخش على ضعف متبئيك وكثرة أعدائك، فيإني خليفتك بعدك، فأمزق أعداءك كل ممزق، وأستأصلهم للأبد، وأجعل الذين اتبعوك وتصدوا لخلافتك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة، هذا تفسير ما قال أحسن القائلين.

ولو كان عيسى نازلاً من السماء في وقت من الأوقات لما قال كذلك، بل قال يا عيسى لا تخف ولا تحزن، فإننا لا نमितك بل نرفعك حيا إلى السماء، ثم إننا ننزلك إلى الأرض ونردك إلى أمتك، ونجعلك غالباً على أعدائك، ثم نجعل متبئيك غالبين عليهم إلى يوم القيامة، فلا تحسب نفسك من المغلوبين. ولكن الله ما وعد له أن ينزله من السماء، ثم يجعله غالباً على أعدائه، بل وعد له أن يجعل متبئيه غالبين على الكافرين إلى يوم القيامة، ففعل كما وعد ومضى عليه قرون كثيرة. وأما النزول فشيء لا ترى أثره إلى هذا الوقت، فتفكر. لِمَ ما نزل مع أن عمر الدنيا قد بلغ إلى آخر الزمان فالسر الكاشف لهذا الإشكال هو أن النزول ما كان داخلاً في مواعيد الله بل كان من مفتريات الطبائع الزائغة والأفكار المخطئة، فما خرج من زاوية العدم لأنه ما كان من الله تعالى، والمواعيد التي كانت من الله تعالى ظهرت كلها وتمت. ألا ترى أن الله تعالى كيف بعث رسولاً أميناً بعد عيسى ليصدق وعده، أعنى قوله وَمُطَهَّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ثم كيف جعل متبئى عيسى عليه السلام غالبين على اليهود ليصدق وعده وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ الْخ. فلو كان وعد

النزول جزءاً من هذه المواعيد لظهور معها، فانظر أين غاب وانعدم وعدُّ النزول مع ظهور أجزاء أخرى . فوالذي نفسى بيده ان هذا الذي قلت هو الحق، وأما عقيدة النزول فليس من أجزاء هذه المواعيد، وما ذُكر معها في القرآن، بل لا يوجد أثر منه في كتاب الله وإن هو إلا وهم المتوهمين . فلما تبين الحق فلا تَر الحق بعين الاحتقار والازدراء، واتق الله وكن من المتورعين . ولا تجذ في القرآن إشارة إلى حياته بل القرآن يخبر عن وفاته بعدما ترعرع وتكلم كهلاً، وبُعث وبلغ رسالات الله وأتم حجته على المنكرين .

فأيها الناس! لا تكتموا شهادات الحق في وقت تبيينها، ولا تفسدوا في الأرض، وتوادوا ولا تباغضوا، وأتمروا بينكم في المعروف ولا تعاصوا، واتبعوا الحق ولا تعتدوا، وفكروا في أنفسكم ولا تعجلوا، وإنى أذكركم الله ربكم فاتقوه إن كنتم مؤمنين . واعلموا أن الله يعلم ما تكتُمون وما تقولون، ولا يخفى عليه خافية، فالذي عتا عن أمر ربه وعصاه فسوف يُريه عذاباً نكراً، ويحاسبه حساباً شديداً، ويذيقه وبال أمره، ويُدخله في الهالكين .

لا يقال إن الجملة الآتية في الآية المتقدمة . . يعنى وَرَافِعَكَ إِلَى يَدِى عَلَى رَفْعِ الْجَسَدِ بَعْدَ الْإِنَامَةِ، فإنه لما ثبت وتحقق أن معنى التوفى قبض الروح فقط لا قبض الجسم، ثبت من ههنا أن الرفع يتعلق بالروح لا بالجسم، فإن الله لا يرفع إلا الشيء الذى قبضه، ومعلوم أن الله لا يقبض الأجسام بل يقبض الأرواح فقط . وأنت تعلم أن القرآن يشهد على هذا فى كل مواضعه، ولن تجد فى القرآن لفظاً من ألفاظ التوفى الذى كان معناه رفع الجسم مع الروح، وكذلك جرت عادة الله تعالى من يوم خلق آدم

إلى هذا اليوم، فإنه يقبض الأرواح ويترك الأجسام مطروحة على الأرض أو السرر أو الفُرْش. فالشيء الذي ما قبضه الله تعالى . كيف يُرفع إليه؟ فإن القبض شرط ضروري للرفع . ثم إذا تفحصنا عن ألفاظ التوفى في القرآن فوجدناها في خمسة وعشرين موضعا من مواضعه، ولكن الله لم يستعمله في موضع إلا بمعنى قبض الروح. فانظر القرآن من أوله إلى آخره . هل تجد فيه معنى يُخالف هذا البيان؟ وانظر في قوله تعالى رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ^١ وفي قوله تعالى تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ^٢ وفي قوله تعالى وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ^٣ وفي قوله تعالى وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ^٤ وفي قوله تعالى حَتَّى يَتَوَفَّيَهُنَّ الْمَوْتُ^٥ وفي قوله تعالى إِذَا جَاءَ تَهُمْ رَسُولُنَا يُتَوَفَّوْنَهُمْ^٦ وفي أقوال أخرى. وتأمل في هذه الألفاظ. أعنى التوفى . هل تجد معناه الإماتة في هذه الآيات أو معاني أخرى؟ وأما نظائره في الصحاح الستة وأحاديث أخرى وكلام الشعراء فلا تُحصى كثرة، ففكر ولا تكن من المستنكرين. وينبغي أن تحتاط في فكرك ولا تجيب كالمستعجلين. واعلموا أن الذين خالفوا بياننا هذا وقالوا إن التوفى في آية يُعَيِّسِي إِنْ تَوَفَّيَكَ^٧ وفي آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي^٨ إنما جاء بمعنى الرفع مع الجسد، فهو قول لا دليل عليه، وما نصوا على ذلك، وما استدلوا بمحاورة كلام الله وتفسير رسوله أو أصحابه أو شهادة أحد من أهل اللسان، فلا شك أنه تحكّم محض كما هو عادة المتعصبين.

وإذا ثبت أن لفظ التوفى في القرآن في كل مواضعها ما جاء إلا للإماتة وقبض الروح، فما ظنك في هذا اللفظ التوفى الذي جاء في آية:

١ الاعراف: ١٢٤ ٢ يوسف: ١٠٢ ٣ يونس: ٢٤ ٤ يونس: ١٠٥ ٥ النساء: ١٦

٦ الاعراف: ٣٨ ٧ آل عمران: ٥٦ ٨ المائدة: ١١٨

يَا عَيْسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ أَهْوَ عِنْدَكَ مِثْلَ هَذِهِ الْأَلْفَاظِ الَّتِي تَجِدُهَا فِي الْقُرْآنِ بِمَعْنَى الْإِمَاتَةِ وَقَبْضِ الرُّوحِ بِالتَّوَاتُرِ وَالتَّابَعِ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ مِنْ مَوَاضِعِهِ؟ أَمْ لَهُ مَعْنَى مَخْصُوصِ الَّذِي لَا يُوْجَدُ فِي الْقُرْآنِ مِثْلَهُ وَلَا فِي حَدِيثٍ وَلَا فِي قَوْلِ صَحَابِيٍّ، وَلَا فِي كَلِمَاتِ بَلْغَاءِ الْعَرَبِ وَشِعْرَانِهِمْ مِنَ الْأَوَّلِينَ إِلَى الْآخِرِينَ؟ فَإِنْ كُنْتَ تَظُنُّ أَنَّ لِهَذَا الْمَعْنَى الَّذِي نَحْتَهُ الْعُلَمَاءُ فِي لَفْظِ مُتَوَفِّيكَ بِالتَّكْلِيفَاتِ الْبَارِدَةِ الرُّكِيكَةِ أَمْثَالًا أُخْرَى فِي لِسَانِ الْعَرَبِ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَأَحَادِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتِّبِعْ بِهَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ. وَإِنْ لَمْ تَأْتُوا بِهَا. وَلَنْ تَأْتُوا بِهَا. فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ثُمَّ تُسْأَلُونَ عَمَّا تَعْمَلُونَ وَتَعْمَلُونَ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ.

وَبِوَجْهِ اللَّهِ وَعِزَّتِهِ. إِنِّي قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ آيَةً آيَةً وَتَدَبَّرْتُ فِيهِ، ثُمَّ قَرَأْتُ كِتَابَ الْحَدِيثِ بِنَظَرٍ عَمِيقٍ وَتَدَبَّرْتُ فِيهَا، فَمَا وَجَدْتُ لَفْظَ التَّوْفِي فِي الْقُرْآنِ وَلَا فِي الْأَحَادِيثِ (إِذَا كَانَ اللَّهُ فَاعِلَهُ وَأَحَدٌ مِنَ النَّاسِ مَفْعُولًا بِهِ) إِلَّا بِمَعْنَى الْإِمَاتَةِ وَقَبْضِ الرُّوحِ. وَمَنْ يُثَبِّتْ خِلَافَ تَحْقِيقِي هَذَا فَلَهُ أَلْفٌ مِنَ الدَّارِهِمِ الْمَرْوُجَةِ إِنْعَامًا مِنِّي، كَذَلِكَ وَعَدْتُ فِي كِتَابِي الَّتِي طَبَعْتُهَا وَأَشَعْتُهَا لِلْمُنْكَرِينَ وَاللَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّ لَفْظَ التَّوْفِي لَا يَخْتَصُّ بِقَبْضِ الرُّوحِ وَالْإِمَاتَةِ عِنْدَ اسْتِعْمَالِ اللَّهِ لِعِبَادِهِ بَلْ جَاءَ بِمَعْنَى عَامٍ فِي الْأَحَادِيثِ وَكِتَابِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

وَالْحَقُّ أَنَّ لَفْظَ التَّوْفِي إِذَا جَاءَ فِي كَلَامٍ وَكَانَ فَاعِلَهُ اللَّهُ، وَالْمَفْعُولُ بِهِ أَحَدٌ مِنَ بَنِي آدَمَ صَرِيحًا أَوْ إِشَارَةً، مِثْلًا إِذَا كَانَ الْكَلَامُ هَكَذَا تَوَفَى اللَّهُ زَيْدًا، أَوْ تَوَفَى اللَّهُ بَكْرًا، أَوْ تُوْفِي خَالِدًا، فَلَا يَكُونُ مَعْنَاهُ فِي لِسَانِ الْعَرَبِ إِلَّا الْإِمَاتَةَ وَالْإِهْلَاكَ، وَلَنْ تَجِدَ مَا يُخَالِفُهُ فِي كَلَامِ اللَّهِ وَلَا فِي كَلَامِ رَسُولِهِ وَلَا فِي كَلَامِ أَحَدٍ

من شعراء العرب ونوابغهم. فانظرُ إلى كل جهة هل صدقنا في قولنا هذا أم كنا من الكاذبين. وقد أطيننا في تقريرنا هذا ليتدبر من كان من المتدبرين.

والعجب من بعض الجهلاء أنهم إذا سمعوا منا هذه الحجة فما قبلوها كالمسترشدين، بل نهضوا معارضين، وقرأوا آيةً ثم توفى كل نفس ونحوها نقضاً منهم، ولم يعلموا من حمقهم وشدة جهلهم أن هذه الآيات التي يقرأون رداً علينا هي كلها من باب التفعيل لا من باب التفاعل الذي هو محل النزاع. فانظر كيف يسعون هؤلاء إلى كل جهة ليطفنوا نور الحق، ثم انظر كيف ينقلبون خائبين. وكأين من آية في القرآن يقرأونها ثم يمرّون عليها غافلين، وأبصرهم كثرتهم فيظلمون الضعفاء متكبرين.

واعلم. حماك الله وحفظك ورحض درن أوزارك. أن للمخالفين اعتراضات أخرى قد نشأت من سوء فهمهم وقلة تدبرهم، فأردنا أن نكتبها في كتابنا هذا مع جوابها ليستفيع بها كل من كان رشيداً من الناس، مصطفى، مبراً من دنس التعصب وكان من الطالبين.

فمنها أنهم يقولون إن الملائكة ينزلون إلى الأرض كنزول الإنسان من جبل إلى حضيض، فيبعدون عن مقرهم، ويتركون مقاماتهم خالية إلى أن يرجعوا إليها صاعدين. هذه عقيدتهم التي يبينون، وأنا لا نقبلها ونقول إنهم ليسوا فيها على الحق فاشتد غيظهم وقالوا إن هؤلاء خرجوا من عقائد أهل السنة والجماعة، بل كفروا وارتدوا، فقاموا علينا معترضين.

وأما الجواب فاعلم أنهم قد أخطأوا إذ قاسوا الملائكة بالناس، ولا يخفى على الذي خلق من طينة الحرية، وتفوق درّ الدراية اليقينية، أن الملائكة لا يشابهون الناس في صفة من الصفات أصلاً، ولم يقم

دليل من الكتاب ولا السُّنَّة ولا الإجماع على أنهم إذا نزلوا إلى الأرض فيتركون السماوات خالية كبلدة خرجت أهلها منها ويقصدون الناس بشقِّ الأنفس، ويصلون الأرض بعد مكابدة الأسفار وآلامِ بُعدِ الشُّقَّةِ ومتاعبها وشدائدها، ومعاناة كل مشقةٍ وجهد، بل القرآن الكريم يبيِّن أن الملائكة يشابهون بصفاتهم صفاتِ الله تعالى كما قال عزَّ وجلَّ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا^١، فانظر. رزقك الله دقائق المعرفة.. أنه تعالى كيف أشار في هذه الآية إلى أن مجيئه ومجيء الملائكة ونزوله ونزول الملائكة متحد في الحقيقة والكيفية. ولا حاجة إلى أن نذكر ما ثبت من نزول الله تعالى من العرش في الثلث الآخر من الليل فإنك تعرفه، ومع ذلك ما أظن أن تحمّل ذلك النزول على النزول الجسماني وتعتقد أن الله تعالى إذا ما نزل إلى السماء الدنيا فبقي العرش خاليا من وجوده. فاعلم أن نزول الملائكة كمثل نزول الله كما تشير إليه الآيات المتقدمة، والله أدخل وجود الملائكة في الإيمانيات كما أدخل فيها نفسه وقال وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ^٢، وقال وَمَا يَعْلَمُ جُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ^٣. فبيِّن لسناس أن حقيقة الملائكة وحقيقة صفاتهم متعالية عن طور العقل، ولا يعلمها أحد إلا الله، فلا تضربوا لله ولا لملائكته الأمثال وأتوه مسلمين.

وأنت تعلم أن كل مسلمٍ مؤمنٍ يعتقد أن الله ينزل إلى السماء الدنيا في الثلث الآخر من الليل مع وجوده واستوائه على العرش، ولا يتوجّه إليه لُؤْمٌ لائِمٌ ولا طعنٌ طاعنٌ لأجل هذه العقيدة، بل المسلمون قد اتفقوا عليها وما حاجّهم أحدٌ من المؤمنين. فكذلك الملائكة ينزلون

﴿١٥﴾

إلى الأرض مع قرارهم وثباتهم فى مقامات معلومة، وهذا سرٌّ من أسرار قدرته، ولولا الأسرار لما عُرف الرب القهار. ومقامات الملائكة فى السماوات ثابتة لا ريب فيها كما قال عزّ وجلّ حكاية عنهم وَمَا مِثْلًا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ^١. وما نرى فى القرآن آية تشير إلى أنهم يتركون مقاماتهم فى وقت من الأوقات، بل القرآن يُشير إلى أنهم لا يتركون مقاماتهم التى ثبتهم الله عليها، ومع ذلك ينزلون إلى الأرض ويُدركون أهلها بإذن الله تعالى، ويتبرزون فى برزاتٍ كثيرة، فتارة يتمثلون للأنبياء فى صور بنى آدم، ومرة يتراءون كالنور، وكرة يراهم أهل الكشف كالأطفال وأخرى كالأمّارد، ويخلق لهم الله فى الأرض أجسادًا جديدة غير أجسادهم الأصلية بقدرته اللطيفة المحيطة، ومع ذلك تكون لهم أجساد فى السماء، وهم لا يفارقون أجسادهم السماوية، ولا يرحون مقاماتهم، ويجيئون الأنبياء وكل من أرسلوا إليه مع أنهم لا يتركون المقامات. وهذا سر من أسرار الله فلا تعجب منه، ألم تعلم أن الله على كل شىء قدير، فلا تكن من المكذبين.

وانظر إلى الملائكة.. كيف جعلهم الله كجوارحه، وجعلهم وسائط قدره فى الأمور وَلِكُنْ فَيَكُونِيَّتِهِ (وهذا لفظ مركب من كن فيكون. ١٢) فى كل أمر، ينفخون فى الصور على مكانتهم، ويبلغون صيحتهم إلى من يشاءون، ولا يعجز أحد منهم عن أن يدرك كلَّ من فى المشارق والمغارب فى طرفة عين أو فى أقل منها، ولا يشغله شأن عن شأن. فانظروا مثلاً إلى ملك الموت الذى وُكِّل بالناس. كيف يقبض كل نفس فى الوقت المقدر، وإن كان أحد من الذين يُتوفون فى آن واحد فى أقصى المشرق والآخر فى منتهى بلاد المغرب. فلو كانت سلسلة هذا النظام الإلهى موقوفة على نقل خطوات الملائكة

من السماء إلى الأرض، ثم من بلدة إلى بلدة، ومن مُلكٍ إلى مُلكٍ، لفسد هذا النظام الأمرى، ولتطرق حرج عظيم في أمور قضاء الله وقدره، ولَمَا كان لمُلكٍ عند انتقاله من مكان إلى مكان أن يأمن إضاعة الوقت وفوت الأمر المقصود، وكوَرَدَ في وقت من الأوقات مورد العتاب، ولأُرْهَقَ في يوم من الأيام بعتبة رب الأرباب، لأجل ما فاتته فعل الأمر على وقته، ولأُخِذَ بأنواع العقاب. وأنت تعلم أن شأن الملائكة منزلة عن هذا، وهم يفعلون من غير مُكْثٍ، وفعلهم فعل الله من غير تفاوت، فتدبر ولا تكن من الغافلين. ☆

ثم تدبر. نصررك الله ورزقك الإقبال على المعارف أن الملائكة

☆ ههنا سؤال ينشأ طبعاً في كل فهم سليم، وهو أن الملائكة . هل يستطيعون أن يفعلوا ما أمروا في مقدار وقت لا يكفى لانتقالهم من مكان إلى مكان، بل يمضى قبل أن يقوموا من مقامهم أو لا؟ فإن قيل في جوابه أنهم يستطيعون، فالنزول عبث وداخل في تضييع الأوقات، بل هو من أماراة العجز، بل الحق إنه نوع من العصيان والغفلة، ومن غفل متعمداً فقد عصى. فإن قيل أنهم لا يستطيعون. فهذا يوجب أن ينتظر الله تعالى مطلوبه إلى مدّة نزول الملائكة إلى الأرض، ولا يخفى فساد هذا القول على العقلاء، فإن نقص الانتظار على الله مُحال، ولا يصح عليه أن يتطرق في إرادته حرج وفي مشيئته توقّف، ويأتى عليه زمان كالمنتظرين. فإن الوقت مقدار غيرُ قارٍ، فلا شك أن وقت النزول غير جزء الذى كان هو وقت المقام وسماع الكلام من الله العلام، وأنت تعلم أنما أمره إذا أراد شيئاً فإنما يقول له كن فيكون. أنتحسبون أن ملائكة الله كانوا أقل همة وقوة من صاحب سليمان الذى ما قام من مجلسه وما نُقل إلى مكان وأتى بعرش بلقيس قبل أن يرتد طرف سليمان؟ فتدبر، والإشارة مكتفية للعاقلين. منه

أعظم جسمًا من كل ما في السموات والأرض كما ثبت من النصوص القرآنية والحديثية، فلا شك أنه لو نزل أحد منهم إلى الأرض بجسمه العظيم القوي لغشى الأقاليم كلها، وأهلك أهلها، وما وسعته الأرض فالحق أنهم ينزلون كنزول تمثلي، ولا تنزل أجسامهم الأصلية من السموات، ولكن الله يخلق لهم أجسادًا أخرى على الأرض بحيث تسعها الأرض، وتقتضيها المعدات الخارجية بقدر تدركه أبصار المبصرين.

﴿٦٢﴾

ففكر في قولنا هذا كما هو شرط الفكر ولا تعجل، بل تكلف للفهم بُيُثَةً، وانظر كلامي هذا بنظر الإنصاف كَرَّةً، وتفتش حقيقة كلمتي مرَّةً، واستمع عنى نفثتى تارةً، ثم لك الخيار من بعد، وبيدك القبول والرد وحاصل قولنا أن الملائكة قد خُلِقُوا حاملين للقدرة الأبدية الإلهية، منزَّهين عن التعب واللغب والمشقة، ولا يجوز عليهم مشقة السفر وتعب طيِّ المراحل، والوصول إلى المنازل والمقاصد بشق الأنفس وصرف الأوقات، فإنهم بمنزلة جوارح الله لإتمام أغراضه بمجرد إرادته من غير مكث، فلو كان نزولهم وصعودهم على طرز صعود الإنسان ونزوله، لاختل نظام ملكوت السموات وفسد كل ما فيهما، ولعاد كل هذا النقص إلى الله الذى أقامهم مقامه فى المهمات الربوبية والخالقية وغيرهما، فإنهم مدبرات أمره، والحافظون من لدنه على كل شىء، وإنما أمرهم إذا أرادوا شيئًا فيكون الشىء المقصود من غير توقف. فأنتى ههنا السفر؟ وأين طيِّ المراحل وترك المقامات والنزول إلى الأرض بصرف وقت؟ فلا تُمارِ فى هذا ولا تَسْتَفْتِ الذين اعتراهم جنون التعصب فكانوا بجنونهم محجوبين.

وقد ثبت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يؤيد قولنا هذا من

عدم نزول الملائكة، كما جاء عن عائشة رضی اللہ عنہا، قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فی السماء موضع قدم إلا علیہ ملک ساجد أو قائم، وذلك قول الملائكة وَمَا مِثْلًا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ۚ

فاعلم. رحمک اللہ. أن هذا دليل قطعی علی أن الملائكة لا یتروكون مقاماتهم، وإلا فكيف یصح أن یقال إنه لا یوجد فی السماء موضع قدم إلا علیہ ملك وكیف تبقی هذه الصورة عند نزول الملائكة إلى الأرض ألا تعتقدون أن لِعَبْرَائِيلَ جسم یملاً المشرق والمغرب فإذا نزل جبرائیل بذلك الجسم العظیم إلى الأرض وبقيت السماء خالية منه، فَفَكَّرُ فِي مَقْدَارِ خَالٍ وَتَذَكَّرُ حَدِيثَ "موضع قدم"، وكن من المتندمين.

ثم إذا فكرت فی سورة ليلة القدر فيكون لك ندامة وحسرة أزيد من هذا، فإن اللہ عزّ وجلّ يقول فی هذه السورة أن الملائكة والروح تنزلون فی تلك الليلة بإذن ربهم، ويمكثون فی الأرض إلى مطلع الفجر، فإذا نزلت الملائكة كلهم فی تلك الليلة إلى الأرض فلزم بناءً علی اعتقادك أن تبقى السماء كلها خالية بعد نزولهم، وهذا كما تقدم فی حديث "موضع قدم"، فلا تنقل قدمك إلى الضلالة البديهة وأنت تعلم أن الرشد قد تبين من الغي، ولن تستطيع أن تُخرج لنا حديثاً دالاً علی أن السماء تبقى خالية بعد نزول الملائكة إلى الأرض، فلا تجتراء علی اللہ ورسوله، ولا تقف ما ليس لك به علم فتقع ملوماً مخذولاً، وتدخل فی الضالين.

إِنَّ الَّذِينَ يَطْلُبُونَ سَبِيلَ اللَّهِ لَا يُصِرُّونَ عَلَىٰ مَا قَالُوا أَوْ فَعَلُوا، وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا فَرَجَعُوا إِلَىٰ الْحَقِّ مُسْتَغْفِرِينَ، هُنَالِكَ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ

تفيض من الدمع ربنا اغفر لنا إنا كنا خاطئين، فيغفر لهم ربهم ويتوب عليهم رحمةً وفضلاً، والله يحب التوابين ويحب المتطهرين. واعلم أن الله ورسوله الذي أوتى جوامع الكلم، كثيراً ما يستعملان استعارات في الكلام، فيغلط فيها رجل لا ينظر حق النظر، والذي يفسرها قبل وقتها ويعتقد أنها محمولة على الظاهر وما هي محمولة عليه، ولكنه يخطئ لدخله قبل وقت الدخول، فيصير على خطأ ه أو تدر كه عناية الله فيكون من المبصرين.

قد جرت عادة الله تعالى أنه قد يكون في أنبائه المستقبلية ومعارفه الدقيقة اللطيفة المزيّنة بالاستعارات أجزاء تُبلى بها الناس، فالذين يكون في قلوبهم مرض فيزيدهم الله مرضاً بتلك الابتلاءات، فيستعجلون ويكذبون كلام الله. أو يكذبون الذي رزقه الله علمه ظلمًا وغلواً ولا يتدبرون خائفين. ثم إذا ظهرت براءته وأنارت حجته، فيرجعون إليه متندمين، أو يموتون في هوة التعصب، ويستغنى الله والله غنى عن العالمين. وأما من أوتى فراسة من عند الله ونور من لده، فيسمهر في العلم الإلهي، ويعرف الحقيقة، وينظر بنور الله، ويرزقه الله إصابة المحفوظين.

ولنرجع إلى كلامنا الأول فنقول إن الله تبارك وتعالى قال في كتابه المحكم **إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ**، فلما كانت الملائكة حافظين لنفوس النجوم والشمس والقمر والأفلاك والعرش وكل ما في الأرض، لزم أن لا يفارقوا ما يحفظونه طرفة عين، فانظر كيف ظهر من هذا الأمر الحق، وبطل ما زعم الزاعمون من نزولهم وصعودهم بأجسامهم الأصلية. فلا مفر إلى سبيل من قبول دقيقة المعرفة التي كتبناها. أعنى أن الملائكة لا ينزلون بنزول حقيقى، ولا يرون وعشاء السفر، بل إذا أراد الله إراءتهم

في الناسوت فيخلق لهم وجوداً تمثلياً في الأرض، فتراهم العين التي تسرح في روضات الكشف. ولو لم يكن كذلك للزم أن يرى الملائكة الناس كلهم عند نزولهم إلى الأرض لقبض الأرواح وغيرها من المهمات، ولزم أن يرى ملك السموات مثلاً كل من توفى أحد من أقاربه وممن يؤاخيهِ ومن عشيرته وعقبه وقومه وأصدقائه أمام عينه، فإن جسم الملائكة جسم كأجسام أخرى، فلا وجه لعدم رؤيتهم مع نزولهم بأجسامهم الأصلية. وأنت تعلم أن خلقاً كثيراً يموتون أمام أعيننا فلا نرى عند نزولهم وغمرتهم موتهم الملائكة التي توفتهم، وما نسمع ما يسألون الموتى وما يكلمونهم. فالحق أن هذا الأمر وأمثاله من عالم المثال الذي ما أراد الله كشف كنهه على العقول والأعين وأما نظائر عالم المثال فكثيرة ومنها نزول الملائكة، ومنها ما جاء في الأحاديث أن قبر المؤمن روضة من روضات الجنة أو حفرة من حفر النار، ومنها ما جاء في بعض الأحاديث أن الله يكشف لمؤمن غرفة إلى الجنة في قبره، ويكشف لكافر غرفة إلى جهنم، ولكننا ربما ننزور القبور أو نحفر أرضها فلا نرى غرفة إلى الجنة أو إلى جهنم، ولا نرى فيها شجرة واحدة فضلاً عن الروضات، ولا جمرة من النار فضلاً عن النيران الموقدة المحرقة، ولا نرى هناك ميماً قاعداً عائشاً بعد الموت، كما أخبر عن قعود الموتى وحياتهم عند السؤال والجواب، بل نرى ميماً مكفناً قد أكلت الأرض لحمه وكفنه. وقد جاء في الأحاديث أن الشهداء يرزقون من ثمرات الجنات وألبانها وشرابها الطهور، ولكننا لا نرى في قبورهم.. التي هي روضة من روضات الجنة. من ثمرة أو ريحان أو من قدح لبن أو كأس خمر. وربما لا ندفن الموتى إلى أيام فلا نرى مجيء الملائكة عندهم ولا ذهابهم وقد

أخبر الله تعالى في كتابه أن الملائكة يضربون وجوه الكفار، ولكننا لا نرى ملكًا ضاربًا ولا أثر الضرب، ولا نسمع صراخ المضرابين.

وقد جاء في بعض الأحاديث أن الطفل الرضيع إذا مات قبل تكميل أيام الرضاعة فتم أيامها في القبر، ولكننا لا نرى مُرضعًا قاعدة في القبر، ولا طفلًا يمص لبنها وقد جاء في بعض الآثار أن قبر المؤمن يُوسَّع عليه بمقدار كذا وكذا، ولكننا لا نرى أثرًا من ذلك التوسيع، بل نراه كقبر كافر من غير تفاوت سعة وضيق، فكيف ندعى الحقيقة ولا نرى آثارها؟ وكذلك قيل إن الشهداء أحياء يأكلون ويشربون ولكننا لا نرى أنهم لاقوا الناس كالأحياء ووثبوا من قبورهم ورجعوا إلى دورهم. فلو كانت هذه الأمور. أعنى نزول الملائكة، وتوسيع قبور المؤمنين ووجود الجنات فيها، وعود الموتى في القبور أحياء، وغيرها التي يوجد ذكرها في القرآن والأحاديث. من الأمور الحقيقية الحسية التي هي من هذا العالم لا من عالم المثال. لرأيناه كما نرى أشياء أخرى التي توجد في هذه الدنيا. وأنت تعلم أن أحدا منّا لا يرى هذه الوقائع بعين يرى بها أشياء هذا العالم، فإننا نرى أشجار هذا العالم وبساتينها عن بعيد، ونرى ثمراتها معلّقة بأغصانها، ولكننا إذا كشفنا قبر شهيد من الشهداء فلا نجد فيها أثرًا منها، وقد آمنّا بأن قبورهم أُودِعَت لفائف النعيم، وضمّخت بالطيب العميم، وسيق إليها شرب من تسنيم، وأريج نسيم، وفيها روضة من روضات الجنة، وكأس من كأس اللبن والخمر، ولكننا ما شاهدنا شيئًا منها بأعيننا، ولا تحسّسناه بحاسة أخرى، فلم نجد بُدًا من تأويل، فقلنا إن هذه الأمور كلها. أعنى نزول

الملائكة ونزول الجنة وغيرها متشابهة يشابه بعضها بعضاً، ولا شك أن لها حقيقة واحدة من غير اختلاف وتفاوت، ولا شك أن هذه الوقائع كلها منسلكة في سلك واحد فتبصّر تسترح من سهام المعترضين، ولا تركن إلى الذين ظلموا واكتسوا ثوب الذل والخطاء بعدما تبين الرشد من الغي، واتبع قولاً قد انكشف كل الانكشاف ومزق رقعة تقليد الجهلاء شذّر مدرّ، ولا تبال أعدل أحد أو عدّر، وكن من الذين يقومون لله قانتين .

ولا بد لك أن تؤمن وتعتقد أن نزول الملائكة، وحياة الموتى في قبورهم، وقعودهم في أجداثهم، ووجود الجنة والسعير فيها، ليس من واقعات هذا العالم ولا من مدركات هذه الحواس، بل هي من عالم آخر، ولا ينبغي لأحد أن يحملها على واقعات هذا العالم، أو يقيس عليه حقائق تلك العالم، بل هي أمور متعالية عن طور هذا العالم ومدرّ كاته، ولا يعلم كنهها إلا الله فلا تضرب لها الأمثال ولا تكن من المعتدين .

وأنت تعلم أن الله تعالى ما قال في كتابه إن الملائكة يشابهون الناس في صعودهم ونزولهم، بل أشار في كثير من مقامات كتابه المحكم إلى أن نزول الملائكة وصعودهم كنزوله تعالى وصعوده ولا يخفى عليك أن الله تعالى ينزل في الثالث الأخير من الليل إلى السماء الدنيا، فلا يقال إن العرش يبقى خالياً عند نزوله وكذلك أشار الله في كتابه إلى نزوله في ظلل من الغمام مع الملائكة المقربين، فإذا حل الله الأرض مع جميع ملائكته . فإن كان هذا النزول كنزول الأجسام فلا بد لك أن تعتقد أن العرش والسموات تبقى خالية يومئذ . ليس فيها

الرحمن ولا ملائكته فإدّكر إن كنت من المدّكرين، وأحسّن النظر إلى ما قلنا،
واستعدّ لقبول المعارف إن كنت من الطالبين.

أفتظن أن السماء لا تبقى على حالة واحدة.. فقد تكون مملوءة من الملائكة..
مكتظة بحفلهم، وقد تكون كمواضع خالية ليس أحد فيها؟ فإن كنت تصدّق هذه
العقيدة الباطلة وتصرّ على نزول الملائكة بأجسامهم، فعليك أن تُثبتها من
النصوص القرآنية أو الحديثية كما ادعيته أو تتوب كرجال متقين.

وقد جاء في بعض الأحاديث أن جبرائيل عليه السلام مكث على الأرض مع
عيسى عليه السلام إلى ثلاثين سنة ما فارقه في وقت، وجاء في أحاديث أخرى أنه لا
يلقى الوحي إلا حال كونه في السماء، ويلقى الوحي من لدن ربّه ثم يُطلع عليه
آخريّن. فهذه مصيبة أخرى عليك، ولن تقدر على تطبيق هذه الأحاديث وتوفيقها.
وربما يختلج في قلبك وهمٌ وتقول إني لست قائلاً بخلوّ السماوات بعد
نزول الملائكة فيقال لك إنك تنسى عقيدتك؛ ألسنت تعتقد أن الملائكة
ينزلون بنزول حقيقي؟ فلزمك من هذا أن تقول إنهم ينزلون بأجسامهم الأصلية،
وأنت تعلم أن نزولهم بأجسامهم الأصلية يستلزم خلوّ السماوات بعد النزول. وإن
كنت تعتقد أن الملائكة لا ينزلون بأجسامهم الأصلية بل يخلق الله لهم في الأرض
أجساماً أخرى التي لا تُدرّك ولا تُرى، فهذا هو مذهبنا. ولكنك إذا أصرت على
نزولهم بأجسامهم الأصلية فهذا قول يُخالف القرآن العظيم، لأن القرآن يدّخل
وجود الملائكة في الإيمانيات، ويجعل لهم مقامات معلومة في السماء أعنى

المقامات التي أقامهم الله عليها، ولا يذكر أنهم يتركون مقاماتهم في حين من الأحيان وأما ذكر نزولهم فهو كذكر نزول الله، لا تفاوت بينهما، فمنهم الصافون، ومنهم المسيحون، ومنهم الراكعون ومنهم الساجدون، ومنهم القائمون كما أشار إليه القرآن، وليس أحد منهم قاعدا كالفارغين.

فإذا نزل أحد منهم بجسمه العنصرى. فلزم أن يترك مقامه خالياً ويخرج من صفه، ويبعد عن مقام تسبيحه أو ركوعه أو سجده الذي أقامه الله عليه، وينزل إلى الأرض كالمسافرين، وما نرى في القرآن أثراً من هذا التعليم، بل جعل الله نزول الملائكة كنزول نفسه، وجعل مجيئهم كمجيء ذاته. ألا تنظر إلى هذه الآية..
 أعنى قوله تعالى وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا، وقوله عز وجل هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلُلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ.^١
 وهنا نكتة أخرى.. وهى أن الله إذا نزل إلى الأرض مع ملائكته فلا بد من أن ينزل الملائكة كلهم، فإن الملائكة جند الله فلا يجوز أن يتخلف أحد منهم عند نزول رب العرش إلى الأرض، فإذا تقرر هذا فيلزم منه أن تبقى كل سماء من العرش إلى السماء الدنيا خالية عند نزول الله تعالى على الأرض، ليس فيها رب رحيم رب العرش ولا ملك من الملائكة، واللازم باطل فالملزوم مثله كما لا يخفى على المتفكرين.

ثم إذا فرضنا أن فى الأرض مثلاً مئة ألف من الأنبياء، بعضهم فى المشرق وبعضهم فى المغرب، وبعضهم فى نواحي الجنوب وبعضهم فى أقصى بلاد الشمال، وأمر الله تعالى لجبرائيل أن يوحى إليهم كلهم فى آن واحد لا يتأخر منه أحد ولا يتقدم؛ أو إذا فرضنا أن الله أمر ملك

الموت أن يتوفى مائة ألف من الرجال الذين بعضهم في المشرق وبعضهم في المغرب في طرفة عين، لا يقدم ولا يؤخر، فما ظنك أن جبرائيل أو ملك الموت يعجز عن ذلك أو يقدر على إتمام أمر المغرب مع كونه في المشرق، فإن كان قادراً، فكذلك يقدر أن لا ينزل من السماء ويفعل كل ما يشاء كالنازلين.

ومثل آخر نستفسرك جوابه. وهو أن ملك الموت حلّ بلدة عظيمة من البلاد المشرقية في أيام الوباء ليقبض أرواح سكان تلك البلدة، فاشتدت الضرورة لقيامه فيها إلى الشهرين بما كثرت فيها واقعات الموت مسلسلة متواترة، وما فرغ من قبض نفس إلا وجاء وقت قبض نفس أخرى، فحبسه هذه السلسلة المتواليه المتتابعة فيها، وما كان أن يتحاماها قبل أن يتوفى أهلها، فمكث فيها إلى أن تمدى المقام وامتدت الأيام إلى شهرين، فما بال قوم قد جاء أجلهم في تلك الأيام في البلاد المغربية، وما قدر ملك الموت على أن يصلهم على وقتهم، أنهم يموتون من غير أن يحضرهم قابض الأرواح أو تطيش سهام مناياهم بينوا إن كنتم صادقين.

﴿٤١﴾

لا يُقال إن ملك السموت قادر على أن يقبض نفوس المغربيين مع كونه مقيماً في المشرق. لأننا نقول إنه لو كان قادراً على مثل تلك الأفعال لما اضطر إلى النزول من السماء وما كان محتاجاً إلى سير الأرضين.

وإذا قبلتم وسلمتم أن ملكاً من الملائكة يتصرف على كل وجه الأرض مع كونه في بلدة من البلاد، ولا يشغله شأن عن شأن، ويتوفى المشرقي في المشرق مع كونه في المغرب، فأى حرج في ذلك أن تقول إن الملائكة مع كونهم في السماء يتصرفون في الأرض بإذن الله تعالى فأى ضرورة اشتدت لنزولهم مع كونهم قادرين على أن يتصرفوا في سكان مكان

مع كونهم فى مكان آخر من الأرضين.

وإن كنت تطلب منّا من مثل ينكشف به عليك مذهبنا فاعلم أنه أمرٌ أرفعُ وأبعدُ عن ضرب الأمثال، وقد يقال تقريباً لا تحقيقاً إن مثل نزول الملائكة إلى الأرض كمثل نجوم السماء. تنطبع أشكالها فى البحار والأنهار والحياض والمرايا التى قابلتها، والحق أن أمر النزول أمرٌ متعالٍ عن طور العقل وضرب الأمثال، وإن هو إلا خلق جديد من القادر الذى هو بكل خلقٍ عليمٌ، ولا تدرك الأبصار كُنْهَ حِكْمه وکوائف أسراره فتشبيهه نزول الملائكة بنزول الناس حمقٌ وضلالة، والإنكار منه إلحادٌ وزندقة، وقبول معنى يليق بشأن الملائكة الذين هم كجوارح الله معرفة تامة وصراط مستقيم، رزقها الله لنا ولجميع عباده الصالحين.

وهذا من أحسن العبارات عن معنى النزول الذى تشابه على أكثر الناس، فخذها منى شاكراً، فإنها من علوم نفثها الله فى روعى وشرح بها صدرى، وإنها هى السكينة التى تنطق على لسان المحذّثين حين يحتاج الخلق إلى إزالة أو هامهم، فتفكّر ولا تحدّ منه إن كنت تطلب سبل اليقين وقد جعلنى الله إماماً لحل تلك الغوامض، وإن كانت طبيعتى تأبى الإمامة وتأنف منها، ولكنه فعل كذلك فضلاً من لدنه ليحسّن إلى من كُذّب ولعن وكُفّر، ويحسّن إلى خلقه، وليرى الأعداء أنهم كانوا كاذبين مخدوعين، وليرزق أبناء الزمان علوما اقتضت طبائعهم كشفها، والله يفعل ما يشاء، ما كان للناس أن يسألوه عما فعل وهم من المسؤولين.

ووالذى نفسى بيده. إنه نظر إلى فقيلنى، وأحسن إلى وربانى،

وأعطاني من لدنه فهما سليما وعقلا مستقيما . وكم من نور قذف في قلبي، فعرفت من القرآن ما لم يعرف غيري، ودركت منه ما لا يُدرك مخالفني، ووصلت في فهمه إلى مرتبة تتقاصر عنها أفهام أكثر الناس، وإن هذا إلا إحسانه وهو خير المحسنين .
ومن اعتراضاتهم أنهم إذا قرأوا كتابي ” التوضيح “ ووجدوا فيه مكتوباً أن
لشمس والقمر والنجوم تأثيرات يُربى الله بها كل ما يوجد في الأرضين .
فاعترضوا عليّ وقالوا إن هذه العقيدة عقيدة فاسدة تخالف ما جاء في الأحاديث فيا حسرة عليهم! إنهم ما فهموا معنى الأحاديث، وما فهموا معنى قولي، وقاموا مستعجلين ظانين ظن السوء، وما استفسروا معنى كلماتي منى كدأب أهل الصلاح، بل امتلأوا غضباً وغيظاً، وردوا عليّ وكفروني وأطالوا الألسنة، وقلّسوا الانظار وأروا خبثهم وهتارهم، وما هتكوا إلا أستارهم، وما كانوا على جهلهم متبهيين .

فاعلموا يا أولى الأبصار الراقمة والبصائر الراققة، أنا ما كتبنا في كتاب شيئا يُخالف النصوص القرآنية أو الحديثية، وما تفوّهنا به يوماً من الدهر، وقد أعادنا الله من مثل ذلك، ولكنهم يعترضون قبل أن يفهموا، ويحسبوننا ضالين قبل أن يكونوا مهتدين . والله يعلم . ونشهد الثقلين أننا لا نعتقد أن أحداً من الشمس والقمر والنجوم فاعل مستقل في فعله ومؤثر بذاته، أو له اختيار في إفاضة التأثيرات أو له دخل إرادى في إيصال الأنوار وإنزال الأمطار وتربية الأبدان والأجسام والثمرات ولا نعتقد أن أحداً من تلك الأجرام النورانية يستحق الحمد والشكر والعبادة على إفاضته،

أو له منّة وإحسان على أهل الأرض مثقال ذرّة، أو هو يسمع دعاء الناس ويرضى عن الحامدين. ومن عزا إلينا أمراً من هذه الأمور فقد ظلمنا، والله يعلم أنه مفتر كذاب، ومُجاهرٌ بالبقحة والفريّة، ويتبع سبل الخادعين.

بل نؤمن ونعتقد أنّ الله أحد صمد، لا شريك له في ذاته ولا في جميع صفاته، لا في السماوات ولا في الأرضين. ومن أشرك بالله شيئاً من أشياء السماء أو الأرض فهو كافر مرتد عندنا، ومُفارقٌ لدين الإسلام، وداخل في المشركين.

ومع ذلك إنّنا نعتقد أنّ خواص الأشياء حق، وفيها تأثيرات بإذن العليم الحكيم الذي ما خلق شيئاً باطلاً، ونرى أنّ في كل شيء خاصية وأثراً أو دعه الله، حتى البعوضة والذباب والقمل والدود وما دونها، فكيف نظن أنّ خلق الشمس والقمر والنجوم هي أدنى من هذه الأشياء وما في طبائعها من خاصة ونفع للناس، وإنما هي باطلة الحقيقة، وخلقها الله كأشياء عبثٍ و ردّي ما أو دعها الله منفعة عظيمة لعباده إلا القليل الذي يقوم مقامه كثير من الأشياء، كما أنت تزعم في خلق النجوم وتقول إنّها علامات هادية للمسافرين. وأنت تعلم أنّ الناس قد صنعوا وعملوا لأنفسهم لأسفار برّهم وبحرهم طرقاً أخرى أغنتهم عن النجوم، بل ما بقى لهم حاجة إلى هذه العلامات أصلاً. ثم إذا أنصفت فوجب عليك أن تقول إنّ الناس لا يحتاجون إلى النجوم كلها ليتخذوها علامات عند أسفارهم إلا إلى كواكب معدودة، وأمّا النجوم التي كثرت عدتها في السماء حتى إنكم لا تستطيعون أن تعدوها. فأى حاجة للمسافرين إليها بينوا تؤجروا إن كنتم لدعواكم مبينين،

وإن لم تبيّنوا. ولن تبيّنوا. فاتقوا الله الذي لا يُحب المبطلين.

وكيف تظن أن الله خلق النجوم باطلة الحقيقة وما خلق فيها تأثيرات عجيبة وإنّا نرى خواصا وتأثيرات فى أدنى مخلوقاته. وكيف نعتقد أن الله الذى وشّح تلك الأجرام بالأنوار الظاهرة، وزينها بالصور المنيرة المشرقة المعجبة، لم يلتفت إلى أن يُودع بواطنها أنوارا أخرى. أعنى تأثيرات مما ينفع الناس؟ وقد سخّر الشمس والقمر والنجوم للناس، وأشار إلى أن كل منها خلق لمصالح العباد، وإلى أن وجود تلك الأجرام من أعظم إحساناته وتفضلاته. وإنه لم يذكر تأثيرات بعض الأشياء فى كتابه المحكم وأنها قد ثبتت عند أولى التجارب، فما لنا أن لا نفر بتأثيرات أشياء قد ذكرها الله تعالى فى القرآن العظيم، بل فضلها على أكثر النعماء وحث عباده على أن يفكروا فى خلق السماوات والأرض وآياتها وقال إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ. والحق أن تأثيرات الشمس والقمر والنجوم شىء يراه الخلق فى كل وقت وحين، ولا سبيل إلى إنكارها. مثلا اختلاف الفصول وطبائعها، وخصوصية كل فصل بأمراض مخصوصة ونباتات معروفة وحشرات مشهورة. شىء تعرفه فلا حاجة إلى تفصيلها. وأنت تعلم أنه إذا طلعت الشمس وفاضت الأنوار فلا شك لهذا الوقت تأثير فى النباتات والجمادات والحيوانات، ثم إذا هرم النهار وكاد جُرُفُ اليوم ينهار، ففي ذلك الوقت تأثيرات أخرى والحاصل أن لبعده الشمس وقربها أثرا جليئا وتأثيرات قوية فى الأشجار والأثمار والأحجار وأمزجة بنى آدم، ولا بد من أن نقرّ بها وإلا فأين نفرّ من

علوم حسية بديهة ثابتة عند كل قوم وكم من خواص القمر يعلمها الدهاقين وأرباب الفلاحة، فيا حسرة على الذين يقولون إننا نحن العلماء ثم يتكلمون كأرذل الجاهلين.

وقد اتفق الحكماء على أن أعدل أصناف الناس سگان خط الاستواء، وما هذا إلا لتأثير خاص يكون سببا لكمال صحتهم وزيادة فهمهم وحزمهم. ولا شك أن هذا من العلوم الحسية البديهة المرئية، ولا يُعرض عنه إلا الذي لا يحظى بسراج الحجة ويزيغ عن المحجة، فتعسا للمعرضين. وقد تقرر في ديننا أن بعض الأوقات مباركة تُجاب فيها الدعوات، وتُسمع فيها التضرعات. كليلة القدر وتُلت الأخير من الليل. وقال المحققون إن في الأوقات التي عُنيت للصلاة بركات مخفية فلذلك خصها الله للعبادات، فمن حافظ عليها وقضى كل صلاة بحضور القلب في وقتها فلا شك أنه يُعطى بركاتها ويصيبه حظ منها، وينال سعادة مطلوبة ويُنجى من بئس القرين. فتأمل هذا الموضوع حق التأمل فإنه موضع عظيم. ومن جد في الطلب وجاهد فتقارنه العناية والتوفيق والاجتناب، ويعصمه الله من الخذلان، ويجعله من الموفقين.

وإذا عرفت هذا. فإن كنت ذا قلب سليم فقد عرفت الحقيقة، وزالت عنك شكوك كثيرة وشبهات في هذا الباب، وانجابت غشاوة الاسترابة، وبانت أمارة الحق، وكُشف عنك الغمى، وهُديت إلى نور اليقين. وإن كنت لا يكفيك هذا، وتجد في نفسك طلب الزيادة في الإفصاح والإفصاح، فاعلم أن القرآن قد صرح بهذا في غير موضع، كقوله عز وجل فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَاتَا أُتِيَا طَائِعِينَ

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا^١، وكفوله يَنْزِلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ^٢، وكفوله يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ^٣، فهذه الآيات كلها تدل على أن الله الحكيم العليم الرحيم المتفضل خلق السماوات والأرض كذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ، واقتضت حكمته أن يجمعهما من حيث الفعل والانفعال، ويجعل بعضهما مؤثراً في بعض، وهذا معنى قوله فَقَالَ لَهَا وَ لِلْأَرْضِ أُنْتِ يَا . ففكّر في هذه الآية حق الفكر، ولا تفرط في جنب الله، وقم لكسب الحسنات وتلافى الهفوات قبل الوفاة، ولا تكن من الغافلين.

ثم انظر أنه تعالى قال في مقام آخر قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِيَاسًا^٤، وقال وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ^٥، وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ^٦، ومعلوم أن هذه الأشياء لا تنزل من السماء فما عزاها الله إليها إلا إشارة إلى أن العلة الأولى من العلل التي قدّر الله تعالى لخلق تلك الأشياء وتولدها وتكونها تأثيرات فلكية وشمسية وقمرية ونجمية، وأشار عز وجل في هذه الآيات إلى أن الأرض كامرأة والسماء كبعليها، ولا تتم فعل أحدهما إلا بالأخرى، فزوجهما حكمة من عنده وكان الله عليماً حكيماً.

فتدبّر في هذه الآيات بنظر عميق وكرّر النظر فيها، واعلم أن هذا الموضوع من أجلّ المواضيع لمن حققه وفهمه ونظره بدقة النظر. ويؤيد هذه الآيات قوله تعالى فَلَا أُقْسِمُ بِمَوْقِعِ التَّجْوَمِ^٧. وأنت تفهم أن في هذا القول إشارة إلى أن للنجوم ومواقعها دخل لتحسّس زمان النبوة ونزول الوحي، ولأجل ذلك قيل إن بعض النجوم لا يطلع إلا في وقت ظهور نبي من الأنبياء. فطوبى للذي يفهم إشارات الله ثم يقبلها كالتقاة، ولا يصول

١ حم السجدة: ١٣، ١٢، ٢ الطلاق: ١٣، ٣ السجدة: ٦، ٤ الاعراف: ٢٤، ٥ الحديد: ٢٢،

٦ الزمر: ٤، ٧ الواقعة: ٤٦

كالذي هو خليع الرسن ومديد الوسن ومن العصاة ومن المتكبرين.

وإن كنت ما سمعت من قبل بيانا واضحا كمثّل بياننا هذا. فلا تعجب من ذلك، فإن لكل موطن رجال، ولكل وقت مقال، وإن الله لا ينزل دقائق المعارف ولا يبسطها كل البسط إلا في وقت ضرورتها. وكم من لطائف ونكات تخفى من أهل زمان ثم يأتي وقت إظهارها في زمان آخر، فيبعث الله مجدداً في ذلك الوقت، وينطق محدث الوقت بتلك النكات، ويفصل مجملات اقتضت حالة الزمان تفصيلها، وتلقى على لسانه معارف كتاب الله التي قد جاء وقت تبينها، فيبينها للناس على وجه البصيرة بجأش متين. فيقبله الذي ركن من الدنيا إلى الله، ويعرض عنه الجاهل لغاوته وغلبة شقاوته، فاتق الله وكُن من الصالحين.

واعلم أن كثيرا من العلماء الراسخين ذهبوا إلى ما ذهبنا في تفسير هذه الآيات المتقدمة، وكانوا يعتقدون أن في الشمس والقمر والنجوم تأثيرات خلقها الله لمصالح عباده، كما قال الرازي في تفسيره الكبير وهو هذا: فإن الشمس سلطان النهار، والقمر سلطان الليل، ولولا الشمس لما حصلت الفصول الأربعة، ولولاها لاختلفت مصالح العالم بالكلية. وقد ذكرنا منافع الشمس والقمر بالاستقصاء في أول هذا الكتاب.

تم كلامه، فتفكر فيه ولا تمر بها كالنائمين.

وقال صاحب "حجة الله البالغة"

"أما الأنواء والنجوم فلا يبعد أن يكون لهما حقيقة، فإن الشرع إنما أتى بالنهاي

عن الاشتغال به لا نفى الحقيقة البتة. وإنما توارث من السلف الصالح ترك

الاشتغال به ودم المشتغلين وعدم القبول بتلك التأثيرات لا القول بالعدم أصلا

وإن منها ما يلحق البديهات الأوليّة كاختلاف الفصول باختلاف أحوال الشمس والقمر ونحو ذلك، ومنها ما يدل عليه الحدس والتجربة والرصد. كمثّل ما تدل هذه على حرارة الزنجبيل وبرودة الكافور. ولا يبعد أن يكون تأثيرها على وجهين. وجهٌ يُشبهه الطبائع، فكما أن لكل نوعٍ طبائعٍ مختصة به من الحر والبرد واليبوسة والرطوبة، بها يتمسك في دفع الأمراض. فكذلك للأفلاك والكواكب طبائع وخواص كحجر الشمس ورطوبة القمر، فإذا جاء ذلك الكوكب في محله ظهرت قوّته في الأرض. ألا تعلم أن المرارة إنما اختصت بعادات النساء وأخلاقهن بشيء يرجع إلى طبيعتها. وإن خَفِيَ إدراكها، والرجل إنما اختص بالجرأة والجهورية ونحوهما لمعنى في مزاجه، فلا تنكر أن يكون لحلول قوى الزهرة والمريخ بالأرض أثر كأثر هذه الطبائع الخفيّة. وثانيهما. وجهٌ يُشبهه قوّة روحانية مشتركة مع الطبيعة، وذلك مثل قوة نفسانية في الجنين من قِبَل أمّه وأبيه. والمواليد بالنسبة إلى السماوات والأرضين كالجنين بالنسبة إلى أبيه وأمّه، فتلك القوة تُهيء العالم لفيضانٍ صورة حيوانية ثم إنسانية. ولحللول تلك القوى بحسب الاتصالات الفلكية أنواع، ولكل نوع خواص، فأمعن قوم في هذا العلم فحصل لهم علم النجوم. يتعرّفون به الوقائع الآتية. غير أن القضاء إذا انعقد على خلافه جعل قوة الكواكب متصورةً بصورة أخرى قريبة من تلك الصورة، وأتم الله قضاءه من غير أن ينخرم نظام الكواكب في خواصها“.

تمّ كلامه، رحمه الله.

فانظر أيها العزيز. كان الله معك. إن هذا القائل بتأثير النجوم عالم ربّانى من علماء الهند، وكان هو مجدّد زمانه، وفضائله متبينة

فى هذه الديار، وهو إمام فى أعين الكبار والصغار، ولا يختلف فى علو شأنه أحد من المؤمنين. فويل للذين يطيلون لُسْنَهُم لتكفير المسلمين كالوَقاح المتسلطة، ولا يتفكرون فى كلماتِ أئمتِّهم، ويريدون أن يزيدوا الكفار ويُقلِّلوا أهل الإسلام، ويريدون أن يُلقُوا الأُمَّة فى فتنة صمَاء يكفر بعضهم بعضاً، ويبيعون الإيمان لفضالة المأكَل وثمالة المنهل، ويسقطون كالدباب على قَيْح ومُخاط وبراز الناس، ويتركون وَرْدًا وريحانًا ومِسْكَ وغنبرا وأنهارَ ماءٍ مَعِين. ثم اعلم أن الفضل الذى كتبنا قليلاً من كلامه قال فى ” فيوض الحرمين “ أزيد من هذا، فلنذكر قليلاً من عباراته التى فيها بيان تأثير النجوم والأفلاك، وهى هذه:

” ربما لم يكن الرجل شريفاً فى الأصل، ولكنه وُلِد فى زمان تقضى الاتصالات الفلكية يومئذ نباهةً نسبه. وأرى أن ذلك بنوع امتزاج زُحل مع الشمس والمشتري، بحيث يكون الزحل مرآةً ونورُ الشمس والمشتري منعكساً فيه، فحينئذ يكون. والله أعلم. براعة النسب والنباهة من أجله. ويكون ذلك الاتصال بحيث ينحفظ فى صورته المُفاضة حُكْم هذا الاتصال كما ينحفظ فى الأولاد أشكال الوالدين وتخطيطهما، وهذا الرجل ليس له شرفٌ موروث “.

ثم قال فى مقام آخر من كتابه ” الفيوض “

” هَاكَ مَا فَهَّمْنِي رَبِّي. أَنَّهُ يَجِيءُ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الْأُولَى نُقُولٌ وَتَوَسَّطَاتٌ وَزَيٌّ، وَمِنَ السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ قَوَاعِدُ مَنْضِبَةِ، فَتُكْتَبُ وَتُسَطَّرُ وَتُعَلَّمُ وَتُؤَثَّرُ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، وَتُوقَّرُ بِهَا الصُّدُورُ وَتُمَلَأُ بِهِ الصُّحُفُ، وَمِنَ السَّمَاءِ الثَّلَاثَةِ لَوْنٌ طَبَعِي، فَتَصِيرُ طَبِيعَتُهُ وَتَمِيلُ إِلَيْهِ الطَّبَائِعُ وَتَهِيجُ لَهَا حَمِيَّةَ مِنْهُمْ فَيَحْمُونَهَا وَيَنْصُرُونَهَا وَيَنْاضِلُونَ دُونَهَا، وَيَحْبُونَهَا كَحَبِّ الْأَمْوَالِ

والأولاد والأَنْفُس. ومن السماء الرابعة غلبة وقوة وتسخير، فيكون مسخراً لها أكبرُ الناس وأصاغرهم، علماؤهم وأمرأؤهم، ومن السماء الخامسة نكايَةٌ وشدة، فلن ترى منكراً لها إلا وقد امتُحن بالمحن، وابتلى بالبلايا ولُعن وعوقب كان من الغيب ناصرًا لها. ومن السماء السادسة هداية معظّمة، فيكون سبباً لاهتدائهم ومثابَةً للناس إلى كمالهم. ومن السابعة الشرف الدائم الذي كالندب في الحجر لا يزال حتى تُمرَّع أو صاله وتُقطع أجزاؤه. فهذه أركانٌ سبعة نلتُم في الملائِ الأعلى، فيكون جسداً سوى فيهم، فيُنْفَخ من التدلّي الأعظم جَدْبٌ فيها بمنزلة الروح في الجسد، فمن تلبّس بتلك الأذكار والأفكار، وتزيّن بذلك الزيّ شملته الرحمة الإلهية، وأتاه الجذب من فوقه ومن تحته ويمينه وشماله ومن حيث لا يحتسب. ثم يربّي هذا الطفل ساداتُ الملائِ الأعلى، ويخدمه الملائِ السافل، فلا يزال يتقرر أمره ويزداد شأنه، حتى يأتي أمر الله على ذلك. فهذه هي الطريقة، وقِسْ عليه المذهب في الفروع والأصول. فكل من ادّعى أن الله تعالى أعطى طريقة أو مذهباً ولم يكن الذي أعطى كما وصفنا فقد عجز عن معرفة الأمر على ما هو عليه. ثم ليس كل أحد يُقضى له بالطريقة، وليس عند الله جزاف ولا تخمين في شيء من الأشياء، بل إنما يعطى من جِبِلِّ مباركا زكيا فيه إمداد الأفلاك السبعة والملائِ الأعلى والسافل، وله رحمة خاصة من التدلي الأعظم. وكم من عارف عظيم المعرفة أو فاني باقي شديد الفناء سابغ البقاء ليس بمبارك وزكى فلا يُعطاهما. وكذلك لا يتعاطى حفظها كل أحد، بل لكل أمر رجلٌ خلق له ويُسرَّت جبلةٌ لذلك. وأما صورة ظهورها فنشأة أخرى وراء النشأة المتعارفة

حقيقتها بركة فائضة في الأعراس والأفعال“.

تمّ كلامه رحمه الله. فإن كَفَرْتَ أَحَدًا بهذه العقائد فكَفَرَهُ أَوْلًا، فإن الفضل للمتقدمين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن هذا الرجل يحقّر معجزات المسيح ويستهزء بها ويقول إنها ليست بشيء، ولو أردتُ لارى مثلها بل أكبر منها، ولكنى أكره ولا أتوجه إليها كالشائقين.

أما الجواب فاعلم أن المعجزة ليس من فعل العباد بل من أفعال الله تعالى، فما كان لرجل أن يقول أن أفعل كذا وكذا باختيارى وإرادتى. وما يفعل إنسان باختياره وإرادته وتدبيره فهو فعلٌ من أفعال الإنسان، ولا نسميه معجزة بل هو مكيدة أو سحر. فافهم يا أحمى. زادك الله رشدا. أنى ما قلت كما فهم المستعجلون، بل قلتُ متكلما بزى رجلٍ محمّدى نظراً على فضلٍ كان على سيّدنا محمد بن المصطفى خاتم النبيين.

وما ضحكْتُ على المسيح وما استهزأت بمعجزاته، بل كان مرادى من كلماتى كلها أنا أوتينا ديناً كاملاً ونبياً كاملاً، ولا شك أنا نحن خير أمة أخرجت للناس فكم من كمال يوجد فى الأنبياء بالإصالة، ويحصل لنا أفضل منه وأولى منه بالطريق الظلّى، وهذا فضل الله يؤتبه من يشاء. ألا ترى إلى قول رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ قال إن فى الجنة مكانا لا يناله إلا رجل واحد وأرجو أن أكون أنا هو، فبكى رجل من سماع هذا الكلام وقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم، لا أصبر على فراقك، ولا أستطيع أن تكون فى مكان وأنا فى مكان بعيد عنك محجوبا عن رؤية وجهك، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم أنت تكون معى وفى مكانى فانظر كيف فضّله على الأنبياء الذين لا يجدون ذلك المكان. ثم

انظر إلى قوله تعالى ودعائه الذي علمنا إهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم^١، فإننا أمرنا أن نقتدى الأنبياء كلهم ونطلب من الله كمالاتهم، ولما كانت كمالات الأنبياء كأجزاء متفرقة وأمرنا أن نطلبها كلها ونجمع مجموعة تلك الأجزاء في أنفسنا، فلزم أن يحصل لنا شيء بالظلية ومتابعة رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لم يحصل لفردٍ فردٍ من الأنبياء وقد اتفق علماء الإسلام أنه قد يوجد فضيلة جزئية في غير نبي لا توجد في نبي. ثم انظر إلى كلام ابن سيرين حين سُئل عن مرتبة المهدي. وقيل هو كأبي بكر في فضائله قال بل هو أفضل من بعض الأنبياء. وما اختلف اثنان من علماء هذه الأمة في أن الفضائل الظلية التي توجد في هذه الأمة قد تفوق بعض الفضائل التي توجد في الأنبياء بالأصالة، ولذلك قيل إن الأنبياء السابقين كانوا ينظرون إلى هذه الأمة بعين الغبطة، وتتمنى أكثرهم أن يكونوا منهم. فلو لم يكن في هذه الأمة شيء من أنواع الفضائل التي لم توجد في أنبياء بنى إسرائيل. فلم سألوا ربهم أن يجعلهم من هذه الأمة وأما كراهتنا من بعض معجزات المسيح فأمرٌ حق، وكيف لا نكره أموراً لا توجد حلتها في شريعتنا مثلاً. قد كُتب في إنجيل يوحنا الإصحاح الثاني أن عيسى دُعي مع أمه إلى العرس وجعل الماء خمراً من آنية ليشرّب الناس منها. فانظر. كيف لا نكره مثل هذه الآيات فإننا لا نشرب الخمر، ولا نحسبه شيئاً طيباً، فكيف نرضى بمثل هذه الآية؟ وكم من أمور كانت من سنن الأنبياء، ولكننا نكرهها ولا نرضى بها، فإن آدم. صفى الله. كان يُزوّج بنته ابنه ونحن لا نحسب هذا العمل حسناً طيباً في زماننا، بل كُنّا كارهين.

فلكلّ وقت حكم، ولكلّ أمة منهاج، وكذلك نكره أن يكون لنا آية خلق الطيور، فإن الله ما أعطى رسولنا هذا الإعجاز، وما خلق نبينا ذبابة فضلاً عن أن يخلق طيراً عظيماً. وكان السر في ذلك إعلاء كلمة التوحيد وتنجية الناس من كل ما هو كان محل الخطر، بل قد يكون كبذر الشرك. هذا ما كان مرادنا في كتابنا، وإنما الأعمال بالنيّات، فتدبّر ساعة، لعل الله يجعلك من المصدّقين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن هذا الرجل يحسب الملائكة أرواح الشمس والقمر والنجوم. أما الجواب فاعلم أنهم قد أخطأوا في هذا، والله يعلم أنى لا أجعل أرواح النجوم ملائكة، بل أعلم من ربّي أنّ الملائكة مدبّرات للشمس والقمر والنجوم وكلّ ما في السماء والأرض، وقد قال الله تعالى **إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ**، وقال **فَالْمَدَبِّرَاتِ أَمْرًا**^١. ومثل تلك الآيات كثير في القرآن، فطوبى للمتدبرين.

ومن اعتراضات المكفّرين أنهم قالوا إن هذا الرجل ادّعى النبوة وقال إنّي من النبيّين. أما الجواب فاعلم يا أخى أنى ما ادّعت النبوة وما قلت لهم إنى نبى، ولكن تعجّلوا وأخطأوا فى فهم قولى، وما فكروا حق الفكر بل اجتروا على نحت بهتان مبین. وتراهم يسارعون إلى التكفير ويكفّرون بعض المؤمنین ويخادعون البعض، ولا يخفى على الله ما فى صدور الظالمين. ومنهم من يعجب الناس قوله ويُقسّم بالله أنه على الحق وهو أول المبطلين. يلبس الحقّ بالباطل ويغطّي الصدق على الكذب، ويسعى سعى العفاريت، وينجس وجه الأرض بالتمويهات والتلبيسات، ويُفوق بمكره كل مكار، ثم يسمّى الصادقين دجالين.

وما قلت للناس إلا ما كتبت في كتبي من أنى محدث ويكلمنى الله كما يكلم
المحدثين. والله يعلم أنه أعطانى هذه المرتبة، فكيف أرد ما أعطانى الله ورزقنى من
رزق.. أعرض عن فيض رب العالمين وما كان لى أن ادعى النبوة وأخرج من
الإسلام وألحق بقوم كافرين. وها إنسى لا أصدق إلهاماً من إلهاماتى إلا بعد أن
أعرضه على كتاب الله، وأعلم أنه كل ما يخالف القرآن فهو كذب وإلحاد وزندقة،
فكيف ادعى النبوة وأنا من المسلمين؟ وأحمد الله على أنى ما وجدت إلهاماً من
إلهاماتى يخالف كتاب الله، بل وجدت كلها موافقا بكتاب رب العالمين.

ومن الناس من يقول إن باب الإلهام مسدود على هذه الأمة، وما تدبر فى
القرآن حق التدبر، وما لقى المُلهمين. فاعلم أيها الرشيد أن هذا القول باطل
بالبداهة، ويخالف الكتاب والسنة وشهادات الصالحين. أما كتاب الله. فأنت تقرأ
فى القرآن الكريم آياتٍ تؤيد قولنا هذا، وقد أخبر الله تعالى فى كتابه المحكم عن
بعض رجال ونساء كلهم ربهم وخاطبهم وأمرهم ونهاهم، وما كانوا من الأنبياء ولا
رسل رب العالمين. ألا تقرأ فى القرآن لَا تَخَافْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا آتَاؤُهُ إِلَيْكَ
وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

فتدبر أيها المنصف العاقل كيف لا يجوز مكالمات الله ببعض رجال
هذه الأمة التى هى خير الأمم وقد كلم الله نساء قوم خلوا من قبلكم، وقد
أتاكم مثل الأولين فإن كان بعض الناس فى شك من إلهامى، وكان لهم
عجب من أن يخاطب الله أحدا من هذه الأمة ويكلمه من غير أن يكون نبياً.
فلم لا يحكمون القرآن فيما شجر بينهم؟ ولم لا يردون الأمر إلى الله
ورسوله إن كانوا مؤمنين وقد قال الله تعالى: لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ

الدُّنْيَا، وَقَالَ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا
وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ - نَحْنُ أَوْلِيُّكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ^١، وَقَالَ
يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرٍ عَلَى مَنْ يُشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ^٢، وَقَالَ يَجْعَلُ لَكُمْ
فُرْقَانًا^٣، وَيَجْعَلُ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ^٤. فالنور. الذى هو الأمر الفارق بين
خواص عباد الله وبين عباد آخرين. هو الإلهام والكشف والتحديث، وعلوم
غامضة دقيقة تنزل على قلوب الخواص من عند الله. وكذلك قال عز وجل
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا - وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ^٥. وأنت تعلم
أن الذين يصلون مقامات الكمال من الاتقاء وخوف هجر الرب، لا يبقى لهم هم
واهتمام فى فكر الرزق الذى هو حظ الجسم. أعنى الخبز واللحم وأنواع
الطعام والشراب والألبسة، بل ينهضون لاكتساب الأموال الروحانية، ويُجذب
قلوبهم وروحهم وشوقهم إلى المولى، وإلى رزق يزيد لهم يقيناً ومعرفةً
ويُدخلهم فى الواصلين. ولا يريدون الدنيا وشهواتها ولذاتها، وما كان أعظم
مراداتهم الدنيا ولا أن يأكلوا ويشربوا ويتلفوا أعمارهم فى الخضم والقضم،
ويعيشوا كالمترفين. فالرزق الذى هو مُراد رجالِ أُولَى التَّقْوَى إنما هو فيوض
الغيب من الكشف والإلهام والمخاطبات، ليلبغوا مراتب اليقين كلها، ويدخلوا
فى عباد الله العارفين. فقد وعد الله لهم وقال مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا -
وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ، وأما الذين يظنون أن الرزق منحصر فى
التنعمات الجسمانية، فقد أخطأوا خطأً كبيراً، وما تدبروا فى القرآن حق التدبر،
وكانوا من الغافلين.

١ يونس: ٦٥ ٢ حم السجدة: ٣١، ٣٢ ٣ المؤمن: ١٦ ٤ الانفال: ٣٠

٥ الحديد: ٢٩ ٦ الطلاق: ٣، ٢

وكذلك قوله تعالى اذ يوحى ربك الى الملائكة اني معكم فثبتوا الذين امنوا^١، أى هاتوا قلوبهم وألقوا فيها كلمات الثبوت، يعنى قولوا لا تخافوا ولا تحزنوا، وكمثله من كلمات تطمئن بها قلوبهم. فهذه الآيات كلها تدل على أن الله قد يكلم أولياءه ويخاطبهم ليزداد يقينهم وبصيرتهم وليكونوا من المطمئنين.

وكذلك علم الله عباده دعاء إهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم^٢ غير المغضوب عليهم ولا الضالين^٣، ومعلوم أن من أنواع الهداية كشف وإلهام ورؤيا سالحة ومكالمات ومخاطبات وتحديث لينكشف بها غوامض القرآن ويزداد اليقين، بل لا معنى للإنعام من غير هذه الفيوض السماوية، فإنها أصل المقاصد للسالكين الذين يريدون أن تنكشف عليهم دقائق المعرفة، ويعرفوا ربهم فى هذه الدنيا، ويزدادوا حُبًا وإيمانًا، ويصلوا محبوبهم متبتلين.

فأجل ذلك. حثَّ الله عباده على أن يطلبوا هذا الإنعام من حضرته، فإنه كان عليهم بما فى قلوبهم من عطش الوصال واليقين والمعرفة، فرحمهم وأمدَّ كلَّ معرفة لطلالين، ثم أمرهم ليطلبوها فى الصباح والمساء والليل والنهار، وما أمرهم إلا بعدما رضى بإعطاء هذه النعماء، بل بعدما قدَّر لهم أن يُرزقوا منها، وبعدهما جعلهم ورثاء الأنبياء الذين أوتوا من قبلهم كلَّ نعمة الهداية على طريق الأصالة. فانظر كيف منَّ الله علينا. وأمرنا فى أم الكتاب لنطلب فيه هدايات الأنبياء كُلهما، ليكشف علينا كل ما كشف عليهم، ولكن بالاتباع والظلية، وعلى قدر ظروف الاستعدادات والهمم. فكيف نردَّ نعمة الله التى أُعدت لنا إن كنا طلباء الهداية؟ وكيف نُكرها بعدما أخبرنا عن أصدق الصادقين.

وأما ما ثبت من سنة رسول الله وآثاره في هذا الباب فاعلم أنه قال صلى الله عليه وسلم لقد كان فيمن كان قبلكم من بنى إسرائيل رجال يكلمون من غير أن يكونوا أنبياء، فإن يك في أمتي منهم أحد فعمرو. وقال قد كان فيما مضى قبلكم من الأمم محدثون، وإنه إن كان في أمتي هذه منهم فإنه عمر بن الخطاب. وجاء في البخاري في آية وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي إلا إذا تمى^١... الآية عن ابن عباس أنه كان يزيد فيه "ولا محدث"، يعني يقرأ وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي ولا محدث. وتجد هذا الذكر مفصلاً في "فتح الباري"، فلا تعرض عن الحق بعدما جاءك، وتدبر مع المتدبرين.

وإني كتبت في بعض كتبي أن مقام التحديث أشد تشبهاً بمقام النبوة، ولا فرق إلا فرق القوة والفعل. وما فهموا قولي وقالوا إن هذا الرجل يدعى النبوة، والله يعلم أن قولهم هذا كذب بحت، لا يمازجه شيء من الصدق، ولا أصل له أصلاً، وما نحتوه إلا ليهيجوا الناس على التكفير والسب واللعن والطعن، وينهضوا هم للعناد والفساد، ويفرقوا بين المؤمنين.

وإني والله أو من بالله ورسوله، وأؤ من بأنه خاتم النبيين. نعم، قلت إن أجزاء النبوة توجد في التحديث كلها، ولكن بالقوة لا بالفعل، فالمحدث نبي بالقوة، ولو لم يكن سداً باب النبوة لكان نبياً بالفعل، وجاز على هذا أن نقول النبي محدث على وجه الكمال، لأنه جامع لجميع كمالاته على الوجه الأتم الأبلغ بالفعل، وكذلك جاز أن نقول إن المحدث نبي بناءً على استعداده الباطني أعني أن المحدث نبي بالقوة، وكمالات النبوة جميعها مخفية مضمرة في التحديث، وما حبس

ظهورها وخروجها إلى الفعل إلا سدّ باب النبوة. وإلى ذلك أشار النبي صلى الله عليه وسلم في قوله: "لو كان بعدى نبي لكان عمر" وما قال هذا إلا بناءً على أن عمر كان محدّثاً، فأشار إلى أن مادة النبوة وبذرها يكون موجوداً في التحديث، ولكن الله ما شاء أن يُخرجها من مَكْمَنِ القوة إلى حَيِّزِ الفعل، وإلى ذلك إشارة في قراءة ابن عباس وما أرسلنا من رسول ولا نبي ولا محدّث، فانظر كيف أدخل الرّسل والنبيّون والمحدّثون في هذه القراءة في شأن واحد، ويبيّن الله أن كلّهم من المحفوظين ومن المرسلين.

ولا شك أن التحديث موهبة مجردة لا تُنال بكسب البتّة. كما هو شأن النبوة، ويُكلّم الله المحدّثين كما يُكلّم النبيين، ويرسل المحدّثين كما يرسل الرسل، ويشرب المحدّث من عين يشرب فيها النبيّ، فلا شك أنه نبيّ لو لا سدّ الباب، وهذا هو السرّ في أن رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سمى الفاروق محدّثاً فقفي على أثره قوله لو كان بعدى نبي لكان عمر، وما كان هذا إلا إشارة إلى أن المحدّث يجمع كمالات النبوة في نفسه، ولا فرق إلا فرق الظاهر والباطن، والقوة والفعل. فالنبوة شجرة موجودة في الخارج مثمرة بالغة إلى حدّها، والتحديث كمثّل بذر فيه يوجد في القوة كلّ ما يوجد في الشجر بالفعل وفي الخارج. وهذا مثال واضح للذين يطلبون معارف الدّين، وإلى هذا أشار رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل، والمراد من العلماء المحدّثون الذين يُؤتَوْنَ العلم من لدن ربهم ويكونون من المكّمين.

وقد استصعب الفرق بين التحديث والنبوة على بعض الناس، فالحق أن بينهما فرق القوة والفعل كما بينتُ آنفاً في مثال الشجرة وبذرها،

فخُذْهَا مِنِّي وَلَا تَخَفْ إِلَّا اللَّهَ، وادْعُوا اللَّهَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْعَارِفِينَ. هذا ما قلنا في بعض كتبنا استنباطاً من الأحاديث النبوية والقرآن الكريم، وما قال بعض السلف فهو أكبر من هذا، ألا ترى إلى قول ابن سيرين أنه ذُكر المهدي عنده وسئل عنه هل هو أفضل من أبي بكر فقال ما أبو بكر هو أفضل من بعض النبيين!

هذا ما كتب صاحب "فتح البيان" صدِّيق حسن في كتابه "الحُجَج" ومثله أقوال أخرى ولكننا نتركها خوفاً من الإطناب وعليك أن تدقق النظر بالإنصاف الكامل ليتضح لك الحق الحقيقي وتكون من الفائزين. وقد بينت لك كل ما هو كلمة الكفر في أعين المستعجلين، فانظر. أين هذا وأين ادعاء النبوة؟ فلا تظن يا أخي أني قلت كلمة فيه رائحة ادعاء النبوة كما فهم المتهورون في إيماني وعرضي، بل كل ما قلت إنما قلتها تبييناً لمعارف القرآن ودقائقه، وإنما الأعمال بالنيات ومعاد الله أن ادعى النبوة بعدما جعل الله نبينا وسيدنا محمداً المصطفى صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن المسيح الموعود لا يأتي إلا عند قرب القيامة وظهور أماراتها الكبرى. يعني ظهور يأجوج ومأجوج، ودابة الأرض، والدجال الذي تسيير معه الجنة والنار، وطلوع الشمس من مغربها، وما ظهر شيء من هذه العلامات. فمن أين جاء المسيح الموعود مع عدم مجيء آيات أخرى؟ وكيف يطمئن القلب على هذا وكيف يحصل الثلج واليقين؟

أما الجواب فاعلم أن هذه الأنبياء قد تمت كلها، ووقعت كما كان في الآثار المنتقاة المدونة عن الثقات، ولكن الناس ما عرفوها وكانوا غافلين.

والكلام المفصل في ذلك أن أمارات القيامة على قسمين: الأمارات الصغرى،

والآمارات الكبرى. أما الآمارات الصغرى فقد تبدو وتظهر على صورتها الظاهرة، وقد تنكشف وجودها في حُلل الاستعارات. ولكن الآمارات الكبرى فلا تظهر على صورتها الظاهرة أصلاً، ولا بد فيها أن تظهر في حُلل الاستعارات والمجازات.

والسر في هذا الأمر أن الساعة لا تأتي إلا بغتة كما قال الله تعالى يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا يُوقِتُهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ^١

وقال في مقام آخر أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعِيَ .. بَل تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً قَبْلَهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ^٢

وقال كذلك سَلَكَنَا فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ - لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّى يَرُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ - فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ^٣

وقال هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ^٤

وقال وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مَرِيَةٍ مِّنْهُ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يَوْمٍ عَقِيمٍ^٥

فثبت من قوله عزّ وجلّ. أعنى ولا يزال الذين كفروا في مَرِيَةٍ مِنْهُ

أن العلامات القطعية المزيلة للمرية، والآمارات الظاهرة الناطقة الدالة على قرب القيامة. لا تظهر أبداً، وإنما تظهر آيات نظرية التي تحتاج إلى التأويلات، ولا تظهر إلا في حُلل الاستعارات، وإلا فكيف يمكن أن تنفتح

أبواب السماء وينزل منها عيسى أمام أعين الناس وفي يده حربة، وتنزل الملائكة معه، وتنشق الأرض وتخرج منها دابة عجيبة تكلم الناس أن الذين

عند الله هو الإسلام، ويخرج يأجوج ومأجوج بصورهم الغريبة وآذانهم الطويلة، ويخرج حمار الدجال ويرى الناس ”بين أذنيه سبعون باعاً“، ويخرج الدجال ويرى الناس الجنة والنار معه والخزائن التي تتبعه، وتطلع الشمس من مغربها كما أخبر عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم، ويسمع الخلق أصواتا متواترة عن السماء أن المهدي خليفة الله، ومع ذلك يبقى الشك والشبهة في قلوب الكافرين.

ولأجل ذلك كتبت في كتبي غير مرة أن هذه كلها استعارات وما أراد الله بها إلا ابتلاء الناس ليعلم من يعرفها بنور القلب ومن يكون من الضالين. ولو فرضنا أنها تظهر بصورها الظاهرة فلا شك أن من ثمراتها الضرورية أن يرتفع الشك والشبهة والمصرية من قلوب الناس كلهم كما يرتفع في يوم القيامة، فإذا زالت الشكوك ورُفعت الحجب فأى فرق بقي بعد انكشاف هذه العلامات المهمة الغريبة في تلك الأيام وفي يوم القيامة؟

انظر أيها العاقل أنه إذا رأى الناس رجلاً نازلاً من السماء وفي يده حربة ومعه ملائكة الذين كانوا غائبين من بدء الدنيا وكان الناس يشكون في وجودهم، فنزلوا وشهدوا أن الرسول حق، وكذلك سمع الناس صوت الله من السماء أن المهدي خليفة الله، وقرأوا لفظ ”الكافر“ في جبهة الدجال، ورأوا أن الشمس قد طلعت من المغرب، وانشقت الأرض وخرجت منها دابة الأرض التي قدمه في الأرض ورأسه تمسّ السماء، ووسمت المؤمن والكافر، وكتبت ما بين عينهم مؤمن أو كافر، وشهدت بأعلى صوتها بأن الإسلام حق، وحصص الحق وبرق من كل جهة، وتبينت أنوار صدق الإسلام حتى شهد البهائم والسياع والعقارب

على صدقه، فكيف يمكن أن يبقى كافر على وجه الأرض بعد رؤية هذه الآيات العظيمة، أو يبقى شك في الله وفي يوم الساعة؟ فإن العلوم الحسّية البديهة شيء يقبله كافر ومؤمن، ولا يختلف فيه أحد من الذين أعطوا قوى الإنسانية؛ مثلاً إذا كان النهار موجوداً والشمس طالعة والناس مستيقظين فلا يُنكره أحد من الكافرين والمؤمنين. فكذلك إذا رُفعت الحجب كلها، وتواترت الشهادات، وتظاهرت الآيات، وظهرت المخفّيات، وتنزلت الملائكة، وسُمعت أصوات السماء، فأى تفاوت بقيت بين تلك الأيام وبين يوم القيامة، وأى مفرّ بقي للمنكرين؟ فلزم من ذلك أن يُسلم الكفار كلهم في تلك الأيام، ولا يبقى لهم شك في الساعة؛ ولكن القرآن قد قال غير مرة إن الكفار يقولون على كفرهم إلى يوم القيامة، ويقولون في مريتهم وشكهم في الساعة حتى تأتيهم الساعة بغتة وهم لا يشعرون. ولفظ "البغنة" تدل بدلالة واضحة على أن العلامات القطعية التي لا تبقى شك بعده، على وقوع القيامة لا تظهر أبداً، ولا تجليها الله بحيث تُرفع الحجب كلها وتكون تلك الأمارات مرآة يقينية لرؤية القيامة، بل يبقى الأمر نظرياً إلى يوم القيامة، والأمارات تظهر كلها ولكن لا كالأمر البديهي الذي لا مفر من قبوله، بل كأمر ينتفع منها العاقلون، ولا يمسّها الجاهلون المتعصبون، فتدبّر في هذا المقام فإنه تبصرة للمتدبّرين.

﴿٨٥﴾

وأنت تعلم أن هذه الأنباء كلها. كخروج دابة الأرض ويأجوج ومأجوج وغيرها، قد اختلفت الآثار في تبيينها، ولم تُبيّن على نهج واحد، حتى إن بعض الصحابة زعموا أن دابة الأرض على رضى الله عنه، فقيل له إن الناس يظنون

أنك أنت دابة الأرض، فقال ألا تعلمون أنه إنسان ومعه لوازم بعض الحيوانات، ولها وبر وريش، وشيء فيه كالطير، وشيء فيه كالسباع، وشيء فيه كالبهائم، وهو يسعى كمثل فرس ضليع ثلاث مرة ولم يخرج إلا أقل من ثلثيه، وما أنا إلا إنسان بحثت ليس على جلدى وبر ولا ريش. فكيف أكون دابة الأرض؟ وقال بعض الناس إن دابة الأرض التى ذكره القرآن هو اسم الجنس لا اسم شخص معين، فإذا انشقت الأرض فيخرج منه ألوف من دواب الأرض سُمى كل واحد منها دابة الأرض. لهم صور كصور الإنسان وأبدان كأبدان السباع والكلاب والبهائم. وقيل إنها حيوان لها عنق طويلة. يراها المغربى كما يراها المشرقى، ولها مناقير الطيور، وهى حيوان أصوف ذات زغب وذات وبر وريش، وفيها من كل لون من ألوان الدواب، ولها أربع قوائم، وفيها من كل أمة سيمى، وسماها من هذه الأمة أنها تكلم الناس بلسان عربى مبين، تكلمهم بكلامهم. هذا قول ابن عباس. وجاء من أبى هريرة أنها ذات عصب وريش، وأن فيها من كل لون، ما بين قرنها فرسخ للراكب المجدد. وعن ابن عمر قال إنها زغباء ذات وبر وريش. وعن حذيفة قال إنها سلمعة ذات وبر وريش، لن يدركها طالب ولا يفوتها هارب. وعن عمرو بن العاص قال إنها حيوان طويل القامة، رأسه يبلغ السماء ويمسها ولم يخرج رجلاه من الأرض، وإنها لتخرج كجرى الفرس ثلاثة أيام لم يخرج ثلثا، وعن ابن زبير قال هى دابة رأسها كراس البقر، وعينها كعين الخنزير، وأذنها كأذن الفيل، وقرنها كقرن الأيل، وعنقها كعنق النعامة، وصدرها كصدر الأسد، ولونها كلون النمر، وخاصرها كخاصر السنور، وذنبها

كذنب المعيز، وأرجلها كقوائم الإبل، وما بين مفصليها اثنا عشر ذراعاً. وعن
عاصم بن حبيب بن اصبهان قال رأيت علياً يقول إن دابة الأرض تأكل بفيها
وتتكلم من إسطها. وجاء في بعض الأحاديث أنها تخرج ويكون معها عصا موسى
وخاتم سليمان بن داود، وينادي بأعلى صوت أن الناس كانوا بآياتنا غافلين، وتسم
المؤمن والكافر. أما المؤمن فيبرق وجهه بعد الوسم كالنجم الدرّي، وتكتب
اللدابة ما بين عينيه لفظ المؤمن، وأما الكافر فتكتب ما بين عينيه لفظ الكافر
كنقطة سوداء. وجاء في رواية أن لها صوتاً عالٍ يسمعا كل من هو في الخافقين،
وهي تقتل إبليس وتمزقه. وفي مواضع خروجها وأزمة ظهورها اختلافات عجيبة
تركنا ذكرها اجتناباً من طول الكلام. وقالوا إنها تخرج في زمان واحد من أمكنة
متعددة. تخرج من أرض مكة، وتخرج من أرض المدينة، وتخرج من أرض
اليمن، فيرى صورته في الأمكنة المختلفة بطور خرق العادة في الصور المثالية.
فمن ههنا يثبت عالم المثال. وأعجبنى أن علماءنا قد جوزوا هذه الصور المثالية
في خروج دابة الأرض، وقالوا إن لها تكون قدرة على كونها موجودة في
المشرق والمغرب في آن واحد، وهم لا يجوزون هذه القدرة للملائكة،
ويقولون إنهم إذا نزلوا من السماء فلا بد من أن تبقى السماوات خالية منهم، وإن
هذا إلا حمق مبين.

هذا ما جاء في حال دابة الأرض في كتب الأحاديث مع اختلافات
وتناقضات حتى إن أكثر الصحابة ظنوا أنه إنسان فقط، ولأجل ذلك
حسبوا أن علياً هو دابة الأرض. ومن أعجب العجائب أن بعض
الأحاديث تدل على أن دابة الأرض مؤمنة تؤيد المؤمنين وتخزي

الكافرين، وتشهد أن دين الإسلام حق، حتى إنها تقتل إبليس وتمزّقه، وبعض الأحاديث يدل على أنها امرأة كافرة خادمة للشيطان وجساسة للدجال وليس فيها خير؛ فلا يمكن التوفيق بينهما إلا أن نقول إن المراد من دابة الأرض علماء السوء الذين يشهدون بأقوالهم أن الرسول حق والقرآن حق، ثم يعملون الخبائث ويخدمون الدجال، كأن وجودهم من الجزئين. جزء مع الإسلام وجزء مع الكفر، أقوالهم كأقوال المؤمنين، وأفعالهم كأفعال الكافرين. فأخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أنهم يكثرون في آخر الزمان، وسُمّوا دابة الأرض لأنهم أخلدوا إلى الأرض، وما أرادوا أن يُرفعوا إلى السماء، واطمأنوا بالدنيا وشهواتها، وما بقى لهم قلب كالإنسان، واجتمعت فيهم عادات السباع والخنازير والكلاب. تراهم مستكبرين متبخترين كأنهم بلغوا السماء ومسّوها، ولم تخرج أرجلهم من الأرض من شدة انتكاسهم إلى الدنيا، فهم كالذى شدّد أسره والمسجونين. يكلمون الناس من الإست لا من الأفواه، يعنى ولا تجد في كلماتهم طهارة وبركة واستقامة ونورانية ككلمات الصالحين. ☆

☆ قال قائل لو كان هذا هو الحق... أن دابة الأرض هي طائفة علماء هذا الزمان، فيلزم أن يكون تكفيرهم حقاً وصدقاً، فإن من شأن دابة الأرض أنها تسم المؤمنين والكافر، فمن جعله الدابة كافراً (يشير المعترض إلينا) فعليكم أن تقرّوا بكفره، فإن التكفير بمنزلة الوسم من دابة الأرض. فيقال في جواب هذا المعترض إن المراد من الوسم إظهار كفر كافر وإيمان مؤمن، فهذا الإظهار على نوعين قد يكون بالأقوال وقد يكون بالأفعال ونتائجها. وقد جرت سنة الله أنه قد يجعل الكافرين والفاستقين علةً موجبة لظهور أنوار إيمان أنبيائه وأوليائه، ألا ترى إلى سيدنا ونبينا محمد المصطفى صلعم كيف كانت

ومن اعتراضاتهم ما قيل إن بعض أجل مشائخهم قال إنى رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المنام وسألته عن هذا الرجل (يعنى عن المؤلف) أهو كاذب أم صادق؟ فقال صادق ومن عند الله، ولكن الله يمازحه ☆. أما الجواب فاعلم أن ذلك الشيخ قد أرسل إلى رسولين من عنده، كان اسم أحدهما الخليفة عبد اللطيف، واسم الثانى الخليفة عبد الله العرب، فجاء إلى فى مقام فيروزفور وقالوا قد أرسلنا إليك شيخنا صاحب العلم يقول إنى رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واستفسرته فى أمرك وقلت بين لى يا رسول الله أهو كاذب مفترى أم صادق؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنه صادق ومن عند الله. فعرفت أنك على حق مبین. وبعد

﴿٨٤﴾

☆ اسم هذا الشيخ: پير صاحب العلم، ويسكن فى بعض بلاد السنده وسمعت أنه من مشاهير مشائخ تلك البلاد وجماعة مبايعيه قريب من مائة ألف أو يزيدون. منه

عداوة أبى جهل وأمثاله موجبة لإنارة صدقه وضياء إيمانه؟ ولو لم يكن أبو جهل وإخوانه من المعادين لبقى كثير من أنوار الصدق المحمدى فى مكنم الاختفاء، فإذا أراد الله أن يظهر صدق نبيه صلعم بين الناس فجعل له الحاسدين المعاندين المعادين فى الأرض كأبى جهل وشياطين آخرين، فمكروا كل المكر وآذوا كل الإيذاء، وسعوا لإطفاء أنوار نزلت من السماء، فعجزوا عن ذلك، وجاء الحق وزهق الباطل، وظهر أمر الله ولو كانوا كارهين فجاز أن يقال إن أبى جهل وأمثاله كانوا سببا لظهور صدق المصطفى وإيمانه الطيب وأنواره العليا، فكذلك نقول إن دابة الأرض التى هى خادمة الشيطان. أعنى التى تتكلم بالإست لا بالفم كالصالحين من نوع الإنسان. هى تسم المؤمن بمعنى أنها تظهر أنوار إيمانه كما أظهر أبو جهل أنوار إيمان خاتم النبیین. فتفكر ولا تكن كالمعتوه والمجانين. منه

ذلك لا نشك في أمرك ولا نرتاب في شأنك، ونعمل كما تأمر، فإن أمرتنا أن
أذهبوا إلى بلاد الأمريكة فإننا نذهب إليها، وما تكون لنا خيرة في أمرنا، وستجدنا إن
شاء الله من المطاوعين.

هذا ما قال رسولاه وكانا من شرفاء القوم، بل الذي كان اسمه عبد الله العرب
هو من مشاهير التجار، ومن الله عليه بأموال كثيرة وباقيات صالحة، وأظن أنه رجل
صالح لا يكذب، وقد أنفق مالا كثيرا في سبيل الله ومهمات الدين، وله هم كثير
لإعلاء كلمة الإسلام، وما جاءني إلا على قدم الصدق والإخلاص، وما جاء إلا
بعدهما أرسلهما شيخهما، ففكر ديانةً وإنصافاً. أرسلهما شيخهما من ديار بعيدة على
تحمل مصارف السبيل وتكاليف السفر في أيام الشتاء ليبلغا منه كلمة المزاح،
ويؤذبا. على خلاف السنة. أهل الصلاح؟ وإنهما حيان موجودان، والشيخ حي
موجود، فاسألتهما وشيخهما إن كنت من المرتابين. ومع ذلك نسبة المزاح إلى
الله تعالى قول ترى حقيقته، وأنت تعلم أن المزاح نوع من الكذب، ولا يصح عليه
سبحانه الكذب، فإنه رجس ومن النقائص، والنقائص كلها تستحيل عليه تعالى ذاتاً.
عقلاً وعرفاً، وقد اتفق العلماء على أن الله تعالى لا يكذب ولا يخلف الميعاد،
والكذب عليه مُحال لما فيه من أمانة العجز أو الجهل أو العبث، ولما فيه زيادة
ونقص، ويتعالى الله عن النقائص كلها وكل أنواعها وجواز الكذب في أخباره تعالى
ووحيه وإلهامه يُفضى إلى مفاصد لا تُحصى؛ قال في شرح المواقف ويمتنع عليه
الكذب اتفاقاً، ولو كان الله كاذباً لكان كذبه قديماً إذ لا يقوم الحادث بذاته

تعالى، فكيف يكون الكذب من صفاته القديمة وهو أصدق الصادقين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا قد ثبت من القرآن أن عيسى عليه السلام رُفِعَ إلى السماء غير مقتول ولا مصلوب، وجاء في الأحاديث أنه سينزل [☆] ويقتل الدجال، ويتزوج ويولد له، ثم يموت فيُدفن في قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم. وقد جاء في بعض الأحاديث أنه لم يمّت، وقد انعقد الإجماع على مجيئه قبل موته في زمان يبعث الله المهدي فيه، ويدعو على يأجوج ومأجوج فيموتون بدعائه، فكيف يمكن الإنكار من هذه الأحاديث التي اتّفق عليها السلف والخلف والصحابة والتابعون والأئمة وأكابر المحدثين؟ أمّا الجواب فاعلم أن وفاة عيسى ثابتة بالآيات التي هي قطعية الدلالة، لأن القرآن ما استعمل لفظ التوفى إلا للإماتة والإهلاك، وصدّق ذلك المعنى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم وشهد عليه رجل من الصحابة الذي كان أعلم بلغات قومه، وكان استنبط علم التفسير ووضعها، وكان له اليد الطولى والقدح المُمعَلّى في تحقيق لسان العرب وكان من العارفين. وأمّا شهادته. فكما جاء في البخارى متوفيك مميتك، وقال العيني شارح البخارى رواه ابن أبى حاتم عن أبيه، قال حدثنا أبو صالح حدثنا معاوية عن عليّ بن أبى طلحة عن ابن عباس قال متوفيك مميتك. ثم اعلم أن ادعاء

☆ الحاشية : ولو كان عيسى راجعا إلى الدنيا بعد الرفع لقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والله ليوشكنّ أن يرجع، ولكنه قال والله ليوشكنّ أن ينزل، فترك رسول الله صلى الله عليه وسلم لفظ الرجوع واختياره لفظ النزول دليل قوى على أنه أراد من عيسى رجلا آخر، لا عيسى الذى هو نبي الله ابن مريم. منه

الإجماع فى عقيدة رفع عيسى حياً بجسمه العنصرى باطل وكذب صريح قال ابن الأثير فى كتابه "الكامل" إن أهل العلم قد اختلفوا فى عيسى هل رُفِعَ قبل الموت أو بعده، فبعضهم ذهبوا إلى أنه رُفِعَ قبل الموت، وبعضهم ذهبوا إلى أنه مات إلى ثلاث ساعات أو سبع ساعات، وذهب فريق من المعتزلة والجهمية أنه ما رُفِعَ بجسمه العنصرى بل مات ورُفِعَ بالرفع الروحانى، وما يكون نزوله إلا نزولاً روحانياً كما كان الرفع روحانياً. وقد أثبت البخارى موته فى صحيحه بكتاب الله وحديث رسوله وقول بعض الصحابة. فأين ثبت الإجماع على رفعه حياً وعدم موته وكذلك ما اتفق المسلمون على دفنه فى قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال العينى فى شرح البخارى قيل يُدفن فى الأرض المقدسة وكذلك اختلف فى موضع نزوله، وفى حديث ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول "ينزل أخى عيسى ابن مريم على جبل أفيق إماماً هادياً حكماً عادلاً، بيده حربَةٌ لقتل الدجال، وتضع الحرب أوزارها". وأخرج نعيم بن حماد من طريق جبير بن نفير وشريح وعمر بن الأسود وكثير بن مرة قال قالوا إنما الدجال شيطان لا غيره، يعنى يخرج فى آخر الزمان ويوسوس فى صدور الناس ويقتله المسيح بالحربة السماوية، يعنى بالنور والذين آمنوا من الصحابة بنزوله ما آمنوا إلا إجمالاً، والذين صرّحوا فى هذا الباب بعد الصحابة فقد أخطأوا، ولا يجب علينا أن نتبع آراءهم هم رجال ونحن رجال، وقد منّ الله علينا وكشف علينا بالهاماته ما لم يكشف عليهم، وهذا فضل الله يؤتیه من يشاء من عباده المؤمنين.

وقد أشار الله تعالى في القرآن أن التوراة إمام. يعنى فيه نظير كل واقعة يقع في هذه الأمة، ولذلك قال فَسُئِلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ^١، ولكننا لا نجد في التوراة نظير النزول الجسماني، بل نجد نظيرا فيه للنزول الروحاني كما ذكرنا قصة نزول إيلياء النبي، فتدبر بقلب سليم أمين - ثم مع ذلك. قد ثبت أن الوقوعات الآتية التي أحبر عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم أو غيره من الأنبياء ما وقعت كلها بصورتها الظاهرة المرجوة، بل وقع بعضها على الظاهرة وبعضها على وجه التأويل. فإذا كان سنة الله كذلك في ظهور الأنبياء المستقبلية. فأى دليل على أن خبر نزول المسيح محمول على الظاهر؟ ولم لا يجوز أن يكون محمولا على الباطن؟ بل إذا دققنا النظر فيأمر العقل أن الأخبار التي هي أمارات كبرى للقيامة. لا بد لها أن لا يقع إلا في حُلل الاستعارات، فإن القيامة لا تأتي إلا بغتة، ولا يزول ريب المرتابين أبداً حتى تأتيهم كما ثبت من نصوص القرآن. وأما إذا جَوَّزْنَا ظهور الأمارات الكبرى على صورها الظاهرة. فلا تبقى الساعة أمراً ظنياً في أعين المنكرين. فوجب أن نعتقد أن الأمارات الكبرى لا يقع على صورها الظاهرة، وكذلك النزول روحاني بتوسط رجل يُشابه في صفاته، كما فُسِّرَ معنى نزول إيلياء النبي من قبل في صحف النبيين.

وأما قولهم ان الأحاديث تشهد على أن عيسى يقتل الدجال بحربته، فنحن لا نسلّم أن الأحاديث تدل عليها بالاتفاق، بل الحديث الذي جاء في البخارى في أمر عيسى يعنى قول رسول الله صلى الله عليه وسلم يرضع الحبيب، يدل بدلالة صريحة على أن عيسى لا يقتل

الدجال بآلة من آلات الحرب، وكيف يأخذ حربته بيده مع أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في حقه إنه يضع الحرب فلا شك أن حربته قتل الدجال حربته روحانية منزلة من السماء كما يدل عليه حديث روى عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل أخى عيسى بن مريم على جبل أفيق إماماً هادياً حَكَمَا عادلا بيده حربته يقتل به الدجال، فقد ظهر من هذا الحديث أن الحربة سماوية لا أرضية، فالقتل أمر روحاني لا جسماني. ثم لما كان الدجال شيطان آخر الزمان يبسط ظل الضلالة على مظاهره. فما معنى القتل الجسماني؟ وما نقلوا أنه بعد قتله يُدفن أو يُحرق أو يُلقى في البحر أو يُطرح في الأرض حتى تأكله الطير. فهذه كلها دلائل قاطعة على أن القتل أمر روحاني. واعلم أن حربته عيسى الذي ينزل معه من السماء إنما هو حربته نَفْسِهِ التي يهلك بها كل كافر، فما لكم لا تتدبرون كالعاقلين؟ وقد علمتم أن الدجال شيطان كما جاء في بعض الأحاديث، فحربته قتل إبليس لا تكون إلا حربته روحانية، فحديث وضع الحرب حديث صحيح يوجد في البخاري، وكل ما يخالفه من الأحاديث فهو مدسوس عليه أو مؤول، والذي يُجادل في ذلك فقد نسي هذا الحديث الذي يوجد في كتاب هو أصح الكتب بعد كتاب الله، وهذا هو الحق ولا يُنكره إلا قُبَاعٌ غافل، فتدبر ولا تكن من المستعجلين.

وأما أحاديث مجيء المهدي فأنت تعلم أنها كلها ضعيفة مجروحة ويُخالف بعضها بعضاً، حتى جاء حديث في ابن ماجه وغيره من الكتب أنه لا مهدي إلا عيسى ابن مريم؛ فكيف يُتَّكأ على مثل هذه

﴿٩٠﴾

الأحاديث مع شدة اختلافها وتناقضها وضعفها، والكلام في رجالها كثير كما لا يخفى على المحدثين.

فالحاصل أن هذه الأحاديث كلها لا تخلو عن المعارضات والتناقضات، فاعتزل كلها، ورُدَّ التنازعات الحديثية إلى القرآن، واجعله حكماً عليها ليتبين لك الرشد وتكون من المسترشدين. فإن كنت تقبل الأحاديث مع شدة اختلافها وتناقضها وتنزلها عن مرتبة اليقين، فكم من حرى أن تقبل القرآن اليقيني القطعي الذي لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه، إن كنت تريد أن تتبع سبل اليقين. ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن هذا الرجل لا يؤمن بأن المسيح كان خالق الطيور و كان محيي الأموات وكان في العصمة مخصوصاً متفرداً محفوظاً من مس الشيطان لا يُشابهه في هذه الصفة أحد من النبيين.

أما الجواب فاعلم أنا نؤمن بإحياء إعجازي وخلق إعجازي، ولا نؤمن بإحياء حقيقي وخلق حقيقي كإحياء الله وخلق الله، ولو كان كذلك لتشابه الخلق والإحياء، وقال الله سبحانه **فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ**، وما قال فيكون حياً بإذن الله، وما قال فيصير طيراً بإذن الله. وإن مثل طير عيسى كمثل عصا موسى، ظهرت كحياة تسعى ولكن ما تركت للدوام سيرته الأولى. وكذلك قال المحققون إن طير عيسى كان يطير أمام أعين الناس وإذا غاب فكان يسقط ويرجع إلى سيرته الأولى. فأين حصل له الحياة الحقيقي؟ وكذلك كان حقيقة الإحياء. أعنى أنه ما رد إلى ميت قط لوازم الحياة كلها، بل كان يرى جلوة من حياة الميت بتأثير روحه الطيب، وكان الميت حياً ما دام عيسى قائم عليه أو قاعداً،

فإذا ذهب فعاد الميت إلى حاله الأول ومات. فكان هذا إحياءً إعجازياً لا حقيقياً، واللّه يعلم أن هذا هو الحقيقة الواقعة، ثم ما زجها أغلاطُ بيان الناس، وزادوا فيها ما شاءوا كما لا يخفى على من له شمة من العلم والبصيرة، فدقق النظر في مطاوى الآيات ومعانيها ليكشف عنك الضلال والظلام وتكون من المتبصرين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن الله تعالى قد أخبر عن نزول المسيح عند قرب القيامة كما قال: **وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ**.

أما الجواب فاعلم أنه تعالى قال: **وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ**^١، وما قال إنه سيكون علماً للساعة، فالآية تدل على أنه علم للساعة من وجه كان حاصل له بالفعل، لا أن يكون من بعد في وقت من الأوقات. والوجه الحاصل هو تولده من غير أب، والتفصيل في ذلك أن فرقة من اليهود. أعنى الصدوقين. كانوا كافرين بوجود القيامة، فأخبرهم الله على لسان بعض أنبيائه أن ابناً من قومهم يولد من غير أب، وهذا يكون آية لهم على وجود القيامة، فإلى هذا أشار في آية **وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ**، وكذلك في آية **وَلِنَجِّجَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ**^٢، أى للصدوقين.

وقال بعض المفسرين إنه ضمير إنه لعلم للساعة يرجع إلى القرآن، فإن القرآن أحياء خلقاً كثيراً وبعثهم من القبور، فهذا البعث الروحاني دليل على البعث الجسماني، يعنى على الساعة، كما في معالم التنزيل وغيره. فالحاصل أن آية وإنه لعلم للساعة لا يدل على نزول المسيح قط، بل يفحم المنكرين بدليل موجود ثابت، فلهذا قال: **فَلَا تَمْتَرَنَّ بِهَا**، ولا يُقال مثل هذا القول لآية ما ثبت وجودها بعد، وما رآها أحد من المخالفين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن كان هذا هو المسيح الذي أُرسل لكسر الصليب وقتل الخنازير فقد مضت عليه إحدى عشر سنة من رأس القرن، فأى صليب كُسر، وأى خنزير قُتل، وأى جزية وضع، ومن ذا الذي دخل في الإسلام وترك سُبُل الكافرين.

أما الجواب فاعلم أن الحق لا يأتي دفعةً بل يأتي تدريجاً، وفي العيني عن ابن عباس: يُقيم عيسى تسع عشر سنة لا يكون أميراً ولا شرطياً ولا ملكاً. وقد مضت على رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث عشر سنة في مكة وما لحق به في هذه المدة إلا فئة قليلة من المساكين. وكان من بعض علاماته المكتوبة في التوراة فتح الروم والشام وبلاد فارس، فما عينها الناس في وقت حياته، وما تبعه جموع كثيرة من كل قوم ومُلك إلا بعد انتقاله إلى رفيقه الأعلى، بل ما رأى في أوائل زمانه إلا مصيبة على مصيبة، والذين آمنوا معه آذاهم القوم إيذاءً كثيراً وعيروهم وطردهم وقالوا عليهم كل كلمة شريفة كاذبين. وهكذا طردوا الأنبياء كلهم، ومستهم البأساء والضراء في أوائل زمانهم، فمضت على ذلك الابتلاء مدة طويلة حتى قالوا متى نصر الله، فهلك من كان من الهالكين، كما قال الله تعالى **أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخَلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَهْمِبِ السَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَزُلْزَلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصُرُ اللَّهُ**. فكذاك يريد أبناء هذا الزمان ليقتلوني أو يصلبوني أو يطرحوني في غيابة جُبِّ، ويدوسوا الصداقة بأرجلهم، ويحرقوا الأشجار الخضرة كما يُحرق الحشائش اليابسة، فالله المستعان

على ما يكيدون وهو خير الناصرين وأما نصره الذى ينكرونه فشىء سترى ما لا تسمع، بل ظهرت علاماته فى أعين الناظرين.

ألا ترى أن الزمان كيف انقلب إلى التوحيد . وكيف هبت رباح الإسلام فى بلاد المشركين. وكيف يدخلون فى دين الله أفواجا فى كل مُلك؟ فما هذا إلا النور الذى نزل من السماء مع الذى أنزل لإصلاح الناس، فأى دليل واضح من هذا إن كنت من المنصفين؟ يا مسكين. قُمْ وافتح العين لتنظر كيف يُكسر الصليب ويُقتل الخنزير بحربة السماء . وأما قتل الناس بآلات هذه الدنيا فليس بشىء عجيب . أليس الملوک يفعلون أيضا ذلك؟ فتحسس حربة الله، ولا تكن من المنكرين.

وقد ذكرث أنفا أن الدجال لا يكون إلا شيطاناً، فيوسوس فى صدور قوم تبعوه فيكونون عملة له، ويكون فعلهم فعله، فينزل فى هذا الزمان المسيح الموعود بالحربة الملكية السماوية، فيقتل ذلك الشيطان ويقتل خنازيره؛ وإلى هذا أشار القرآن فى مقامات شتى، وأشار إلى أنه يفتح فى آخر الزمان. فالذين يتنزل الشيطان عليهم يعثون فى الأرض مفسدين، وينسلون من كل حدب، ثم يجمع الله عباده على كلمة الحق بنفخ الصور السماوى، وكان ذلك قدراً مقدوراً من رب العالمين.

وهذا سر من أسرار الله تعالى، وسنة من سننه. أنه إذا أراد إصلاح الناس فى وقت تسلط الشيطان على قلوبهم، فينزل روحه على قلب عبد من عباده ومعه ملائكة، فيتنزل الملائكة فى كل طرف، فيوحون إلى عباده أن قوموا واقبلوا الحق، فيأتونهم ويعطونهم قوة لقبول الحق وتحمل المصائب وما يظهر هذه التحريكات إلا عند ظهور رسول أو نبي

أو محدث، ولكن الجاهلون ما يعرفون هذا السر الذي تهبّ منه رياح الهداية، ويغسلون فيه ويسلكون مسلك الاتفاقات، ولا يتدبرون في أن الله قد جعل لكل شيء سبباً، وما من متحرك في الكون إلا وله مُحرك، أولئك الذين ضلّ سعيهم في الحياة الدنيا ورضوا بخيالات سطحية وما كانوا من المتدبرين.

والحق أن للملك لمةً بقلب بني آدم وللشياطين لمةً، فإذا أراد الله أن يبعث مصلحاً من رسول أو نبي أو محدث فيقوى لمة الملك ويجعل استعدادات الناس قريبة لقبول الحق، ويعطيهم لهم عقلاً وفهماً وهمّة وقوّة تحمّل المصائب ونور فهم القرآن ما كانت لهم قبل ظهور ذلك المصلح، فتصفى الأذهان، وتتقوى العقول، وتعلو الهمم، ويجد كل أحد كأنه أوقظ من نومه، وكأن نوراً ينزل من غيب على قلبه، وكان معلماً قام بباطنه، ويكون الناس كأن الله بدل مزاجهم وطبيعتهم، وشحذ أذهانهم وأفكارهم. فإذا ظهرت واجتمعت هذه العلامات كلها فتدل بدلالة قطعية على أن المجدد الأعظم قد ظهر، والنور النازل قد نزل، وإلى

هذا أشار سبحانه في سورة القدر وقال إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ

الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنْزِيلُ الْمَلَكِ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَّمَ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ^١. وأنت تعلم أن الملائكة والروح

لا ينزلون إلا بالحق، وتعالى الله عن أن يرسلهم عبثاً وباطلاً. فإرسال الروح ههنا إشارة إلى بعث نبي أو مرسل أو محدث يُلقى ذلك الروح عليه، وإرسال الملائكة إشارة إلى نزول ملائكة يجذبون الناس إلى الحق والهداية والثبات والاستقامة،

كما قال الله تعالى في مقام آخر: **إِذْ يُوحَىٰ رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا**، أى هاتوا قلوبهم وحببوا إليهم الإيمان والثبات والاستقامة، فهذا فعل الملائكة إذا نزلوا. ففي سورة القدر إشارة إلى أن الله تعالى قد وعد لهذه الأمة أنه لا يصيِّعهم أبداً، بل إذا ما ضلوا وسقطوا في ظلمات يأتى عليهم ليلة القدر، وينزل الروح إلى الأرض، يعنى يلقيه الله على من يشاء من عباده وبيعهته مجدداً، وينزل مع الروح ملائكة يجذبون قلوب الناس إلى الحق والهداية، فلا تنقطع هذه السلسلة إلى يوم القيامة. فاطلبوا تجدوا، واطلبوا تجدوا، واطلبوا تجدوا. وإن هذا الزمان زمان قد انفتحت فيه أبواب النعماء الجسمانية والترقيات الجديدة، وترون نعماً جديدة فى ركوبكم ولباسكم وأنواع تملدُنكم، وقد انكشف كثير من دقائق العلم الطبعي والرياضي وخواص النفس، ونجد أبناء الدنيا فى علومهم الجديدة كأنهم يصعدون إلى السماء، ويرون أشياء تتحير فيها العقول، ويتأخر منها المنقول، ونجد من كل طرف صنعة جديدة وفنونا جديدة وأعمالا معجبة دقيقة كسحر مبین.

ولا نجد من هذه الصنائع أثرا فى الأولين، كأن الأرض بدلت غير الأرض وإذا ثبت أن فى الأرض أمواجا من علوم جديدة ومعارف جديدة، وفتق الله حجب العلوم الأرضية من قدرته، فلم تعجب من فتق السماء؟ وألهمنى ربى وقال "إِنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا"، فافهم هذا السر ولا تياس من روح رب العالمين.

وأنت ترى أن أدنى المساكين فى هذه الأيام تنعم بنعماء ما رآها أحد من آباءه بل من المملوك السابقين، ولا سليمان مع كل مجده

فإذا منّ الله على عباده بنعمائه الجسمانية.. فكيف تظنون أنه تركهم محرومين من نعمائه الروحانية؟ فتدبّر فيما سردنا عليك واعتدِرْ إلى الله وإلى أهل الحق إن كنت من المتورعين. اصبروا أيها المستعجلون حتى يأتي الله بأمره. ما لكم لا ترون الفتن التي كثرت فيكم، وما كان الله ليذر المؤمنين على ما هم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب، فلا تياسوا من أيام الله وهو أرحم الراحمين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن الأولياء لا يدعون ويقولون نحن كذا وكذا، بل أحوالهم ومسراهم تدل على كونهم أولياء، فالذي ادّعى فهو ليس وليّ الله، بل لا شك أنه من الكاذبين. أمّا الجواب فاعلم أن السلف والخلف قد جوّزوا إظهار الولاية تحديثاً لنعمة الله، وإن كُتِبَ الشيخ الجليل والمجدد السرهندي مملوءة من ذلك، وقال تعالى: **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ**^١ وروى ابن جرير في تفسيره عن أبي يسرة غفاري أن الصحابة كانوا لا يحسبون الشكر شكراً إلا بشرط الإظهار، لأن الله تعالى قال **لَيْسَ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَيْسَ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ**^٢. وروى السديلمي في "الفردوس" وأبو نعيم في "الحلية" أن عمر بن الخطاب رقى المنبر وقال الحمد لله الذي صيّرني كما ليس فوقى أحد. فسأله الناس عن ذلك القول، فقال ما قلت إلا شكراً لنعمة الله تعالى. وأمّا ما قال الله تعالى: **فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ**^٣، ففرّق بين تزكية النفس وإظهار النعمة، وإن كانا مشابهيين في الصورة. فإنك إذا عزوت الكمال إلى نفسك ورأيتك كأنك شيء، ونسيت الخالق الذي منّ عليك فهذا تزكية النفس، ولكنك إذا عزوت كمالك إلى ربك، ورأيت كل

نعمة منه، وما رأيت نفسك عند رؤية الكمال بل رأيت في كل طرف حول الله وقوته ومنه وفضله، ووجدت نفسك كميت في يد الغسال، وما أضفت إليها شيئاً من الكمال، فهذا هو إظهار النعمة. فالذين في قلوبهم مرض يسعون إلى الاعتراض مستعجلين، ولا يفرقون بين الشاكرين المأمورين والمرائين البطالين، ويلتبس عليهم الأمر من القرين. وهذا آخر كلامنا في ردّ اعتراضاتهم، والله يحكم بيننا وبينهم، وهو خير الحاكمين.

واعلم أن لهم اعتراضات ركيكة غير ذلك، بل كل دقيقة المعرفة في نظرهم محل اعتراض، وقد فرغنا من ردّ اعتراضاتهم الكبيرة، وأما الاعتراضات الصغيرة الواهية فالكتاب نُزّه عنها، وجاء الكتاب بفضل الله كاملاً شافياً كما ستره إذا قرأته بتدقيق النظر. وقد سردنا في هذا الكتاب أدلة قطعية يقينية صحيحة من كتاب الله وسنة رسوله، وأتممنا الحجة على المخالفين. والله يعلم أنى ما انتصرتُ لنفسى فى استيصال اعتراضاتهم، ولست أن أعادى أحداً لِمَا عادانى، وليس لى عدو فى الأرض إلا الذى هو عدوّ الله ورسوله، وإنما انتصارى لهمافما أسبّ السابّين ولا ألعن اللاعنين، ولا أضيّع وقتى الذى هو أذكى وأنفس فى أمور لا طائل تحتها، وأفوض أمرى إلى الله ربّ العالمين.

فإن كان ربّى يخذلنى فمن ذا الذى يُعزّنى وإن كان يُعزّنى فمن ذا الذى يخذلنى فكل أمرى فى يد ربّى. إن كان لى عنده قدر فيهب سترًا يمتدّ، وإلا فيتركنى بوجه يسودّ، فلا أعلم غيره أحداً الذى يهلكنى أو كان من المنجّين وأرجو فضله، وأنتظر نصرته، وهو ربّى منّ علىّ وأتمّ علىّ نعمته، يعلم ما فى قلبى، وهو أرحم الراحمين. وإنى وضعتُ فى نفسى

أن أموت على بابہ، ولا أبرحها في كل حال من الفتح والهزيمة، حتى يأتيني نصر منه، ومن ينصرُ إلا الله، وهو نعم المولى ونعم النصير. وآذاني قومي ولعنوني وكفروني وقالوا كافر دجال، وسموني بأسماء يكرهون أن يُسموا بها، ولقبوني باللقاب لا يحبون أن يلقبوا بها، وأكثروا القول في إيماني وكانوا معتدين. فأفوض أمري إلى الله هو يعلم ما في قلبي وما في قلوبهم، ولا يخفى على الله خافية. أليس الله بأعلم بما في صدور العالمين

ويا قوم. أذكركم آيات الله:

إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنْهُ أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۗ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۗ وَأَقْسَطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۗ

﴿٩٥﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَخْرُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَلٰى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَلٰى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ ۗ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ بِئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۗ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۗ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ ۗ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۗ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۗ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ۗ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَىٰ إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۗ

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۗ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۗ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ حَتَّىٰ إِذَا أَقْلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لِعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۗ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۗ وَالَّذِي خَبثَ لَا

يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ١-

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ٢-

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ
عَلَى الْعَالَمِينَ ٣-

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ٤ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ
السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُولَئِكَ هُوَ يَبُورُ ٥-

إِنَّ الَّذِينَ يَجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَنٍ أَتَاهُمْ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ
بِبَالِغِيهِ ٦ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ٧. لَخَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرَ مِنْ
خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ٨. وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْلَىٰ وَالْبَصِيرُ ٩.
فَقِرْ وَاللَّهِ الْإِلَهَ لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ١٠.

وقد خصني الله تعالى بآيات من عنده، وبارك في قولي ونطقي، وجعل البركة
في دُعائي، وأنزل الأنوار على أنفاسي وعلى داري وجدران بيتي، وهو معي حيثما
كنت، وأرسلني ليعلم المتخالفون المعادون أن تلك النعم ثابتة في الإسلام، ولا حظ
منها لغيرهم، وليعلموا كيف مرتبة المسلمين عند الله. فوالله إن هذا الأمر صحيح
حق، ومن يقصدني بقلب سليم ونية صحيحة، ويأتيني مستفيضا مستغيثا. فبابتها لي
وبركة دُعائي يُدرِك ما طلبه، ويفوز في كل أمر، إلا في الذي جفَّ القلم بكونه من
قدر السوء. وقد شرحتُ لك يا أخي قصتي هذه على غاية الاقتصار، فانظر مكتوبتي
هذا بنظر الإمعان، واستعمل الإنصاف فيه، وإني لك لمن الناصحين.

فخفُ ممن هو أكبر من كل كبير، وهو الملك الحقيقي الذي أشرق
بنور وجهه ما في السماوات والأرض، ويرتعد الملائكة من سلطانه، ويهتز
العرش من عظمته، وقد أعدَّ للمؤمنين الصالحين نعماء الأبد التي

١ الاعراف: ٥٩٣٥٤ ٢ الصّف: ١٠ ٣ البقرة: ٢٥٢ ٤ فاطر: ١١ ٥ المؤمن: ٥٩٣٥٤

٦ الذاريات: ٥١

لا انقطاع لها، والحياء التي لا موت بعدها. وقد خصّكم الله يا جيران بيت الحرام بمزايا كثيرة، وأعطاكم قلباً متقلّباً مع الحق رحمةً من عنده، فانظروا في أمرى يامعشر الكرام. وليس هذا الأمر من الأمور التي يُغفل عنها، ولا تدرى نفسُ بأى وقت تُدعى إلى السماء. واعلموا أن هذه الأيام أيام الفتن، وزمانُ أمواج المفاسد، وقد زلزلت الأرض زلزلاً شديداً، وتكاثرت الآفات على الإسلام، فاذكروا عهد الله واتقوا أيام الطوفان والطغيان، واستمسكوا بالعروة الوثقى التي لا انفصام لها، واطلبوا رضی الربّ الكريم، واجعلوا بعد خوفه كلّ خوف تحت أقدامكم.

ونسأل الله أن يوفقكم، ويعطيكم من لدنه قوة، ويهبكم من عنده إلهاماً موقناً، ويعصمكم من الخطأ في النظر والاستعجال في إقامة الرأي وسوء الظن، ونسأله أن يُدخلكم في ملكوته مع الأنبياء والرسل والصديقين والشهداء والصالحين. ونحن ننتظر الجواب.

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

الراقم المفتقر إلى الله الصمد

غلام أحمد عافاه الله وأيد

وقد كُتِبَ في آخر الربيع الأول سنة ۱۳۱۱ هـ

من قاديان ضلع غورداسפור

من الهند، البنجاب

قصيدة لطيفة

لمؤلف هذه الرسالة في بيان مفاصد الزمان
 وضرورة رجل يهدى إلى طرق الرحمان
 ونعت سيد الأنبياء وفخر الإنس والجان
 صلى الله عليه وسلم

دموعى تفيض بذكرِ فتنٍ أنظرُ
 تهبّ رياح عاصفات مبيدة
 وقد زلزلت أرض الهدى زلزالها
 وما كان صرّخ يصعدن إلى العلى
 فلما طغى الفسق المبيد بسيله
 فإن هلاك الناس عند أولى النهى
 على أجدر الإسلام نزلت حوادث
 وفى كل طرف نارُ فتن تاججت
 ومن كل جهة كلُّ ذئب ونمرة
 وعين هدايات الكتاب تكدرت
 تراءت غوايات كريح عاصفٍ
 وللدين أطلالٌ أراها كلاهف
 أرى العصر من نوم البطالة نائماً
 وإنى أرى فتناً كقطرٍ يَمْطُرُ
 وقلّ صلاحُ الناس والغىُّ يكثرُ
 وقد كُدرت عين التقى وتكدرُ
 وما من دعاء يُسمَعَن ويُنصَرُ
 تمنيت لو كان الوباءُ المُتبرُّ
 أحبُّ وأولى من ضلال يُخسرُ
 وذاك بسيئات تُذاع وتُنشرُ
 وفى كل ذنب قد تراءى التقعرُ
 يعيث بوثب والعقارب تأبر
 بها العينُ والآرام يمشى ويعبرُ
 وأرخصى سدول الغى ليل مُكدرُ
 ودمعى بذكر قصوره يتحدّرُ
 وكل جهول فى الهوى يتبخترُ

ولیلا کعین الطی غابت نجومه
 نسوا نَهَجَ دین اللہ خبثًا وغفلة
 وما همُّهم إلا لحظَّ نفوسهم
 وقد ضیعوا بالجهل لبنًا سائعا
 وركب المنایا قد دناهم بسيفهم
 تصیڈهم الدنيا بعظمة مكرها
 تذكّر إفلاسا وجوعا وفاقة
 تريد لتُهَلِك في التغافل أهلها
 وألهت عن الدين القويم قلوبهم
 تقود إلى نار اللظى وحنائها
 وتدعو إليها كل من كان هالكا
 تميمس كِبَكِر في نقاب المكائد
 ودقّت مكائدها فلم يُدر سرُّها
 وتبدو كترس في زمان بكيدها
 وعين لها تصبى الورى فتانة
 عجبث لمنظر ذات شيب عجوزة
 لزمت اصطبارًا إذ رأيت جمالها
 فصيرها ربي لنفسى سرية
 وذلك فضل من كريم ومحسن
 وقد ضاقت الدنيا على عشاقها
 تزاحمت الطلاب حول لحومها

وداءً لشدته عن الموت تُخبر
 وأفعالهم بغى وفسق وميسر
 وما جهدهم إلا لعيش يوفّر
 ولم يبق في الأقداح إلا ماضر
 وهم خيل شح ما دناهم تحسر
 فيا عجبًا منها ومما تمكّر
 فتدعو إلى الآثام مما تذكّر
 وقد عقرت همم اللئام وتعقر
 فمالوا إلى لمعاتها وتخيروا
 ولمعاتها تصبى القلوب وتختّر
 فكل من الأحداث يدنو ويخطر
 وتبدي وميضًا كاذبًا وتزور
 لمانسجتها من فنون تكور
 وفي ساعة أخرى حسام مشهر
 ولقتل أهل الفسق كشح مُخَصَّر
 أنيق لعين الناظرين وأزهر
 فقلت إلهي أنت كهفي ومازّر
 كجارية تلقى بطوع وتهجّر
 ويعطى المهيمن من يشاء ويحجّر
 ويبغونها عشقًا وحبًا فتدبر
 كمثل كلاب والمنایا تسخر

فَخَفَّ حُبَّهَا يَا أَيُّهَا الْمَتَبَصِّرُ
 وَأَنْتِ أَثَارَتُهُمْ فَسَوْفَ تُكْسَرُ
 سِوَى قَلْبٍ مَسْعُودٍ حِمَاهِ الْمَيْسِرُ
 فِفَاضَتْ دُمُوعَ الْعَيْنِ وَالْقَلْبُ يَضْجُرُ
 بِكَيْتٍ وَلَمْ أَصْبِرْ وَلَا أَتَصَبَّرُ
 وَقَدْ حَلَّ بَيْتَ الدِّينِ ذَنْبٌ مَدْمَرُ
 وَذَقْتُ كَوْوَسَ الْمَوْتِ لَوْلَا نُورُ
 أَرَاهُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ أَوْ هُوَ أَكْثَرُ
 وَكُلُّ ضَعِيفٍ لَا مَحَالَةَ يَعْشُرُ
 وَمِنْ دُونَ رَبِّي مَنْ يَدَاوِي وَيَنْصَرُ؟
 وَعِنْدَكَ هَيِّئْ عِنْدَنَا مَتَعَسَّرُ
 وَلَيْسَ بِسَاقٍ قَبْلَ كَأْسٍ تُقَدَّرُ
 وَمِتْنَا فَلَا تَذْكَرُ ذُنُوبَنَا تَنْظُرُ
 وَتُسِّبُ وَأَعْفُونَ يَا رَبِّ قَوْمٌ صُغُرُوا
 فَفَنَفَى بِمَوْتِ الْخِزْيِ وَالْخِصْمِ يَبْطُرُ
 وَلَا بُدَّ لِي أَنْ أَهْلِكُنَّ أَوْ أَظْفُرُ
 وَأَعْرِفْ مَعَهُ أَنْ فَضْلَكَ أَكْبَرُ
 بِسُلْطَانِكَ الْأَجْلَى وَإِنَّكَ أَقْدَرُ
 وَجِئْنَاكَ يَا مَنْ يَعْلَمُنْ مَا يُضْمَرُ
 لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَيْسَ يُحْصَى وَيُحْصَرُ
 وَأَذْرِكُ عِبَادًا لَكَ كَمَا أَنْتِ أَقْدَرُ

وَإِنَّ هُوَا هَارَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ
 وَقَدْ مَضَعْتَ أَنْبَابَهَا كُلَّ طَالِبٍ
 عَلَى كُلِّ قَلْبٍ قَدْ أَحَاطَ ظَلَامُهَا
 إِذَا مَا رَأَيْتُ الْمُسْلِمِينَ كَاللَّابِهَا
 عَلَى فَسَقِهِمْ لَمَّا أَطْلَعْتُ وَكَسَلِهِمْ
 أَكْبَوُا عَلَى الدُّنْيَا وَمَالِهَا إِلَى الْهَوَى
 أَرَى ظَلَمَاتٍ لِيَتَنِي مَتَّ قَبْلَهَا
 فَسَادَ كَطُوفَانٍ مَبِيدٍ وَإِنِّي
 أَرَى كُلَّ مَفْتُونٍ عَلَى الْمَوْتِ مُشْرِفًا
 فَأَنْقَضَ ظَهْرِي ضَعْفُهُمْ وَوَبَالِهِمْ
 فَيَارَبِّ أَصْلِحْ حَالَ أُمَّةٍ سَيِّدِي
 وَلَيْسَ بِرَاقٍ قَبْلَ أَنْ تَأْخُذَنُ يَدَا
 وَقَدْ نُشِرَتْ ذُرَاتُنَا مِنْ مِصَائِبِ
 وَلَا تُخْرِجِنِ سَيْفًا طَوِيلًا لِقَتْلِنَا
 وَإِنْ تُهْلِكُنَا يَا رَبَّنَا بِذُنُوبِنَا
 وَلَا أَبْرَحُ الْمِضْمَارَ حَتَّى تَعِينِنِي
 وَإِنِّي أَرَى أَنَّ الذُّنُوبَ كَبِيرَةَ
 إِلَهِي أَغْنِنَا وَاسْقِنَا وَاحْمِ عِرْضَنَا
 يَبْسُنَا مِنَ الْمَخْلُوقِ وَانْقَطِعِ الرَّجَا
 تَعَالَيْتَ يَا مَنْ لَا تُحَاطُ كَمَالُهُ
 تَصَدَّقْ بِاللِّطَافِ كَمَا أَنْتِ أَهْلُهَا

﴿١٠١﴾

﴿١٠٢﴾

فُحْدُ بِيْدِي يَارَبِّ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ
 أَتَيْتَكَ مَسْكِينًا وَعَوْنُكَ أَعْظَمُ
 قَدْ ائْتَدَرَسْتُ آثَارَ دِينِ مُحَمَّدٍ
 أَرَى كُلَّ يَوْمٍ فِتْنَةً قَدْ مُدَّدَتْ
 وَقَدْ أَزْمَعُوا أَنْ يَزْعَجُوا سَبْلَ الْهَدْيِ
 أَرَى كُلَّ مَحْجُوبٍ لَدُنِيَاهِ بَاكِيَا
 فَيَا نَاصِرَ الْإِسْلَامِ يَارَبِّ أَحْمَدَا
 أَيَارَبِّ مَنْ أَعْطَيْتَهُ كُلَّ دَرَجَةٍ
 وَمَا زَلَّتْ ذَا لَطْفٍ وَعَطْفٍ وَرَحْمَةٍ
 فَلَا تَجْعَلْنِي مَضْغَةً لِمَحَارِبِي
 وَأَنْتَ الْمَهِيْمُنُ مَرْجِعُ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
 وَمَا غَيْرُ بَابِ الرَّبِّ إِلَّا مَذَلَّةٌ
 وَعُلِّمْتُ مِنْكَ حَقَائِقَ الدِّينِ وَالْهَدْيِ
 إِذَا مَا بَدَأَ لِي أَنْ عَلِمِي غَامِضٌ
 فَسَلَّمْتُ بَعْدَ الْإِهْتِدَاءِ بِفَضْلِهِ
 وَإِنْ الْهَدَايَةِ يَرْجِعُنْ نَحْوَ طَالِبٍ
 وَوَاللَّهِ لَا يَشْقَى الَّذِي هُوَ يَطْلُبُ
 وَمَنْ كَانَ أَكْبَرَ هَمِّهِ جَلْبَ لَسَدَةٍ
 أَمْكُفِّرِ! مَهَلًا بَعْضَ هَذَا التَّحْكَمِ
 وَإِنْ ضِيَاءَ الدِّينِ قَدْ حَانَ وَقْتُهُ
 وَيَا حَسْرَاتٍ مُوَبِقَاتٍ عَلَى الَّذِي

وَأَيْدٍ غَرِيْبًا يُلْعَنُنْ وَيُكْفَرُ
 وَجِئْتُكَ عَطْشَانًا وَبِحَرْكٍ أَزْخَرُ
 فَأَشْكُو إِلَيْكَ وَأَنْتَ تَبْنِي وَتَعْمُرُ
 وَمُنْسَا وَأَمْوَاتُ الْأَعَادِي بُعِثَرُوا
 وَكَمْ مِنْ أَرَاذِلٍ مِنْ شَقَاهُمْ تَنْصُرُوا
 فَمَنْ ذَا الَّذِي يَبْكِي لَدَيْنِي يُحَقَّرُ
 أَغْثُنِي بِتَائِيْدٍ فَيَانِي مُدْخَرُ
 وَشَأْنَا بِرُؤْيَيْتِهِ الْوَرَى تَتَحِيرُ
 وَمَا كُنْتُ مَحْرُومًا وَكُنْتُ أَوْفَرُ
 وَأَنْتَ وَحِيدِي كُلَّ خَطَا تَغْفِرُ
 وَأَنْتَ الْحَفِيْظُ تَعِيْنِي وَتُعَزِّرُ
 وَمَا غَيْرُ نُوْرِ الرَّبِّ إِلَّا تَكْدُرُ ﴿١٠٣﴾
 وَتَهْدِي بِفَضْلِكَ مَنْ تَرَى وَتُنَوِّرُ
 فَأَيَقْنَسْتُ أَنِي عَنْ قَرِيْبٍ سَأَكْفُرُ
 سَلَامَ الْوَدَاعِ عَلَى الَّذِي يَسْتَنْكِرُ
 وَمَنْ غَضَّ عَيْنِي رُؤْيِيَةً أَيْنَ يُبْصِرُ؟
 وَمَنْ جَدَّ فِي تَحْصِيْلِ هَدْيٍ سَيُنْصَرُ
 وَحِظٌّ مِنَ الدُّنْيَا فَكَيْفَ يُطَهَّرُ
 وَخَفَّ قَهْرَ رَبِّ قَالَ لَا تَقْفُ فَاحْذَرُوا
 فَتَعْرِفْ شَجَرَتَنَا بِمَا هِيَ تُثْمَرُ
 يَكْدَبْنِي مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ وَيُكْفِرُ

وما جئتُ قومی من دیار بعیدة
 وأعرض عنی کلُّ من کان صاحبی
 تَمَنَّیْتُ أَنْ یخفی تطاول قولهم
 ویعوی عدوی مثل ذئب من طوی
 وما رزقتُ عیناه من نیر العلی
 أولئك قوم ضیعوا أمرَ دینهم
 ویعلم ربی سرَّ قلبی وسرَّهم
 ولو كنتُ مردودَ الملیک لضررتی
 وهمّوا بتکفیری وقاموا للعتی
 إذا قیل إنک مرسلٌ خلَّتْ أنى
 وکنتُ على نور فزاغوا من العمی
 وما دیننا إلا هدايةٌ أحمدا
 وقد كنتُ أنسى کلَّ جورٍ مُعیرى
 وکم من دلائلٍ قد کتبتُ لطالب
 ألا أيها المتکبر المتشدّد
 وإذ قلتُ إنى مسلم قلتُ کافر
 وبعد بیانى أين تذهب منکراً
 فلا تتجرعُ أيها الضال فى الهوى
 وان كنت لا تخشى فقل لست مؤمنا
 وکلُّ سعید يعرف الحق قلبه
 وإنى ترکْتُ النفس والخلق والهوى

﴿۱۰۴﴾

﴿۱۰۵﴾

وقد عرفونى قبله ثم أنكروا
 وأفردتُ إفرادَ الذی هو یقبرُ
 وهل یختفى ما فى المجالس یذکرُ؟
 وليس له علم بما هو أذکرُ
 فأخلدنا نحو الأرض جهلاً ویُنکرُ
 وخانوا العهود وزینوا ما زوروا
 وکلَّ خفىّ عنده متحصّرُ
 عداوة قومٍ کذبونى وکفروا
 ولم یعلموا أن المهیمن ینظرُ
 دُعیتُ إلى أمر على الخلق یعسرُ
 وهل یستوی الأعمى ورجلٌ یبصرُ
 فیالیت شعری ما یظن المکفرُ
 ولکنه جور کبیر مکورُ
 یفکر فیها لودعیّ مُدبرُ
 ترید هوانى والکریم یعزّرُ
 فأین التقی یا أيها المتهوّرُ
 أتعلم یا مسکین ما هو مُضمّرُ
 بأیدیک كأس الموت ما لک تُخطرُ
 ویأتى زمان تسئلن وتخبر
 وأما الشقی فیعلمن حین یخسرُ
 فلا السبُّ یؤذینى ولا المدحُ یبیطرُ

وكم من عدوٌ بعدما أكمل الأذى
 أَحْسَنُ إِلَى مَنْ لَا يَحِنُّ مَحَبَّةً
 خُذِ الرَّفْقَ إِنْ الرَّفْقَ رَأْسَ الْمُحَاسِنِ
 عَجِبْتُ لِأَعْمَى لَا يَدَاوِي عَيْوَنَهُ
 أَتَنْسَى نَجَاسَاتِ رَضِيَتْ بِأَكْلِهَا
 تَسْمِيْنَ جَهْلًا يَا ابْنَ آوَى ثَعْلَبًا
 تَفِيضُ عَيْوَنِ الْعَارِفِينَ بِقَوْلِنَا
 تُعَيِّرُنِي ظَلَمًا وَكِبْرًا وَنَخْوَةً
 صَبَرْنَا عَلَى ظَلَمِ الْخَلَائِقِ كُلِّهَا
 تَرَكْنَا الْقَلْبِي وَاللَّهَ كَافٍ لِصَادِقٍ
 وَلَيْسَ الْفَتَى مَنْ يَقْتُلُ النَّاسَ سَيْفُهُ
 أَرَى الظَّلْمَ بَاقِي فِي الْخِرَاطِيمِ وَسَمُهُ
 أَتُكْفِرُنِي يَا أَيُّهَا الْمُسْتَعَجَلُ
 وَإِنْ إِمَامِي سَيِّدَ الرِّسَالِ أَحْمَدُ
 وَلَا شَكَّ أَنْ مُحَمَّدًا شَمْسَ الْهُدَى
 لَهُ دَرَجَاتٌ فَوْقَ كُلِّ مَدَارِجٍ
 أَبْعَدُ نَبِيِّ اللَّهِ شَيْءٌ يَرُوقُنِي
 عَلَيْكَ سَلَامُ اللَّهِ يَا مَرْجَعَ الْوَرَى
 وَيَحْمَدُكَ اللَّهُ الْوَحِيدَ وَجَنْدُهُ
 مَدْحَتْ إِمَامَ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّهُ
 دَعُوا كُلَّ فَخْرٍ لِلنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

أتانى فلم أصعرو وما كنت أصعرو
 وأدعو لمن يدعو على ويهدرو
 ويكسر ربي رأس من يتكبر
 ومن كل ذى الأبصار يلوى ويسخر
 وتذم ما هو مستطاب وأطهر
 وما أنا إلا الليث لو تتفكر
 ولكن غبي يضحكن ويحقر
 وهيهات، أهل الحق كيف يعير
 وتبنا إلى الرب الذى هو أقدر
 وإن الصدوق بفضله يتخير
 ولكنه من يظلمن ويصبر
 وأما علامات الأذى فتغير
 وأى علامات ترى إذ تكفر
 رضيناها متبوعا وربى ينظر
 إليه رغبتنا مؤمنين فنشكر
 له لمعات لا يليها تصور
 أبعد رسول الله وجه منور
 لكل ظلام نور وجهك نير
 ويثنى عليك الصبح إذ هو يجشتر
 لأرفع من مدحى وأعلى وأكبر
 أمام جلاله شأنه الشمس أحقر

﴿١٠٦﴾

﴿١٠٧﴾

وَدَرُّوْا لَهُ طُرُقَ الشَّجَرِ تُؤَجَّرُوْا
 وَفِي كُلِّ آنٍ مِنْ سِنَاهِ أَنْوَرٌ
 وَإِنِّي بِهِ أَجْنِي الْجَنِي وَأُنْضِرُ
 وَإِنْ بِيَانِي عَنْ جِنَانِي يُخْبِرُ
 وَكَيْفَ أَرَدَ عَطَاءَ رَبِّي وَأَفْجُرُ
 وَأَبْكِي لَهُ لَيْلَانِهَارًا وَأَضْجُرُ
 وَعِنْدِي دَمُوعٌ قَدْ طَلَعْنَ الْمَآقِيَا
 وَقَلْبِي مِنَ التَّوْحِيدِ بَيْتٌ مُعَطَّرُ
 غِذَائِي نَمِيرُ الْمَاءِ لَا يَتَغَيَّرُ
 وَقَوْلِي بِفَضْلِ اللَّهِ دُرٌّ مُنَوَّرُ
 وَيُزْعَجُ نَطْقِي كُلَّ وَهْمٍ وَيَجْدُرُ
 وَكَشْفِي كَصَبْحِ لَيْسَ فِيهِ تَكْدُرُ
 وَإِنْ بِيَانِي فِي الصَّخُورِ يُوَثَّرُ
 فَصَارَ فُرَادِي مِثْلَ نَهْرٍ يُفْجَرُ
 فَطُوبَى لِقَلْبٍ يَتَّقِيهَا وَيَحْدُرُ
 وَكَمْ مِنْ لِسَانٍ لَا يَضَاهِيهِ خَنْجَرُ
 فَقُلْتُ أَحْسَاؤًا إِنْ الْخَفَايَا سَتَطَهَّرُ
 وَحِزْبٌ يَكْذَبُ كُلَّ قَوْلِي وَيَزْجُرُ
 وَكُلُّ يَخْوَفْنِي وَرَبِّي يُبَشِّرُ
 عَلَيَّ أَنَّهُ يُخْزِي عَدُوِّي وَيَشْرِزُرُ
 إِذَا اللَّيْلِ وَارَانِي فَنُورٌ يُنَوَّرُ

وَصَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا بِهَا الْوَرَى
 وَوَاللَّهِ إِنِّي قَدْ تَبِعْتُ مُحَمَّدًا
 وَفَوَّضْنِي رَبِّي إِلَى رَوْضِ فِيضِهِ
 وَلِدِينِهِ فِي جَنْدَرِ قَلْبِي لَوْعَةً
 وَرَثْتُ عِلْمَ الْمُصْطَفَى فَأَخَذْتُهَا
 وَكَيْفَ وَلِلْإِسْلَامِ قَمْتُ صِبَابَةً
 وَعِنْدِي دَمُوعٌ قَدْ طَلَعْنَ الْمَآقِيَا
 تَضَوَّعَ إِيْمَانِي كَمَسْكِ خَالِصٍ
 وَفِي كُلِّ آنٍ يَأْتِينُ مِنْ خَالِقِي
 تَضْيَةُ الظَّلَامِ مَعَارِفِي عِنْدَ مَنْطِقِي
 إِلَى مَنْطِقِي يَرْنُو الْفَهِيمَ تَعَشَّقًا
 سَنَا بَرَقَ الْهَامِي يَنْبِرُ لِيَالِيَا
 وَإِنْ كَلَامِي مِثْلَ سَيْفٍ قَاطِعِ
 حَفَرْتُ جِبَالَ النَّفْسِ مِنْ قُوَّةِ الْعَلِي
 وَأَدْعَيْتِي عِنْدَ الْوَعْيِ تَقْتُلُ الْعِدَا
 وَآذَانِي قَوْمِي بِسَبِّ وَلَعْنَةٍ
 إِذَا مَا تَحَامَتْنِي مَشَاهِيرُ مَلَّتِي
 فَرِيْقٌ مِنَ الْإِخْوَانِ لَا يَنْكُرُونَنِي
 وَقَدْ زَا حَمُوفِي كُلَّ أَمْرٍ أَرَدْتُهُ
 فَأَقْسَمْتُ بِاللَّهِ الَّذِي جَلَّ شَأْنُهُ
 وَمَا أَنَا عَنْ عَوْنِ الْمُعِينِ بِمُبْعَدِ

وقد قادنى ربى الى الرشده والهدى
 وان كريمى يُطلق الكف بالندى
 ولا زال ممدودا على ظلاله
 اكان لكم عجباً بيعث مجدداً
 امامك يا مغرور فتنن محيطه
 فهذا على الإسلام يوم المصاب
 وللكفر آثار وللسلدين مثلها
 اتحسب ان الله يخلف وعده
 ويأتيك وعد الله من حيث لا ترى
 وقد علم الأعداء انى مؤيد
 ألا أيها الإخوان بشوا وأبشروا
 وليس لعصب الحق فى الدهر كاسر
 وهل جائز سب المؤيد بعدما
 وفى يد ربى كل عز وسؤدد
 فمن ذا يعاديني وربى يحبنى
 لنا كل يوم نصره بعد نصره
 وما أنا ممن يمنع السيف قصده
 يسب ويعلم أنه يترك التقى
 وما إن رأينا وعظمه غير فتنة
 وكقرنى حتى ظننا أنه
 عجب له لا يترك شروره

ووقرنى من عنده فأوقر
 ولى من عطاء الرب رزق يوقر
 ونعم ماؤه كثرت على وتكثر
 هلم انظروا فتن الزمان وفكروا
 وأنت تسب المؤمنين وتهجر
 يكفر مثلى والرياض حبوكر
 فقوموا لتفتيش العلامات وانظروا
 أتنسى المواعيد التى هى أظهر
 فتعرفه عين تحد وتبصر
 ولكنهم من حقدهم قد أنكروا
 هنيئاً لكم عيداً جديد أكبر
 وما يضعون من الحديد فيكسر
 أت آية المولى وظهر المضمر
 وعزیزه من كيدكم لا يحقر
 ومن ذا يرادينى وربى معزز
 ويأتى الحبيب مقامنا ويشر
 فكيف يخوفنى بشتهم مكفر
 على مثله الوعاظ يكي المنبر
 وما زالت الشحاء تنمو وتكثر
 سيصلى بحب الكفر ناراً يسعر
 ودكره من كل نصح مذكر

وَمِنْ عَجَبِ الْأَيَّامِ أَنَّى كَافِرٌ
 وَكَيْفَ أَخَافُ الْحَاسِدِينَ وَسَبَّهَمُ
 أَحَبُّ مَصَائِبِ سَبِيلِ رَبِّي وَإِنِّهَا
 أَيُّهَا الْأَلْوَى كَسِيعٌ تَغْيِظًا
 فَلَا تَقْفُ مَا لَا تَعْلَمَنَّ أَسْرَارَهُ
 وَجَهْلُكَ أَعْجَبَنِي وَطَوَّلُ امْتِدَادِهِ
 أَتَقْبِرُ حَيًّا مِثْلَ مَيِّتِ خِيَانَةٍ
 إِلامَ فِسادِ الْقَلْبِ يَا تَارِكَ الْهُدَى
 وَوَاللَّهِ إِنِّي مُؤْمِنٌ غَيْرُ كَافِرٍ
 فَيَا سَالِكِي سَبْلِ الشَّيَاطِينِ اتَّقُوا
 وَطُوبَى لِلْإِنْسَانِ تَيَقَّظَ وَانْتَهَى
 وَوَاللَّهِ إِنِّي جِئْتُ مِنْهُ مَجْدِدًا
 وَعَلَّمَنِي رَبِّي عِلْمَ كِتَابِهِ
 وَأَسْرَارِ قُرْآنٍ مَجِيدٍ تَبَيَّنَتْ
 كَأَنَّ الْعِزَّازِي بِالْوَجْهِ الْمُنِيرَةِ
 أَلَا إِنَّ الْأَيَّامَ رَجَعْتُ إِلَى الْهُدَى
 وَقَدْ اصْطَفَانِي خَالِقِي وَأَعَزَّنِي
 وَوَاللَّهِ مَا أَمْرِي عَلَى بَعْغَمَةٍ
 إِذَا قَلَّ دِينَ الْمَرْءِ قَلَّ اتِّقَاؤُهُ
 وَمَنْ ظَنَّ ظَنَّ السُّوءِ بُحْلًا فَقَدْ هَوَى
 وَلَا يَعْلَمَنَّ أَنَّ الْمُنَايَا قَرِيبَةٌ

﴿۱۱۱﴾

بَأَعْيُنِ رَجُلٍ حَاسِدٍ بَلْ أَكْفَرُ
 وَيَرْحَمَنِي رَبِّي وَيُؤْوِي وَيُنصِرُ
 لِأَطْيَبُ لِي مِنْ كُلِّ عَيْشٍ وَأَطْهَرُ
 فَسَتَعَلَّمَنَّ فِي أَيِّ شَكْلِ تُحْشَرُ
 وَكَمْ مِنْ عِلْمِ الْحَقِّ تُخْفِي وَتَسْتُرُ
 وَإِنَّ الْفِتْيَ بَعْدَ الْجَهَالَةِ يَشْعُرُ
 وَيَعْلَمُ رَبِّي كُلَّ مَا أَنْتَ تَسْتُرُ
 إِلامَ إِلَى سَبْلِ الشَّقَاوَةِ تَسْفُرُ
 وَأَيْنَ التُّقَى لَوْ كَانَ مِثْلِي يَفْجُرُ
 قَدِيرًا عَلِيمًا وَاحْذَرُوا وَتَذَكَّرُوا
 وَخَافِ يَدَ الْمَوْلَى وَسَيْفًا يُشْعِرُ
 بِوَقْتِ أَضَلِّ النَّاسِ غَوْلٌ مُسْخَرُ
 وَأُعْطِيْتُ مِمَّا كَانَ يُخْفِي وَيُسْتُرُ
 عَلَيَّ وَيَسَّرَ لِي عَلِيمٌ مُبَسَّرُ
 خَرَجْنَا مِنَ الْكَهْفِ الَّذِي هُوَ مُقْعَرُ
 هَنِيئًا لَكُمْ بَعَثِي فَبَشُّوا وَأَبْشَرُوا
 وَأَيَّدَنِي وَاخْتَارَنِي فَتَدَبَّرُوا
 وَإِنِّي لِأَعْرِفُ نَوْرَهُ لَا أَنْكُرُ
 وَيَسْعَى إِلَى طَرِقِ الشَّقَا وَيَزُورُ
 وَكُلَّ حَسُودٍ عِنْدَ ظَنِّ يُتَبَّرُ
 إِذَا مَا تَجِيءُ الْوَقْتُ فَالْمَوْتُ يَحْضُرُ

﴿۱۱۲﴾

وهل نافع وِرْدُ التَّنْدُمِ بعدما
 ألا أيها الناس اذكروا وقت موتكم
 وقد ذابت الصَّفْوَاءُ مِنْ بَيْتِ عَمْرِكُمْ
 وَمَسْحُ الْحِمَامِ سِيحْمَلْنِكَ عَلَى الْمَطَا
 أَلَا لَيْسَ غَيْرَ اللَّهِ شَيْءٌ مُدَوِّمٌ
 تَدَكَّرُ دِمَاءَ الْعَارِفِينَ بِسَبِيلِهِ
 وَإِنْ الْمَنِيَا سَابِحَاتٌ قَوِيَّةٌ
 دَنَا وَقْتُ قَارِعَةٍ وَجَاءَ الْمَقَدَّرُ
 فَلَا تُلْهِكُمْ غَوْلٌ خَبِيثٌ مَخْسَرٌ
 وَمَا بَقِيَ إِلَّا جَمْرَةٌ أَوْ أَصْغَرُ
 وَأَنْتِ بِأَمْوَالٍ وَخَيْلٍ تَفْخَرُ
 وَكُلُّ جَلِيْسٍ مَا خَلَا اللَّهَ يَهْجُرُ
 أَلَمْ يَأْنِ أَنْ تَخْشَى، أَنْتِ مَحْرَرٌ؟
 أَثَرْنَ غِبَارًا عِنْدَ حُكْمٍ يَصْدُرُ

وآخر دعوانا أن الحمد للذي

هدانا مناهج دين حزب طهروا

قد تمّ بمنه وكرمه



اعلان

عندنا كتب قد الفناها فمن اراد أن يشتريها
فليطلب منا و هي هذه

۱ - تحفة بغداد

۲ - التبليغ

۳ - آئينه كمالات اسلام (مرآة كمالات الاسلام)

۴ - المجلد الرابع من البراهين الأحمديّة

۵ - كرامات الصادقين في تفسير سورة الفاتحة

۶ - هذا الكتاب (حمامة البشرى)

۷ - نور الحق (تحفة النصارى)

راقم

ميرزا احمد

من قاديان

انڈیکس

روحانی خزائن جلد نمبر ۷

زیرنگرانی

سید عبدالحی

۳	آیات قرآنیہ
۹	احادیث نبویہ
۱۰	الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
۱۱	مضامین
۲۶	اسماء
۳۷	مقامات
۳۸	کتابیات

آيات قرآنية

الفاتحة

الحمد لله رب العالمين (٢) ١١٠، ١٠٩
اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم
غير المغضوب عليهم ولا الضالين (٤٠٦) ١٦، ١٥،
٢٩٩، ١٢٢

البقرة

لا ريب فيه (٣) ٥١
ضربت عليهم الذلة والمسكنة (٦٢) ١٩٥
ان الذين كفروا و ماتوا وهم كفار أولئك عليهم لعنة
اللّه و الملكة و الناس اجمعين (١٢٢-١٢٣) ٢٢٤
وقال الذين اتبعوا لو ان لنا كرة فنتبرأ منهم ...
من النار (١٦٨) ٢٥٣
ولكن البر من امن باللّه و الملكة و الكتاب
و البينين (١٤٨) ٢٤٢
هدى للناس و بينات من الهدى و الفرقان (١٨٦) ٥١
واتقوا اللّه و اعلموا ان اللّه مع المتقين (١٩٥) ٣٢٣
هل ينظرون الا ياتيهم اللّه فى ظلل من الغمام
و الملكة و قضى الامر (٢١١) ٢٨٢
ام حسبتم ان تدخلوا الجنة و لما ياتكم مثل الذين
خلوا من قبلكم متى نصر اللّه (٢١٥) ٣١٤
ولو لا دفع اللّه الناس بعضهم بعض
على العالمين (٢٥٢) ٣٢٣

ال عمران

وجيهافى الدنيا و الاخرة و من المقربين (٣٦) ٢٥٨
يا عيسى انى متوفيك و رافعك الى
الى يوم القيامة (٥٢) ١٩٢، ١٩٣، ١٩٤،
١٩٦، ١٩٨، ٢٠٤، ٢٠٥، ٢٠٦، ٢٠٧، ٢١٢، ٢١٦، ٢٣٩،
٢٦٩، ٢٥٨، ٢٥٢
و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (١٣٥)
٢٤٥، ٢٣٥، ٢١٦، ٢٠٤، ٢٠٩
و ما كان اللّه ليطلعكم على الغيب (١٨٠)
تحفة بغداد تاثير تلخيل بيج
ان فى خلق السموات و الارض و اختلاف الليل
و النهار لايات لاولى الالباب (١٩١) ٢٨٤

النساء

ولو كان من عند غير اللّه لوجدوا فيه
اختلافاً كثيراً (٨٣) ٢٥٦
ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست
مومنأ (٩٥) تحفة بغداد تاثير تلخيل بيج ٣٢٣،
و ما قتلوه و ماصلوه و لكن شبه لهم (١٥٨)
٢٢٢، ٢٥٥، ٢٥٥
بل رفعه اللّه اليه (١٥٩) ٢٥٥، ٢٥٦
ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (١٦٠) ٢٣٦
يا ايها الناس قد جاءكم برهان من ربكم (١٤٥) ٥١

المائدة

اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم
نعمتى (٣) ٢٠٠، ٥١

الانفال

اذيوحى ريبك الى الملائكة انى معكم فثبتوا
الذين امنوا (١٣) ٢٩٩، ٣٢٠

التوبة

حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون (٢٩) ٢٠٠

يونس

الّر تلك آيات الكتاب الحكيم (٢) ٥١

قل اللّٰه يهدى للحق (٣٦) ٥١

واما نرينك بعض الذى نعلمهم او نوفينك (٢٤) ٢٦٩

ياايها الناس قد جاءكم موعظة من ربكم وشفاءً

لما فى الصدور (٥٨) ٥٢

لهم البشرى فى الحياة الدنيا (٦٥) ٢٩٨

يوسف

نحن نقص عليك احسن القصص (٢) ٢١٢

توفى مسلما و الحقنى بالصالحين (١٠٢) ٢٦٩

افأمنوا ان تأتئهم غاشية من عذاب اللّٰه

ومن اتبعنى (١٠٨، ١٠٩) ٣٠٣

تفصيل كل شىء (١١٢) ٢٥١، ٢٢٢

الرعد

انزل من السماء ماءً فسالات اودية بقدرها (١٨) ٥٢

ابراهيم

لئن شكرتم لازيدنكم ولئن كفرتم ان عذابى

لشديد (٨) ٣٢١

اصلها ثابت و فرعها فى السماء (٢٥) ٥١

فاغرنا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم

القيامة (١٥) ٢٣٩

قد جاءكم من اللّٰه نور و كتاب مبين يهدى به

اللّٰه من اتبع رضوانه سبيل السلام (١٢، ١٤) ٥١

يريدون ان يخرجوا من النار و ما هم بخارجين

منها (٣٨) ٢٥٣

و مهيمنا (٣٩) ٥١

والقينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة (٦٥) ٢٣٩

فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم (١١٨) ٩

٢٦٩، ٢٦٢، ح ٢٥٢، ح ٢٠٤، ٢١٦، ٢٠٤، ٢١٩

الانعام

ما فرطنا فى الكتاب من شىء (٣٩) ٢٥١، ٢٠٤، ٥١

وهو الذى يتوفاكم بالليل و يعلم ما جرحتم

بالنهار..... (٦١) ٢٦١

الاعراف

فيها تحيون و فيها تموتون (٢٦) ح ٢٥٥، ح ٢٥٦

انزلنا عليكم لباساً (٢٤) ح ٢٨٩

يجعل لكم فرقانا (٣٠) ٢٩٨

اذاجاءتهم رسلنا يتوفونهم (٣٨) ٢٦٩

ولا تفسدوا فى الارض بعد اصلاحها

الا نكدًا (٥٩٥، ٥٩٤) ٣٢٢

ربنا افرغ علينا صبرا و توفنا مسلمين (١٢) ٢٦٩

رحمتى وسعت كل شىء (١٥٤) ١١٢

قل ياايها الناس انى رسول اللّٰه اليكم جميعا (١٥٩) ٦١

يستلونك عن الساعة ايان مرسها.....

لا يعلمون (١٨٨) ٣٠٣

فارسلنا اليهاروحنا فتمثل لها بشراً سوياً (١٨) ح٢٩

ورفعناه مكاناً علياً (٥٨) ٢٢٥

وتنذر به قوماً لداً (٩٨) ٥٢

طه

وفيها نعيديكم (٥٢) ٢٢٥

الانبياء

بل تأتيهم بغتة فتبتهتهم فلا يستطيعون ردها ولا

هم ينظرون (٢١) ٣٠٣

من يكلؤكم بالليل والنهار من الرحمن (٢٣) ١١٢

يا نار كوني برداً وسلاماً على ابراهيم (٤٠) ١٢٥

وحرام على قرية اهلكتها انهم لا يرجعون (٩٦)

٢٢٦، ٢٠٣، ٩

من كل حذب ينسلون (٩٤) ح٢١٢

الحج

ولا يزال الذين كفروا في مرية منه حتى

تأتيهم الساعة بغتة.... عقيم (٥٦) ٣٠٣

النور

وعد الله الذين امنوا منكم و عملوا الصلحت

ليستخلفنهم في الارض... (٥٦) ٢٠٤، ١٣٩

الشعراء

وما نحن بمعذبين (١٣٩) ٢٢٥

بلسان عربي مبين (١٩٦) ٥٢

كذلك سلكتاه في قلوب المجرمين لا يومنون...

وهم لا يشعرون (٢٠٣، ٢٠١) ٣٠٣

الحجر

انا نحن نزلنا الذكر و انا له لحفظون (١٠) ٢١٦، ٢٠٤

وان من شيء الا عندنا خزائنه و ما ننزله الا

بقدر معلوم (٢٢) ح١٩٦

ان عبادي ليس لك عليهم سلطان (٢٣) ٢٢٥

وما هم منها بمخرجين (٢٩) ٢٢٦، ٢٢٩، ٢٥٨ ح

النحل

فاستلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (٢٢) ٣١٣

وما انزلنا عليك الكتاب الا لتبين لهم الذي

اختلفوا فيه (٦٥) ٥٢

تبياناً لكل شيء (٩٠) ٥٢

بنى اسراء ييل

ان هذا القران يهدي للتي هي اقوم (١٠) ٥١

وكل شيء فصلناه تفصيلاً (١٣) ٥٢

قل لئن اجتمعت الانس و الجن ولو

كان بعضهم لبعض ظهيراً (٨٩) ٥٢

قل سبحان ربي هل كنت الا بشراً رسولاً (٩٢) ٢١٩

وبالحق انزلناه و بالحق نزل (١٠٦) ٥٢

الكهف

كانوا من اياتنا عجباً (١٠) ٢١٢

ما فعلته عن امرى (٨٣) ح٢٩

لا يبيغون عنها حولاً (١٠٩) ٢٥٣

قل لو كان البحر مداداً لكلمات ربي (١١٠) ٢٠

مريم

سلام عليه يوم ولد و يوم يموت و يوم يبعث حياً (١٦)

٢٢١، ٢٢٠

القصص

لا تخافى ولا تحزنى انا رآدوه اليك

وجاعلوه من المرسلين (٨) ح٢١، ٢٢، ٢٩٤

السجدة

يدبر الامر من السماء الى الارض (٦) ٢٨٩

فلا تكن فى مربة من لقائه (٢٣) ٢٢١

الاحزاب

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن

رسول الله و خاتم النبيين (٢١) ٢٣٣، ٢٠٠، ٢١

الفاطر

اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح

يرفعه..... يبور (١١) ٣٢٢

يس

قيل ادخل الجنة (٢٤) ٢٣٩

يا حسرة على العباد ما يأتيهم من رسول الا كانوا

به يستهزءون (٣١) ٢٣٤

فلا يستطيعون توصية ولا الى اهلهم

يرجعون (٥١) ٢٥٣

الصف

هل انتم مطلعون فاطع فراه فى سواء الجحيم

... المحضرين (٥٥، ٥٨) ٢٣٩

افما نحن بميتين الا موتتنا الاولى وما نحن

بمعذبين ٥ ان هذا هو الفوز المبين (٥٩) ٢٣٢

وما منا الا له مقام معلوم (١٢٥) ٢٤٣

ص

كتاب انزلناه اليك مبارك ليديره اياته (٣٠) ٥٢

الزمر

وانزل لكم من الانعام (٤) ٢٨٩، ١٩٦

الله نزل احسن الحديث كتابا متشابهها (٢٣) ٥١

الله يتوفى الانفس حين موتها.... قضى عليها

الموت (٢٣) ٢٥٨، ٢٣٩، ٢٣٦، ٢٠٣، ٩ ح

المؤمن

يلقى الروح من امره على من يشاء من عباده

لينذر يوم التلاق (١٢) ٢٩٨

ان الذين يجادلون فى آيات الله

والبصير (٥٤) ٣٢٣

حم سجدة

فقال لها و للارض اثتيا طوعا او كرها

و اوحى فى كل سماء امرها (١٢، ١٣) ٢٨٩، ٢٨٨

ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا

ما توعدون (٣١) ٢٩

وانه لكتاب عزيز لا ياتيه الباطل من بين يديه

ولا من خلفه (٢٢) ٥٢

الشورى

انزل الكتب بالحق و الميزان (١٨) ٥١

جعلناه نورا نهدي به من نشاء (٥٣) ٥٢

روحاً من امرنا (٥٣) ٥٢

الزخرف

وانه لعلم للساعة (٦٢) ٣١٦

هل ينظرون الا الساعة ان تاتيهم بغتة وهم لا

يشعرون (٦٤) ٣٠٣

الدخان

لا ينوقون فيها الموت الا الموتة الاولى (٥٤) ح ٢٥٨

الجائيه

هذا بصائر للناس وهدى ورحمة لقوم يوقون (٢١) ٥١

الاحقاف

يهدى الى الحق و الى طريق مستقيم (٣١) ٥١

محمد

فاصمهم و اعمى ابصارهم (٢٣) ٢٦٢

الحجرات

ان جاء كم فاسق نبأ فنبينا... نادمين (٨) ٣٢٣

انما المؤمنون اخوة فاصلحوا... ترحمون (١١) ٣٢٣

يايها الذين امنوا لا يسخر قوم من قوم عسى ان

يكونوا... تواب الرحيم (١٢،١٣) ٣٢٣

الذريت

ففرروا الى الله انى لكم منه نذير مبين (٥١) ٣٢٣

النجم

فلا تنزكوا انفسكم (٣٣) ٣٢١

القمر

حكمة بالغة (٢) ٥١

الرحمن

الرحمن علم القرآن (٢-٣) ١١٢

كل من عليها فان (٢٤) ٢٢٠

الواقعة

ثلاثة من الاولين و ثلاثة من الاخرين (٢٠،٢١) ١٥،

٢٠٤، ح ٢٢، ١٤

فلا اقسم بمواقع النجوم (٤٦) ٢٨٩، ٥١

الحديد

هو الذى ينزل على عبده آيات بينات (١٠) ٥٢

واعلموا ان الله يحيى الارض بعد موتها (١٨) ٢٦٢

و انزلنا الحديد (٢٦) ح ١٩٦، ٢٨٩

و يجعل لكم نورا تمشون به (٢٩) ٢٩٨

الصف

هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق

ليظهره على الدين كله... (١٠) ٣٢٣، ٢٣٩، ٥١

الجمعة

و آخريين منهم لما يلحقوا بهم (٣) ٢٢٣، ٢٠٤

الطلاق

ومن يتق الله يجعل له مخرجا و يرزقه من حيث

لا يحتسب (٢،٣) ٢٩٨

يتنزل الامر بينهن (١٣) ٢٩٨

الملك

ما يمسكهن الا الرحمن (٢٠) ١١٢

الحاقة

و يحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية (١٨) ١٢٩

وانه لتذكرة للمتقين و انه لحق اليقين (٢٩-٥٢) ١١٢، ٥١

٥١

انه لقول فصل (١٢)

الفجر

وجاء ربك والملكفة صفا صفا (٢٣) ٢٨٢، ٢٤٢

يايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك (٢٩، ٢٨)

ح ٢٥٦، ٢٢٩، ٢٢١

الضحى

اما بنعمة ربك فحدث (١٢) ٣٣١

القدر

انا انزلناه فى ليلة القدر حتى مطلع الفجر (٦٣٢)

٣١٩

البينة

٥٢

فيها كتب قيمة (٣)

نوح

٢٣٩ مما خطبتهم اغرقوا فادخلوا نارًا (٢٦)

الجن

٢١٨٨ ح فلا يظهر على غيبه احداً (٢٤)

المدثر

٢٤٢ وما يعلم جنود ربك الا هو (٣٢)

المرسلات

٢٢٣ كلوا واشربوا هنيئاً بما كنتم تعملون (٣٢)

التكوير

٥١ وما هو على الغيب بضين (٢٥)

٥١ ان هو الا ذكر للعالمين لمن شاء ان يستقيم (٢٩، ٢٨)

الطارق

٢٩٦، ٢٤٤ ان كل نفس لما عليها حافظ (٥)



احادیث نبویہ

جو اس جلد میں مذکور ہیں

۱۹۳	الآیات بعد المأتین	۳۰۱	علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
۲۵۲	انا تارک فیکم الثقلین		قام رسول اللہ ﷺ یوماً..... وانا تارک
	ان اللہ یبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة	۲۵۲، ۲۵۱	فیکم الثقلین
۱۲۹، ۱۲	من یجدد لها دینہا	۳۰۰، ۳۲	لا نبی بعدی
۳۱۲	انما الدجال شیطان	۲۳۶	لا المہدی الا عیسیٰ
	انه سيكون في امته قوم يكلمون من غير ان		لقد كان في من كان قبلکم من بنی اسرائیل
۱۵۰	یکونوا انبیاء ویسمون محدثین		رجال یکلّمون من غیر ان یكونوا انبیاء فان
	ان المسيح ينزل وبر احد وعیسیٰ ينزل عند	۳۰۰	یکف فی امتی منهم احدًا فعمر
ح ۱۹۷	منارة البيضاء شرقي دمشق	۳۰۰	لو كان بعدی نبی لکان عمر
۳۶	إِنَّ إِخْتِلَافَ أُمَّتِي رَحْمَةٌ	ح ۳۱۱	لیوشکن ان ینزل
۲۳۹	ان الجنة تحت قبری		ما فی السماء موضع قدم الا علیه ملک ساجدًا
۲۵۱، ۲۳۹	ان قبر المؤمن روضة من روضات الجنة	۲۷۶	او قائمًا
	ان اللہ یکشف للمؤمن غرفة الی الجنة فی قبره		مامن مولود یولد الا والشیطان یمسه
	ان الشهداء یرزقون من ثمرة الجنات و البانہا	۲۲۰	حین یولد فیستهل صارخاً
۲۷۹	و شرابها الطهور	۲۵۳	من مات فقد قامت قیامتہ
	ان الطفل الرضيع اذا مات قبل تکمیل ایام	۲۵۲	متوفیک ممیتک
۲۷۹	الرضاعة فتتم ایامہا فی القبر	۲۷۹، ۲۷۸	و یکشف للکافر غرفة الی جہنم
	انّ فی الجنة مکانا لا یناله الا رجل واحد و ارجو		ینزل احی عیسیٰ ابن مریم علی جبل افیق اماما ہادیا
۲۹۳	ان اکون انا هو	۳۱۲، ۳۱۲	حکما عدلا یندہ حربة یقتل بہ الدجال
	انه سینزل، یقتل الدجال، ینزوج و یولد له ...	۳۱۳	یضع الحرب
۲۲۰	انی لا اترک فی قبری الا ثلاثة ایام او اربعین	۳۱۱	یدفن فی الارض بعد السنة

نیز دیکھئے مضامین میں زیر عنوان ”حدیث“

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۸۳	ویخوفونک من دونہ ، انک باعیننا سمیتک	۱۸۳	انا جعلناک عیسیٰ ابن مریم
۱۸۳	المتوکل	۱۸۳	انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق
۱۸۳	ولن ترضی عنک الیہود ولا النصراری	۱۸۳	انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی
۱۸۳	ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق		انت علی بینۃ من ربک ، رحمۃ من عنده وما
۱۸۳	لیظہرہ علی دین کلہ	۱۸۳	انت بفضلہ من مجانین
	یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک	۱۸۳	انک الیوم مکین امین
۱۸۳	من الذین کفروا	۱۸۳	انک من المنصورین
۱۸۳	یمکرون و یمکر اللہ و اللہ خیر الماکرین	۶۷	انی مہین من اراد اہانتک
۱۸۳	یحمدک اللہ من عرشہ	۱۸۳	قل ان افتربتہ فعلی اجرامی
۱۸۳	یا حمد بارک اللہ فیک	۱۸۳	لا مبدل لکلمات اللہ و انا کفیناک المستہزین
	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے		لتندر قوما ما اندر اباؤہم ولتستبین سبیل
۱۸۳	الہامات میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے	۱۸۳	المجرمین
	وفات مسیح اور مثل مسیح کے بارے میں مسلسل کئی سالوں سے	۱۸۳	مارمیت اذ رمیت ولكن اللہ رمی
۱۹۳، ۱۹۱	الہامات ہوتے رہے۔ لیکن دس سال بعد ان کا ادراک ہوا		



مضامین

اللہ تعالیٰ کی صفت رب العالمین تمام صفات سے زیادہ
وسیع تر ہے ۱۱۰، ۱۱۱

اللہ تعالیٰ کی صفت الرحمن کا فیضان فیضانِ اعم ہے۔ اور اس
سے صرف جاندارا شیاء ہی نفع حاصل کرتی ہیں ۱۱۱، ۱۱۲

اللہ تعالیٰ کی صفت الرحیم کا فیضان فیضانِ خاص ہے اور یہ
صفت نیک لوگوں کے لئے ہے ۱۱۳، ۱۱۴

سورۃ الفاتحہ میں مذکور صفات باری تعالیٰ میں عیسائیت کا
رد ہے ۱۱۳، ۱۱۵

مالکِ یومِ الدین کا فیضان فیضانِ انحصار ہے۔ یہ فیوض
میں سب سے بڑا، سب سے بلند، سب سے جامع اور سب

سے زیادہ مکمل اور تمام فیوض کا منتہی ہے ۱۱۶

سورۃ فاتحہ میں مذکور اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایک ترتیب اور
بلاغت پائی جاتی ہے ۱۱۷

صفات الہیہ میں پہلا اسمندرا اسم ذات اللہ کا اسمندر ہے۔ جس
کے مقابل استفادہ کرنے والی آیت ایسا نفعبد ہے ۱۱۷

صفات الہیہ میں سے دوسرا اسمندر رب العالمین کا ہے
جس سے استفادہ کرنے والی آیت ایسا نستعین ہے ۱۱۷، ۱۱۸

صفات الہیہ میں سے تیسرا اسمندر الرحمن کا ہے جس سے
آیت اهدنا الصراط المستقیم استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

صفات باری تعالیٰ کا چوتھا اسمندر صفت الرحیم ہے جس
سے صراط الذین انعمت علیہم استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

پانچواں اسمندر مالکِ یومِ الدین، اس سے غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین کی آیت مستفیض ہوتی ہے ۱۱۸، ۱۱۹

الحمد للہ کے الفاظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ
اس کے مطابق اثر دکھاتی ہیں جتنا بندہ کو ان پر ایمان ہو ۱۲۶

آ-۱

اللہ تعالیٰ جل جلالہ

اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں تکالیف اٹھانے والوں کو ضائع نہیں کرتا ۸
اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر ۷۲، ۹۰

اللہ تعالیٰ وحید و فرید لا شریک لہذا تہ اور قوی اور علی اور اسی
کے لئے ملک اور ملکوت اور مسجد ہے ۹۰

جب کسی بندہ کو شریک بنایا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا مثل اور
اس کا نام دے کر کسی کو بھیجتا ہے تا کہ شرک کی بیخ کنی ہو ۱۳۲

الحمد للہ میں مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ ان کا معبود ہر قسم کی حمد اور
کمالات کا جامع ہے ۱۱۰

اللہ تعالیٰ جب بندے کے لئے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو
اسے نیکی اور امت کے احیاء کی فکر عطا کرتا ہے ۱۷۶

عرش الہی

عرش الہی کی حقیقت، اللہ تعالیٰ کا اس پر قائم ہونا اور قیامت
کے دن آٹھ فرشتوں کا عرش الہی اٹھانے کی حقیقت ۱۲۹، ۱۳۱

صفات الہیہ

اللہ تعالیٰ کی صفات غیور، غفور، خالق
صفت وحید، فرید، قادر، متکبر اور لا شریک ۷۷

صفت احد، صمد، وحید اور لا شریک ۱۳۱

صفت ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت ۱۲۸، ۱۳۰

رب العالمین، الرحمن، الرحیم اور مالکِ یومِ الدین، اللہ تعالیٰ
کے کامل فیوض کے چشمے ہیں ۱۱۰

الحمد للہ میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بارہ میں غلطی سے
بچانے والا قانون ہے ۱۰۹

وفات مسیح بزول مسیح ومہدی کے بارہ میں مختلف احادیث اور ان کے بظاہر تناقض کا حل

ح ۲۰۰ تا ۲۰۲ ح

حیات مسیح اور نزول مسیح کے متعلق غیر احمدی افراد کا عقیدہ

اور اس کی بنیاد

ح ۱۸۳ تا ۱۸۹ ح

نزول مسیح کے متعلق احادیث کا آپس میں تناقض

ح ۲۰۶ ح

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رسول کریم اپنی روحانی توجہ

سے امت میں آخرین کے گروہ کا تزکیہ فرمائیں گے

۲۳۳

مخالفین احمدیت

ہمارے مخالفین کے سلب ایمان کا روحانی سبب یہی ہے کہ وہ اولیاء اللہ

کے دشمن ہوئے اور انہوں نے امام الزمان کی مخالفت کی

۱۶۹، ۱۷۰

مخالفین کو نصیحت کہ وہ اولیاء اللہ اور خلیفۃ اللہ کی مخالفت

نہ کریں

۱۷۰

احیائے موتی

احیائے موتی کا عقیدہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے

صریح خلاف ہے

۲۳۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲ ح

اگر احیائے موتی ہو تو کئی فتنے پیدا ہوں

۲۳۸

حقیقی مردوں کے بارے میں صرف ایک حشر اجساد قرآن

میں بیان ہوا ہے

۲۳۸، ۲۳۹ ح

استعارہ

قرآن کریم میں انبیاء و رسول کی وحی میں استعارات

کے استعمال کی مثالیں

۲۶۲

انبیاء و رسول کی وحی میں مجاز اور استعارات پائے جاتے

ہیں آنحضرت ﷺ کی وحی سے مثالیں

ح ۱۹۰، ۱۹۱ ح

قیامت کی نشانیاں صغریٰ اور کبریٰ استعارات

میں بیان کی گئی ہیں

۳۰۳، ۳۰۴ ح

اللہ تعالیٰ کی چار ذاتی اور اصولی صفات ہیں جو اس کی ذات کے تقاضے

سے پیدا ہوتی ہیں، ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالکیت

۱۲۸، ۱۲۹ ح

اجرام فلکی

سورج و چاند کو خدا تعالیٰ نے عبث پیدا نہیں کیا ان کی

تاثيرات روزمرہ کے تجارب میں نظر آتی ہیں

۲۸۶، ۲۸۷ ح

چاند اور سورج کی تاثيرات کے بارہ میں آپؐ کے نظریہ پر

اعتراض اور اس کا جواب

۲۸۵، ۲۸۶ ح

قرآن کریم کی آیات سے استنباط کہ اجرام فلکی کی تاثيرات

ہوتی ہیں

۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰ ح

آیت فلا اقسم بمواقع النجوم میں اشارہ ہے کہ نجوم

کا تعلق زمانہ نبوت اور نزول وحی سے بھی ہے

۲۸۹ ح

اجرام فلکی کی تاثيرات کے بارہ میں علامہ فخر الدین رازی،

جیز اللہ البانغہ اور فیوض الحرمین کی تحریر

۲۹۰، ۲۹۱ ح

اس شبہ کا ازالہ فرمانا کہ آپؐ ملائکہ کو اجرام فلکی کی روح

تسلیم کرتے ہیں

۲۹۶ ح

احمدیت

حضرت مسیح موعود کا اپنے عقائد بیان فرمانا

۸، ۳۱، ۳۶ ح

۱۸۸، ۱۸۳ ح

حضرت مسیح موعود کا اپنی صداقت کے بارہ میں سید عبدالرزاق

کو نوافل اور دعا کے ذریعہ راہنمائی حاصل کرنے کی تجویز

۱۳ ح

حضرت مسیح موعود کا اپنی صداقت کے دلائل پیش فرمانا

۱۴ ح

حجیت حدیث کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ قرآن کریم

کے منافی احادیث قابل قبول نہیں ہیں

۳۱، ۳۲ ح

فرشتوں کے بارے میں جماعت احمدیہ کے عقائد

۳۳، ۳۵ ح

وفات مسیح اور مثیل مسیح کے بارے میں مسلسل کئی سالوں سے

الہامات ہوتے رہے۔ لیکن ان کی تفہیم دس سال بعد ہوئی

۱۹۱، ۱۹۳ ح

وفات مسیح کے دلائل کا بیان اور مخالفین کے دلائل کی تردید

۱۹۴، ۱۹۷ ح

انبیاء و رسل کی وحی میں مجاز اور استعارات پائے جاتے ہیں آنحضرت ﷺ کی وحی سے مثالیں

ح ۱۹۱، ۱۹۰

رؤیا الانبیاء وحی

ح ۱۹۰

انجیل

قرآن کریم اور تورات و انجیل کی تعلیم میں موازنہ

۵۷، ۷۴

اناجیل محرف و مبدل ہیں

انجیل ’باپ‘ کے نام سے خدا کو یاد کرتی ہے جس میں

۱۴۰

مخلوقیت اور شرک کا پہلو نظر آتا ہے

تورات اور انجیل میں احکام قوانین قدرت، انسانی فطرت اور

۵۸، ۵۷

قویٰ کے لحاظ سے نہیں ہیں

انجیل نے جو علاتیں ایمان والوں کی ٹھہرائیں وہ

۵۵، ۵۲

عیسائیوں میں نہیں پائی جاتیں

قرآن کریم اور انجیل میں دعا سے قبل سکھائی گئی تمہید

۱۴۳، ۱۴۲

کا آپس میں موازنہ

سورۃ فاتحہ میں سکھائی گئی دعا اور انجیل کی دعا کا موازنہ

۱۴۴، ۱۴۳، ۱۳۹

قرآن کریم اور انجیل کی دعا کا موازنہ

۱۴۴، ۱۴۳

اوتاد الارض

سید عبدالقادر جیلانیؒ نے فتوح الغیب میں امت محمدیہ کے

ح ۲۶

کامل افراد اوتاد الارض قرار دیا

اولیاء اللہ (دیکھیں ولی)

اہل حدیث

مسلمان علماء کا گروہ جو قرآن کریم کو وحی اور امام صادق اور

معیار کامل نہیں مانتا بلکہ قرآن کریم کی تحقیر کرتا ہے۔ اور اس کو

۱۹۰، ۱۸۹

احادیث کے احکامات کے ماتحت رکھتا ہے

اگر یا جوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ظاہری

رنگ میں قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن

۳۰۵، ۳۰۴، ۳۰۳

ہے

اسلام

آیت ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الآخیرین سے استدلال

۳۰، ۲۱

کہ امت محمدیہ کاملہ الہیہ سے مشرف ہے

۳۶

امت مسلمہ میں آپس میں بہت اختلاف ہے

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رسول کریم اپنی روحانی توجہ

۲۴۴

سے امت میں آخرین کے گروہ کا تزکیہ فرمائیں گے

۳۰۰

احادیث سے ثابت ہے کہ امت محمدیہ میں الہام جاری ہے

۳۰۱

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

توراة امام ہے یعنی اس میں ہراس واقعہ کی مثال موجود

۳۱۳

ہے جو امت مسلمہ میں ہوگا

الہام رکشف

اللہ تعالیٰ اولیاء سے کلام کرتا ہے، رازوں سے پردہ اٹھاتا ہے

۲۳، ح ۲۲، ۱۶

انہیں انبیاء کے علم اور نور سے فیضیاب کرتا ہے

اللہ تعالیٰ انبیاء کے علاوہ بھی اپنے محبوب بندوں سے کلام

۲۲، ح ۲۱، ۱۷، ۱۶

کرتا ہے

آیت ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الآخیرین سے استدلال

۳۰، ۲۱

کہ امت محمدیہ کاملہ الہیہ سے مشرف ہے

ح ۲۸

امام شیخ احمد رندی کے مکتوبات میں وحی کی اقسام

قرآن کریم کا سچا پیرو بھی منجانب اللہ الہام پا کر امور غیبیہ

۵۵، ۵۴

کو پاسکتا ہے

۲۹۸، ۲۷۹

قرآن کریم سے اجرائے الہام کا ثبوت

۳۰۰

احادیث سے ثابت ہے کہ امت محمدیہ میں الہام جاری ہے

ب-ب-ت

بائبل (دیکھیں انجیل اور تورات)

بعث بعد الموت

بعث بعد الموت اور حساب کی حقیقت ۲۵۰

پیشگوئی / پیشگوئیاں

محمد ہی بیگم کے متعلق پیشگوئیوں کا بیان ۱۶۳، ۱۶۴

کرامات الصادقین میں تفسیر سورۃ فاتحہ لکھنے کے مقابلہ کے بارہ میں

پیشگوئی کہ محمد حسین بناوای اس طریق کو بھی ہرگز قبول نہ کریں گے ۶۶، ۶۷

تصوف

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا اہل اللہ کی پہچان کے بارہ

میں فرمان ۲۲

آپ نے امت کے کامل افراد کو اوتاد الارض قرار

دیا ہے ۲۶ ح

سلوک کے مختلف مقامات کا بیان ۲۲ تا ۲۷ ح

اهدانا الصراط المستقیم میں صحیح معرفت کے حصول

کی دعا کرنے کی ترغیب ہے ۱۲۳

تفسیر انبیر دیکھیں آیات قرآنیہ و قرآن مجید

یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کے معانی

بیان فرمائے وہ صحیح اور حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں ہے کہ ان

سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں ۶۱

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کے بعد اس کی تفصیل

کے لئے چار صفات کا اعلیٰ ترین ترتیب کے ساتھ بیان ۹۹

حمد کے گہرے معانی ۱۰۶، ۱۰۷

سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہر طالب حق کے لئے کافی ہوگی ۱۰۶، ۱۰۵

اس تفسیر کو لکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ نکات الہاماً سکھائے

جو مجھ سے قبل کسی بھی عالم کو نہیں سکھائے گئے ۱۰۶

الحمد لله کے لفظ میں خدا تعالیٰ نے تمام مشرکین کی تردید

اور ان کی سرزنش فرمائی ہے ۱۰۷

لفظ الحمد میں بندے کو خدا کی صفات اور کمالات سے

شناخت کرنے کی طرف اشارہ ہے ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹

الحمد لله میں اس قانون کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

کی معرفت کے بارہ میں غلطی سے بچنے کے لئے

اس کے کمالات پر پورا غور کرو ۱۰۹

الحمد لله رب العالمین یہ آیت نصاریٰ اور

بت پرستوں کی تردید کرتی ہے ۱۰۹، ۱۱۲، ۱۱۵

رب العالمین، الرحمن، الرحیم اور مالک یوم

الدین، اللہ تعالیٰ کے کامل فیوض کے چہشمے ہیں ۱۱۰

صفت رب العالمین تمام صفات سے وسیع تر ہے اور

اس کے فیضان کا نام فیضان اعم ہے ۱۱۰، ۱۱۱

صفت الرحمن کا فیضان فیضان عام ہے۔ اور اس

سے صرف جاندارا شیا، ہی نفع حاصل کرتی ہیں ۱۱۲، ۱۱۱

صفت الرحیم کا فیضان فیضان خاص ہے اور یہ

صفت نیک لوگوں کے لئے ہے ۱۱۳، ۱۱۴

صفت مالک یوم الدین کا فیضان، فیضان انحص

ہے یہ سب سے زیادہ مکمل اور تمام فیوض کا منتہی ہے ۱۱۶

سورۃ فاتحہ میں مذکور اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایک ترتیب

اور بلاغت پائی جاتی ہے ۱۱۷

صفات الہیہ میں پہلا سمندر اسم ذات اللہ کا سمندر ہے۔ جس

کے مقابل استفادہ کرنے والی آیت ایاک نعبد ہے ۱۱۷

صفات الہیہ میں سے دوسرا سمندر رب العالمین کا ہے

جس سے استفادہ کرنے والی آیت ایاک نستعین ہے ۱۱۷، ۱۱۸

صفات الہیہ میں سے تیسرا سمندر الرحمن کا ہے

جس سے آیت اهدنا الصراط المستقیم استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

صفات باری تعالیٰ کا چوتھا سمندر صفت الرحیم ہے۔ جس

سے صراط الذین انعمت علیہم استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

صفات باری تعالیٰ میں سے پانچواں سمندر مالک یوم الدین کی صفت ہے اور اس سے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی آیت مستفیض ہوتی ہے ۱۱۹، ۱۱۸

نعبد کونستعین سے پہلے رکھنے میں کئی نکات کا بیان ۱۲۰، ۱۲۱

اهدنا الصراط المستقیم... ولا الضالین اس دعا میں ان خیالات کی تردید ہے کہ جو ہونا ہے وہ لکھا جا چکا اب دعا کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور ان علامتوں کی طرف اشارہ ہے جن سے اصطفاء کے طریق پر قبولیت دعا کی شناخت ہوتی ہے ۱۲۲

اس سورۃ کی پہلی آیت میں تخلیق کے آغاز کا ذکر ہے اور آخری آیت میں قیامت کا ذکر ہے اور سات آیات اشارہ کر رہی ہیں کہ اس دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے ۱۲۳، ۱۲۴

اهدنا الصراط المستقیم میں صحیح معرفت کے حصول کی دعا کرنے کی ترغیب ہے ۱۲۳

المغضوب اور الضالین کی تفسیر ۱۲۳

سورۃ الفاتحہ میں اشارہ ہے کہ ہدایت ایسی چیز ہے جو خدا کی طرف سے ملتی ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں ہے اس کا حصول اور اس پر ثابت قدمی خدا تعالیٰ سے دعا کے بغیر ممکن نہیں ۱۲۴

سورۃ الفاتحہ میں مذکور صفات باری تعالیٰ میں عیسائیت کا رد ہے ۱۱۵، ۱۱۴

سورۃ الفاتحہ میں یہود و نصاریٰ کے انجام کا ذکر اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کا بھی آخری زمانہ میں ان جیسا معاملہ ہو جائے گا ۱۳۶، ۱۳۵

سورۃ الفاتحہ میں دعا کی برکتوں کی طرف اشارہ ہے ۱۲۵

الحمد لله کے الفاظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ اس کے مطابق اثر دکھاتی ہیں جتنا بندہ کوان پر ایمان ہو ۱۲۶

صراط الذین انعمت علیہم میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والوں کو پہلے آنے والوں کے مشابہ پیدا کیا ہے ۱۳۶

الفاتحہ میں خوشخبری ہے کہ تم پہلے انعام یافتہ لوگوں کی طبیعتوں پر پیدا کئے گئے ہو پس کمالات کے حصول کے لئے مجاہدات کرو ۱۳۷

اهدنا الصراط المستقیم کی دعا انسان کو ہر قسم کی کجی سے نجات دیتی ہے ۱۳۷

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم میں نفوس کو شکر کی باریک راہوں سے پاک کرنے اور ان راہوں کے اسباب کو مٹانے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے ۱۳۱

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم میں نبیوں کے کمالات کے حصول کی دعا کی ترغیب ہے ۱۳۱

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پہلے رسولوں اور صدیقیوں کی وراثت ایک لازمی امر ہے ۱۳۱، ۱۳۲

اهدنا الصراط المستقیم... اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو کمال عطا کرتا ہے اور جاہل لوگ اس کی عبادت کرنے لگتے ہیں تو خدا اس کا کوئی مثل پیدا کر دیتا ہے اور اس کا وہی نام رکھ دیتا ہے ۱۳۳، ۱۳۲

اهدنا الصراط المستقیم سے حقیقی مراد ۱۳۳، ۱۳۳

غیر المغضوب علیہم میں خدا تعالیٰ سے ادب کا طریق اختیار کرنے کی اشارہ ہے ۱۳۵

سورۃ فاتحہ میں سکھائی گئی دعا اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۳۷، ۱۳۹

سورۃ الفاتحہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی صفات کی پیروی کرنے کی تاکید کی گئی ہے ۱۴۵

ایناک نعبد و ایاک نستعین اس پر دلالت کرتا ہے کہ تمام تر سعادت خدا تعالیٰ کی صفات کی پیروی کرنے اور معبود کے رنگ میں رنگیں ہو جانے میں ہے ۱۳۶

۱۱۹، ۱۱۸

۱۲۰، ۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳، ۱۲۴

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۴

۱۱۵، ۱۱۴

۱۳۶، ۱۳۵

۱۲۵

۱۲۶

توفی کے معنی موت ابو بکر صدیقؓ، ابن عباسؓ، تابعین
کی ایک جماعت، امام بخاریؒ، ابن القیم اور ولی اللہ دہلوی
نے کئے ہیں

۲۵۵، ۲۵۴ ح
اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والنہی لم تمت .. میں مجازی
موت کے معنی قرینہ کی وجہ سے ہیں

۲۶۲، ۲۶۱
آیت وما قتلوه وما صلبوه کے ذکر کرنے کی وجوہات ۲۲۳، ۲۲۲
آیت بل رفعہ اللہ کی تفسیر اور رفع سے مراد ۲۵۸، ۲۵۴
آیت وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن بہ قبل موته
کی تفسیر

۲۳۳
آیت و اخرین منهم لما یلحقوا بہم... کی تفسیر
یجعل لکم فرقا نا اور یجعل لکم نوراً تمشون بہ
میں نور اور جو امر فاروق ہے وہ کشف اور الہام اور تحدیث ہے
من ینق اللہ یجعل لہ مخرجا میں رزق سے مراد وہی ہے جو

۲۹۸
اہل تقویٰ کو مطلوب ہوتا ہے یعنی کشف والہام و مخاطبات الہیہ
فیشوا الذین امنوا یعنی ان کے دل میں ایسے کلمات ڈالو جن
سے ان کے دل مطمئن ہو جائیں

۳۲۰، ۳۱۹
تنزل الملائکة والروح فیہا باذن ربہم کی تفسیر
۳۳۲ فلا تزکوا انفسہم تزکیہ نفس سے مراد

ثلة من الاولین وثلة من الآخیرین سے استدلال کرامت
محمدیہ میں محدث ہونگے جن سے مکالمات الہیہ ہونگے

تفسیر نویسی کا چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی محمد حسین بنالوی کو عربی زبان
میں تفسیر قرآن لکھنے اور کم از کم سوا شعرا میں قصیدہ لکھنے کا چیلنج

۴۷، ۴۶
دینا اور مولوی صاحب کالیوں انکار کرنا
اشاعۃ السنہ میں محمد حسین بنالوی کا حضرت مسیح موعود کے

۶۵، ۶۳
عربی تفسیر نویسی کے چیلنج سے پہلو تہی کا طریق

ایک نعبد ریا کو دور کرنے کے لئے ہے اور ایک نستعین کبر
کو دور کرنے کے لئے ہے

۱۳۶
ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ سلوک کی راہ کبھی ختم نہیں ہوگی
اور نجات صرف کامل اخلاص اور کامل محنت اور کامل شفقت
اور کامل فہم سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

۱۴۸، ۱۴۶
امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے انی متوفیک
کے معنی ممیت تک نقل کئے ہیں

۱۰
متوفیک کے معنی منیمک حضرت ابن عباسؓ کی
تفسیر کے خلاف ہیں نیز نیند میں بھی روح ہی قبض کی جاتی
ہے جسم نہیں

۲۶۲
اگر متوفیک سے نیند مراد لیں تو فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیہم سے مراد ہوگا کہ حضرت عیسیٰ
کے سونے کے بعد نصاریٰ کو گمراہ ہوئے

۲۶۳
متوفیک کی درست تفسیر اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورا
ہونے کی تفصیل

۲۶۷
قرآن کریم میں ۲۵ مرتبہ توفی کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی
قبض روح آیا ہے جس میں قبض جسم شامل نہیں
تفسیر آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم

۲۳۳، ۲۳۲
یا عیسیٰ انی متوفیک علماء کے اس قول کا جواب

۲۶۱، ۲۵۷ ح، ۱۹۹، ۱۹۸
کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے

یا عیسیٰ انی متوفیک سے یا جورج ماجورج کے
متعلق عقیدہ کہ وہ مسیح موعود کی زندگی میں مرجائے گا
غلط ثابت ہوتا ہے

۲۱۲
توفی کے معنی آنحضرت ﷺ نے اپنے حق میں یہ لفظ
استعمال فرما کر متعین کر دیئے

۲۶۰، ۲۰۸ ح
احادیث میں بھی توفی کے معنی وفات ہیں

۲۵۶

چاند (دیکھیں اجرام فلکی)

حدیث

انه سيكون في امته قوم يكلمون من غير ان يكونوا

انبیاء و یسمون محدثین ۱۵

دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی ۱۹۲، ۱۹۳ ح

خروج دجال اور دجال کے گدھے کے متعلق

حدیث نبوی ۱۸۷ ح، ۱۸۸ ح

جبکہ غیر احمدی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا

تو اس کا غلبہ ہوگا یہ اس آیت و جعل الذین اتبعوك فوق

الذین کفرو والی یوم القیامۃ کے خلاف ہے ۱۹۲، ۱۹۵ ح

دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی ۱۹۲، ۱۹۳ ح

دجال کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ یہود میں سے

ہوگا غلط ہے ۱۹۵ ح

فتنہ عیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگر ان احادیث

سے ملایا جائے کہ مسیح نصاریٰ کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا تو

ہمیں نصاریٰ کے علماء کو ہی دجال تسلیم کرنا پڑے گا ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ ح

جن احادیث سے رسول کریم ﷺ کی حیات ثابت ہو سکتی ہے

وہاں اس سے مراد صرف حیات روحانی ہے ۲۲۰، ۲۲۱ ح

بعض احادیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود اور

دجال بلا دشرقیہ سے یعنی ملک ہند میں ظاہر ہونگے ۲۲۵ ح

عیسائیت کو دجال سمجھنے کی وجوہات ۲۲۷، ۲۹۹ ح

دجال کی حقیقت اور مسیح کے قتل دجال سے مراد ۲۲۷، ۲۲۹ ح

اگر یا جوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ کا ظہور ظاہری رنگ میں

قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵ ح

دجال کے بارے میں ایک روایت کہ انسا الدجال شیطان ۳۱۲ ح

عیسیٰ کے قتل دجال سے مراد ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵ ح

کرامات الصادقین کا جواب لکھنے کے لئے ایک ہزار روپے کا
انعام نیز صرصرنی غلطی نکالنے والے کے لئے فی غلطی پانچ

روپے انعام کا اعلان ۲۲۸، ۲۲۹ ح

لفظ توفی کے متعلق چیلنج ۲۲۷، ۲۲۸ ح

قل لمن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل

هذا القرآن کی تفسیر ۵۰، ۵۱ ح

قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی کی تفسیر کہ

جو چیز غیر محدود قدرت سے پیدا ہو اس کے خواص بھی

غیر محدود ہوں گے ۶۰ ح

تورات

قرآن کریم، تورات اور انجیل کی تعلیمات میں موازنہ ۵۷، ۵۸ ح

قرآن کریم میں فرمایا کہ توراہ امام ہے یعنی اس میں

ہر اس واقعہ کی مثال موجود ہے جو امت مسلمہ

میں ہوگا ۳۱۳ ح

ج-ج-ج-خ

جماعت احمدیہ (دیکھیں احمدیت)

جنت

قرآن کریم کی آیات کی رو سے جنتی افراد کے جنت میں

داخلہ کے بعد اس دنیا میں واپسی ممنوع ہے ۲۲۶، ۲۲۷ ح

اگر روز قیامت حساب کتاب کے بعد جنت یا جہنم میں

داخل کیا جائے گا تو پھر معراج کے دوران جنت و جہنم

میں افراد کو دیکھنے سے کیا مراد ہے ۲۵۰ ح

جہاد

ہند کے مسلمانوں کا حکومت برطانیہ کے خلاف تلوار سے جہاد

کرنے کی شرعی حیثیت ۲۳۰ ح

اس زمانہ کا مجدد غیر مسلموں سے جنگ نہیں کرے گا ۲۳۲، ۲۳۳ ح

احادیث بالمعنی / تشریح احادیث

- احادیث کی قبولیت میں مسلمان فرقوں کا اختلاف ہے ۳۲، ۳۱
- تمام احادیث احاد ہیں، نہ رسول اللہ ﷺ نے احادیث جمع کیں نہ صحابہ کرام نے۔ نہ ہی اس کی حفاظت کا وعدہ
- قرآن کریم کی حفاظت کی طرح ہے ۳۷
- احادیث کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے لئے اصولی قانون یہ ہے کہ اسے قرآن کریم کے سامنے پیش کیا جائے ۲۱۹، ۲۱۸
- رسول کریم ﷺ کی وفات کے وقت زمین کا داعرنا کرنا اور خدا تعالیٰ کا وحی فرمانا کہ میں انبیاء جیسے لوگ پیدا کروں گا ۱۵
- اللہ تعالیٰ کا ابن آدم فرمانا کہ میری اطاعت کر میں تجھے اس طرح کر دوں گا کہ تو بھی کن کہے گا تو وہ کام ہونے لگے گا ۲۶
- ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ کا خواب میں اپنی تلوار ٹوٹنے دیکھنا اور اس سے مراد ۱۹۰
- ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی سے کم از کم نصف عمر پائی اور حضرت عیسیٰ نے ایک سو بیس سال عمر پائی ۲۰۷
- آج کے دن جو بھی جان زندہ ہے وہ سو سال کے اندر وفات پا جائے گی ۱۹۲، ۱۹۱
- نزولِ مسیح سے متعلق احادیث میں تناقض ۲۰۶، ۲۰۵
- مسلم کی دمشق حدیث جس میں نزولِ مسیح کا ذکر ہے اس کی ظاہر تفسیر قرآن کریم کی آیات کے خلاف ہے ۳۲
- دجال سے متعلق احادیث میں تناقض ۱۹۱
- حدیث میں دجال کے مشرق کی طرف سے آنے اور مدینہ جانے اور پھر شام میں ہی ہلاک ہونے اور چالیس سال زمین میں رہنے کا ذکر ہے ۱۸۷

- رسول اکرم ﷺ کی احادیث جن کی آنحضرت ﷺ نے تاویل کی ۱۹۰، ۱۹۱
- وفاتِ مسیح، نزولِ مسیح و مہدی کے بارہ میں مختلف احادیث اور ان کے بظاہر تناقض کا حل ۲۰۲، ۲۰۰
- جن احادیث میں تذکرہ ہے کہ دجال علم الغیب جانتا ہے یہ احادیث رسول کریم ﷺ کی نہیں ہیں ۱۸۸
- اگر احادیث کے ظاہری معنی لئے جائیں تو رسول اکرم ﷺ کی حدیث سے دجال کی موت ثابت ہو جاتی ہے ۱۹۲، ۱۹۱
- احادیث میں بیانِ مسیح موعود کی تین علامات ۲۰۶، ۲۱۰
- جب میرا رب مجھ سے میری امت کے بگاڑ کے بارے میں پوچھے گا تو میں وہی جواب دوں گا جو خدا کے نیک بندے نے مجھ سے قبل عرض کیا ۲۰۸، ۲۰۹
- نسخہ بخاری میں درج الفاظ بضع العجزیة درست نہیں کیونکہ آنے والا بضع الحروب کرے گا ۲۱۰، ۲۱۱
- بعض احادیث میں ذکر ہے کہ دجال نوع انسان میں سے نہ ہوگا بلکہ شیطان کے گروہ میں سے ہوگا ۲۲۳
- مسیح مشرقی ملک ہند میں ظاہر ہوگا اور پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی دمشق کا سفر کریں گے اس سے مراد ۲۲۵
- تفسیر مظہری کا مصنف، لکھتا ہے کہ ابو ہریرہ نے آیت کریمہ وان من اهل الكتاب... کی تاویل میں غلطی کی ہے ۲۲۰
- آیت کریمہ ان من اهل الكتاب کی قرأت ثانیہ قبل موتہم ہے۔ یہ تاویل قرآن کریم کے مطابق ہے ۲۲۱
- آپ ﷺ کے فرمان: انی لا اترك میتاً فی قبری بل احيی و ارفع الی السماء سے حیاتِ روحانی مراد لی جاتی ہے ۲۲۰، ۲۲۱

ختم ولایت

فتوح الغیب میں ہے کہ امت محمدیہ کے کامل افراد پر

ح ۲۴

ولایت ختم ہے

در

دابة الارض

دابة الارض کے بارہ میں روایات میں اختلافات کی

حقیقت اور دابة الارض سے اصل مراد ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸

دابة الارض سے مراد اس زمانہ کے علماء کا ایک گروہ ہے

ح ۳۰۹، ۳۰۸

دجال

دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی

خروج دجال اور دجال کے گدھے کے متعلق حدیث نبوی ۱۸۷، ۱۸۸

جن احادیث میں تذکرہ ہے کہ دجال علم الغیب جانتا ہے۔ یہ

احادیث رسول کریم ﷺ کی نہیں ہیں ۸۸

رسول کریم کا رویا۔ جس میں آپ نے دجال مسیح کو دو اشخاص

کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کعبہ کا طواف کرتے دیکھا ۱۹۱ ح

دجال سے متعلق احادیث میں تناقض ۱۹۱ ح

تمیم داری کا بیان کہ انہوں نے دجال کو دیکھا ۱۹۱، ۱۹۳ ح

اگر احادیث کے ظاہری معنی لئے جائیں تو اس حدیث سے

دجال کی موت ثابت ہو جاتی ہے۔ ۱۹۱، ۱۹۲ ح

جبکہ غیر احمدی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا

تو اس کا غلبہ ہوگا یہ آیت و جعل الذین اتبعوک فوق

الذین کفرو والی یوم القیامة کے خلاف ہے ۱۹۳، ۱۹۵ ح

دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی ۱۹۲، ۱۹۳ ح

دجال کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ یہود میں سے

۱۹۵ ح

ہوگا غلط ہے

اسلام کے علاوہ دوسری ملتوں کے ہلاک ہونے سے

۲۳۹، ۲۴۰ مراد

قرآن اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل جنت کی طرح اہل

دوزخ بھی اس دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے ۲۵۳، ۲۵۴

احادیث میں کہیں بھی مسیح علیہ السلام کے جسد عسری سمیت اٹھائے

جانے کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ وفات کا تذکرہ موجود ہے ۲۵۶، ۲۵۷

امام ابن قیم حدیث کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ

زندہ ہوتے تو وہ ہمارے نبی کی پیروی کرتے ۲۵۲ ح

حضرت ابن عباسؓ کی تعلیق متوفیک ممیتک ۲۶۵

بعض احادیث میں مذکور ہے کہ حضرت جبرائیل حضرت عیسیٰ

کے ساتھ تیس سال زمین پر موجود رہیں گے ۲۸۱

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ ہر وحی کے نزول کے وقت

جبرائیل آسمان پر موجود ہوتے ہیں ۲۸۱

عیسیٰ کا دجال کو جنگ کے ذریعہ قتل کرنے کا عقیدہ درست

نہیں کیونکہ صحیح بخاری میں رسول کریم کا قول یضع

الحراب موجود ہے ۳۱۴، ۳۱۳

مقام حدیث

علماء جو قرآن کریم کو وحی اور امام صادق اور معیار کامل

نہیں مانتے اور قرآن کریم کو احادیث کے احکامات

کے ماتحت رکھتا ہے ۱۸۹، ۱۹۰

رسول کریم ﷺ کے صحابہ احادیث پر قرآن کریم کو مقدم

رکھتے تھے ۱۹۰

حواری

اللہ تعالیٰ نے حواریوں اور بنی اسرائیل کی عورتوں سے

بھی کلام کیا ۱۶، ۱۷، ۲۲ ح

حیات مسیح (دیکھیں اسماء میں عیسیٰ علیہ السلام کے تحت)

ختم نبوت (دیکھیں اسماء میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے تحت)

غیر المغضوب علیہم میں خدا تعالیٰ سے ادب کا طریق اختیار کرنے کی اشارہ ہے۔ کیونکہ دعا کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں ۱۳۵
قرآن کریم اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۳۳، ۱۳۴ ح

دنیا

الفتح کی پہلی آیت میں تخلیق کے آغاز اور آخری آیت میں قیامت کا ذکر ہے۔ سات آیات اس طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ اس دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے ۱۲۲، ۱۲۳ ح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے وقت دنیا کی حالت زارتھی اہل زمین فسق اور فحور میں مبتلا تھے ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰ ح
قرآن اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل جنت کی طرح اہل دوزخ بھی اس دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے ۲۵۳، ۲۵۴ ح

رفع انبیا و رسل اسماء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

جن احادیث سے رسول کریم ﷺ کی حیات ثابت ہو سکتی ہے وہاں اس سے مراد حیات روحانی لی جاتی ہے ۲۲۰، ۲۲۱ ح
آیت قرآنی و دفعناہ مکاناً علیاً میں حضرت ادریس کے رفع سے مراد ۲۲۰ ح

قرآن کریم کی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص جسم غصری کے ساتھ آسمان پر نہیں چڑھ سکتا ۲۱۹ ح
رفع صرف حضرت عیسیٰ سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء کا رفع ہوا اور وہ خدا تعالیٰ کے پاس مستندین ہیں۔ ۲۲۲ ح

ردیاء اور تعییر الرویاء

ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ کا خواب میں اپنی تلوار ٹوٹنے دیکھنا اور اس سے مراد ۱۹۰ ح
رسول کریم کا رویا۔ دجال مسیح کو دو اشخاص کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کعبہ کا طواف کرتے دیکھا ۱۹۱ ح

قتنہ عیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگر ان احادیث سے ملایا جائے کہ مسیح نصاریٰ کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا تو ہمیں نصاریٰ کے علماء کو ہی دجال تسلیم کرنا پڑے گا ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ ح

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ دجال نوع انسان میں سے نہ ہوگا بلکہ شیطان کے گروہ میں سے ہوگا ۲۲۲ ح
بعض احادیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود اور دجال بلا شرقیہ سے یعنی ملک ہند میں ظاہر ہونگے ۲۲۵ ح
عیسائیت کو دجال سمجھنے کی وجوہات ۲۲۶، ۲۲۹ ح

اگر یا جوج با جوج، دجال اور عیسیٰ کا ظہور ظاہری رنگ میں قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵ ح
عیسیٰ کا دجال کو جنگ کے ذریعہ قتل کرنے کا عقیدہ درست نہیں کیونکہ صحیح بخاری میں رسول کریم کا قول یضع الحرب موجود ہے ۳۱۳، ۳۱۴ ح

دجال کے بارہ میں ایک روایت کہ انما الدجال شیطان ۳۱۲ ح
عیسیٰ کے قتل دجال سے مراد ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶ ح

دعا

حضرت مسیح موعود کا اپنی صداقت کے بارہ میں سید عبدالرزاق کو نوافل اور دعا کے ذریعہ راہنمائی حاصل کرنے کی ہدایت ۱۳ ح
اهدنا الصراط المستقیم... ولا الضالین اس دعا میں ان خیالات کی تردید ہے کہ جو ہونا ہے وہ لکھا جا چکا اب دعا کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ۱۲۲ ح

ہدایت ایسی چیز ہے جو خدا کی طرف سے ملتی ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس کا حصول اور اس پر ثابت قدمی خدا تعالیٰ سے دعا کے بغیر ممکن نہیں ۱۲۳ ح

سورۃ الفاتحہ میں دعا کی برکتوں کی طرف اشارہ ہے ۱۲۵ ح
اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم میں نبیوں کے کمالات کے حصول کی دعا کی ترغیب ہے ۱۳۱ ح

س-ش-ص

شُرک

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
علیہم میں نفوس کو شرک کی باریک راہوں سے پاک
کرنے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے

۱۳۱

شیطان

اللہ تعالیٰ کا شیطان کے تسلط کے وقت لوگوں کی اصلاح
کا طریق

۳۱۹، ۳۱۸

صحابہ

صحابہ اور تابعین کرام نزولِ مسیح پر اجماعاً ایمان لاتے تھے
نہ کہ حقیقی طور پر

۹

رسول کریم ﷺ کے صحابہ قرآن کریم کو احادیث پر مقدم رکھتے
صحابہ و وفاتِ مسیح کے قائل تھے

۲۳۶

صفات الہیہ (دیکھیں اللہ جل جلالہ کے عنوان کے تحت)

ع

عذاب

اللہ تعالیٰ کسی بھی قوم پر اتمامِ حجت کے بغیر عذاب نازل
نہیں کرتا

۲۳۶، ۲۳۵

عیسائیت (نیز دیکھیں انجیل و عیسیٰ علیہ السلام)

حضرت عیسیٰ کا حواریوں سے کہنا کہ اگر رائی کے برابر
بھی تم میں ایمان ہو تو جو کام میں کرتا ہو تم کرو گے
بلکہ مجھ سے زیادہ کرو گے

۵۵

مسلمانوں کو لازم ہے کہ بار بار عیسائیوں سے یہ مطالبہ کریں
کہ انجیل کی رو سے اپنا ایمان دار ہونا ثابت کریں

۵۶

عیسائیوں کے افہام کے لئے خدا تعالیٰ کا آپ کی تائید
و نصرت فرمانا

۷۲

الحمد لله رب العالمین یہ آیت نصاریٰ اور

بت پرستوں کی تردید کرتی ہے

۱۱۰، ۱۰۹

عیسائیوں کا عقیدہ کفارہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحم اور عدل

دونوں کے منافی ہے

۱۱۵، ۱۱۴

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ)

کے انجام کا ذکر کرتا ہے

۱۲۵

سورۃ فاتحہ میں سکھائی گئی دعا اور انجیل کی دعا کا موازنہ

۱۳۹، ۱۳۷

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ رب استعمال کیا

جبکہ انجیل ”باپ“ کے نام سے خدا کو یاد کرتی ہے

اس کے نقصانات

۱۴۰

حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے وقت عیسائی لوگ

باطل عقائد کی طرف لوگوں کو بھیج کر لارہے تھے

۱۷۶ تا ۱۷۸

عیسائیت کے باطل عقائد کا تذکرہ۔

۱۷۷، ۱۷۸

قرآن کریم میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں عیسائیت زمین

پر غالب ہوگی اور ہر روک کو پھلانگتے جائیں گے

۲۱۳

آیت و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا

الہی یوم القیامۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان اور نصاریٰ تا

قیامت زمین کے وارث رہیں گے

۱۹۳، ۱۹۲

فتنہ عیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگر ان احادیث

سے ملایا جائے کہ مسیح نصاریٰ کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا تو ہمیں

نصاریٰ کے علماء کو یہی وجہ تسلیم کرنا پڑے گا

۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴

حضرت عیسیٰ کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں۔ عیسائی اتباع کے

صرف دعویٰ داری ہیں

۲۱۲، ۲۱۳

مسیح موعود نصاریٰ کے غلبہ کے وقت مبعوث ہوگا اور زمی

سے اصلاح کرے گا تو انہیں اٹھائے گا

۲۱۴، ۲۱۵

حضرت عیسیٰ کے بارے میں عیسائیت کے باطل عقائد

۲۱۲، ۲۱۳

رسول کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے دمشق کا نام اس

نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کے جو معانی بیان فرمائے وہ حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں ہے کہ ان سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں

۶۱ اگر قرآن کریم میں ایسے عجائبات اور خواص مخفیہ تھے تو پہلے لوگوں کا کیا قصور تھا کہ وہ ان سے محروم رہے اس سوال کا جواب

۶۲ قرآن مجید کے حسن و جمال اور کمالات اور علوشان کا ذکر ۹۱، ۸۳

۹۸ قرآن منبع ہدایت ہے قرآن مجید اور انجیل میں دعا سے قبل سکھائی گئی تمہید کا آپس میں موازنہ

۱۳۲ قرآن کریم اور انجیل کی دعا کا موازنہ

۱۳۳ الحمد لله سے مالک یوم الدین تک دھریوں اور ملحدوں اور منچریوں کے خیالات کی تردید ہے

۱۳۹ قرآن کریم وحی متلو ہے اس کے نفاذ تک قطعی ہیں احادیث کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے لئے اصولی قانون یہ ہے کہ اسے قرآن کریم کے سامنے پیش کیا جائے

۲۱۸ قرآن کریم کی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص جسم غضری کے ساتھ آسمان پر نہیں چڑھ سکتا

۲۱۹ احیاء موتی کا عقیدہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے صریح خلاف ہے

۲۳۹ معیار نجات قرآن کریم ہے اس کو مضبوطی سے تھام لو

۲۵۲ قرآن کریم میں استعارات کے استعمال کی مثالیں

۲۶۲ قرآن مجید اور احادیث

اگر بخاری کی حدیث بضع الحزبۃ کی طرح کی ہزار احادیث بھی قرآن کریم سے معارض ہوں تو قابل قبول نہیں

قرآن ایک زندہ کلام اور امام صادق ہے کوئی حدیث اس کے معارض قابل قبول نہیں

۱۹۰، ۱۸۸

لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ فساد شروع ہوا تھا ۲۲۷، ۲۲۶

عیسائیت کو دجال سمجھنے کی وجوہات ۲۹۹، ۲۲۷

عیسائی علماء رسول کریم ﷺ کی توہین کرتے ہیں اور قرآن کریم کو رد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۲۳۱

قرآن کریم کے مطابق یہود اور نصاریٰ تا قیامت رہیں گے

۲۳۰، ۲۳۹ عیسیٰ کے قتل کو دجال سے مراد

۳۱۵، ۳۱۴، ۳۱۳ اس اعتراض کا جواب کہ حضرت مسیح موعود حضرت مسیح کے معجزات کو تسلیم نہیں کرتے

۳۱۶، ۳۱۵

ف-ق-ک

فرشتے (دیکھئے ملائکہ)

قرآن کریم (نیز دیکھیں تفسیر قرآن)

قرآن کریم خدا کا کلام لفظ لفظ تو اتر سے ثابت ہے۔ وحی متلو قطعی اور یقینی ہے۔ اس کا مرتبہ ہر وحی سے بلند ہے۔ ۳۱

قرآن کریم کی ان صفات کا ملکہ ذکر جن کی رو سے قرآن کریم بے نظیر کہلاتا ہے

۵۹ تا ۵۱

قرآن کریم میں مواقع انجوم کی قسم کھانے کی حکمت ۵۲

قرآن کریم کی وہ تعلیم جو مدار ایمان ہے وہ عام فہم ہے جس کو ایک کافر بھی سمجھ سکتا ہے

۵۳

قرآن کریم کا سچا پیرو ہی منجانب اللہ الہام پا کر امور غیبیہ کو پا سکتا ہے

۵۵، ۵۴

قرآن کریم اور تورات و انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۵۷

قرآن کریم کی تعلیم قانون قدرت سے مطابق ہے ۵۸، ۵۷

قرآن کریم کے معارف و معانی کو ایک زمانہ میں محدود قرار دینا میرے نزدیک قریب قریب کفر ہے

۶۱

قرآن کریم ہر ایک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے

۶۱

مسلمان نیز (دیکھیں اسلام)

سید عبدالقادر جیلانی نے فتوح الغیب میں امت محمدیہ کے کامل افراد کو اودا والا ارض قرار دیا
ح ۲۶ الفاتحہ میں خوشخبری ہے کہ تم پہلے انعام یافتہ لوگوں کی طبیعتوں پر پیدا کئے گئے ہو پس کمالات کے حصول کے لئے مجاہدات کرو ۱۴۷
آیت وجاعل الذین اتبعوک سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان اور نصاریٰ تا قیامت زمین کے وارث رہیں گے ۱۹۳، ۱۹۴ ح
احادیث میں آپس میں شدید تناقض ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ فرقوں میں بٹی ہوئی ہے
۲۱۸، ۲۱۷

حضرت عیسیٰ کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں عیسائی صرف اتباع کے دعویدار ہیں
۲۱۲ ح ۲۱۳
سورۃ الفاتحہ میں یہود و نصاریٰ کے انجام کا ذکر اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کا بھی آخری زمانہ میں ان جیسا معاملہ ہو جائے گا ۱۴۵

مسلمان علماء

امت مسلمہ کے بد حال علماء کا بیان
۱۸ علماء کا از روئے حسد آپ کی تکفیر کرنا
۳۶، ۳۷، ۳۱۱
مکلفین علماء کو ”کرامات الصادقین“ جیسا رسالہ لانے کا چیلنج
۳۲ مکلفین علماء باوجود میرے مسجد میں قسمیں کھانے کے کہ میں مسلمان ہوں فتاویٰ کفر سے باز نہ آئے
۲۵

مکلفین علماء کا آپ کو سر اسرا جاہل اور علم عربی سے ہٹکی بے خبر قرار دینا
۲۸

مکلفین علماء اور مشائخ پر اتمام حجت
۱۶۱ علماء ہند اب تک میری ہلاکت کے منتظر اور فتاویٰ کفر لکھتے ہیں
۱۸۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ پر علماء کے گیارہ اعتراضات
۲۸۵، ۲۸۴

قرآن کریم کلام ربانی ہے۔ ہر آیت اس کی قطعی متواتر

ہے اور احادیث سوائے نادر کے احادیث
۲۰۵ حفاظت قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے
۲۱۶ قرآن کریم میں استعارات کے استعمال کی مثالیں
۲۶۲

قیامت

قیامت کی نشانیاں صغریٰ اور کبریٰ بیان کی گئی ہیں
۳۰۳، ۳۰۴ اگر یا جوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ظاہری رنگ میں قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے
۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵

کشف

حضرت عمرؓ کا ساریہ کو خطبہ جمعہ کے دوران پکارنا۔ جو ساریہؓ کو ایک دور کی مسافت پر سنائی دی
۲۹ ح ۳۰ حضرت اقدس مسیح موعود کو ایک صریح کشف کی رو سے متعصب اور کج دل لوگوں کے ساتھ مباہشات کرنے سے روکا گیا
۴۸

م-ن

مجدد

ظہور امام مہدی پر ضرورت زمانہ کی دلیل
۱۷ اس زمانہ کے فساد اور لوگوں کے مذہبی معاشرتی حالات
۲۳۲، ۲۳۳ آخری زمانہ کے مجدد کو مسیح کا نام دینے کی دو وجوہات
۲۱۳، ۱۲۴

محدث احمدیہ

امت محمدیہ میں سے محدثوں یعنی غیر نبی ملہم لوگوں کے آنے کی پیشگوئی
۱۵ مجدد امام سرہندی علیہ الرحمہ کے نزدیک محدث کی تعریف
ح ۲۸ مقام نبوت اور محدثیت میں فرق۔ محدث بالقوہ
۳۰۰ نبی ہوتا ہے

مقام محدث کسب سے نہیں حاصل ہوتا
۳۰۱

اللہ تعالیٰ جب لوگوں کی اصلاح کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے خاص بندے کے دل پر کلام نازل کرتا ہے اور اس کے ساتھ فرشتوں کو کر دیتا ہے

۳۱۹، ۳۱۸

سورۃ القدر میں اس طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کے ظہور کے وقت ملائکہ روح حق کے ساتھ نازل ہوتے ہیں

۳۲۰، ۳۱۹

مہدی

مہدی کے بارہ میں آنے والی احادیث میں تناقض ہے اور یہ سب ضعیف اور مجروح ہیں

۳۱۵، ۳۱۴

نبی رنبوت

رسول کریم ﷺ کی وفات کے وقت زمین کا خدا کے حضور دعا کرنا کہ میں اب انبیاء سے قیامت تک محروم ہوگئی ہوں اور خدا تعالیٰ کا وحی فرمانا کہ میں انبیاء جیسے لوگ پیدا کروں گا جو محدث کہلائیں گے

۱۵

انبیاء اور ان کی وحی میں مجاز اور استعارت پائے جاتے ہیں آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے مثالیں

ح ۱۹۱، ۱۹۰

اهدنا الصراط المستقیم کی دعا میں سب مسلمان انعام کے طلبہ گار ہیں اور سب سے بڑا انعام تو نبوت ہے

۱۶، ۱۵

انبیاء اپنا مشن مکمل کر کے ہی اس دار فانی سے کوچ کرتے ہیں

۲۲۳

اللہ تعالیٰ بعض انبیاء کو ان کی فتح کے دن کی آمد سے قبل ہی وفات دیتا ہے لیکن اس کو اس کی فتح کی مسلسل خوشخبریاں دیتا ہے

۲۶۷، ۲۶۶

آیت فلا اقسیم بمواقع النجوم میں اشارہ ہے کہ نجوم کا تعلق زمانہ نبوت اور نزول وحی سے بھی ہے

۲۸۹

اللہ تعالیٰ جب لوگوں کی اصلاح کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے خاص بندے کے دل پر کلام نازل کرتا ہے اور اس کے ساتھ فرشتوں

۳۱۹، ۳۱۸

کو کر دیتا ہے

حضرت مولانا حکیم نور الدینؒ کا خط

۱۵۱ تا ۱۴۹

اللہ تعالیٰ نے علماء اسلام کے لئے لفظ یہود استعمال فرمایا ۱۸۳ معراج (نیز دیکھیں اسماء میں محمد رسول اللہ ﷺ)

رسول کریم ﷺ معراج کی رات انجازی طور پر اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے لیکن اس کے ساتھ ہی

آپ ﷺ کا جسم اطہر بستر پر بھی موجود رہا

۲۲۰، ۲۱۹

رسول کریم ﷺ کا معراج کی رات آدم، عیسیٰ، یحییٰ، موسیٰ علیہم السلام سے ملاقات فرمانا

۲۲۱

ملائکہ

فرشتوں کے بارے میں جماعت احمدیہ کے عقائد ۳۲، ۳۵ فرشتے قرآن کریم کے مطابق اس جگہ کو نہیں چھوڑتے

جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مقرر کر دیا ہے

۲۷۳

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنے اعضاء کی طرح پیدا کیا ہے اور اپنی قدرت کے وسائل بنایا ہے

۲۷۳

ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے ابدی قدرت عطا کی ہے اور وہ تھکاوٹ اور مشقت سے پاک ہیں

۲۷۵

اللہ تعالیٰ نے نزول ملائکہ کو اپنی ذات کا نزول اور ان کی آمد کو اپنی آمد قرار دیا ہے

۲۸۲

اس بات کے عقلی ثبوت کے ملائکہ اپنے جسم کے ساتھ اس طرح نازل نہیں ہوتے جس طرح انسان کسی بندی سے اترتا ہے

۲۸۳، ۲۸۲

نزول ملائکہ ایسا مسئلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر منکشف کیا ہے اور ایسے مسائل کے حل کے لئے مجھے امام مقرر فرمایا ہے

۲۸۵، ۲۸۴

نزول ملائکہ کی تشبیہ کسی اور چیز سے دینا محال ہے اس شیعہ کا ازالہ فرمانا کہ آپ ملائکہ کو اجرام فلکی کی روح

۲۹۶

تسلیم کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا نبی کو فتح عطا کرنے کی سنت و طریق ۲۶۷، ۲۶۷
سورۃ القدر میں اس طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کے ظہور کے

وقت ملائکہ روح حق کے ساتھ نازل ہوتے ہیں ۳۲۰، ۳۱۹

مقام نبوت اور مقام محدثیت میں فرق ۳۰۰

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ایمان سلب کر لیتا ہے جو اولیاء اللہ
سے عداوت رکھتے ہیں ۱۶۸، ۱۶۷

اولیاء اللہ کی نشانیاں اور ان پر خدا کے ہونے والے فضلول
کا تذکرہ ۱۶۹، ۱۶۸

اولیاء اللہ کے فضائل کا بیان ۱۷۱

یا جوج ماجوج ح ۱۸۵

یا جوج ماجوج کا خروج ح ۲۱۲ تا ۲۰۹

یا جوج ماجوج کے متعلق مسیح موعود کی بیان فرمودہ تفسیر

اجماع امت کے خلاف نہیں ہے ح ۲۱۰

اگر یا جوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ظاہری رنگ میں

قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۵، ۳۰۴، ۳۰۳

یہودیت

سورۃ الفاتحہ میں یہود و نصاریٰ کے انجام کا ذکر اس طرف اشارہ کرتا ہے

کہ مسلمانوں کا بھی آخری زمانہ میں ان جیسا معاملہ ہو جائے گا ۱۲۵

دجال کے بارے میں بعض علماء کا خیال کہ وہ یہود

میں سے ہوگا درست نہیں ح ۱۹۵

قرآن کریم کے مطابق یہود اور نصاریٰ تا قیامت رہیں گے

۲۴۰، ۲۳۹

اللہ تعالیٰ کا نبی کو فتح عطا کرنے کی سنت و طریق ۲۶۷، ۲۶۷

سورۃ القدر میں اس طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کے ظہور کے

وقت ملائکہ روح حق کے ساتھ نازل ہوتے ہیں ۳۲۰، ۳۱۹

مقام نبوت اور مقام محدثیت میں فرق ۳۰۰

نجات

معیار نجات قرآن کریم ہے پس اس کو مضبوطی سے

تھام لو ۲۵۳، ۲۵۲

نزول مسیح (نیز دیکھیں اسماء میں مسیح علیہ السلام)

احادیث میں موجود لفظ نزول پر سیر حاصل بحث ۱۹۶، ۱۹۷

نزول مسیح سے متعلق پیشگوئیوں میں اختلاف کی حکمت ۲۳۶،

۲۳۸

وہی

وہی

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ ہر وہی کے نزول کے وقت

جبرائیل آسمان پر موجود ہوتے ہیں ۲۸۱

وفات مسیح (نیز دیکھیں اسماء میں عیسیٰ علیہ السلام)

صحابہ و وفات مسیح کے قائل تھے ۲۳۶

ولایت

اولیاء اللہ مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مشرف ہوتے ہیں ۱۶

اولیاء اللہ خدا کے نور سے منور ہوتے ہیں ۲۱

اللہ تعالیٰ اولیاء سے کلام کرتا ہے، رازوں سے پردہ اٹھاتا ہے اور

انہیں انبیاء کے علم اور نور سے فیضیاب کرتا ہے ۲۳، ۲۲، ۱۶



اسماء

۶۵	احمد بیگ ہوشیار پوری۔ مرزا ادریس علیہ السلام۔ حضرت آیت قرآنی و درفعاہ مکاناً علیاً میں حضرت ادریس کے رفع سے مراد ۲۲۰	۱۔ آ	آدم۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت حضرت رسول کریم ﷺ کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وفات مسیحؑ پر استدلال فرمانا ۹ فما نحن بمبتین الا موتنا الاولیٰ سے حضرت ابوبکر صدیق کا رسول کریم ﷺ کی وفات کا استدلال ۲۳۶، ۲۳۵، ۲۳۳ ابوالمنصور الدہلوی۔ امام ۱۵۶ ابن عباسؓ۔ حضرت آپ نے توفی کے معنی وفات کے لئے ہیں ۲۵۳، ۲۶۵ ح ح ابن القیمؒ۔ حضرت آپ نے توفی کے معنی وفات کے لئے ہیں ۲۵۳ ح ح ابوہریرہؓ۔ حضرت تفسیر مظہری کا مصنف لکھتا ہے کہ ابوہریرہ نے آیت کریمہ وان من اهل الكتاب... کی تاویل میں غلطی کی ہے ۲۳۰ حضرت ابوہریرہؓ نے بعض اجتہاد کرنے میں غلطی کی ہے مثلاً حدیث ما من مولود یولد... کی تاویل میں غلطی کی ۲۳۰
	انانیا پولوس انانیا سے دمشق میں ملا اور اپنا کشف سنایا کہ اس کے ذریعہ میں نے مسیح کو پہچان لیا ہے۔ ۲۲۷، ۲۲۷		اُبی بن کعبؓ۔ حضرت ان من اهل الكتاب الایومنن بہ قبل موته کی قرأت ۲۳۱ ثانیہ قبل موتہم ہے
	ایلیا تورات میں بھی حیات مسیح کی طرح کا عقیدہ ایلیانی کے متعلق سمجھا جاتا تھا جو ظاہری طور پر پورا نہ ہوا ۳۱۳		احمد بیگ۔ مرزا احمد سرہندی۔ امام آپ کا اپنے مرید کو خط میں فرمانا کہ غیر نبی کو بھی الہام ہو سکتا ہے ۲۹، ۲۸ ح
	ب۔ پ۔ ت باقیس (ملکہ سبا) ۲۷۳ ح		
	پولوس وہ پہلا شخص جس نے عیسائیت کو بگاڑا ۲۲۶، ۲۲۵ پولوس انانیا سے دمشق میں ملا اور اپنا کشف سنایا کہ اس کے ذریعہ میں نے مسیح کو پہچان لیا ہے۔ ۲۲۷، ۲۲۷		
	رسول کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے دمشق کا نام اس لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ فساد شروع ہوا تھا ۲۲۷، ۲۲۷		
	پیر صاحب العلم تمیم داریؒ۔ حضرت تمیم داری کا بیان کہ انہوں نے دجال کو دیکھا ۱۹۱، ۱۹۳ ح		

ج-ح

جبرائیل

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ ہر وحی کے نزول کے وقت جبرائیل آسمان پر موجود ہوتے ہیں

۲۸۱

جوہری-امام

۱۶۰

حسام الدین-حضرت حکیم

۱۷۴

حسین-الشیخ السید المہاجر

۱۵۰

ذ-ر-ز

ذوالقرنین

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ، ذوالقرنین اور حواریوں سے کلام کیا حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی کلام کیا

۱۶، ۱۷، ۲۱، ۲۲، ۲۳ ح

رازی-فخر الدین امام

فخر الدین رازی کا تفسیر کبیر میں تحریر کرنا کہ اجرام فلکی کی تاثیرات ہوتی ہیں

۲۹۰

زنجیری جار اللہ

۲۳۰، ۲۳۱ ح

س

ساریہ رضی اللہ عنہ

۲۹، ۳۰ ح

سلطان احمد ابن احمد بیگ

۱۶۳ ح

سلیمان علیہ السلام

۷۲ ح

ص

صدیق حسن خان-نواب

۳۰۲

ع-غ

عائشہ رضی اللہ عنہا-

۱۹۰، ۲۳۳ ح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قرآن مجید سے موافقت کرنے کے لئے احادیث کی تاویل کیا کرتی تھیں

۲۰۵

عبدالحق غزنوی

۸۸

عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کا ذکر

عبدالرزاق قادری البغدادی سید

انہوں نے حضرت مسیح موعود کی تکفیر میں اشتہار دیا اور حضورؐ

۳

نے اس کے جواب میں ”تختہ بغداد“ تصنیف فرمائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عبدالرزاق بغدادی کے لکھے گئے خط کا متن

۶

سید عبدالرزاق قادری کے خط اور اشتہار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیک نیتی پر محمول کرتے ہوئے ان کی دینی

۷

غیرت کی تعریف فرمائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کے حق میں دعا کرنا

۱۲، ۱۱ ح

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی صداقت کے بارہ میں آپ کو

۱۳

نوافل اور دعا کے ذریعہ راہنمائی حاصل کرنے کی ہدایت حضرت مسیح موعودؑ کا انہیں تحریر فرمانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے دلوں

۱۹، ۱۸

کے شبہات دور کرنے اور اتمام حجت کی قوت دی ہے

۲۹، ۳۰ ح

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

۳۰۹

عبداللہ صاحب (مرید پیر صاحب العلم)

عبداللہ آہتقم

آہتقم سے مباحثہ کا ذکر اور اس میں کامیابی کے متعلق

۷۲

اللہ تعالیٰ کی اشارات

۸۱

آہتقم کے متعلق روایا اور یہ کہ وہ پندرہ ماہ میں مرنے والا ہے آہتقم سے متعلق اس بشارت کا ذکر جو مباحثہ (جنگ مقدس)

۶۳

کے اختتام پر سنائی گئی

۳۱۰

عبداللہ العرب (پیر صاحب العلم خلیفہ)

۳۰۰

عبداللہ بن عباسؓ

آپ کو عربی زبان پر دسترس حاصل تھی اور علم تفسیر کے بہت

۳۱۱

بڑے عالم تھے

۲۹۵، ۲۹۴	اس اعتراض کا جواب کہ آپؐ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کی تحقیر کرتے ہیں	۱۰	صحیح بخاری میں آپ کی آیت الہی متوفیک ورافعک الہی کی تفسیر وفات مسیح کی دلیل ہے
۲۹۶، ۲۹۵	حضرت مسیح علیہ السلام کے بعض معجزات، ہم شریعت اسلامیہ کی رو سے پسند نہیں کر سکتے	۱۵۰	عبدالغنی المجددی۔ الشیخ
۳۱۴، ۳۱۱	کیا حضرت عیسیٰ کی عدم مصلوبیت، حیات مسیح اور آمد ثانی کی تصدیق قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کرتی ہیں	۳۰۹	عبداللطیف۔ (پیر صاحب العلم کے خلیفہ)
۳۱۴، ۳۱۳	عیسیٰ کا جلال کو جنگ کے ذریعہ نقل کرنے کا عقیدہ درست نہیں کیونکہ صحیح بخاری میں رسول کریم کا قول یضع الحرب موجود ہے	۱۷۳	عبدالقادر جیلانی "سید آپ کا اپنی کتاب فتوح الغیب میں ذکر فرماتا کہ اللہ تعالیٰ اولیاء سے کلام کرتا ہے
	نزل عیسیٰ	۱۷۴	علی طالع (شعب عامر کے رہنے والے ایک عرب)
	صحابہ اور تابعین کرام نزول مسیح پر اجمالا ایمان لاتے تھے نہ کہ حقیقی طور پر نزول مسیح کے قائل تھے قرآن کریم کی آیات سے ثبوت	۳۰۰، ۲۴۴	عبدالکریم۔ مولانا، سیالکوٹی
۲۰، ۱۹	نزل مسیح نزول ایللیا سے مشابہ ہے	۳۰۰، ۲۴۴	عمر بن الخطاب
۳۳	لفظ نزول کی قرآن کریم اور حدیث کی رو سے بحث	۳۰۰، ۲۴۴	آپ کا ساریہ کو خطبہ جمعہ کے دوران پکارنا اور ساریہ کا کواکب دور کی مسافت پر اسے سن لینا
۳۳	مسیح کے سفید منارہ کے پاس نزول کی حدیث کی شرح	۳۰۶	بعض احکام قرآن سے آپ کی رائے موافق ہوئی
	جو شخص رسول کریم ﷺ کے بعد نزول عیسیٰ مسیح پر ایمان لایا اس نے گویا کہ رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت سے اعراض کیا	۳۰۰	لو کان بعدی نبی لکان عمر
۱۲۸، ۱۲۷	کسی نبی کے متعلق نزول کے لفظ استعمال کرنے سے مراد	۲۹۵، ۲۲۱، ۱۸۴، ۲۱۵، ۱۸	عیسیٰ علیہ السلام
	قرآن کریم نے کیونکر نزول مسیح کا ذکر کیا۔ اگر جسمانی طور پر		حیاء مسیح پر قرآن کریم اور احادیث النبوہ ﷺ سے کوئی دلیل نہیں ملتی
۲۱۴، ۲۱۱	نزل مسیح حق ہوتا تو قرآن کریم ضرور اس کا ذکر فرماتا	۱۰	ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی سے کم از کم نصف عمر پائی اور حضرت عیسیٰ نے ایک سو بیس سال عمر پائی
	احادیث میں نزول مسیح سے مراد یہ ہے کہ ایک عظیم الشان مجدد	۲۰۷	حضرت عیسیٰ کے حقیقی تبعین مسلمان ہیں عیسائی اتباع کے
	حضرت مسیح کے مثیل کے طور پر ظاہر ہوگا جس پر مسیح کا نام	۲۱۳، ۲۱۲	صرف دعویٰ داریں
۲۱۲	اطلاق پائے گا	۲۱۳، ۲۱۲	حضرت عیسیٰ کے بارے میں عیسائیوں کے باطل عقائد
	خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود کو عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل کے	۲۲۳، ۲۲۲	قرآن کریم میں رفع مسیح اور عدم صلیب مسیح کا ذکر آنے کی حکمت
۲۳۵، ۲۳۴	طور پر بھیجنے کی حکمت	۲۰۶	نزل مسیح کے متعلق احادیث کا آپس میں تناقض
			جب میرا رب مجھ سے میری امت کے بگاڑ کے بارے میں پوچھے گا تو میں وہی جواب دوں گا جو خدا کے نیک بندے نے مجھ سے قبل عرض کیا (حدیث)
		۲۰۹، ۲۰۸	

نزولِ مسیح سے متعلق پیشگوئیوں میں اختلاف کی حکمت ۲۳۶، ۲۳۸

اگر یا جوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ظاہری رنگ میں

قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵

حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے بارہ میں احادیث ۳۱۱

نبی اکرمؐ کے فرمان لیو شکن ان یسنزل کی حکمت ۳۱۱ ح

اس اعتراض کا جواب کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ و انه لعلم

للساعة کے مطابق قیامت کے قریب نزولِ مسیح ہوگا ۳۱۶، ۳۱۷

اس اعتراض کا جواب کہ اگر آپ ہی آنے والے مسیح ہیں

تو آپ نے کون سی صلیب توڑی اور کون سا خیریز قتل کیا ۳۱۷

وفاتِ مسیح

رسول کریم ﷺ کا فرمانا کہ ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی سے

کم از کم نصف عمر پائی حضرت عیسیٰ نے ایک سو بیس سال

عمر پائی ۲۰۷ ح

حضرت عیسیٰ اگر زندہ آسمان پر موجود ہیں تو اس وقت انہیں نازل

ہو جانا چاہئے کیونکہ امت مسلمہ انتہائی فساد کو پہنچ گئی ہے ۲۱۰

آیت فلا تکن فی مویہ من لقائہ موسیٰ کی حیات

ثابت کرتی ہے ۲۲۱، ۲۲۲

قرآن کریم میں رفعِ مسیح اور عدمِ صلیبِ مسیح کا ذکر آنے

کی حکمت ۲۲۳، ۲۲۴

آیت ان من اهل الكتاب الیؤمنن بہ

قبل موتہ سے حیاتِ مسیح کے حق میں پیش کئے

جانے والے دلائل کی تردید ۲۳۸

اگر احمیائے موتی ظاہری ہو تو کئی فتنے پیدا ہوں ۲۳۸

قرآن اور احادیث سے ثابت ہے کہ اہل جنت کی طرح اہل

دوزخ بھی اس دنیا میں نہیں اونٹائے جائیں گے ۲۵۳، ۲۵۴

اس امر کا جواب کہ کیا حضرت عیسیٰ کی عدمِ صلوحیت، حیاتِ مسیح اور

آمد ثانی کی تصدیق قرآن کریم اور احادیث کرتی ہیں ۳۱۱، ۳۱۲

صحیح مسلم میں اور دوسری کتب کی احادیث جن کی رو

سے غیر از جماعت حیاتِ مسیح اور نزولِ مسیح کا عقیدہ

رکھتے ہیں ۱۸۳ ح، ۱۸۵، ۱۸۶

احادیث میں لفظ نزول کا ذکر اور اسکی حقیقت ۱۹۶ ح، ۱۹۷

نزولِ مسیح کے متعلق احادیث کا آپس میں تناقض ۲۰۶ ح

وفاتِ مسیح، نزولِ مسیح و مہدی کے بارہ میں مختلف احادیث

اور ان کے بظاہر تناقض کا حل ۲۰۰، ۲۰۲ ح

حیاتِ مسیح اور نزولِ مسیح کے متعلق غیر احمدی افراد کا عقیدہ

اور اس کی بنیاد ۱۸۳، ۱۸۹ ح

فتنہ عیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگر ان احادیث

سے ملایا جائے مسیح نصاریٰ کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا تو ہمیں

نصاری کے علماء کو ہی دجال تسلیم کرنا پڑے گا ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ ح

مسیح موعودؑ نصاریٰ کے غلبہ کے وقت مبعوث ہوگا اور نرمی

سے اصلاح کرے گا ۲۱۳، ۲۱۵ ح

نزولِ عیسیٰ کے معانی، عقیدہ نزولِ عیسیٰ کو بعینہ مان لینے

سے پیدا ہونے والی قباحتیں ۲۰۰، ۲۰۴

مسیح کا آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ قرآن کریم کی آیات کے

خلاف ہے اور اس سے توحید باری تعالیٰ کو نقصان پہنچتا ہے ۲۲۰

مسیح مشرقی ملک ہند میں ظاہر ہوگا اور پھر وہ یا اس کے

خلفاء میں سے کوئی دمشق کا سفر کریں گے ۲۲۵

رسول کریمؐ کا مسیح کی آمد ثانی کے لئے نزول کا لفظ استعمال

کرنے کی حکمت ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵ ح

رسول کریمؐ نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے دمشق کا نام اس لئے

فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ فساد شروع ہوا تھا ۲۲۶، ۲۲۷

اس شبہ کا جواب کہ مسیح عیسائیوں سے جنگ کریں گے اور یا

صرف جنگ ہوگی یا نصاریٰ اسلام قبول کر لیں گے ۲۲۹، ۲۳۰

رسول کریمؐ کا فرمانا کہ جب میرا رب مجھ سے میری امت کے

بگاڑ کے بارے میں پوچھے گا تو میں وہی جواب دوں گا جو خدا

کے نیک بندے نے مجھ سے قبل عرض کیا کہ جب تو نے

مجھے وفات دیدی تو تو ہی ان پر نگران تھا ۲۰۹، ۲۰۸ ح

اللہ تعالیٰ کے پاک انبیاء اپنا مشن مکمل کر کے ہی اس

دار فانی سے کوچ کرتے ہیں ۲۲۳

قرآن کریم کی رو سے جنتی افراد کے جنت میں

داخلہ کے بعد اس دنیا میں واپسی ممنوع ہے

اور ایک شبہ کا ازالہ ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸ ح

آیت قرآنیہ انی متوفیک و رافعک الی میں وفات

کا وعدہ پہلے مذکور ہے اور ایک بڑا گروہ اس بات پر متفق ہے

کہ یہ تمام وعدے ترتیب سے پورے ہوئے ۲۵۸، ۲۵۹ ح

اس امر کی تردید کہ آیت انی متوفیک و رافعک

الی میں فقرہ رافعک دراصل مقدم ہے ۱۹۸، ۱۹۹ ح

لفظ توفی کے معنی ۲۲۲

و مانحن بمیتین الاموتنا الاولی سے حضرت ابو بکر صدیق

نے رسول کریمؐ کی وفات کا استدلال کیا ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵ ح

لفظ توفی کی تفسیر قرآن کریم، رسول کریم ﷺ، ابو بکر صدیقؓ

ابن عباسؓ، یحییٰ بن یحییٰ، امام بخاری، امام ابن قیمؒ، اور شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی نے وفات کے معنوں میں کی ہے ۲۵۳، ۲۵۵ ح

قرآن کریم میں وفات مسیح کی ذکر کی حکمت ۲۵۵ ح

لفظ توفی کو رسول کریمؐ نے اپنی وفات کے بارے میں

استعمال فرمایا ۲۶۰، ۲۶۱ ح

اس شبہ کا ازالہ کہ قرآن کریم میں توفی کا لفظ نیند کے معنی

میں آیا ہے ۲۶۱، ۲۶۲ ح

توراہ میں بھی حیات مسیح کی طرح کا عقیدہ ایلیا نبی کے

متعلق سمجھا جاتا تھا جو ظاہری طور پر پورا نہ ہوا ۳۱۳

حضرت رسول کریمؐ کی وفات پر حضرت ابو بکر صدیقؓ

کا وفات مسیح پر استدلال فرمانا ۹

صحابہ اور تابعین کرام نزول مسیح پر اجمالاً ایمان لاتے تھے نہ

کہ حقیقی طور پر نزول مسیح کے قائل تھے ۹

حضرت مسیح موعودؑ نے عقیدہ وفات مسیح قرآنی دلائل، الہامی

شہادت اور احادیث رسول کریمؐ پر غور کے بعد اختیار کیا ۱۰

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا آیت انی متوفیک

و رافعک الی کی تفسیر وفات مسیح کی دلیل ہے ۱۰

وفات مسیح پر قرآن کریم اور سنت اللہ سے دلائل ۲۰

حضرت اقدس علیہ السلام کا وفات مسیح کے دلائل بیان فرمانا

اور مخالفین کے دلائل کی تردید فرمانا ۱۹۲، ۱۹۳

مفسرین مسئلہ حیات مسیح میں مختلف آراء رکھتے ہیں اور ان

میں اختلاف ہے ۲۱۵، ۲۱۶ ح

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں

کہ آج کے دن جو بھی جان زندہ ہے وہ سو سال کے اندر

وفات پا جائے گی۔ اگر مسیح اس وقت زندہ تھے تو سو سال

بعد وہ بھی وفات پا جاتے ۱۹۱، ۱۹۲ ح

وفات مسیح، نزول مسیح و مہدی کے بارہ میں مختلف احادیث

اور ان کے بظاہر تناقض کا حل ۲۰۰، ۲۰۱ ح

حیات مسیح اور نزول مسیح کے متعلق غیر احمدی افراد کا عقیدہ

اور اس کی بنیاد ۱۸۳ تا ۱۸۹ ح

مسیح کی آمد ثانی اور مہدی کے متعلق احادیث میں آپس میں

تناقض اور اس کی وجہ ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۶ ح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے عقائد بیان فرمانا ۱۷۱، ۱۷۲
اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکالیف اٹھانے کا ذکر ۸
آپ کا فرمانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے دلوں کے شبہات دور کرنے
اور اتمامِ حجت کی قوت دی ہے۔ ۱۹، ۱۸

آخری زمانہ کے مجدد کو مسیح کا نام دینے کی دو جوہات ۱۲۳، ۲۱۳
قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے التماس کہ میرے دعوئی کی
تحقیق کریں۔ ۳۲۵، ۳۲۴

خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود کو عیسیٰ علیہ السلام کے مشیل کے
طور پر بھیجنے کی حکمت ۲۳۵، ۲۳۴

بعثت کی غرض

مجھے لوگوں کی اصلاح اور نصرت دین کے لئے نازل کیا گیا ۶۸
آپ کا مقصد قتلِ خنازیر اور کسرِ صلیب ہے ۷۹، ۷۵
مجھے عیسائیوں کی ہدایت کے لئے اور خلاف اسلام شکوک
کے دفعیہ کے لئے بھیجا گیا ہے ۱۷۸، ۸۱
پیدا شدہ فتنوں کو مٹانے کے لئے اور اس کام کے لئے ضروری
علوم اور وسائل دیئے جانا ۴۵

عقائد ادعوئی ادلائل صدقات انشانات صدقات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے عقائد
بیان فرمانا ۲۸۴، ۱۸۴، ۱۷۱، ۳۶، ۳۱، ۷۸
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ دربارہ ہستی باری تعالیٰ
و حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ۶۷
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقیدہ وفات مسیح
قرآنی دلائل، الہامی شہادت اور احادیث رسول کریم ﷺ
پر غور کے بعد اختیار کیا ۱۰
اپنی صدقات کے دلائل پیش فرمانا ۱۴

اگر قرآن کریم، حدیث یا شاعر کی کتاب میں توفی کے
لفظ کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور انسان اس کا مفعول بہ ہو اور
کوئی دوسرا قرینہ استعمال نہ ہو تو اس کا معنی موت ہوگا۔
انعامی چیلنج ۲۷۰، ۲۶۳

اگر توفی کے معنی نیند کے کئے جائیں تو کئی خلاف عقل امور
ماننے پڑیں گے ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳
اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ تیری امت تا قیامت
ڈنٹوں پر غالب رہے گی نہ یہ کہ تجھے زندہ اٹھایا جائے گا ۲۶۷
قرآن کریم میں ۲۵ مرتبہ توفی کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا
معنی قبض روح آیا ہے ۲۶۹، ۲۶۸

آیت کریمہ انی متوفیک کے سیاق و سباق سے بھی
وفات مسیح ہی ثابت ہوتی ہے ۲۶۶، ۲۶۵

غلام احمد قادیانی۔ مسیح موعود علیہ السلام حضرت مرزا

عبدالرزاق قادری بغدادی نے حضرت مسیح موعود کی تکفیر میں
اشتہار دیا اور حضور نے اس کے جواب میں ”تختہ بغداد“
تصنیف فرمائی ۳

عبدالرزاق بغدادی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھے
گئے خط کا متن ۶

حضرت مسیح موعود کا سید عبدالرزاق قادری کے خط اور اشتہار کو نیک
نیقی پر محمول کرتے ہوئے ان کی دینی غیرت کی تعریف فرمانا ۷

سید عبدالرزاق قادری بغدادی کے حق میں دعا کرنا ۱۲، ۱۱
سید عبدالرزاق قادری بغدادی کو دعوت کہ وہ آپ کے پاس

دو ماہ ٹھہریں تو اللہ ان پر حقیقت ظاہر فرمادے گا ۳۵، ۱۲
اگر سید عبدالرزاق میرے پاس نہ آسکیں تو ایک ہفتہ

استحارہ کریں ۱۳

نصاری کے افام کے لئے خدا تعالیٰ کا آپ کی نصرت و تائید کرنا ۷۲

محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئیوں کا بیان ۱۶۳، ۱۶۳

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نشانات عطا فرمائے اور دشمنوں کے

مقابلہ اتمام حجت عطا فرمائی ۱۷۹

نزول ملائکہ ایسا مسئلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر منکشف کیا ہے

اور ایسے مسائل کے حل کے لئے مجھے امام مقرر فرمایا ہے ۲۸۵، ۲۸۳

سندھ کے پیر صاحب العلم کا خواب میں رسول کریمؐ کا دیدار کرنا

اور آپ کا حضرت مسیح موعودؑ کی علیہ السلام کی تصدیق کرنا ۳۱۰، ۳۰۹

الہام انی مہین من ارادک اہانتک ۶۷

و واللہ یأتی وقت تصدیق کلمتی

ویدی لک ال الرحمن ما کننت تضمیر ۷۴

میرا خدا نے مہین مجھے ضائع نہیں کرے گا اور میری

نصرت فرمائے گا ۸۲

امام الانام محمد مصطفیٰ ﷺ کی شہروں میں تعریف پھیلے گی

خدا تعالیٰ کا ذب تارک ہدایت کو ذلیل کرے گا ۸۶

جو شخص تکفیر میں زیادتی کرے گا اس کی تکفیر کی جائے گی

چنانچہ بناوکی کی تکفیر ہوئی ۸۷

لکھرام پشاوری کے خلاف دعا اور بشارت کہ چھ سال کے

عرصہ میں ہلاک ہو جائیگا ۱۶۲

آپتقم سے متعلق اس بشارت کا ذکر جو مباحثہ (جنگ مقدس)

کے اختتام پر سنائی گئی ۱۶۳

آنحضرت ﷺ سے محبت و عشق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت کی مدح فرمانا ۷

آپ ﷺ کے مولد اور زمین سے محبت اور

آپ ﷺ پر اپنی روح فدا کرنے کا اظہار ۹۳

اپنے عشق و محبت کی وجہ سے میں اپنے محبوب آنحضرتؐ

کے روضہ قبر میں داخل ہو جاؤں گا ۹۵

میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام

ایمانوں کو تازہ و یک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان

دوسرے پلہ میں، بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا۔ ۶۷

لکھرام پشاوری کے قتل کا نشان بیان فرمانا۔ ۱۶۲

وفات مسیح اور عدم نزول اور حضرت مسیح علیہ السلام

کے مثیل ہونے کا دعویٰ اللہ تعالیٰ کے متواتر اور

پے در پے الہامات کے بعد کیا ۱۹۱

خدا کی قسم کھا کر بیان فرمانا کہ میں سچا ہوں اور

دنیا کا طلبگار نہیں ۱۹

اپنی صداقت کے لئے فقد لبثت فیکم عمر ابن قبلہ

کی دلیل پیش کرنا ۱۹۴، ۱۹۳

۱۸۸۳ء میں آپ کا عقیدہ ۲۹۶

اپنے پر خدا تعالیٰ کے فضل بیان فرمانا

اور مخالفین کو غور کرنے کی تلقین ۳۲۳

اس اعتراض کا جواب کہ حضرت مسیح موعودؑ نعوذ باللہ

حضرت عیسیٰ کی تحقیر کرتے ہیں ۲۹۵، ۲۹۴

مجھے جو ملا ہے وہ کامل دین اور کامل نبی حضرت محمد ﷺ سے

ملا ہے اسی لئے وہ سب کچھ عیسیٰ سے افضل ہے ۲۹۵، ۲۹۴

علامات مسیح موعود

احادیث میں مسیح موعود کی تین علامات ۲۱۰، ۲۰۶

رسول کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے دمشق کا نام

اس لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ عیسائیت کا بگاڑ

شروع ہوا تھا ۲۲۷، ۲۲۷

تائید الہی، قبولیت دعا، پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے اوپر اللہ تعالیٰ

کے احسانوں اور فضلوں کا تذکرہ ۳۵، ۳۶، ۲۸، ۱۶۲، ۳۲۳

الہامات کے ذریعہ خوشخبریوں کا تذکرہ ۱۶۳، ۱۶۲

ہمارے مخالفین کے سلب ایمان کا روحانی سبب یہی ہے کہ وہ
اولیاء اللہ کے دشمن ہوئے ایسے مخالفین کو نصیحت ۱۷۹، ۱۷۹

حضرت مسیح موعودؑ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی اور دشنام دہی کی

۱۷۹، ۱۷۸

مخالف علماء کی ریشہ دوانیوں اور فتاویٰ تکفیر پر حضرت

۱۸۳

مسیح موعودؑ کی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا

حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ کرامات الصادقین اپنے اور

۲۲

مخالفین کے معاملہ میں فیصلہ کے لئے تصنیف فرمائی

کرامات الصادقین میں قصائد اور تفسیر اس لئے لکھی گئی

۲۲، ۲۲

کہ منصف لوگوں پر محمد حسین بنا لوی کا افترا ظاہر ہو

اس اعتراض کا جواب کہ آپ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ

۲۹۵، ۲۹۲

کی تحقیر کرتے ہیں

اس اعتراض کا جواب کہ عیسیٰ نے قیامت کے قریب باجوج ماجوج

۳۰۲، ۳۰۲

اور دجال کے ظہور کے بعد نازل ہونا ہے

آپ پر اعتراض کہ اولیاء تو اپنے بارے میں دعویٰ کرتے

۳۲۲، ۳۲۱

ہیں اور آپ نے اپنے متعلق دعویٰ نہیں کیا

اس اعتراض کا جواب کہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت عیسیٰ کے

۳۱۶، ۳۱۵

معجزات کو تسلیم نہیں کرتے

اس اعتراض کا جواب کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ وانہ لعلم

۳۱۷، ۳۱۶

للساعة کے مطابق قیامت کے قریب نزول مسیح ہوگا

اس اعتراض کا جواب کہ اگر آپ ہی آنے والے مسیح ہیں

۳۱۷

تو آپ نے کون سی صلیب توڑی اور کون سا خنزیر قتل کیا

عربی منظوم کلام

۹۶

الا ایہا الواشی الام تکذب

۷۱

ایامحسنى اثنى عليك واشكر

۸۹

بک الحول یا قیوم یا منبع الہدی

اے رسول ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم شعر بھی نہ کہتے ۹۵

۱۰۲

واثرت جبک بعد حب مہیمنی

مہابلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محمد حسین بنا لوی کو مہابلہ کے

۶۸

لئے بلایا لیکن اس نے راہ فرار اختیار کی

مخالفوں کو چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی محمد حسین بنا لوی کو عربی زبان

میں تفسیر قرآن لکھنے اور کم از کم سواشعار میں تصدیہ لکھنے کا چیلنج

۲۷، ۲۶

دینا اور مولوی صاحب کا جلیوں اٹکا کرنا

اشاعت السنہ میں محمد حسین بنا لوی کا حضرت مسیح موعود کے عربی

۶۵، ۶۳

تفسیر نوہی کے چیلنج سے پہلو تہی کا طریق

۱۶۳، ۱۶۱

حضرت مسیح موعود کا اپنے مخالفین پر اتمام حجت کرنا

کرامات الصادقین کا جواب لکھنے کے لئے اور مخالفین کی

علمی حالت ظاہر کرنے کے لئے ایک ہزار روپے کا انعام

(۲) صرخی نحوی غلطی نکالنے والے کے لئے فی غلطی

۵۰ تا ۲۸، ۲۲

پانچ روپے انعام کا اعلان

(۳) اگر قرآن کریم، حدیث یا شاعر کی کتاب میں توفی کے لفظ

کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور انسان اس کا مفعول یہ ہو اور کوئی دوسرا

قرینہ استعمال نہ ہو تو اس کا معنی موت ہوگا۔ اگر کوئی ان کے

علاوہ کسی اور معنی میں یہ لفظ دکھائے تو اس کو ایک ہزار روپے انعام

۲۷۱، ۲۷۰

دیاجائے گا

حضرت مسیح موعود کا حکومت برطانیہ کی طرف سے قیام

۲۳۰، ۲۲۹

اس اور مذہبی آزادی کی تعریف فرمانا

مخالفت و اعتراضات اور ان کے جوابات

مولوی محمد حسین بنا لوی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

تکذیب کرنا، حضور علیہ السلام سے ظاہر ہونے والے نشانات

۲۶، ۲۵

کو استدراج یا نجوم کہا

۲۱۷، ۲۱۶، ۱۸

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قوت قدسیہ

آپ ﷺ کی آمد سے لوگوں میں وقوع پذیر ہونے والی

۴۴، ۴۳

نیک تبدیلیوں کا ذکر

جن احادیث سے رسول کریم ﷺ کی حیات ثابت ہو سکتی ہے

۲۲۱، ۲۲۰

وہاں اس سے مراد حیات روحانی لی جاتی ہے

آیت کریمہ و آخرین منہم لما لحقوا بہم سے ثابت

ہوتا ہے کہ رسول کریم اپنی روحانی توجہ سے امت میں

۴۴۴

آخرین کے گروہ کا تزکیہ فرمائیں گے

خاتم النبیین

آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین ماننے پر حضرت مسیح موعودؑ

۶۷

کا حلفیہ بیان

آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور کسی کے لئے

ح ۱۹۹

جائز نہیں کہ قرآن کو منسوخ کر دے

۲۰۱، ۲۰۰، ۲۳۳

مسیح ناصری کا نزول ماننا ختم نبوت کے منافی ہے۔

خاتم النبیین کے بعد ہمیں کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ ﷺ

۲۳۳

کی برکات تمام زمانوں پر محیط ہیں

معراج

رسول کریم ﷺ معراج کی رات اعجازی طور پر اپنے جسم کے

کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے لیکن اس کے ساتھ ہی آپ

۲۲۰، ۲۱۹

ﷺ کا جسم اظہر بستر پر بھی موجود رہا

رفع

آپ ﷺ نے فرمایا: انسی لا اترک میتا فی قبری الی

ثلثۃ ایام او اربعین بل احی و ارفع الی السماء لیکن

۲۲۱، ۲۲۰

اس سے حیات روحانی مراد لی جاتی ہے۔

۱۳

تذکرہ یا احی یوم التناد

۱۶۵

حمامتنا تطیر بریش شوق

۳۳۵ تا ۳۲۶

دموعی تفیض بذکر فتن انظر

۱۰۵

فان كنت ذی علم فأت نظیرها

۱۲۸

فلا تعذلونی بعد ما قلت سره

۳۷

هداک اللہ هل قتلی یباح

۷۰

یا قلبی اذکر احمد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ کے مفاسد کے بارہ

۳۳۵ تا ۳۲۶

میں درد مند از قصیدہ

متفرق

مکہ مکرمہ سے کچھ افراد کا حضرت مسیح موعود کو خط لکھنا اور آپ

کے حالات کے بارے میں استفسار کرنا ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴

حضرت مولانا حکیم نور الدینؒ کا خط حضور کے نام ۱۵۱ تا ۱۴۹

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت حکیم مولوی نور الدین

صاحب کو اپنے تمام ساتھیوں کا اعلیٰ بصیرت و علم اور دیگر

صفات سے متصف بیان فرمانا اور آپ کی رفاقت پر

۱۸۱، ۱۸۰

اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا

۱۸۱

حضرت مسیح موعود کا مولوی محمد احسنؒ کا ذکر فرمانا

ف

۱۷۴

فضل الدین

ل-م-ن

۱۵۶

لبیب۔ ایک عرب شاعر

لیکھرام پشاوری

لیکھرام پشاوری کے خلاف دعا اور بشارت کہ چھ سال بعد

۱۶۲

ہلاک ہوگا

محمد حسین بناالوی کا علم تفسیر اور عربی زبان سے بے بہرہ

۶۲، ۶۳

ہونا

کرامات الصادقین میں قصائد اور تفسیر اس لئے لکھی گئی کہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ محمد حسین بناالوی اپنے اس دعویٰ میں کہ یہ عاجز مفتزی اور دجال ہے اور عربی زبان سے ناواقف ہے، جھوٹا ہے ۶۳، ۶۲

محمد حسین بناالوی کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی بددعا کا

۹۴

اے خدا! تو ایسے کذب کو پکڑ

ان کو چیلنج کہ اگر ذی علم ہو تو تفسیر سورۃ فاتحہ کی نظیر بنا کر لاؤ ۱۰۵

جو شخص تکفیر میں زیادتی کرے گا ایک دن اس کی بھی تکفیر

۸۷

کی جائے گی۔ چنانچہ بناالوی کی تکفیر ہوئی

محمد احسن صاحب

حضرت مسیح موعودؑ کا مولوی محمد احسنؒ کا ذکر فرمانا ۱۸۱

۱۵۰

محمد الخضر جی الانصاری۔ الشیخ

۱۷۴

محمد بن احمد

حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے نام آپ کے خط کے جواب میں حماسۃ البشری اس حسن ظن میں تصنیف فرمائی کہ یہ درست نیت اور صالح طبیعت کے ہیں جو ملامتوں سے نہیں ڈرتے۔ ۱۷۵

محمد بن اسماعیل۔ بخاری امام

آپ نے صحیح احادیث کے لئے بہت کوشش کی لیکن پھر بھی

ح ۲۱۷

ان میں تناقض ختم نہ کر سکے

۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰

محمد سعید الشامی الطرابلسی

حضرت مسیح موعودؑ کی مدح اور عیسائیوں کی ججو میں ان

۱۵۶، ۱۵۳

کے اشعار

حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں آپ کی ایک روایا ۱۶۰

متفرق

ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ کا خواب میں اپنی تلوار

ح ۱۹۰

ٹوٹنے دیکھنا اور اس سے مراد

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل سے

حضرت ابوبکر صدیق نے رسول کریم ﷺ کی وفات کا

۲۳۶، ۲۳۵، ۹

استدلال کیا

رسول اکرم ﷺ کی مدح میں حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام

۱۰۵

کے عربی قصائد

۲. یا قلبی اذکر احمد عین الهدی مفنی العدا ۷۰

۳. ایام حسنی اثنی علیک واشکر

۷۱

فدی لک روحی انت ترسی وما زار

۴. بک الحول یا قیوم یا منبع الهدای

۸۹

فوفق لی ان اثنی علیک و احمد ا

محمد احمد کی

ایک احمدی جن کا خط حماسۃ البشری کی وجہ تصنیف بنا ۱۷۲

آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے ان کے

۳۳۵، ۱۷۵

خط کا جواب

ح ۱۶۳

محمد بیگ ابن نظام الدین

محمد حسین بناالوی

حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی تکذیب کرنا ۴۶، ۴۵

حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کا مولوی اسے عربی زبان میں

تفسیر قرآن لکھنے اور کم از کم سوا شعرا میں قصیدہ لکھنے کا

۴۷، ۴۶

چیلنج دینا

حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے اسے مبالغہ کے لئے بلایا

۶۸

لیکن اس نے راہ فرار اختیار کی

اشاعت السنہ میں محمد حسین بناالوی کا حضرت مسیح موعودؑ کے عربی

۶۵، ۶۴

تفسیر نویسی کے چیلنج سے پہلو تہی کا طریق

۲۲۱، ۲۱۰

موسیٰ علیہ السلام - حضرت

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ، ذوالقرنین،

۱۷، ۱۶-۲۱، ۲۲ ح

اور حواریوں سے کلام کیا

آیت فلا تکن فی مریة من لقائہ موسیٰ کی

۲۲۱، ۲۲۲

حیات ثابت کرتی ہے۔

۱۷۴

نور الدین - حضرت حافظ الحاج حکیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق آپ کی ایک تحریر اور آپ کی

۱۳۹ تا ۱۵۱

مدح میں ایک عربی قصیدہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آپ کو اپنے تمام ساتھیوں سے

اعلیٰ بصیرت و علم اور دیگر صفات سے متصف بیان فرمانا اور آپ

۱۸۰، ۱۸۱

کی رفاقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا

وسی

۱۵۶

وزیر خان - ڈاکٹر

۲۵۳ ح درج

ولی اللہ شاہ دہلوی - حضرت

۲۲۱

بچی علیہ السلام

علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے خالہ زاد بھائی حضرت بچی

۲۱۵

کے ساتھ دوسرے آسمان پر موجود سمجھتے ہیں۔

۲۹۵

یوحنا

۲۱۱

یوسف علیہ السلام

آپ کا رسالہ ایفاظ الناس جو انہوں نے حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کی تائید اور صداقت میں تحریر فرمایا ۱۸۲

خضعت لرفعه مجدک العظماء

۱۵۵ تا ۱۵۳

محمد سعید شامی کے اشعار

حمد غزیر صادق الاذغان

محمد سعید شامی کے حضرت مسیح موعود کی شان میں اشعار ۱۵۷ تا ۱۵۵

۱۵۶

الا لاری من احب بعینی

کتاب حکمی زهر الربیع نضارة

کرامات الصادقین کے بارے میں السید محمد سعید الشامی

۱۵۷

کے اشعار

۱۵۶

محمد علی کانپوری - السید

محمدی بیگم

۱۶۳، ۱۶۲

محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئی کا بیان

ح ۱۶۳

محمود بیگ

۶۳

محمی الدین - میاں

۱۹۰

معاذ بن جبل - حضرت

مریم علیہا السلام

غیر نبی کو بھی الہام ہو سکتا ہے جس طرح صاحب خضر اور

ح ۲۹، ۲۸

حضرت مریم کو الہام ہوا

مسیح موعود علیہ السلام

دیکھئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام



مقامات

س-ش	ا-ب
۳۰۹	۱۶۰، ۲۲
۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۶۰	۳۱۰
۱۹۷	ح ۱۸۵
۱۷۴	ح ۲۳۰، ۲۱۰
ط-ع-ف-ق	ح ۱۸۶
۲۱۰، ح ۱۸۵	ح ۱۸۹، ۱۸۵
ح ۱۸۵	ح ۱۸۹
۳۱۲	ح ۱۸۹
۳۰۹	ح ۱۸۹
۱۵۹	ح ۱۸۶
ل-م-ن-ہ	ح ۱۸۵، ۱۹۷، ۲۲۵
۱۶۳، ۶۳	رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کے حوالے سے دمشق کا نام اس لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ فساد شروع ہوا
۳۱۲، ح ۲۰۴، ح ۱۸۹	۲۲۷، ۲۲۶
۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰	۱۹۳، ۱۸۸، ۱۸۷
ح ۲۰۴، ح ۱۸۹، ح ۸۶	ح ۲۱۰
۲۲۵، ۱۷۳، ۱۵۹	۳۱۲



کتابیات

تفسیر کبیر مصنفہ امام رازی (اجرام فلکی کی تاثیرات) ۲۹۰

تفسیر مظہری

تفسیر مظہری کا مصنف لکھتا ہے کہ ابو ہریرہؓ نے آیت کریمہ
وان من اهل الكتاب..... کی تاویل میں غلطی کی ہے ۲۴۰

تنزیہ القرآن مصنفہ السید لیبیب ۱۵۱، ۱۵۰

توضیح مرام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۱۶۱، ۶۳، ۶۱، ۶۴

۲۸۵

ح

حجۃ اللہ البالغہ (ولی اللہ شاہ محدث دہلوی)

اجرام فلکی کی تاثیرات ہوتی ہیں۔ ۲۹۰

الحجج الکرامۃ (نواب صدیق حسن خان) ۳۰۲

د-ط-ع

دافع الوسوس ۶۴

الطہرانی ۲۰۷، ۲۰۰

العینی شرح بخاری ۳۱۲

ف-ق-ک-گ

فتح اسلام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۱۶۱، ۶۴

فتح الباری (شرح بخاری) ۳۰۰

فتح البیان (تفسیر) ۳۰۲

فتوح الغیب (سید عبدالقادر جیلانی) ۱۶

الفوز الکبیر ۳۵۵، ۳۵۷

فیوض الحرمین (ولی اللہ شاہ محدث دہلوی)

اجرام فلکی کی تاثیرات ۲۹۲، ۲۹۳

آ-ا

آئینہ کمالات اسلام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۱۶۱

ابن ماجہ . الصحیح ۲۳۵

اشاعت السنہ ۶۴، ۶۳

ازالہ اوہام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۲۰۰، ۱۶۱، ۲۰۰

انا جیل ۲۲۵

ایقانہ الناس (محمد سعید طرابلسی)

محمد سعید الطرابلسی کا رسالہ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی تائید اور صداقت میں تحریر فرمایا ۱۸۲

ب-ت

بخاری۔ الجامع الصحیح

۱۹۹، ۲۰۰، ۲۱۴، ۲۲۰، ۲۲۹، ۲۲۹

۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸،

۳۱۲

الکامل لابن اشیر

ل-م

۳۱۱، ۲۶۳

لسان العرب

۲۵۳، ۲۵۱، ۲۱۳، ح ۱۸

مسلم۔ الجامع الصحیح

ح ۲۳۰، ۲۰۷

المستدرک

ح ۲۵۳

مدارج السالکین از امام ابن قیم

کرامات الصادقین (تصنیف حضرت مسیح موعود)

حضرت مسیح موعود نے رسالہ کرامات الصادقین اپنے اور مخالفین

کے معاملہ میں فیصلہ کے لئے تصنیف فرمائی

کرامات الصادقین میں شامل قصائد امرتسر میں فی البدیہہ کہے

گئے۔

رسالہ (کرامات الصادقین) میں یہ قصائد اور تفسیر اس لئے لکھی

گئی کہ منصف لوگوں پر محمد حسین بنالوی کا افترا ظاہر ہو۔ ۶۳، ۶۲

کرامات الصادقین کے بارے میں محمد الطرابلسی الثامی کے

تعریفی کلمات

۵۹

